تم میرے ہو

شانزے راجپوت

"جلدی اٹھا کرو تا کہ ڈھنگ سے ناشتہ کر سکو۔ پیٹ میں کچھ جائے گا تو دماغ چلے۔"

ممتا بیگم نے اس کی پلیٹ میں جیم لگے ہوئے بریڈ کی دو پیس رکھے اور دودھ کا گلاس اس کے آگے رکھا۔

"صبح صبح دودھ کا گلاس نہ دیا کریں ماما۔ سارا کھایا پیا باہر آنے لگتا ہے۔

وہ جھنجھلا کر گویا ہوئی۔

"صبح دودھ گلاس نہ دوں شام کو بھی نہ دوں تو بولو کب دوں۔ چڑیا جیسی تو خوراک ہے۔ جیسی تمہاری پڑھائی ہے ناں تمہارے دماغ کو غذا بھی ویسی چاہیے۔ سارا دماغ خشک ہوا پڑا ہے۔"

ممتا بیگم نے خود بھی بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگی تھیں۔

"بھیا سمجھائیں ماما کو۔ میرا پیٹ ہے لالو کھیت نہیں۔ کیوں تایا جان صحیح کہہ رہی ہوں ناں میں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بریڈ کا آخری بائٹ نگلتے اس نے نین کی طرف پر شکوہ نظروں سے دیکھا پھر میسم صاحب سے تائید چاہی۔

"بات میں دم ہے بھئی یوں بھی اگر یہ آپ کی بتائی گئی مقدار کے مطابق کھاتی رہی تو جلد ہی موٹی ہو جائے گی اور پھر مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرا بیٹا گھبرا کر بھاگ ہی نہ جائے۔"

میسم صاحب کی بات پر سب کی ہنسی چھوٹ گئی تھی جبکہ وہ سرخ چہرہ لیے کرسی کھسکا کر اٹھ گئی۔

"وہ میدان مارنے والوں میں سے ہے بھاگنے والوں میں سے نہیں۔"

چچی فوراحمایت میں بولی تھیں۔خود کو موضوع گفتگو بنتے دیکھ کر وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

"میدان چھوڑ کر آج تک ہم نہیں بھاگے تو ہمارے بھتیجے کی کیا مجال۔"

ابرار صاحب کی ہنسی چچی جان کو آگ لگا گئی تھی۔

"میاں بھری محفل میں منہ نہ کھلواؤ۔اس بے لگام گھوڑے نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔وہ تو میرا جگرہ تھا جو لگامیں کس لیں ورنہ ارادے تو چاند پر کمند ڈالنے کے تھے۔"

ان کے تابڑ توڑ طنز پر وہ اچھا خاصا بدمزہ ہوئے تھے۔

عالیہ اور رافع ان کی نوک جھونک سے خاصے محظوظ ہو رہے تھے۔

"کیری آن چچی جان۔"

نین ہنستا ہوا گاڑی کی چابیاں لے کر پریشے کو لیے باہر نکلا۔ آگے پیچھے رافع اور ماہیر بھی آفس کے لیے نکلے تھے۔

اسے یونیورسٹی گیٹ پر اتار کر وہ ڈھیروں نصیحتیں کرتا آفس روانہ ہو گیا۔

آج وہ پانچ منٹ لیٹ پہنچی تھی۔ کلاس میں داخل ہوتے ہی اس نے سکون کی سانس لی۔ پروفیسر صاحب کی آمد ٹھیک ٹھیک دس منٹ بعد ہوئی تھی اور آتے ہی انہوں نے سب سے اسائنمنٹ کلیکٹ کرنا شروع کر دیا تھا۔

فرنٹ سیٹ پر بیٹھی وہ نوٹ بک پر ہاتھ جمائے بیٹھی تھی، جیسے نہ کھولنے کا تہیہ کر بیٹھی ہو۔

پروفیسر ترتیب سے سب کی نوٹ بک چیک کرتے اسی سمت آرہے تھے اور ادھر اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ پیٹ میں عجیب سی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

"مس پریشے اگر آپ کا وظیفہ مکمل ہو گیا ہو تو نوٹ بک کھولنے کی زحمت کر لیں۔"

پروفیسر کے طنزیہ انداز پر کلاس میں ہلکی ہلکی سی ہنسی کی مشترکہ آوزیں گونجی تھیں۔

آنکھیں بند کیے وہ نہ معلوم کیا بڑبڑا رہی تھی، جب پروفیسر کی کرخت آواز نے اس کی آنکھیں پٹ سے کھول دیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"آپ کو کیسے پتا کہ میں وظیفہ پڑھ رہی ہوں؟"

آنکھیں پٹپٹاتے وہ قدرے معصومیت سے مستفسر ہوئی۔

"وہ ایسے بی بی کہ جب اسائنمنٹ نہ بنا ہوا ہو ناں تو میرے عتاب سے بچنے کے لیے وظیفے ہی کیے جاتے ہیں۔"

اپنی ناک پر رکھا چشمہ درست کرتے وہ ایک بار پھر طنزیہ لہجے میں بولے تھے۔

"پر آپ کو کیسے پتا کہ میں نے اسائنمنٹ نہیں بنایا۔

وہ حیرت کی تصویر بنی ایک بار پھر سے استفسار کر گئی۔

اس کی اداکاری پر کلاس میں دبی دبی سی ہنسی کی آوازیں پھر سے گونجی تو پروفیسر نے گھور ایک نظر سب پر ڈالی۔ آوازوں کو یوں بریک لگا گویا حلق میں گولا اٹک گیا ہو۔

"وہ ایسے کہ تمہارہ شکل بتا رہی ہے کہ۔۔۔۔ ! ایک سیکنڈ تم میرا وقت ضائع کرنا چاہتی ہو تا کہ میں لیکچر نہ لے سکوں۔"

روانی سے بولتے ہوئے وہ اچانک تھمے اور ماتھے میں بل ڈالے قدرے برہمی سے گویا ہوئے تھے۔ ادھر اپنی چوری پکڑی جانے پر پریشے گڑبڑا کر رہ گئی۔

"نہیں سر میں تو صرف سوال پوچھ رہی تھی۔"

اپنی صفائی میں وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ انہوں نے زبردست طریقے سے اسے گھورا۔

"سٹینڈ اپ احمق لڑکی! میرا اتنا قیمتی وقت ضائع کر دیا۔"

اسے ڈانٹتے ہوئے انہوں نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔

"اب بتاؤ یہ اسائنمنٹ کیوں نہیں بنایا؟"

خالی پیپر فائل اس کی ڈیسک پر پٹختے ہوئے وہ مشتعل ہوئے۔

"سر میرے سر میں درد تھا۔"

ہلکی سی آواز میں کہتے ہوئے اس نے نہ بنانے کا جواز پیش کیا۔

"بڑی ہی کوئی انہونی ہو گئی تھی مس پریشے ! آپ کے پاس دو گھنٹے ہیں، اگلے دو گھنٹوں میں یہ اسائنمنٹ میرے آفس میں آکر جمع کروائیں۔ دس از لاسٹ وارننگ۔"

پروفیسر اسے وارن کرتے اپنی کتابیں اٹھا کر کلاس سے نکلتے چلے گ ئے۔ پیچھے سے شہریار اور سعدی کا بلند و بانگ قہقہہ گونجا تھا۔

وہ سب کو نظر انداز کرتی غصے سے لال پیلی ہوتی باہر سبزے کی طرف نکل آئی۔

"رعب تو ایسے جھاڑتے ہیں جیسے پیسے دیتے ہوں اسائنمنٹ بنانے کے۔ دیتی ہوں میں بھی اسائنمنٹ بنا کے۔ یاد ہی رکھیں گے کہ کس سے پالا پڑا تھا۔"

بگڑے موڈ کے ساتھ بڑبڑاتے ہوئے اس نے بیگ درخت کے قریبی لگے سنگی بینچ پر پٹخا اور نوٹ بک نکال کر جلدی جلدی پین سے چند جھریٹیں ماریں۔ ایک نظر فائل میں لگے پیپرز پر ڈالی اور ہنسی ضبط کرتی ہوئی وہ آفس کی طرف چل دی۔

پروفیسر نے خاموشی سے فائل اس سے لی اور اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

"بندہ شکریہ ہی کہہ دیتا ہے۔ اتنی محنت سے بنایا تھا۔ حد ہے احسان فراموشی کی بھی۔"

خود کلامی کرتے وہ آفس سے باہر نکلی ہی تھی کہ پیچھے ہی شہریار اور سعدی سیڑھیوں پر بیٹھے نظر آئے۔

"جمع کروا دیا اسائنمنٹ، میں تمھاری ہیلپ کے لیے ہی ادھر آیا تھا۔"

وہ آخری سیڑھی پر تھی جب شہریار نے اسے استفسار کیا ساتھ ہی وہاں اپنی موجودگی کا جواز بھی پیش کیا۔

"میں نے بنا لیا ہے اور ایسا بنایا ہے کہ اگلے پچھلے سارے کھاتے پورے کر دیے ہیں۔"

آنکھوں میں شرارتی سموئے وہ مسکراہٹ دباتی ہوئی یونیورسٹی کے خارجی دروازے کی طرف چل دی۔ماہیر کا میسج آیا تھا۔وہ باہر اس کا انتظار کر رہا تھا۔

شہریار تھرڈ ائیر کا سب سے قابل اور سینئر سٹوڈنٹ تھا۔پریشے اسے شروع سے اچھی لگتی تھی۔اس کی باتیں اس کی حرکتیں اس کی عادتیں اس کی معصومیت کا وہ قائل ہوا تھا۔

ٹکٹکی باندھے وہ دور جاتی پریشے کو دیکھ رہا تھا کہ سعدی نے اسے کمر میں زوردار دھپ رسید کی۔

"ابے سنبھال کے رکھ اپنے اس دل کو۔بڑی پہنچی ہوئی شے ہے یہ پریشے۔بہت بڑا ہاتھ ہے اس کے پیچھے،ورنہ جس طرح کے یہ کارنامے انجام دیتی ہے ناں اسے یونی سے نکالنے میں ایک لمحہ نہیں لگتا۔"

سعدی اس کا بہترین دوست تھا۔پریشے کی ذات میں بڑھتی دلچسپی دیکھتے اس نے اسے سنجھایا کہ شہریار کی آنکھوں میں وہ پریشے کے نام کی روشن قندیل دیکھ چکا تھا۔

"تو اپنا منہ بند رکھ۔"

بدمزہ ہو کر اسے ٹوکتے وہ بیگ اٹھائے کینٹین کی طرف چل دیا۔

گھر آکر جو وہ سوئی تھی،پھر شام میں ہی آنکھ کھلی تھی۔فریش ہو کر وہ نیچے چلی آئی۔

لاؤنج میں محفل جمی ہوئی تھی۔ نین، زین، عالی، رافع ماہیر اور زویا سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"میرا ابڈی اٹھ گیا بھئی۔"

نین نے اسے اپنے پاس بٹھالیا۔ وہ ابھی بھی سوئی جاگی سی کیفیت میں تھی۔

"کیا ہوا پریشے طبیعت ٹھیک ہے؟"

پیار سے اسے اپنے ساتھ لگائے وہ متفکر سا ہوا تھا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے نین بھیا۔"

"کیوں بھئی؟" اس کے کندھے پر بازو پھیلائے وہ محبت سے مستفسر ہوا۔

"پھر کوئی کارنامہ کیا ہوگا یونیورسٹی میں۔"

جواب صوفوں پر ترتیب سے کشن رکھتی زویا بھابھی کی طرف سے آیا تھا۔

"دیکھ لیں زویا بھابھی کو، یہ ایسے کرتی ہیں میرے ساتھ۔ اب بھی ڈانٹ رہی ہیں۔"

نین کے کندھے سے سر ٹکائے وہ خفا ہوئی۔

"میں نے کب ڈانٹا تمہیں؟"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

حیرت سے ان کا منہ کھل گیا۔ فوراسیدھی ہوئیں اور آنکھیں سکیڑ کر اس سے پوچھا۔

عالی نے اپنی بے ساختہ اڈتی مسکراہٹ دبائی۔

"خبردار بھابھی جان جو آپ نے میری اکلوتی بہن کو ڈانٹا تو۔"

نین نے ہنستے ہوئے انگلی اٹھا کر تنبیہہ کی۔ وہ کچن میں چلی آئیں۔ شام کی چائے کا وقت تھا۔ انہوں نے چائے کا پانی چولہے پر چڑھایا اور فریج سے نگیٹس فرائے کرنے کے لیے نکالے۔

"آپ پر بھی کوئی چیک اینڈ بیلنس رکھنے والا ہونا چاہیے۔"

پریشے نے وہیں بیٹھے بیٹھے بلند آواز میں کہا۔

"بے فکر رہو اس کام کے لیے ماہیر ہے۔"

رافع نے اسے زرا تسلی دی۔

"بہت ڈھیل دے رکھی ہے بھائی نے۔ ان سے کہیں لگا میں کس کے رکھیں اپنی بیگم کی۔"

مصنوعی طنز کا مظاہرہ کرتی وہ دھپ دھپ کرتی اوپر چلی گئی۔ پیچھے نین سمیت سب کا قہقہہ گونجا تھا۔

"دیکھا تم نے دن بہ دن اس پریشے کے پر نکلتے جا رہے ہیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بھابھی نے کن نظروں سے اوپر جاتی ہوئی پریشے کو دیکھا۔وہ کڑھ کر رہ گئیں۔

"نکلنے دیں پر نکلتے ہیں تو اڑان بھر کر اس نے جانا بھی کہاں ہیں۔اس کی ساری ڈوریاں تو ہمان کے ہاتھ میں ہیں۔"

عالیہ نے ہنس کر کہا۔وہ رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔

"ڈور موصوفہ کی ڈھیلی ہے اور الزام مجھ غریب پر۔ویسے اس کا الگ سے حساب ہو گا۔"

دوہائی دیتے ہوئے بھابھی نے چائے کے کپ ٹرے میں رکھے۔عالیہ نگٹس لیے باہر چلی آئی۔لاؤنج میں سب لوگ موجود تھے۔شام کی چائے سے لطف اندوز ہوتے وہ دن بھر کی مصروفیات پر بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔

ہمان گھر دیر سے آیا تھا،تقریباً سب ہی سو چکے تھے۔اپنے کمرے میں آکر وہ فریش ہوا۔آج کا دن تھکا دینے والا تھا۔اس کے اعصاب شل ہو چکے تھے۔کام کے باعث پچھلی دو راتوں سے وہ سویا نہیں تھا۔

فریش ہونے کے بعد اس کا رخ پری کے کمرے کی طرف تھا۔سفید شلوار سوٹ میں شال کندھوں پر ڈالے سلیقے سے بالوں کو سیٹ کیے وہ خوبرو لگ رہا تھا

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ایک ہاتھ میں فائل لیے دوسرے ہاتھ سے دروازہ کھولا تو توقع کے عین مطابق وہ کتابوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔

اوندھے منہ لیٹے پین پکڑے کبھی پین منہ میں دباتی تو کبھی لکھنے لگ جاتی۔ پیچھے سے دونو ں ٹانگیں گھٹنوں تک اٹھائے وہ انہیں جھلّا رہی تھی۔ سنہری زلفیں کچھ پشت پر تو کچھ تکیے پر بکھری پڑی تھیں۔

اسے دیکھتے ہی ساری تھکان دور جا سوئی تھی۔ ہونٹوں پر جاندار سی مسکراہٹ سجا ئے وہ کچھ لمحوں تک اسے مبہوت سا دیکھے گیا پھر آگے بڑھا اور چپکے سے پیچھے سے اس کے بال کھینچے۔

"آہ! کون ہے یہ بدتمیز"

وہ زور سے چیخی تھی۔ ہمان دو قدم پیچھے ہوا۔ پریشے اٹھ کر سیدھی ہوئی۔ سامنے ہمان کو دیکھ کر اس کی باچھیں کھل گئیں۔

"ہمان آپ! آپ کب آئے؟۔"

حلق تر کرتے اس نے باشمکل مسکرا کر پوچھا۔

"جی محترمہ! میں ہی ہوں یہ بدتمیز۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ بیڈ پر اس سے زرا فاصلے پر جگہ سنبھالتے مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا تھا۔ نظریں جھکائے وہ شرمندہ شرمندہ سی تھی۔

"دو دن سے کہاں تھے؟"

اس کی اپنی ہی فکریں تھیں بھلا وہ دوسروں کی کیا فکر کرتی۔ دو دن ہمان سے بات نہیں کرتی تھی تو پورا دن بولائی بولائی پھرتی تھی۔

کتابیں ایک طرف رکھتے وہ قدرے خفگی سے استفسار کرنے لگی۔ ہمان نے دلچسپی سے اس کے تاثرات ملاحظہ کیے اور جواب دیا۔

"ابھی آیا ہوں، دو دن سے کام کی وجہ سے نہیں آسکا تھا۔ تم میری چھوڑو اپنی سناؤ۔"

اب وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ پریشے کی چھٹی حس نے فوراً اسے سگنل دیا۔ وہ ایک دم الرٹ ہو گئی۔

"دن کیسا گزرا تمہارا؟"

ہمان نے اس کے بال کان کے پیچھے کیے، جو بار بار ہوا کے دوش پر اڑتے اس کے چہرے کا طواف کرتے ہمان کے دل میں ہلچل مچا رہے تھے۔

"اچھا گزرا میرا دن۔"

وہ مسکراتی ہوئی یوں لگتی تھی۔ جیسے نیلے آسمان کی چادر میں چمکتے ستاروں کے جھرمٹ میں ہیرے کی مانند جڑا روشنیاں بکھیرتا چاند۔

"اسائنمنٹ ٹھیک بنا تھا تمہارا؟"

اس کی بکھری کتابیں دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آئن سٹائن کی بہن ہو۔

"مجھے نیند آرہی ہے ہمان! صبح بات کریں گے۔"

پریشے نے جمائی لیتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھا اور چادر اپنے اوپر کھینچی۔

"پہلے جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ۔"

ہمان نے چادر دوبارہ پیچھے کی اور سختی سے کہا۔

"اچھا بنا تھا۔"

منہ لٹکائے وہ مدھم آواز میں جواب دے گئی۔ اگر وہ اسائنمنٹ کے بارے میں پوچھ رہا تھا تو واضح تھا کہ وہ سب کچھ جان چکا ہے۔

"اسائنمنٹ میں کیا لکھ کر آئی ہو؟"

اگلا سوال پیش خدمت تھا۔ ہمان کے ہاتھوں آج پھر اس کی کلاس لگی تھی۔ ہفتے میں ایک دوبار تو کلاس ضرور لگتی تھی۔

پریشے نے تھوک نگلا اور ایک چور نظر اس پر ڈالی جو مسلسل اس کے چہرے پر نظریں جمائے بیٹھا جواب کا منتظر تھا۔

اب بھلا وہ اسے کیا بتاتی کہ کیا لکھ کر آئی ہے۔ دوسری طرف ہنوز خاموشی پر ہمان نے اسائنمنٹ کی فائل کھول کر اس کے سامنے رکھ دی۔

فائل میں لگے ہر کاغذ پر پروفیسر کا حد درجہ خوبصورت سکیچ بنا ہوا تھا۔ اتنا خوبصورت کے ہمان کو اپنا قہقہہ ضبط کرنا دنیا کا مشکل ترین کام لگا تھا۔

پریشے نے فائل اٹھا کر چہرے پر رکھ لی۔ ہمان نے فائل اس کے چہرے سے ہٹائی۔ مسکراہٹ اس کے چہرے سے جدا نہ ہوتی تھی۔ خود ہمان بھی اپنی مسکراہٹ زیادہ دیر تک چھپا نہیں سکا تھا اور کھل کر ہنس دیا تھا۔ وہ اس لڑکی سے پانچ منٹ سے زیادہ خفا ہو سکتا تھا نہ اسے ڈانٹ سکتا تھا کہ پریشے وہ طوطا تھی جس میں جادوگر کی جان بستی تھی اور جادوگر کوئی اور نہیں وہ خود ہی تھا جس نے نہ معلوم کیا جادو کیا تھا پریشے پر کہ وہ تن من دھن سب کچھ بالی عمریا میں ہی اس کے نام کر چکی تھی۔ کچی عمر کی محبت کے رنگوں میں نہائی یہ لڑکی اسے دل و جان سے زیادہ عزیز تھی۔

"دس از ناٹ فیئر پریشے ! بہت غلط حرکت کی ہے تم نے۔ایک تو اسائنمنٹ نہیں بنایا اوپر سے پروفیسر کا یہ سکیچ ! کیا ہے یہ سب، تمہیں پتا ہے کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی ہے مجھے پرنسپل کے سامنے۔ میں ڈیوٹی پر تھا جب تمھاری کارستانیاں بتانے کے لیے مجھے یونیورسٹی بلایا گیا۔"

وہ ڈانٹ نہیں رہا تھا،نہ ہی اونچی آواز میں بات کر رہا تھا۔وہی نرم دل موہ لینے والا لب ولہجہ تھا جس کی وہ اسیر تھی مگر آج نہ معلوم کیوں کیوں لہجہ قدرے سخت لگا تھا۔

"میں نے سر کو کہا تھا کہ میرے سر میں درد تھا پر انہوں نے کہا دو گھنٹے میں بنا کر جمع کرواؤ۔چار پانچ گھنٹوں کا کام بھلا کبھی ہوا ہے دو گھنٹوں میں۔چلے گئے سنا کر حکم۔ایک تو پوری کلاس کے سامنے مجھے ڈانٹا اور وقت بھی اتنا کم دیا کہ خدا کی پناہ۔میں بھی انسان ہوں مجھے غصہ آگیا تھا۔اسی لیے میں نے۔۔۔۔!"

روتے ہوئے وہ سوں سوں کرتی اسے پروفیسر کی شکایت کر رہی تھی۔آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہہ رہے تھے۔اب بوکھلانے کی باری ہمان کی تھی۔رونا اس قدر شدید تھا کہ اس سے بولا بھی نہ گیا تھا۔

"شش چپ! لڑکیاں روتی ہوئی اچھی نہیں لگتیں۔"

اس کے آنسو پوروں پہ چنتے وہ نرمی سے گویا ہوا۔ جذبات کا ایک طلاتم تھا جسے اس نے بڑے ضبط سے تھپک تھپک کر سلایا تھا کہ اس کے آنسو اس کی کمزوری تھے۔ وہ ہرگز اسے روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"کیا پڑھ رہی تھیں تم۔"

بات کا رخ موڑتے اس نے ایک طرف پڑی اس کی کتابوں میں سے ایک کتاب اٹھاتے استفسار کیا۔

"کیمسٹری کی کچھ ایکویشن حل کر رہی تھی۔"

اپنے اور اس کے درمیان نا محسوس طریقے سے فاصلہ قائم کرتے وہ نرمی سے جواب دے گئ جبکہ اس کی حرکت پر وہ مسکراہٹ ضبط کر گیا کہ اس کی زیرک نظروں سے مخفی تو نہیں تھا کچھ بھی مگر اس نے ظاہر نہ کیا۔

"لاؤ میں ہیلپ کرتا ہوں تمھاری۔"

اس نے مدد کی پیشکش کی۔

"نہیں میں نے سب کر لیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اسے کیمسٹری کی نوٹ بک اٹھاتے دیکھ کر پریشے نے کتابیں وہاں سے اٹھا کر دراز میں ڈال دیں۔مبادہ وہ واقع سمجھانے نہ بیٹھ جائے کہ کیمسٹری سے اس کی ویسے ہی جان جاتی تھی اور یہ ہمان کا پسندیدہ مضمون بھی تھا جبکہ اسے اتنا ہی زہر لگتا تھا۔

"اچھا! اگر پڑھ لیا ہے تو سمیٹو یہ سب اور آرام کرو۔"

اسے تلقین کرتا وہ کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھا۔

اس کی تیاری دیکھ کر پریشے نے مشکوک نگاہوں سے سر تا پیر اس کا جائزہ لیا۔

اسے دروازے کی اور بڑھتے دیکھ وہ تیزی سے اس کی راہ میں حائل ہوئی۔بروقت ہمان اپنے قدموں کو بریک نہ لگاتا تو تصادم ممکن تھا۔

"کہاں جارہے ہیں اس وقت آپ؟"

کڑے تیوروں سے دونوں ہاتھ کمر پر رکھتی وہ گھور کر مستفسر ہوئی۔

"کیوں! تم نے چلنا ہے میرے ساتھ؟"

گھمبیر لہجے میں اس کی طرف جھک کر وہ مسکراہٹ دبا کر پوچھنے لگا۔وہ جو جوشیلے انداز میں اس کی خبر لینے آئی تھی۔سارا جوش اُڑ کر خاک ہوگیا۔گڑبڑا کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

ہمان کا گھمبیر لہجہ نہ صرف اس کی دھڑکنیں بڑھا گیا تھا بلکہ اس کی نگاہیں اس حد تک جھک گئ تھیں مانوں سجدہ ریز ہوں۔

"کیا ضرورت تھی تفتیشی آفیسر بننے کی بھلا۔ اب جھیلو۔ وہ کیا کہتے جب اوکھلی میں دے ہی دیا تو موسلوں سے کیا ڈرنا۔"

خود کلامی کرتی وہ ہاتھوں کو مسلتی اس کے یہاں سے جانے کی منتظر تھی مگر دوسری طرف خاطر خواہ آثار نظر نہیں آرہے تھے۔

ہمان نے گہری نگاہوں سے اس کے صبیح چہرے کو دیکھا۔ حیا کے رنگ اس کے خوبصورت سے چہرت کو گلاب سی شبیہہ دیتے تھے۔

اس پر خوشبوئیں بکھیرتی اس کی مسکراہٹ جان لیوا ثابت ہوتی تھی جو فالفور مفقود تھی۔

مارے خفت کے اس کی آواز ہی نہیں نکل پارہی تھی۔ پلکوں کی چلمن اٹھنے سے انکاری تھی۔

"محترمہ آپ کچھ کہنے آئی تھیں مجھ سے۔"

اس کی خفت مٹانے کے لیے وہ ایک آئبرو اچکاتے اسے گویا یاد دلانے لگا۔ وہ جو سر جھکا ئے کھڑی ہاتھوں کو مسل رہی تھی، جلدی سے نگاہیں اٹھائیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اگر باہر جا رہے ہیں تو مجھے بھی لے کر چلیں ورنہ میں تایا ابو سے آپ کی شکایت کر دوں گی۔"

کیا انداز تھا بندہ بشر قربان نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔

"کیا بولو گی تایا جان سے۔"

ہمان نے خوشمگیں نظروں سے اسے گھورا۔

"یہی کہ آپ رات گئے تیار شیار ہو کر خوشبو وشبو لگا کر آوارہ گردی کرتے پھرتے ہیں۔"

کندھے اچکاتی وہ مزے سے گویا ہوئی۔

"پہلے میں سوچ رہا تھا تمہیں لے چلتا ہوں۔ کیمسٹری پڑھ پڑھ کر تمہارا دماغ خشک ہو گیا ہو گا کہ باہر کی تازہ ہوا کھاؤ گی تو اچھا محسوس کرو گی مگر اب تو قطعی نہیں لے کر جاؤں گا۔ شرافت سے جا کر سو جاؤ۔"

تاسف سے کہتا وہ اسے یہاں سے جانے کا اشارہ کرتا آگے بڑھ گیا تو وہ ہڑبڑا کر اس کے پیچھے لپکی۔

"ارے رے آپ تو ناراض ہو گئے۔ میں تو مذاق کر رہی تھی۔ پہلے کبھی شکایت کی ہے جو اب کروں گی۔"

اس کا راستہ روک کر وہ مسکرا کر لجاجت سے بولی تو وہ کوفت زدہ سا ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"لے چلیں ناں اتنا بھاؤ کھا رہے ہیں۔"

وہ زچ ہوتے منہ کے زاویے بگاڑنے لگی۔

ہمان نے ایک نظر گھڑی پر ڈالی رات کے گیارہ بج رہے تھے اور موصوفہ کو ہری ہری سوجھ رہی تھی۔

"رات بہت ہو گئی ہے کل چلیں گے۔"

وہ ٹال مٹول کر گیا۔پری نے اسے راہداری میں ہی جالیا۔

"میرے سر کہتے ہیں کل کبھی نہیں آتی۔اس لیے کل کرے سو آج کر آج کرے سو ابھی۔"

وہ قطعی سونے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"تو تم نہیں ٹلو گی۔"

ہمان نے مسکراہٹ دبائی۔

"نہیں ٹلوں گی۔"

وہ نفی میں گردن ہلانے لگی۔

"جاؤ شال لے کر آؤ اپنی۔"

"یس۔"

ہاتھ کا مکا بنا کر اس نے ہوا میں بلند کر کے نیچے کیا اور ساتھ ہی نعرہ لگایا۔

شال اوڑھے وہ ہمان کے ہمراہ پورچ تک آئی۔ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے اس نے گاڑی روڈ پر ڈال دی۔

"میں تمھاری آدھی رات کو باہر جانے والی اس عادت سے سخت نالاں ہوں۔"

وہ مصنوعی خفگی سے بولا۔

"اور یقین کریں میں بھی۔"

چہرے پر دنیا بھر کی بیزاریت سجائے اسے چڑانے کے لیے وہ بھی دوبہ دو بولی تھی۔

"بہت بولنے لگ گئی ہو تم اور شرارتی بھی بہت ہو گئی ہو۔تمہاری بہت شکایتیں ملنے لگی ہیں مجھے۔"

اس کی بات پر قہقہہ لگاتے وہ دوران ڈرائیونگ اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگا کر گھورنے لگا تو وہ ہنس دی۔

جنت بی بی اور شمشاد ملک جدی پشتی رئیس تھے۔ان کی چار اولادیں تھی۔سب سے بڑا میسم ملک اس کے بعد فواد ملک اور تیسر نمبر پر ملک ابرار تھے جبکہ سب سے آخر میں نازنین تھیں۔

میسم کی شادی انہوں نے خاندان سے باہر اپنے قریبی دوست کی بیٹی مریم سے کی تھی۔

اس کے بعد فواد ملک اور نازنین کی شادی ایک ساتھ ہوئی۔ ممتاان کے لیے بہترین جیون ساتھی ثابت ہوئی تھیں۔م جو ان کی کالج کے زمانے کی دوست رہ چکی تھیں۔ان کی پسند پر شمشاد ملک کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔بچوں پر انہوں نے اول دن سے کوئی روک ٹوک نہیں لگائی تھی کہ انہیں اپنی تربیت پر پورا بھروسہ تھا۔وہ کھلاتے سونے کا نوالا تھے جبکہ دیکھتے شیر کی نظر سے تھے۔نازنین کے لیے برادری سے صلاح الدین کا رشتہ آیا تھا۔اچھے اور خاصے رکھ رکھاؤوالے لوگ تھے۔انہوں نے اللہ کا نام لے کر فواد کے ساتھ ہی نازنین کو بھی نمٹادیا۔

ابرار ملک کی باری آئی تو انہوں نے ماں کو خوب تگنی کا ناچ نچایا۔وہ کلی کلی منڈلانے والے قدرے شوخ طبیعت کے مالک تھے۔ مستقل مزاجی ان کی طبیعت کا خاصا نہیں تھی۔ان کے مسلسل انکار پر شمشاد ملک کو سختی سے کام لینا پڑا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کے انہوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ہا دیہ بیگم نے شادی کے بعد ان کی ایسی لگامیں کسی تھیں کے بچارے اپنی آزادی کے دن یاد کرتے کڑھتے رہتے تھے۔وقت گزرا تو میسم ملک کے ہاں ماہیر پیدا ہوا اس کے بعد ہمان کی پیدائش نے گھر بھر میں رونق پھیلادی۔فواد کے ہاں حسنین نے جنم لیا جبکہ نازنین اور صلاح الدین کے ہاں زین العابدین پیدا ہوا۔ابرار اور ہادیہ ملک کے ہاں رافع نے آنکھیں کھولیں اس کے بعد عالیہ کی پیدائش نے ان دونوں کو جیسے مکمل کر دیا تھا۔ہمان کے بعد مریم کے ہاں سارہ نے جنم لیا۔سارہ کی پیدائش پر کچھ پیچیدگیوں کی وجہ سے وہ زندگی کی بازی ہار گئیں اور بچوں کو اپنے سائے سے محروم کر گئیں۔یہ صدمہ کافی گہرہ تھا۔ماہیر سات کا تھا جبکہ ہمان چار سال تھا۔بچے ماں کے بغیر رل جاتے گر ممتا اور ہادیہ بیگم نہ

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

سنبھالتیں۔سارہ کو نازنین جنت بی بی نے اپنی آغوش میں لے لیے۔زخم گہرہ تھا مگر جیسے تیسے بھر ہی جانا تھا۔نازنین زین العابدین کو دیکھ دیکھ کر جیتی تھیں مگر ان کی دلی خواہش تھی کہ ان کے ہاں پہلی اولاد بیٹی ہوتی۔انہیں اس چیز کا شدت سے قلق تھا اور یہ قلق ان کے دل میں کسک کی طرح رہ گیا۔زین اعابدین کی پیدائش کے تین سال بعد بھی جب ان کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تو انہوں نے صلاح الدین سے ضد کی کہ وہ یتیم خانے سے بچی گود لے لیتے ہیں۔انہیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔نہ ہی ان کا لمبا چوڑا خاندان تھا جو سب کی اجازت درکار ہوتی۔انہوں نے ایدھی ہوم سے ایک خوبصورت سی بچی کو گود لے لیا۔ان کے سسرال اور میکے سے کسی نے بھی عائشہ اور باقی سب میں فرق نہیں کیا حتہ کہ یہ بات ہی صیغہ راز میں رکھ دی گئی کہ عائشہ ان کی سگی اولاد نہیں۔یہ بات گھر کے بڑوں تک ہی رہ گئی تھی۔

عائشہ پانچ سال کی ہوئی تو اللہ کی کرنی ایسی ہوئی کہ نازنین اور ممتا بیگم کے ہاں ایک ساتھ کرم ہو گیا۔

آگے پیچھے دونوں کے ہاں خوبصورت سی بیٹیوں نے جنم لیا۔نازنین تو پھولے نہ سماتیں تھیں۔یہی حال ممتا کا تھا کہ ان کہ ہاں بھی عرصہ بعد بیٹی پیدا ہوئی تھی مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ادھر بچی نے گھر میں قدم رکھے ہی تھے کہ اس ننھی سی جان نے دم توڑ دیا۔ممتا بیگم کو کسی طور صبر نہ آتا تھا پھر تو کسے سمجھائے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ان کا دماغ اس چیز کو بھلا ہی نہیں پا رہا تھا۔وہ ذہنی اذیت کا شکار رہتی تھیں۔نازنین کی بیٹی کو دیکھ کر انہیں اپنی بیٹی یاد آتی تھی۔ننھی پریشے میں جیسے ان کی جان بس گئی تھی۔جب کبھی نازنین گھر رکنے آجاتیں تو وہ اسے اٹھائے اٹھائے پھرتیں۔اس کا ہر کام شوق سے کرتیں۔انہوں فواد سے سے کہا کہ وہ نازنین کو کہیں پریشے کو

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ان کی گود میں ڈال دے۔وہ بھلا کیسے اپنی بہن سے اس کی خوشیاں مانگ کر اپنی بیوی کی جھولی میں ڈال دیتے۔نازنین تو ان کی ڈالی تھی۔بی بی جنت سے بہو کی حالت دیکھی نہ گئ اور بیٹی کے آگے جھولی پھیلا دی مگر نازنین سے صاف انکار کر دیا۔وہ اس قدر خوفزدہ ہو گئ تھی کہ میکے جانا ہی چھوڑ دیا۔

ممتا نے خودکشی کرلی۔فواد ملک کے بروقت اسپتال لے جانے پر بچ بچاؤ ہو گیا۔اس وقت وہ بہت نڈھال ہو کر جھولے پھیلائے بہن کے در پر گ ئے۔نازنین نے بڑے ضبط سے اپنے دل پر پتھر رکھ کر اپنے جگر کا ٹکڑا گویا جسم سے کاٹ کر بھابھی کی جھولی میں ڈال دیا۔وہ حسنین کے سر سے ماں کا سایہ چھن جانے کی ذمہ دار نہیں ہونا چاہتی تھیں۔کڑوہ گھونٹ ہنس کر پی گئیں پھر ان کے پاس عائشہ بھی تو تھی۔پریشے کو پا کر ان کا احساس محرومی کم ہوا تھا وہ پھر سے جی اٹھی تھیں۔

وقت کا کام ہے گزرنا سو وہ گزرتا رہا۔گزرتے وقت کے ساتھ جنت بی بی اور شمشاد ملک دار فانی سے کوچ کر گ ئے۔گھر کی باگ دوڑ میسم ملک کے ہاتھ میں آگئ۔بچے پڑھ لکھ کر کاروبار سنبھالنے لگے تو انھوں نے ماہیر کی شادی کر دی۔زویا نے آکر گھر میں رونق مزید بڑھا دی۔سارہ بھی اپنے گھر کی ہو گئ۔کچھ عرصہ قبل ہی میسم نے ہمان کی پریشے میں بڑھتی دلچسپی اور دونوں کی پسندیدگی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا نکاح کروا دیا تھا۔

وہ سب ایک ہی چھت کے نیچے مل جل کر رہتے تھے۔نازنین کا گھر بھی دور نہ تھا۔آنا جانا لگا ہی رہتا تھا۔زین العابدین کی پرزور فرمائش اور بڑوں کے باہمی فیصلے سے عالیہ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا گیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ماہیر آپ مجھے بالکل بچوں کی طرح تنگ کرتے ہی۔ کبھی خود سے بھی کوئی کام کر لیا کریں۔"

کوٹ پہنا کر زویا نے ڈریسنگ کی دراز سے گھڑی اور والٹ نکال کر اسے تھمایا۔

"میں نیچے جا رہی ہوں آپ بھی جلدی سے نیچے آ کر ناشتہ کر لیں۔"

بہ عجلت کہتی وہ دروازے کی سمت لپکی۔

"میری بات تو سنتی جائیں زویا۔"

سرعت سے اس کی کلائی پر گرفت کرتے گویا ماہیر نے اس نے قدم روکے تھے۔

"کچھ دیر میرے پاس بھی رک جایا کریں۔سارے گھر کا کام کرتی ہیں ایک مجھ معصوم کے کام آپ کو بوجھ لگتے ہیں۔"

محبت سے اسے نہارتے وہ مسکرا شکوہ کر رہا تھا۔

"مجھے تو آپ مردوں کی سمجھ نہیں آتی۔بیویاں گھر کا کام نہ کریں تو کام چور۔شوہر کو وقت نہ دیں تو شکوے۔ویسے یہ معصومیت ٹپک کہاں سے رہی ہے؟"

ماہیر کا چہرہ پکڑ کر ادھر ادھر کرتی وہ ٹٹولتی ہوئی استفسار کرنے لگی تو اس کی کا قہقہہ نکل گیا۔

"معصومیت دکھتی نہیں ہے میری جان! محسوس کرنی پڑتی ہے۔"

معنی خیزی سے بول کر وہ اس کی صبیح پیشانی پر مہکتا لمس چھوڑ گیا تو زویا کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔ حیا کے بوجھ سے پلکیں لرزنے لگیں۔

اپنا ہاتھ چھڑانے کی تگ و دو میں وہ کمرے کے کھلے دروازے پر بھی دیکھ رہی تھی کہ اگر کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچے گا۔ مگر جو نہی نظر دروازے پر کھڑی پریشے پہ پڑی زویا کا چہرہ شرم سے جھک وہ سرت سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر الگ ہوئی۔

وہ زویا کو ناشتے پر بلانے کے لیے گئی تھی پر اندر کی کاروائی دیکھ کر اس کی ہنسی رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

وہ فوراً نیچے ٹیبل پر آکر اپنی جگہ پر بیٹھ کر چپ چاپ ناشتہ کرنے لگی۔

وائٹ شرٹ اور بلیو جینس میں ملبوس سہ خوشبوؤں میں بسا ہوا آستینیں فولڈ کرتا ہوا اسی سمت آرہا تھا۔ کرسی گھسیٹ کر اپنی نشست سمبھالتے اس نے سلام کیا اور سامنے ناشتے سے انصاف کرتی پریشے کو دیکھا۔ مونچھوں تلے عنابی لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ عود آئی تھی۔

"برخوردار تمہاری تشریف آوری کب ہوئی؟"

میسم صاحب نے فریم لیس گلاسز ٹھیک کرتے خوشی سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر پوچھا۔

"یہ اندھیروں کا بے تاج بادشاہ ہے۔منہ اندھیرے آتا ہے اور منہ اندھیرے ہی چلا جاتا ہے۔"

وائٹ شرٹ اور نیلی جیکٹ پر وائٹ جینز اور جوگرز پہنے حشاش بشاش سے نین نے میسم کی بات کا جواب دیا۔وہ جاگنگ کر کے واپس آرہا تھا۔بھابھی نے اسے جوس کا گلاس تھمایا۔ایک گھونٹ حلق سے اتارتے اس نے ہمان پر طنز کیا۔

"تیار ہو کر آؤ جلدی سے ناشتہ تیار ہے۔"

چچی جان نے اسے منظر سے ہٹانا چاہا کہا نہیں پتا تھا یہ سالا بہنوئی بحث ومباحثے میں صرف وقت کا ضیاع کریں گے۔

"یہ اندھیروں کا بے تاج بادشاہ تیرا بھی کچھ لگتا ہے۔سو بی کیئر فل۔"

طنزیہ لہجے اسے انگلی اٹھا کر خبر دار کیا گیا۔

"کچھ نہیں بہت کچھ لگتا ہے۔"

بھابھی نے پریشے کو دیکھتے معنی خیزی سے تان اڑائی۔

"یہ سیدھا دماغ پر لگتا ہے۔"

وہ جلتی ہوئی مسکراہٹ اس کی سمت اچھالتا سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چلا گیا۔

"پریشے ناشتہ توٹھیک سے کرو۔"

اسے ادھورا ناشتہ کرکے اٹھتے دیکھ ممتا نے اسے ٹوکنا ضروری سمجھا۔

"میں عالی کے پاس جا رہی ہوں، وہیں کھالوں گی۔"

"یونیورسٹی نہیں جاؤ گی کیا؟"

" نہیں۔"

وہ بول کر غڑاپ سے پیچھے والے پورشن میں گھس گئی۔

"اس ہفتے یہ اس کی دوسری چھٹی ہے ہمان۔ اسی طرح چلتا رہا تو اس نے پڑھ لیا۔"

"زویا جو کب سے ضبط کیے بیٹھی تھی ماہیر کے اٹھتے ہی شکایتی انداز میں بولی۔ ماہیر کے بیٹھے تو وہ پلیٹ پہ ہی جھکی رہی تھی۔

"پڑھ لے گی بھابھی۔ کون سا پڑھائی کہیں بھاگی جا رہی ہے۔"

پری کے معاملے میں وہ ایسا ہی حساس تھا۔ایک لفظ برداشت نہیں ہوتا تھا۔کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے عہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

"میں بس اس کی بھلائی کے لیے کہہ رہی تھی نین ورنہ مجھے کوئی پریشانی نہیں۔"

"میں نے رات پڑھائی کو لے کر ایک ناکام سی کوشش کی تھی اسے سمجھانے کی۔مگر دوسری طرف پڑھائی کے معاملے میں نو اینٹری کا بورڈ لگا ملتا ہے۔"

ہمان کو رات اس کا رونا دھونا یاد آیا تھا۔

"گھر کے سارے بچیاں بچے پڑھ لکھ کر فارغ ہوگئے۔ایک یہ لڑکی ہے۔نہ آر لگے نا پار۔"

افی صاحب نے تاسف سے کہتے سر جھٹکا۔

"نہیں پڑھنا چاہ رہی تو گھر کیوں نہیں بٹھالیتے۔لڑکیوں کو پڑھایا اس لیے جاتا ہے کہ ان کی اچھی تربیت ہو جو ماشاللہ میں نے کردی ہے اور یہ کہ اچھا رشتہ مل جائے اور وہ ویسے ہی بیٹھے بٹھائے مل گیا ہے۔تو کیا پڑی ہے مغز ماری کرنے کی۔"

ممتا بیگم کی ان کی لاحاصل گفتگو ہمیشہ بری لگتی تھی۔خوامخواہ وہ سب ان کی بچی کے پیچھے پڑ جاتے تھے۔

"واقعی بھلا مجھے کیا پڑی ہے آپ سے مغزماری کرنے کی۔"

https://classicurdumaterial.com/

فواد صاحب نیپکن سے منہ تھپتھپا کر اٹھ گ ئے تو بھا بھی ہنس دیں۔ ممتا بیگم دیکھ کر رہ گئیں۔

میسم صاحب بھی اٹھ کر جا چکے تھے۔

"تمہیں آفس نہیں جانا۔"

"کیوں تمہیں میرا یہاں بیٹھنا برا لگ رہا ہے۔"

ہمان کے پوچھنے پر وہ چڑانے والے انداز میں گویا ہوا تھا۔ہمان کو اس کا گھر میں رہنا سخت ناگوار گزر تا تھا۔ آج دو دن بعد وہ گھر تھا۔اس کا ارادہ پریشے کے ساتھ ایک بھرپور دن گزارنے کا تھا،چونکہ وہ یونی بھی نہیں گئی تھی تو اس کے لیے اور بھی آسانی ہو گئی تھی۔

مگر بُرا ہو اس گھڑی کا جس گھڑی نین پیدا ہوا۔پریشے بی بی کو اپنے بھائی کے آگے دوسرا کوئی بندہ ہی نظر نہیں آتا تھا۔کچھ وہ جان بوجھ کر اسے اپنے ساتھ مصروف رکھتا۔

یہ کوئی نئی بات تھوڑا ہی تھی۔ نین ہمان کے زخموں پر یونہی نمک چھڑکتا تھا۔

نین کو ہمان کی شکل دیکھ کر اس پہ ترس آرہا تھا۔"چچ چچ۔۔۔دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ گ ئے۔"

https://classicurdumaterial.com/

زینہ چڑھتے وہ زور و شور سے دکھی ہونے کی پوری اداکاری کر رہا تھا۔ ہمان کے چہرے کے زاویے بگڑے لگے تھے۔ ایک تو پہلے ہی اس کے مزاج کا وہ ستیاناس کر چکا تھا اس پہ تضاد اس کی ڈھول جیسی پھٹی آواز میں سریلے گیت نے تو اسے آگ ہی لگا دی۔

"بہت ہی کوئی منحوس گھڑی تھی، جب تو پیدا ہوا سالے۔"

ہمان ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور اسے گردن سے دبوچا۔

"ابے چھوڑ میری گردن۔"

گردن کے گرد لپٹے اس کے مضبوط و توانا بازو نین کی کیا مجال تھی جو حصار کھول پاتا۔

"ابے میں سالا ہوں تیرا عزت کیا کر تھوڑی۔"

"عزت اور تیری! تجھ جیسے سالے کمینے کو تو بیچ چوراہے میں لٹکا دینا چاہیے۔"

ہمان چھوڑنے کو تیار ہی کہاں تھا۔

"ابے پیٹ پیچھے وار کیوں کرتا ہے، ہمت ہے تو پریشے کے سامنے بول۔"

وہ نین تھا، اپنے نام کا ایک۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یہیں! بس یہیں آکر میرا بس نہیں چلتا ورنہ تجھے تو میں سات سمندر پار چھوڑ آؤں۔"

"اے ہے غضب خدا! چھوڑو اسے بچے کی جان لو گے کی۔"

ہادیہ چچی نے دہل کر دل پر ہاتھ رکھا اور دونوں کو آنکھیں دکھائیں۔

"ارے چچی کچھ نہیں بس یونہی ہمارا چلتا رہتا ہے۔"

اپنی شرٹ ٹھیک کرتے ہمان نے دانت پیسے۔

"ٹھیک تو ہوناں گردن پر خراشیں تو نہیں آئیں۔"

اب وہ نین کے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیرتیں پوچھ رہی تھیں۔

"چچی آدمی ہوں ریچھ نہیں جو آپ اس کی گردن پر پنجوں کے نشان ڈھونڈ رہی ہیں۔"

ایک غصیلی نظر نین پر ڈالتا وہ دانت کچکچا کر بولا۔

ہائیں میں نے کب کہا کہ ریچھ ہو۔ بھئی ناخن صرف ریچھ کے تھوڑی ہوتے ہیں۔ انسانوں کے بھی یہ بڑے بڑے لمبے ناخن ہوتے ہیں۔

ہادیہ چچی کی بات پر نین کا فلک شگاف قہقہہ نکلا تھا۔ وہ سر جھٹک کر وہاں نکل گیا۔

"یہ سواری رات کہاں گئ تھی؟"

پریشے کے ہاتھوں کے طوطے کیا کبوتر کوے سب اڑ گ ئے۔

"کون؟ کس کی بات کر رہی ہو تم؟"

وہ بالکل انجان بن گئ۔

"ہائے رے میری بھولی بنو! کل رات ہاتھوں میں ہاتھ دیے شال لپیٹے دبے پاؤں کون گیا تھا باہر۔"

کشن صوفے پر پھینکتی وہ اس تک آئی تھی جو سر جھکائے بیڈ شیٹ کے پیٹرن پہ انگلی پھیر رہی تھی۔

"مجھے بھولی بنو مت بولا کرو۔ عجیب سا لگتا ہے۔"

وہ غصہ سے سیخ پا ہوئی۔

"میں تو بولوں گی میری بھولی بنوں۔"

"عالیہ۔"

وہ احتجاجاً چیخی تھی۔

"جی میری بھولی بنوں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اسے چڑانے میں عالیہ کو لطف آتا تھا۔

" تمہیں تو میں دیکھ لوں گی اچھی طرح۔"

خو شمگیں نظروں سے اسے گھورتے وہ پیر پٹختی صوفے سے اٹھتی باہر نکل گئ

"پہلے جا کر اپنے ان کو دیکھو جب جی بھر جائے پھر مجھے بھی دیکھ لینا۔"

شوخی سے کہتے وہ بھرپور انداز میں ہنسی تھی۔

"آج کوئی شرارت مت کرنا۔"یونیورسٹی گیٹ پر اسے اتارتے ہوئے نین نے تنبیہ کی۔وہ اثبات میں سر ہلاتی مڑ گئ۔

آج کیمسٹری کا ٹیسٹ تھا۔ کل رات اس نے اچھے سے تیاری کی تھی مگر جو نہی نظر بورڈ پر لکھے کوئسچنز پر پڑی ہاتھ پیر اچانک ہی ٹھنڈے پڑ گ ئے۔

یہ والے کوئسچنز رات ہی تو ایکوئشن سمیت یاد کیے تھے پر اب دماغ کی سلیٹ بالکل خالی ہو گئی تھی۔ ایک لفظ تک اسے یاد نہ رہا تھا۔ اس نے دماغ پر زور ڈال کر یاد کرنے کی کوشش کی کہ پہلا لفظ ہی یاد آ جا ئے لیکن بے سود۔ اسے جی بھر کے رونا آیا۔ کتنی محنت سے یاد کیا تھا سب۔

آنکھوں میں نمی لیے وہ پین ہاتھ میں پکڑے اپنے آنسوؤں کو اندر دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی جو پلکوں کی باڑ توڑنے کو بے قرار تھے۔

کب وقت گزرا کب سر نے سب کے پیپرز چیک کیے اسے کچھ خبر نہیں تھی۔

"مس پریشے آپ کا پیپر؟"

سر کی آوز پہ وہ ہوش میں آئی۔ یک دم ہی دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ دھیرے سے پین والا ہاتھ نوٹ بک سے پیچھے کھسکایا۔ خالی نوٹ بک دیکھ کر سر نے اسے گھور کر دیکھا جو سر جھکائے ایک ہاتھ گود میں رکھے اور دوسرا ہاتھ سے پین پکڑے بیٹھی تھی۔

"مس پریشے آپ کا ٹیسٹ کدھر ہے؟"

وہ خاموشی سے آنسو پیتی رہی۔شہریار اور سعدی بھی اسی طرف متوجہ تھے۔"

"مجھے لگ رہا ہے اس نے آج پھر ٹیسٹ یاد نہیں کیا۔"

سعدی کی سرگوشی نما آواز پہ خوبرو سے شہریار نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"وہ سر میں نے ٹیسٹ یاد کیا تھا پر۔۔۔۔"

لرزتی آواز میں بامشکل وہ بول پا رہی تھی کہ سر نے درمیان میں اسے بری طرح ٹوک دیا۔"

"پر آپ بھول گئیں یہی نا؟"

ان کی تیز آواز پر اسے بے حد سبکی محسوس ہوئی۔کلاس میں سٹوڈنٹ آپس میں چہ مگوئیاں کرنے لگے تھے۔شہریار کو پری سے شدید ہمدردی محسوس ہوئی۔

دوسری طرف سعدی بڑی دلچسپی سے پری کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہمیشہ ہی اسے کرتی ہیں آپ۔جب آپ کو کچھ یاد ہی نہیں رہتا تو پڑھنے کا فائدہ۔مس پریشے میں نے آپ جیسی کند ذہن سٹوڈنٹ آج تک نہیں دیکھی۔"

بامشکل اپنے غصے پر ضبط کیے پروفیسر سخت لہجے میں اسے سنا رہے تھے۔پریشے کی آنکھیں نم ہو گئیں۔نمی چھپانے کو وہ سر جھکا گئی۔

"آپ یہاں آکر خوامخواہ اپنا اور ہمارا وقت ضائع کر رہی ہیں بہتر ہے آپ پڑھائی چھوڑ کر گھر پر بیٹھ جائیں۔"

دھپ سے اس کی نوٹ بک بند کرتے وہ اپنا چشمہ درست کر کے فائلز اور پیپرز اٹھاتے باہر نکل گئے۔

احساس ذلت سے سرخ پڑتا چہرہ لیے وہ ہل بھی نہ سکی تھی۔

آنسوں پلکوں کی چلمن سے نکلتے اس کے گلابی عارض بھیگو گئے۔ہاتھ میں پکڑے پین پر گرفت ہلکی ہوئی تو پین فرش پر جا گرا۔کلاس کے سب اسٹوڈنٹس باہر نکل کر منتشر ہو چکے تھے۔منشاء جو اس سے تین سیٹ پیچھے بیٹھی تھی فوراً اس کے پاس آئی تھی۔

"پریشے رونا بند کرو۔سر کی عادت ہے۔وہ سب کے ساتھ ہی ایسے کرتے ہیں۔"

دھیرے سے اس کے آنسو صاف کرتے وہ پیار سے اسے بہلا رہی تھی۔

"جی نہیں وہ صرف مجھے ہی باتیں سناتے ہیں۔"

آنسوؤں کے درمیان وہ اپنی بات پر زور دیتی بالکل بچوں کی طرح بولی تھی۔

"اچھا رونا تو بند کرو۔ دیکھو تمہارا آئی لائنر پھیل گیا ہے۔ بالکل بھوتنی لگ رہی ہو۔"

اس کا دھیان بٹانے کو وہ مسراہٹ دباتے بولی۔

پری نے اچھنبے سے آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔

"میں نے تو لائیز لگایا ہی نہیں پھر پھیل کیسے گیا۔"

چھوٹی سی ناک سکوڑے وہ کڑے تیوروں سے بولی تو منشاء گڑبڑا سی گئی۔ وہ اس حال میں بھی بڑی حاضر دماغ تھی۔

سعدی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"بیچاری کی پکی ہو گئی۔ چچ۔ چچ۔"

ایک دل جلا دینے والے مسکراہٹ اچھالتا وہ شہریار کو بازو سے گھسیٹتے باہر کی جانب لپکا۔

"ابے چل مجنوں کی اولاد۔ مروائے گا تو اپنی حرکتوں سے کسی دن۔"

"ہٹو یہاں سے تم سب ایک جیسے ہو۔"

بھیگی آواز میں غرا کر کہتی وہ باہر نکل گئی۔

ارادہ اب گھر جانے کا تھا۔پروفیسر کی باتیں اس کے دل و دماغ میں بیٹھ گئ تھیں۔دل یک دم پڑھائی سے اچاٹ ہو گیا تھا۔اس نے موبائل نکال کر نین کو کال ملائی جس کا فون مسلسل بزی جا رہا تھا۔قدرے جھنجھلا کر اس نے ماہیر کو کال کی۔اس طرف بھی یہی صورتحال تھی۔اب آخری آپشن رافع تھا۔

"رافع بھائی آپ لوگ کدھر بزی ہیں؟"

"ماہیر اور نین مٹنگ اٹینڈ کر رہے ہیں کوئی ضروری کام ہے تو مجھے بتاؤ۔"

رافع نے اسے اطلاع دی۔

"آپ مجھے لینے آجائیں۔مجھے گھر جانا ہے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

پری کی بھرائی آواز اسے کھٹکنے پر مجبور کر گئ تھی۔گاڑی لے کر وہ یونیورسٹی پہنچا تو وہ گیٹ پر کھڑی انتظار کر رہی تھی۔اسے دیکھ کر قریب آئی اور دروازہ کھول کر بیٹھ گئ۔

رافع اسے گھر چھوڑ گیا تھا۔پورے رستے وہ اس کی سوجی متورم آنکھیں دیکھ کر وجہ پوچھتا آیا تھا۔مگر اس نے پہلے کب اپنا مسئلہ رافع سے شئیر کیا تھا جو اب کرتی۔

گھر آکر تاؤس نے بھابھی کو تنگ کیا نہ ہی دوپہر کا کھانا کھایا یہاں تک کہ چچی کے پورشن میں بھی نہیں گئ۔بس دروازہ بند کیے پڑی رہی۔

"خیریت ہے یہ پریشے نظر نہیں آ رہی۔"

میسم صاحب نے خالی لاؤنج دیکھ کر زویا سے پوچھا یوں بھی گھر میں خاموشی کا راج تھا جو پریشے کے ہوتے ناممکن سی بات تھی۔

"پتا نہیں کہہ رہی تھی سر درد ہے۔یونیورسٹی سے بھی جلدی آ گئ تھی۔"

"کون لینے گیا تھا اسے؟"

پریشے کے معاملے میں میسم صاحب محتاط اور متفکر رہتے تھے۔

"رافع چھوڑ کر گیا تھا۔"

چائے کپ میں انڈیلتے بھابھی نے جواب دیا۔

"یہ لیجیے گرما گرم ادرک والی چائے۔"

کپ تھامتے انہوں نے پوچھا۔

"پری نے کھانا کھایا تھا۔"

"نہیں میں گئ تھی اسے بلانے پر اس نے دروازہ ہی نہیں کھولا میرے خیال سے سو رہی تھی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"کون سورہا ہے اب تک۔"

ممتا بیگم صبح نازنین کی طرف گئ تھیں ان کی آمد اب ہوئی تھی۔

"پریشے کی بات کر رہی ہوں چچی جان۔"

مجھے فون کر دیا ہو تا زویا میری بچی کب سے بھوکے پیٹ سو رہی ہے نہ معلوم کیسی طبیعت ہے۔"

متفکر سی وہ پری کے کمرے کی اور بڑھ گئیں۔

خلاف توقع دروازہ کھلا پڑا تھا وہ خود کمرے میں نہیں تھی۔ زرا اندر کو آئیں تو وہ صوفے پہ گھٹنوں میں منہ دیے بیٹھی تھی۔

"میری جان کیا ہوا ہے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟"

اس کا سر سہلاتیں وہ محبت سے چور لہجے میں بولیں۔ وہ جو ڈھیر سارا رو کر بیٹھی تھی انہیں دیکھ کر ان کے سینے سے لگ گئ۔

خلاف معموم وہ بالکل خاموش تھی اور انہیں یہ خاموشی بری طرح کھلی تھی۔ انہوں نے اسے کبھی بھی اتنا خاموش نہیں دیکھا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"میں ٹھیک ہوں ماما! بس ہلکا سا سر میں درد ہے۔"

ان کی گود میں سر رکھے وہ نرمی سے گویا ہوئی کہ وہ تو ویسے ہی اس کی پڑھائی کے حق میں نہیں تھیں گر وہ اصل بات بتا دیتی تو نین اور ہمان کی شامت آجاتی۔

" لاؤ میں دبا دوں۔موئی پڑھائی نے سر کا بیڑا غرق کر دیا۔"

اس کا سر دباتیں وہ جھلا کر گویا ہوئیں۔

"سکون مل رہا ہے نا؟"

جھک کر اس سے تائید چاہی تو وہ بند آنکھوں سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

رات اپنے پر پھیلائے دن کو الوداع کہہ چکی تھی۔وہ لوگ لاؤنج میں ڈیرہ جمائے ہنسی ٹھٹھہ کر رہے تھے۔

ماہیر اور رافع سامنے صوفے پر ایک ساتھ بیٹھے تھے سامنے ہی نین اکیلا بیٹھا تھا اس کے ساتھ والے صوفے پر زین براجمان تھا جو توں سمیت آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔زویا اور عالیہ زین کے عین سامنے والے تھری سیٹر صوفے پر بیٹھی محو گفتگو تھیں۔

وہ سب لوگ ہی آپس میں کسی بات کو لے کر بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔جب اچانک ہی با آوز بلند سلام کیا گیا۔

"السلام و علیکم ! "

سارا اور حماد داخلی دروازے اندر آتے بلند آواز میں خوشی مسکراتے سب پر سلامتی بھیجی۔حماد کو آج اپنے کام سے زرا فرصت ملی تھی اسے میکے لے آیا تھا۔

اسے دیکھ کر سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔عالی اور زویا اس سے گلے ملی تھیں۔ماہیر نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا اور حماد سے بغل گیر ہوا۔ ننھی علیزے کو گود میں لیے حماد ماہیر کے برابر نشست سنبھال چکا تھا۔

کیا پھپھو بھی آئی ہیں؟"

زین کو یہاں موجود دیکھ کر وہ مستفسر ہوئی تو زین نے نفی میں سر ہلایا۔

انہوں ! مما نہیں آئیں۔میں زرا یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا چکر مار لوں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یہ پریشے بھی نظر نہیں آرہی۔"

اپنے کمرے میں ہے۔زویا نے کچن کا رخ کرتے ہوئے اسے مطلع کیا۔

خیر سے کہیں جنگ عظیم تو نہیں چھڑ گئی جو کمرہ نشین ہے۔سارہ کی زبان کے جوہر شروع ہو چکے تھے۔

"تمہارے منہ میں خاک۔"

نین نے اسے لتاڑا۔

"تم چپ رہوں! بہن کے بھیا تم سے بات نہیں کی میں نے۔"

سیڑھیاں چڑھتی وہ اس کی طبیعت صاف کرنا نہیں بھولی تھی۔وہ بیچارہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

"السلام وعلیکم ! پاپا۔"

وعلیکم السلام! ابھی آئی ؟،"

اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے انہوں نے پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

جی ابھی آئی ہوں۔حماد گھر آئے ہوئے تھے تو سوچا ہو آؤں ورنہ علیزے کے ساتھ کہاں وقت نکل پاتا ہے۔"

"کیسی ہے میری بیٹی۔"

راکنگ چیئر پر بیٹھے وہ مسکرا استفسار کرنے لگے۔"اچھی ہوں بلکہ بہت اچھی ہوں۔"

سارہ نے شرارتی لہجے میں جواب دیا۔

"حماد ٹھیک ہے نا تمہارے ساتھ۔"

یہ وہ سوال تو جو میسم اس سے ہر دفع پوچھتے تھے۔بیٹی کے باپ تھے ناں۔ہزاروں فکریں لگی رہتی تھیں۔

"پاپا آپ اتنی فکر کیوں کرتے ہیں؟میں حماد کے ساتھ بہت خوش ہوں۔وہ میرا اور علیزے کا بہت خیال رکھتے ہیں۔"

ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے وہ مسکرا کر انہیں تسلی دے رہی تھی۔

"بیٹی ہو تم میری کسی پیڑ سے توڑ کر نہیں لایا تھا تمہیں۔"

وہ اس کے سر پہ چپت لگا کر مسکرائے۔

"میں پریشے سے مل کر آتی ہوں۔نہ معلوم کیوں پردہ نشین ہے۔"

ہنستی ہوئی وہ کمرے سے نکل گئ۔

"یہ لو ہم ہیں کہ ان کے دیدار کو ترستے ہیں اور یہ ہیں کے منہ سر لپیٹے پڑی ہیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اسے بیڈ پہ لیٹے دیکھ وہ اس کے سر پر آ پہنچی۔

"بھلا یہ کونسا وقت ہے سونے کا؟۔

سارہ نے خفگی سے اسے گھورا۔

"تم کب آئیں؟"

اٹھ کر بیٹھتے ہوئے وہ بال سمیٹتے مستفسر ہوئی۔

"ہائے تم روئی ہو؟"

دفعتاً نگاہ اس کی سوجی آنکھوں پر پڑی تو وہیں اس کے پاس بیٹھ کر حیرت کا اظہار کرتی اس سے تائید چاہی نہیں۔

"جی نہیں! میں بھلا کیوں رووں گی؟"

پریشے نے نظریں چرائیں اور اٹھ کر بیڈ کی چادر صحیح کرنے لگی۔

"اب مجھ سے بھی جھوٹ بولو گی۔"

سارہ نے برا مناتے ہوئے ناراضگی کا اظہار کیا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔"

اپنی بات پر زور دیتی وہ تکیے برابر کر رہی تھی۔

"اب تک کا تمہارا دوسرا جھوٹ۔"

وہ آنکھیں گھماتی گویا جتا گئی۔

"سیاں جی کی یاد تو نہیں ستا رہی۔ہائے میرا بھائی کتنا لکی ہے۔تم اسے یاد کر کر کے روتی ہو۔"

اسے چھیڑتے ہوئے وہ ہمان پر رشک کرتی ایک دم ہی ہنسی تھی۔

"اتنے اچھے ہیں نا تمہارے بھائی ہفتہ ہفتہ تو گھر نہیں لوٹتے۔" خشمگیں نظروں سے اسے گھورتے وہ کشن پٹخ کر گویا ہوئی۔

"ہائے میں صدقے! اتنے شکوے اکٹھے کر رکھے ہیں لڑکی۔"

اس کے شکوے پر سارہ کی شرارتی رگ پھڑکی تھی

اسے شدت سے واقع ہمان کی یاد آرہی تھی گر وہ بتا دیتی تو سارہ نے پورے گھر میں راگ الاپنا تھا سو خاموشی بہتر تھی۔

"مجھے تنگ مت کرو سارا۔"

جھنجھلا کر وہ بے بسی سے ٹوک گئی۔

"اچھا نہیں کرتی پر چلو نیچے چلیں۔"

"نہیں میرا دل نہیں کر رہا تم جاؤ یوں بھی مجھے نیند آ رہی ہے۔"

اس کی دل کی حالت عجیب سی تھی۔ ایسے وقت میں وہ کافی حساس ہو جاتی تھی۔

"تمہارے دل کی تو ایسی کی تیسی! اٹھو۔"

اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ کھینچتی ہوئی اس کے نا نا کرنے باوجود نیچے لے گئی۔

"ہے علیزے ادھر آؤ ماموں کے پاس۔"

نین باہیں پھیلائے ننھی علیزے کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہ رہا تھا جو ماں کی گود میں بیٹھی اس کے دوپٹے سے کھیل رہی تھی۔

"جاؤ پہلے نہا کر آؤ پھر میری بیٹی سوچے گی اس طرف آنے کا۔"

اس آن لائن بے عزتی پہ زین کا قہقہہ نکل گیا تھا جبکہ باقی سب زور سے ہنس دیے تھے۔

"تو لکھ کر لے لے نین! یہ ماں بیٹی تجھے اس جنم میں تو ہرگز نہیں بخشنے والیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

زین ے اسے مزید چڑایا۔

"تو باہر مل زرا مجھے۔"

نین پیچ و تاب کھاتا پھنکارا تھا۔

"لوگ اندر بلاتے ہیں اور تو باہر بلا رہا ہے۔"

زین کو اسے زچ کرنے میں لطف آرہا تھا۔

"نین کون سا تمھاری محبوبہ ہے جو تمہیں اندر بلائے کہ کنڈی مت کھڑکاؤ راجا سیدھا اندر آؤ راجا۔"

علیزے کے ننھے ہاتھوں کو ٹٹولتی وہ قدرے لاپرواہی سے بولی تھی۔ مگر اس کی گل افشانی پر نین سمیت سب کا قہقہہ گونجا تھا جب کے میز پر چائے کی ٹرے رکھتی عالی کا دل کیا چلو بھر پانی ہو اور وہ سارہ کو اس میں ڈبو ڈبو کے مارے۔

مارے شرم کے بغیر کسی کی اور دیکھے وہ پلٹتی کچن میں چلی گئ۔

"ہائے تمہاری محبوبہ پلس منکوحہ نے تمہارے جذبات جان لیے ہیں۔ اسے پتا چل گیا ہے کہ تو ایک نمبر نہیں بلکہ پانچ نمبر کا ٹھرکی ہے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

عالی کالال بھبھوکا چہرہ دیکھ کر وہ مسکراہٹ دباتا زین کو زچ کر رہا تھا۔

"تو اپنا منہ بند رکھ جب بولتا ہے کنڈا کھولتا ہے۔"

زین نے تپ کر اسے کشن کھینچ کر دے مارا۔وہ جیسے حملے کی توقع کر رہا تھا۔فوراً سے پیشتر سر نیچے کر لیا جس کے نتیجے میں کشن سیدھا جا کے علیزے کے منہ پر لگا تھا۔

علیزے کے رونے کے آثار دکھائی پڑتے تھے تھے۔اگلے ہی لمحے اس کا باجا زور و شور سے بجنا شروع ہو چکا تھا۔بلکہ بارش کے ساتھ گرج چمک بھی جاری ہو چکی تھی۔علیزے صاحبہ دھاڑے مار مار کر رو رہی تھیں۔

سارہ نے خونخوار نظروں سے اسے ایسے دیکھا جیسے دانتوں کے نیچے زین ہو اور وہ اسے مسل رہی ہو۔

"تم نے میری بچی کو مارا! میری بچی کو۔خدا کا قہر ہو تم پر ظالم انسان ایک ماں کی بد دعا لگے گی تمہیں۔"

غضب ناک نظروں سے اسے دیکھتے وہ مشتعل ہو گئی تھی۔

یار غلطی سے ہو گیا۔

زین منمنایا تو ایک دم چیخی۔

میں تمہارا حشر کر دوں گی۔"

ایک ہاتھ سے اس کا سینہ تھپکتے وہ آتش فشاں بنی ہوئی تھی۔

"سارہ یہ سب اس نین کا قصور ہے۔"

زین نے صفائی دی۔

"چپ کرو تم اور بس دیکھتے جاؤ تمہاری درگت کے کیسے آثار بناتی ہوں میں۔ تم نے مجھ پنگا لے کر اچھا نہیں کیا۔

وہ گھور کر اسے خبردار کر گئی۔

"علیزے کو لیے وہ صوفے سے اٹھی جبکہ ماہیر ان تینوں کو تاسف سے دیکھتا رہا۔

وہ پوری نوٹنکی تھی سو حماد چل کر کے بیٹھا تھا۔

"چچی!۔۔۔چچی جان۔"زور و شور سے چلاتی رہی تھی۔

"کیا ہوا کیوں چیخ رہی ہو سارہ! اور یہ علیزے کیوں رو رہی ہے۔"

"یہ سب زین اور نین کا کیا دھرا ہے ۔لے کر کشن پھینک کر مارا میری بیٹی کے منہ پر۔نا بتاؤ یہی اوقات رہ گئی ہے میری اس گھر میں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertainment

آنکھوں میں نمی لیے وہ اپنی اداکاری کے جوہر دکھا رہی تھی۔ حماد اسے دیکھ کر رہ گیا۔ چچی کا دل پسیج گیا۔ علیزے چپ ہو گئی تھی اسے سارہ کو واپس تھماتے وہ انہوں نے نین کو آڑے ہا تھوں لیا ساتھ زین کی بھی عزت افزائی کی۔

"یہ تربیت کی ہے میں نے تمہاری۔ بہن اتنے دنوں بعد گھر پر آئی ہے اور تم لوگ یہ سلوک کر رہے ہو اور زین تم کیا دھاچوکڑی مچا رکھی ہے۔ شرم کر لو تم دونوں کچھ۔ بانس جتنے ہو گئے ہیں پر عقل ابھی تک گھٹنوں میں ہے۔"

نین بیچارہ بری طرح گڑبڑا گیا تھا۔ سارہ نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ اس کی سمت اچھالی۔

"مامی میں نے کشن نین کو مارا تھا پر وہ نیچے جھک گیا تو علیزے کو لگ گیا۔"

زین مے صفائی پیش کی۔

"شاباش بیٹا گھر آئے لوگوں کے ساتھ اب یہ رویہ اپنایا جائے گا۔ نہ جانے کہاں کمی رہ گئی تھی میری تربیت میں۔"

نین نے کچا چبا جانے والی نظروں سے زین کو دیکھا جس کی وجہ سے یہ فساد برپا ہوا تھا۔ ماہیر اور چچی کے ہاتھوں دونوں کی درگت بنتے دیکھ کت رافع منہ نیچے کیے مسکراہٹ دبا گئے تھے۔

زین نے سارہ کو دیکھ کر دانت پیسے جس کے تاثرات ایسے تھے جیسے کہ رہی ہوں آیا مزہ۔

"سوری ماما۔"

"مجھ سے نہیں سارہ کرو۔"

اسے لتاڑ کر امھوں نے کچن کارخ کیا۔

"سوری سارہ۔"لٹھ مار انداز میں بولتا وہ سب کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔

"یہاں تو محفل جمی ہوئی ہے۔ٹبر کا ٹبر ہی ادھر ہے۔"

گاڑی کی چابیاں ہاتھوں میں لیے ہمان نے اندر آکر سلام کے بعد مسکراہٹ اچھال کر ایک طائرانہ نظر سب پر دوڑائی۔

"آپ آئے ہماری محفل میں کبھی ہم آپ کو تو کبھی اپنی پھوٹی قسمت کو دیکھتے ہیں۔"

نین نے اپنے طور سے شعر کی اچھی خاصی ٹانگ توڑی تھی۔نین کی طنزیہ کاروائی پر وہ گھر کر رہ گیا۔

"علیزے ماموں کی جان۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اسے نظر انداز کرتے وہ علیزے کو اٹھا چکا تھا۔ ننھی علیزے ہمان کو پہچان گئی تھی جب ہی اپنے ہاتھ اس کے چہرے پر پھیرتی ہنس رہی تھی۔

"بہن کو پوچھا تک نہیں بھانجی کے بڑے لاڈ اٹھائے جا رہے ہیں۔"

سارہ نے ایک پر شکوہ نظر ہمان پر ڈالی۔

"اصل سے زیادہ سود پیارا لگتا ہے۔کیوں بھئی لیزا۔"

لیزا کے نرم ملائم بھرے بھرے گلابی گالوں پر بوسہ دیتے ہمان نے اس سے تائید چاہی۔جواباً وہ زور سے چیختی غوں غاں کی آوازیں نکالتی اس کی بات کا جواب دینے لگی۔

"ادھر دو اسے۔"

نین نے ہمان سے لیزا کو تقریباً جھپٹا تھا۔

ہمان کی نظر اچانک ہی اس دشمن جاں پر اٹھی تو وہ ٹھٹھک گیا۔اور دونوں کی نسبت وہ آج قدرے خاموش سی تھی۔ورنہ اب تک تو لیزا کے ساتھ مل کر پورا گھر سر پر اٹھا لیتی۔

وہ نامحسوس طریقے سے سب کے درمیان سے اٹھا اور اس کو سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کا ہاتھ پکڑ کر کچن کے ساتھ والی راہداری سے ہوتا ہوا لان میں لے آیا۔

"چہرے پر بارہ کیوں بجے ہیں؟ کوئی بات ہوئی ہے؟" قدرے تاریک گوشے میں کھڑا وہ اس سے استفسار کر رہا تھا۔ وہ سر جھکائے نفی میں گردن ہلا گئی۔ کلائی اب بھی ہمان کی مضبوط گرفت میں تھی۔

"مگر آنکھیں تو کچھ اور ہی کہانی سنا رہی ہیں۔"

ہمان کے لمس اور اس کے نرم لہجہ پر اس کا ضبط بھر بھری ریت کی مانند پھسلتا چلا گیا۔ دو انگلیاں اس کی تھوڑی تلے رکھ کر اس کا چہرہ اوپر کو اٹھایا تو وہ دھک سے گیا۔ وہ بے آواز رو رہی تھی۔ یک لخت اس کے اعصاب چٹخے تھے۔ ماتھے میں شمار بل نمودار ہوئے۔

"ان آنسوؤں کی وجہ بتاؤ پریشے۔"

مٹھیاں بھینچے وہ سختی پوچھنے لگا۔

"کچھ نہیں بس ویسے ہی دل بھر آیا۔"

اس کے غصے سے خائف ہوتی وہ گھبرا سی گئی تھی۔

ہمان کی سختی پر اس کی ہچکی بندھ گئی تھی۔

"تم بتا رہی ہو یا میں سب کو جمع کر کے خود ہی پوچھ لوں۔"

https://classicurdumaterial.com/

اس کے آنسو اسے تکلیف دیتے تھے۔وہ اسے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا تھا۔حتٰی کہ بات اس کے منہ سے ابھی نکلتی بھی نہیں تھی کہ وہ پوری کر دیتا تھا اس لیے کہ وہ خود کو اذیت نہ پہنچائے۔

"سر نے مجھے پوری کلاس کے سامنے ڈانٹا۔"

ہچکیاں لیتی وہ ہمان کے دل کی دنیا تہہ وبالا کر گئی۔

"وہ کہتے ہیں کہ میں کند ذہن ہوں مجھے پڑھائی چھوڑ کر گھر بیٹھ جانا چاہیے۔میں ان کا اور اپنا وقت ضائع کر رہی ہوں۔"

بھل بھل آنسو بہاتے وہ شکایتی انداز میں حرف بہ حرف سب بتا گئی تھی۔

ہمان کی تیوری چڑھ گئی تھی۔۔لب بھینچ کر غصہ ضبط کرتے اس نے پریشے کو اپنے ساتھ لگایا۔

"اس پروفیسر کی طبیعت تو میں صبح صاف کرتا ہوں۔بس چپ ہو جاؤ۔"

اس اچانک افتاد پر وہ گھبرا ہی تو گئی تھی۔

اسے خود سے الگ کر کے اس اس کے آنسو صاف کیے۔

"میں نہیں پڑھوں گی اب۔"

خفت مٹانے کو وہ نم لہجے میں بولی۔

"اچھا مت پڑھنا۔"

اس کا چہرہ رومال سے صاف کرتے اس نے فالحال تو اس کی ہاں میں ہاں ملانا ٹھیک سمجھا۔

"یونی بھی نہیں جاؤں گی۔"

رونے سے عارض گلابیاں چھلکانے لگے تھے۔

"تم مجھے پلاسٹک کی جاپانی گڑیا لگتی ہو۔"

اس کی ناک دباتا وہ ہنس کر اسے بتانے لگا

"جی نہیں ! میں جاپانی گڑیا نہیں ہوں۔"

وہ ناک سکوڑ کر منکر ہوئی۔

"تو پھر کیا پاکستانی ہو؟"

اسے چھیڑتے ہوئے وہ مزے سے گویا ہوا۔

"میں پریشے عرف پری ہوں۔"

اچھا تو پھر تمہارے پر کہاں۔"

پری کی باتیں اسے لطف دے رہی تھیں۔

"اگر میرے پر لگ گئے تو مسئلہ آپ کو ہی ہو گا۔ سوچ لیں"

کندھے اچکا کہتی وہ دوبارہ اپنی جون میں آ گئی تھی۔ ہمان نے سکون بھری سانس خارج کی تھی۔

ٹریکنگ سوٹ میں ملبوس وہ جاگنگ کر کے آیا تھا رخ سیدھا کچن کی جانب تھ۔

"گڈ مارننگ بھابھی۔"

کچن میں آتے ہی فریج سے اورنج جوس کی بوتل نکال کر زویا کو صبح کا سلام پیش کیا۔

"گڈ مارنگ ٹو یو۔"

وہ حسب عادت ناشتہ بنانے میں مگن تھی۔ ہمان نے خالی گلاس سلیب پر رکھا اور واپسی کے لیے مڑا۔

"ہمان تم اوپر جا رہے ہو تو پریشے کو بھی اٹھا دینا، اسے یونی کے لیے لیٹ ہو رہا ہے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بھابھی نے وہیں کھڑے گردن موڑ کر کہا۔

"آپ نہ بھی کہتیں تو بھی میں اٹھا دیتا۔"

وہ ایڑھیوں کے بل مڑ کر شرارت سے گویا ہوا تھا۔ زویا اس کی شرارت پہ ہنس دی تھی جبکہ وہ پریشے کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

وہ پریشے کے روم میں آیا تو وہ اب تک محوِ خواب تھی۔ کمرے میں اے سی کی ٹھنڈک لیمپ اور سے پھوٹتی مدھم سی پیلی روشنی کمرے کے ماحول کو سحر زدہ بنا رہی تھی۔ بیڈ پہ لیٹا مخمل کے کمبل میں لپٹا اس کا معطر وجود، کمرہ روشن ہونے پر کسمسایا تھا۔ اسے دیکھتے ہی ہمان کی دن بھر کی ساری الجھنیں جیسے دور جا سوئی تھیں۔

وہ قدم قدم چلتا بیڈ تک آیا اور کنارے پر اس کے پاس ہی بیٹھ گیا، جو اس کی جانب کروٹ لیے سو رہی تھی۔

سنہری آبشار تکیے پر بکھرے پڑے تھے۔ پلکوں کی چلمن کے بند دریچوں میں کنچی آنکھیں سنہرے سپنے بُن رہی تھیں۔ ہمان کی نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ بہت کم اس چہرے کا دیدار نصیب ہوتا تھا۔ چہرے پہ بچوں کی سی معصومیت سجائے وہ ہمان کے دل کی دنیا زیر و زبر کر گئی تھی۔

اس پر روشنی میں چمکتا اس کا دلکش چہرہ مزید دلنشیں لگنے لگا تھا۔

ہمان کو اپنا آپ اس کی طرف کھنچتا محسوس ہوا تھا۔ اس کے چہرے سے چند شریر لٹیں کان کے پیچھے کرتے وہ بے اختیار اس پہ جھکا۔ اس کے ماتھے پہ محبت بھرا لمس چھوڑتے ہی وہ دور ہٹا تھا۔ پری اس لمس پر کسمسا کر کروٹ بدل گئی تھی۔ ہمان کے چہرے پہ دلفریب مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

دفعتاً اسے شرارت سوجھی تھی۔ سامنے دیوار پہ لگے مور پنکھوں میں سے ایک پنکھ نکال کر وہ اس کے چہرے پر پھیرنے لگا تھا، جسے پری نے نیند میں ہی ہاتھ مار کے ہٹا دیا۔ ہمان نے کوشش جاری رکھی۔ چہرے پر کسی چیز کے رینگنے کے احساس سے اس کی نیند ٹوٹ گئی تھی۔ پری نے کروٹ لے کر دیکھا تو نیم اندھیرے میں ہمان کا چہرہ دکھائی دیا۔

"گڈ مارننگ مائی بیٹر ہاف۔"

اسے اٹھتے دیکھ پنکھ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ مسکرا کر اس کے گال کھینچ کر گویا ہوا۔

"میری نیند خراب کر دی آپ نے۔"

وہ اٹھ کر بیٹھی اور چڑچڑے انداز میں گویا ہوئی۔ انداز میں خفگی کا عنصر نمایاں تھا۔

"آپ کی نیند خراب کرنا ادھار رہا مجھ پر۔"

دوپٹہ ٹھیک کرتے بالوں کو جوڑے کی شکل دیتے وہ گھور کر بولی۔

"مجھے شدت سے انتظار رہے گا اس ادھار کا۔"

گھمبیر لہجے میں بولتا وہ صحیح معنٰوں میں اس کے ہوش اڑا چکا تھا۔ ہمان کا جذبات سے بوجھل لہجہ، لمحوں میں اس کے ہاتھ پسیجنے لگے تھے۔ پلکیں جھکائے وہ عجیب کشمکش میں تھی۔

"جلدی سے تیار ہو کر نیچے آؤ یونیورسٹی بھی جانا ہے۔"

پریشے کی مشکل آسان کرتا وہ اس کا گال تھتھپاتا باہر نکل گیا۔ اس نے کب کی رُکی سانس بحال کی۔ وہ جلدی سے فریش ہو کر تیار ہوئی اور بیگ کندھے پر لٹکاتی دوپٹہ سر پر اوڑھے نیچے آئی۔

"آج سورج کہاں سے نکلا ہے۔"

سیاہ ڈنر سوٹ میں فیروزی ٹائی لگائے چائے کے سپ لیتے ماہر نے پری کے جلدی اٹھ جانے پر چوٹ کی۔

" یہ تو اٹھانے والے کا کمال ہے"

بھابھی نے معنی خیزی سے کہا۔ پریشے کے چہرے پہ لمحوں میں سرخی چھائی تھی۔ ہمان نے بڑی دلچسپی سے یہ منظر آنکھوں میں مقید کیا تھا۔ ایک تو بھابھی کی باتیں اوپر سے ہمان کی پر تپش نظریں پریشے سے نوالا نگلنا مشکل ہو گیا۔

"بس کرو ناشتہ کرنے دو اسے پہلے ہی وہ کھانے کی چور ہو۔"

چچی نے ان سب کو آنکھیں دکھا کر ٹوکا۔

"آج پریشے کو میں چھوڑ آؤں گا۔"

"کس خوشی میں تم چھوڑ آؤ گے۔بیٹا نیچے آ جاؤ نیچے۔یہ جو تم ہواؤں میں اڑ رہے ہو ناں خوب جانتا ہوں میں۔رخصتی سے پہلے ادھر نظر بھی ڈالی نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

خوشمگیں نظروں سے نوازتے وہ اسے لتاڑ کر نتائج سے خبر دار کر گیا تھا۔بھابھی کی ہنسی چھوٹ گئ۔

"تجھ سے برا کوئی ہے بھی نہیں سالے کالونی کا بھنگی میں تجھ سے بہتر ہے۔"

اس کی کل والی حرکت وہ بھولا نہیں تھا۔ماہیر خاموشی سے ناشتے پر ہونے والا انٹر ٹیینمنٹ ملاحظہ کر رہا تھا جبکہ صدمے سے پریشے کا منہ کھل گیا۔

"تو پھر شادی بھی بھنگی کی بہن سے ہی کیجیے گا۔"

سلگتے لہجے میں وہ قدرے غضب ناک لہجے میں تڑاخ سے بولی تھی۔ہمان کو اچھو لگا۔نین کا قہقہہ فلک شگاف تھا۔

"پریشے ! حد ہوتی ہے کسی چیز کی۔منہ سے کچھ بھی نکالنے سے پہپے سوچ تو لیا کرو کیا بول رہی ہو۔"

انہوں سخت لہجے میں اسے ڈپٹا۔بظاہر وہ مذاق کر رہی تھی مگر ادھر تو ان کی جان حلق کو آ گئی تھی۔

"ایزی ہو جائیں چچی جان! اس کے کہنے پر میں کون سا بھنگی کی بہن سے شادی کر لوں گا۔"

مسکراہٹ دباتے وہ اسے بھی شرمندہ کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔

ناشتہ کرتے ہی وہ لوگ یونی کے لیے نکلے تھے۔پریشے کے تو ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے تھے،نہ معلوم کیا ہونے والا تھا۔اپنی بیوقوفی میں وہ ہمان کو سب بتا تو چکی تھی مگر اب اس کے چہرے پہ چھائی حد درجہ سنجید گی اسے کسی خطرے کا پتا دے رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ اس کے معاملے میں ہمان حد درجہ حساس رہتا ہے۔وہ تو گھر والوں کو نہیں بخشتا تھا۔یہ تو پھر پروفیسر صاحب تھے۔

ہمان نے ایک نظر اسے دیکھا جو پریشانی سے دونوں ہاتھوں کو مسل رہی تھی۔

"بی ریلیکس! میں وہاں کشتی لڑنے نہیں جا رہا جو تم اتنی ٹینشن لے رہی ہو۔"

اس کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھ کو اپنے پر حدت ہاتھوں میں لیے وہ نرمی سے مگر گھور کر بولا تھا۔اسے پریشے کی یہ ہاتھ مسلنے اور رونے والی عادت بالکل پسند نہیں تھی۔

دوسری طرف وہ زور سے ہنسی تھی۔ہمان نے گھور کر اسے دیکھا۔

"میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے تمہیں؟"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertainment

"نہیں میں سوچ رہی ہوں آپ کشتی لڑتے کیسے لگیں گے؟ "وہ تھوڑی پہ ہاتھ رکھے پر سوچ انداز میں گویا ہوئی۔"

"بس تم الٹا سیدھا ہی سوچنا۔ جو سوچنے کی باتیں ہیں وہ تو سوچنے سے رہیں تم۔ "وہ آنکھیں سکیڑ کر بولا۔ جواباً وہ کھکھلا کے ہنسی تھی۔

منشاء سعدی اور شہریار یونیورسٹ کے بیرونی دروازے کے سامنے انگلش ڈیپارٹ کی سیڑھیوں پر آگے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔

"اوئے مجنوں! آج بھی نہیں آئے گی وہ۔"

اسے گیٹ پر ٹکٹکی باندھے دیکھ وہ تپ کر گویا ہوا۔

"کون,؟کس کی بات کر رہا ہے تو؟"

شہریار پہلے تو گڑبڑایا پھر قدرے سنبھلتے نا سمجھی کا مظاہرہ کرنے لگا۔

"اتنا معصوم تو ہے تو نہیں جتنا بن رہا ہے۔"

https://classicurdumaterial.com/

سعدی نے اسے گردن سے پکڑا۔

"تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے سعدی۔"

ہاتھ جھٹکتے اس نے سعدی پر زبردست گھوری ڈالی۔

"دماغ میرا نہیں تیرا خراب ہو گیا ہے، وہ بھی اس کے پیچھے جو پہلے ہی دماغ سے فارغ ہے۔"

سعدی نے پریشے کے ٹیسٹ نا دینے پر طنزیہ کہا تھا۔

"سعدی بکواس بند کر اپنی، یوں بیٹھے بٹھائے کسی کے بھی بارے میں فضول کی قیاس آرائیاں کرنے سے بہتر ہے کہ تو اپنی چونچ بند رکھ۔"

غصہ ضبط کیے وہ سختی سے بولا تو منشاء نے کھڑے ہوتے ہوئے دونوں کو چپ کروا دیا۔

"کیا مسئلہ ہے تم دونوں کے ساتھ؟ پچھلے کچھ دنوں سے دیکھ رہی ہوں ہر چھوٹی چھوٹی بات پر بحث کرنے لگتے ہو۔"

منشاء نے دونوں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ وہ اور بھی کچھ بولتی کہ سعدی ایک دم چلایا۔

"وہ دیکھ آ گئی پریشے بی بی۔" اسے دیکھ کر سعدی نے خوشی سے نعرہ لگایا مگر شہریار بری طرح ٹھٹھکا تھا۔

گاڑی پارک کر کے مضبوطی سے پریشے کا ہاتھ تھامے وہ پرنسپل کے کیبن میں داخل ہوا۔

شہریار تو بس پریشے کے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جو اس شخص کی گرفت میں تھا۔سفید شلوار سوٹ میں ملبوس گردن کے گرد سیاہ چادر لپیٹے چہرے پہ سنجیدگی سجائے بھاری قدم اٹھاتا وہ پرنسپل کے آفس کی طرف جا رہا تھا۔

چھ فٹ سے نکلتا قد کھڑی مغرور ناک، سرخیاں چھلکاتی رنگت، غصیلے تاثرات گھنی مونچھوں تلے سختی سے بھینچے لب اور رعب چھلکاتا انداز دیکھ کر ایک دفعہ تو منشاء کا ایمان بھی ڈگمگا گیا تھا۔

منشاء ان کے پیچھے پیچھے ہی گئی تھی۔پریشے کو آفس کے باہر لگی بینچ پر بٹھا کر وہ اندر جانے کے لیے مڑا تو پریشے نے اس کا بازو تھام لیا۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

ہمان اس تک آیا اور اسے کندھوں سے تھاما۔ "تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، تم میری عزت ہو، میں ایسا کوئی بھی قدم نہیں اٹھاؤں کا جس کے باعث تمہیں دوسروں کی باتیں سننی پڑیں۔"

وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔

"اب تم بیٹھو میں بس کچھ ہی دیر میں آتا ہوں۔"

وہ مطمئن ہو گئی تھی پر پھر بھی عجیب سا محسوس کر رہی تھی۔

سفید شرٹ اور بلیک ڈریس پینٹ میں ملبوس سوبر سی شخصیت کے حامل پرنسپل فائل کی ورک گردانی کرنے میں مصروف تھے ہلکی سی دستک کی آواز پر انہوں نے سر اٹھایا اور اسے دیکھ کر فائل بند کر کے سائیڈ پر رکھ دی۔

السلام علیکم!

ہمان نے پہل کی کہ ادب کا یہی تقاضہ تھا۔

"وعلیکم السلام! مسٹر ہمان آیئے بیٹھیے۔"

انہوں نے اپنے سامنے رکھی کرسی پر اشارہ کیا تو

کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"کہیے کیسے آنا ہوا۔"

"تھرڈ ائیر کے بیچ اے کو کیمسٹری کون پڑھاتا؟"

https://classicurdumaterial.com/

"پروفیسر شبیر پڑھاتے ہیں۔ "ہمان کی غیر متوقع آمد اور سنجیدہ تاثرات انہیں کچھ انہونی کا پتا دے رہے تھے۔"

انہیں ابھی کے ابھی جاب سے فائر کریں۔"

اس کا لہجہ کسی بھی قسم کی تاثرات سے عاری تھا۔

"مسٹر ملک بات کیا ہوئی ہے؟"

"یہ تو آپ کو پتا ہونا چاہیے۔ آفٹر آل اتھارٹی تو آپ ہیں۔"

ہمان نے گہرہ طنز کیا تو وہ گہری سانس خارج کر کے رہ گ ئے۔

"مجھے کچھ علم نہیں کہ ایسی کیا بات ہوئی جو آپ کو یہاں چل کر آنا پڑا اور آپ نے اتنی بڑی بات کہہ دی۔"

وہ واقعی اس واقع سے لا علم تھے۔

"پروفیسر شبیر نے پریشے کو حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے اسے دل شکن کر دیا ہے۔

وہ بچوں کے استاد ہیں۔ یہاں پڑھانے آتے ہیں یا بچوں کی حوصلہ شکنی کرنے۔

ہمان نے گہرہ طنز کیا۔

https://classicurdumaterial.com/

جو بچے قابل اور ہونہار ہوتے ہیں انہیں اتنی ضرورت نہیں ہوتی توجہ کی۔ وہ بچے تو خود سے پڑھتے اور آگے بڑھتے ہیں۔ ان کا کریڈٹ اساتذہ کو ہرگز نہیں جاتا۔ مزہ تو تب ہے جب وہ ان بچوں کو قابل بنائیں جو پڑھائی کی اس دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں اور مجھے بڑی حیرت ہو رہی ہے یہ جان کر کہ آپ کے اس ادارے میں اس قسم کے اساتذہ ناپید ہیں۔

وہ سپاٹ لہجے میں بول کر رکا وہ کچھ کہہ نہ سکے کہ بحر حال غلطی ان کی طرف سے ہوئی تھی۔

"مجھے ایک بات بتائیں ڈیئر اتھارٹی۔ کیا میں نے آپ کو پریشے کی مینٹلی کنڈ یشن کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ انفیکیٹ میں پہلے دن ہی آپ کو اس کی میڈیکل رپورٹس دکھا چکا تھا کہ وہ باقی لوگوں کی طرح نارمل نہیں ہے مگر وہ ایب نارمل بھی نہیں ہے۔

اس کا دماغ کسی بھی چیز کو پک کرنے میں وقت لگاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اتنا پڑھنے کے باوجود پیچھے ر ہ جاتی ہے۔

کل کیمیسٹری کا ٹیسٹ اس نے یاد کیا تھا، مگر وہ یہاں آکر بھول گئی تھی۔ پروفیسر شبیر نے پوری کلاس کے سامنے پریشے کی انسلٹ کی، یہی نہیں انہوں نے اسے یہ بھی کہا کہ وہ کند ذہن ہے، وہ یہاں آکر اپنا اور ان کا وقت برباد کر رہی ہے، بہتر ہے گھر پر بیٹھے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

میں پریشے کو اتنی سی تکلیف دینے کا بھی روادار نہیں ہوں۔ میرے بس میں ہوتا تو اس شخص کو ختم ہی کر دیتا۔ مگر میں بے حس نہیں ہوں۔ مجھ میں انسانیت ابھی باقی ہے۔"

اس کی آنکھوں سے اشتعال کے باعث چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ پریشے کے آنسوؤں نے اس کے اندر آگ لگادی تھی۔ وہ لب بھینچے بیٹھا تھا

"میں بے حد شرمندہ ہوں مسٹر ملک! یہ واقعہ میرے علم میں نہیں تھا۔ غلطی ہماری طرف سے ہوئی ہے۔ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ اب آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔"

ہمان ملک کی شخصیت سے وہ باخوبی واقف تھے۔ وہ بہت کم اس طرح یونیورسٹی آیا کرتا تھا۔ شرمندہ لہجے میں وہ معاذرت خواہ تھے گو کہ ان کا قصور تو نہیں تھا، مگر انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔

"آپ ابھی اسی وقت اس پروفیسر کو فائر کریں، جسے طالب علموں سے بات کرنے تک کی تمیز نہیں ہے، ورنہ میں اپنے طریقے سے نبٹوں گا۔"

ماتھے میں بل ڈالے وہ میں ایک جھٹکے کرسی دھکیل کر اٹھا اور ٹیبل پر دونوں ہاتھ جما کر زرا آگے کو جھک کر سختی سے بولا تھا۔

"میں نے کبھی گرم ہوا کے جھونکوں کو بھی اتنی اجازت نہیں دی کہ وہ پریشے کو چھو کر گزریں، یہاں تو پھر اس پروفیسر کی وجہ سے وہ پورا دن اپنی آنکھوں میں کا بیڑا غرق کرتی رہی ہے۔

"ڈونٹ یووری مسٹر ملک! میں کچھ کرتا ہوں۔"

انہوں نے اپنے ماتھے سے نادیدہ پسینہ صاف کرتے بامشکل کہا تھا۔سچ تو یہ تھا وہ ہمان کے تیور دیکھ کر ہی گھبرا گ ئے تھے۔

"امید ہے مجھے اگلی بار یہاں آنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔"

وارننگ دیتی نظروں سے دیکھتے وہ پلٹا تھا۔

ہمان کے جاتے ہی ان کا پارہ ہائی ہوا تھا، انہوں نے انٹر کام کر کے پروفیسر شبیر کو کیبن میں بلا بھیجا۔

شہریار اور سعدی منشاء کو ڈھونڈتے ہو ئے ایڈمن بلاک کی طرف آنکلے تھے، انہیں سامنے ہی بینچ پر پریشے سر جھکائے بیٹھی دکھائی دی۔

لان کے فیروزی پرنٹڈ سوٹ کے ساتھ شیفو ن کا دوپٹہ سر پر اوڑھے وہ شاید نہیں یقیناً رونے کا شغل فرما رہی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بے اختیار شہریار کے قدم اس طرف اٹھے تھے۔سعدی نے اسے بارہا روکنے کی کوشش کی مگر وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر آگے بڑھ گیا تھا۔

"رو کیوں رہی ہو؟"

وہ وہیں بینچ پر زرا فاصلے سے بیٹھ چکا تھا۔

"مجھے نہیں بتاؤ گی؟"

اس کی ہنوز خاموشی پر وہ پھر سے پوچھنے لگا۔

"اچھامت بتاؤ،لو آنسو صاف کرو روتی ہوئی بالکل بھی اچھی نہیں لگتی۔"

اس نے جیب سے نشو نکال کر اس کے سامنے کیا۔پری نے بس ایک نظر سفید ٹشو پر ڈالی تھی۔اسے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔

ہمان شدید غصے کے عالم میں آفس سے نکلا تھا مگر سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے خون میں ابال اٹھنے لگے تھے۔پری سے زرا فاصلے پر بیٹھا ایک لڑکا اسے مسکرا کر ٹشو کی آفر کر رہا تھا۔

اس کا غصہ اب ساتویں آسمان کو پہنچ چکا تھا۔ دندناتا ہوا وہ اس لڑکے کے سر پر پہنچا۔

اس شخص کو دیکھ کر شہریار فوراً کھڑا ہوا تھا۔ سعدی نے اپنے سامنے کھڑے ہمان کو دیکھ کر اپنے خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"تمہیں شرم آتی ہے۔"

ہمان نے کڑے تیوروں سے گھور کر اسے بازو سے کھینچ کر پرے کیا۔

"نہیں بھئی مجھے شرم نہیں آتی کیونکہ جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم۔"

خاصی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ شان بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئے گویا ہوا۔

سعدی نے اپنا ماتھا پیٹ لیا۔

"سالا خود تو مرے گا ہی مرے گا۔ مجھے بھی مروائے گا۔"

اس کی قسمت کو کوستے وہ بڑبڑایا تھا۔

"پھر تو تم اپنی خیر منالو، مستقبل قریب میں مجھے تمہارے کرم واقع پھوٹتے نظر آرہے ہیں۔"

سرد لہجے میں اس نے کہا تھا۔ پری ہونق بنی یہ سب دیکھ رہی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اب سے بلکہ اسی وقت سے مجھے تم پریشے سے دس فیٹ کے فاصلے پر نظر آؤ۔"

ایک ایک لفظ پہ زور دیتا وہ اسے بہت کچھ باور کروا چکا تھا۔

پری کا ہاتھ تھامے اسے بینچ سے اٹھاتے وہ اسے لے کر آگے بڑھ گیا پھر کچھ یاد آنے پر مڑ کر اس تک آیا۔

"اور یہ ٹشو! زرا سنبھال کر رکھو، جب کرم پھوٹیں گے تو یہ تمہارے کام آئے گا۔"

اسی کے ہاتھ سے ٹشو لیتے وہ اس کی پینٹ کی پاکٹ میں رکھ کر واپس مڑ کر پری کو اس کی کلاس تک چھوڑ کر واپس جا چکا تھا

"سارہ سارہ! یار سارہ کدھر ہو تم۔"

وہ پورے گھر میں اسے ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ انداز میں جھنجھلاہٹ در آئی ی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے حماد؟"

وہ اچانک ہی کمرے میں وارد ہوئی تھی۔

"میرا لیپ ٹاپ کدھر ہے؟"

وہ ماتھے میں بل ڈالے پوچھ رہا تھا۔

"وہ رہا، نظر کے سامنے جگر کے پاس۔"

گنگناتے ہوئے اس نے سامنے صوفے کی جانب انگلی سے اشارہ کیا۔

"او گاڈ! میں کب سے ڈھونڈ رہا ہوں، مجھے تو دکھائی نہیں دیا۔"

"تو مان لیجیے نا مسٹر حماد آپ کی جوانی آپ کو ٹاٹا بائے بائے کہہ چکی ہے۔ بڑھاپا ویلکم کرنے کو ہے۔"

وہ انگلی پہ بالوں کی لٹ لپیٹتے ہوئے بولی تھی۔

"کس اینگل سے میں تمہیں بُڈھا دکھتا تو ہوں سارہ بی بی۔"

حماد نے اسے خشمگیں نظروں سے گھورا۔

"سامنے پڑی چیز دکھتی نہیں، چکن چبائی نہیں جاتی محترم سے اور کہتے ہیں کس اینگل سے بُڈھا لگتا ہوں۔"

وہ کچھ دن پہلے کا حوالہ دیتی ہوئی بولی جب سارہ نے کتنے شوق سے اس کے لیے چکن تکہ بنایا تھا مگر جو نہی حماد نے چکن پیس دانتوں تلے رکھا، اس کے دانتوں میں ایسا درد اٹھا تھا کہ اس نے دوبارہ تکے کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔

اس کی خرافات پر حماد دانت پیس کر رہ گیا تھا پھر جیکٹ پہن کر ناشتے کی ٹیبل تک آیا۔

"میرا پیارا شابیٹا۔ماما کی جان۔"

کرسی پر بیٹھی وہ گود میں ننھی علیزے کو بٹھائے اسے سریلیک کھلا رہی تھی۔

"مجھے تو کبھی اتنے پیار سے نہیں کھلایا۔"

حماد نے ناشتے سے انصاف کرتے ہوئے طنز کیا۔

"آپ کیا علیزے ہیں۔"

آنکھیں دکھاتی وہ گھور کر مستفسر ہوئی ی۔

"تو تم سمجھ لو میں علیزے ہی ہوں۔"

اب وہ براہ راست رومینٹک موڈ میں آچکا تھا۔

سارہ نے علیزے کے ہونٹوں سے ہوتا تھوڑی تک جاتا سریلیک نیپکن سے صاف کیا۔

"آپ کا بدتمیزی کا گراف دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے۔"

وہ حماد کی بے باکی پر سرخ پڑ گئ تھی۔

"اسے بدتمیزی نہیں سارہ بی بی! رومانس کہتے ہیں رومانس۔"

تصحیح کرتے ہوئے وہ اس کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے بولا۔

"ہنہہ یہ کیسا رومانس ہوا کہ میں آپ کو علیزے سمجھ کر سریلیک کھلاؤں۔"

وہ حماد کو گھور کر بولی تھی

"اخ تھو! سارے رومانس کا بیڑا غرق کر دیتی ہو یار۔"

وہ اچھا خاصا بدمزہ ہوا تھا۔

"آپ نے ہی تو کہا تھا کہ۔۔۔!"

"میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے علیزے سمجھ کر سریلیک ہی کھلا دو، بندہ کچھ اور بھی تو کھلا سکتا ہے۔"

وہ اس کی بات کاٹ کے بگڑے موڈ کے ساتھ بولا۔

"پر لیزا تو یہی کھاتی ہے۔"

سارہ نے معصومیت کی حد کر دی تھی۔

لیزا نے بھی ماں کی اداکاری پر تالیاں بجائیں۔

"او میں کہاں جا کے اپنا سر پھاڑوں۔"

حماد بال دونوں مٹھیوں میں جکڑ کر دانت پہ دانت جمائے بولا۔

"کہیں جانے کی ضرورت ہی کیا ہے یہ رہی دیوار۔"

بظاہر اس نے حماد کی اتنی بڑی مشکل آسان کی تھی مگر حماد نے جوابًا اسے کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھا تو وہ سٹپٹا گئی۔

"تمہارے بابا ناراض ہو گئے ہیں لیزا! میں منا کر آتی ہوں۔"

سارہ اس کو اٹھتے دیکھ جلدی سے علیزے کو چیئر پر بٹھائے ہاتھ میں سینڈوچ لیے اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

"ابھی نہ جاؤ چھوڑ کر کہ دل ابھی بھرا نہیں۔"

حماد کا بازو تھامے وہ گنگنا کر اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"سینڈوچ حماد کے منہ کے قریب کر کے اس نے بیچارے کی خواہش پوری کر ہی دی تھی۔لاسٹ بائٹ پر حماد نے اس کی انگلی۔پر زور سے کاٹا۔

"حماد میری انگلی۔" وہ گھبرا کر روہانسی لہجے میں شکایتی انداز میں چیخی۔

جبکہ وہ اس کی فنگر پر لگی کیچپ چاٹنے میں مصروف تھا۔

"میری فرمائش پوری کرنے کے لیے نوازش۔"

اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے وہ اسے حصار میں لے کر سرگوشی میں بولا تھا۔سارہ اس کی سرگوشی اور اس پر فسوں ماحول میں کھو سی گئی تھی، حماد بھی اس کی طرف جھکنے لگا تھا، پریزا کی شرارتی چیخوں نے ادھم مچا ڈالا تھا۔کچھ دیر تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پر دونوں ہی قہقہہ لگاتے اندر کی طرف بڑھے تھے۔

"ستیاناس ہو اس لڑکی کا مجال ہے جو کوئی ایک کام ڈھنگ کا ہو۔سارا کمرہ بکھیر کر رکھا ہوا۔"

کمرے کی بکھری حالت نے ان کے غصے کا گراف بڑھا دیا تھا۔وہ عالیہ کی بے پرواہ طبیعت سے نالاں رہتی تھیں۔اب بھی بکھری چیزیں ترتیب دیتی ہوئیں با آواز بلند اپنا غصہ نکال رہی تھیں۔

""وہ زمین پر بکھرے کشن اور کپڑے اٹھاتی ہوئی بولیں۔

"میرے سارے کام ہی ڈھنگ کے ہوتے ہیں امی۔"

عشاور لے کر تولیہ سر پر باندھے وہ واشروم سے بر آمد ہوئی۔وہ اندر ساری باتیں سن رہی تھی۔قدرے خراب موڈ کے ساتھ گویا ہوئی۔

"رہنے دو بی بی مجھے سب پتا ہے تم کتنے پانی میں ہو۔تمہاری جتنی لڑکیاں پورا پورا گھر سنبھال لیتی ہیں۔ماں کو کسی کام کو ہاتھ تک نہیں لگانے دیتیں اور سیک میری اولاد ہے۔دنیا جہاں کی نکمی اور سست۔"

" کبھی کبھی مجھے ایسا لگتا ہے مجھے پیدا نہیں کیا بلکہ مانگ کے لائی ہیں۔میں تو آپ کی سگی اولاد ہوں ہی نہیں۔ہر وقت کی ستھری باتیں کوسنے۔"

منہ پھولا کر بالوں کو تولیے سے آزاد کرتے اس نے خفگی بھرے لہجے میں کہا۔دوسرے ہی ہادیہ بیگم کی باٹا سروس کی چپل اڑتی ہوئی اس کی کمر کو سلامی دے چکی تھی۔وہ بلبلا اٹھی۔

میں نے تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے یہ قینچی کی طرح زبان نہ چلایا کرو۔کاٹ کے رکھ دوں گی۔

غصہ سے گھورتیں وہ آگے بڑھیں تو عالیہ چیخ اٹھی۔

امی یار رحم کریں۔

وہ اپنی چپل اٹھانے آئی تھیں اور عالیہ کو لگا اب وہ نہیں بخشنے والیں۔انہیں چپل اٹھاتے دیکھ کر جان میں جان آئی۔ادھر انہوں نے بیٹی کو زبردست طریقے سے گھورا۔

"جلدی سے کمرہ صاف کرو اور اس کے بعد کچن میں بھی جھانک لینا۔"

ہادیہ بیگم اسے حکم دیتی کمرے سے چلی گئیں۔

تولیہ سے بال خشک کر کے اس نے کیچر لگایا اور دوپٹہ بیڈ پر اچھالا۔ کمرہ واقع اچھا خاصا بکھرا پڑا تھا۔ وہ ابھی سمیٹنے کا کام کر ہی رہی تھی کہ زین کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"اف میری ماسی مصیبتے۔"

لبوں پہ شرارتی مسکان لیے وہ دروازے سے ٹیک لگائے اسے بڑی فرصت سے دیکھ رہا تھا۔

عالیہ کے سر پہ لگی تلوں پی بجھی تھی۔

"یہ ماسی مصیبتے کس کو کہا تم نے۔"

آنکھیں دکھاتی وہ غصے سے چیخ کر بولی۔ عابدی کی شریر مسکان اسے آگ لگا گئی تھی۔

"تمہیں اور کسے۔"

اطمینان سے کندھے اچکا تا وہ اس کی سائیڈ سے نکلتا ہوا بیڈ پر ٹانگے لٹکائے لیٹ چکا تھا۔

"تم نے مجھے ماسی مصیبتے کہا؟ تم خود کیا ہو چھلے ہوئے آلو؟"

وہ اس کی تازہ تازہ بنی کلین شیو پر چوٹ کر گئی تھی۔

"کم آن عالیہ ! ڈونٹ بی جیلس لڑکیاں مرتی ہیں اس چہرے پر۔"

کہنی کے بل لیٹے ہوئے زین نے ناک سے مکھی اڑائی۔"

ہاں صحیح کہا آج کل کی لڑکیوں کا دل بھی گند پر ہی آتا۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے اس کے سامنے کھڑی تھی۔"

یہ گند موصوف تمہارے شوہر ہوتے ہیں عالیہ بیگم۔" اٹھ کر بیٹھتے وہ جتا کر بولا۔

"اے زین ! مجھے بیگم ویگم نہ بلاؤ۔"

وہ چڑ سی گئی تھی۔ سننے میں ہی کتنا عجیب لگتا تھا

"اب تو ضرور بلاؤں کا کیونکہ تمہیں بہت پسند ہے نہ بیگم۔ کیوں عالیہ بیگم۔"

وہ اسے مزید چڑا اتار رہا تھا۔ اسے تنگ کرنے میں جو لطف آتا تھا وہ شاید ہی کسی اور کام میں ہوتا۔ کام سے تھکا ہارا وہ گھر گیا تو عالیہ کی ناراضگی کا خیال آیا تو فریش ہو کر سیدھا چچی کی طرف آ گیا تھا۔

"چپڑ گنجو نکلو میرے کمرے سے۔"

https://classicurdumaterial.com/

وہ غصے سے سے بپھرتی ہوئی دو قدم آگے آئی تھی کہ نظر زین کے نیچے دبے اپنے دوپٹے پر پڑی۔

"اوہ میرے خدا! تو میں اتنی دیر سے اس کے سامنے بنا دوپٹے کے ہائے اللہ۔"

یہ سوچ ہی جان لیوا تھی۔ نظروں کے ارتکاز پر زین نے دیکھا تو اس کی عنابی لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئ۔اس پہلے کہ عالیہ دوپٹہ اچکتی عابدی نے پھرتی سے دوپٹہ اٹھا کر اپنے ہاتھ پہ لپیٹنا شروع کر دیا۔

"کہتے ہیں دشمن کی کمزوری کو مٹھی میں رکھنا چاہیے۔اور تمہارا میر اتوازل سے چھتیس کا آکڑا رہا ہے۔"

وہ ایک آنکھ دباتا معنی خیزی سے سے گویا ہوا۔اس کی نظریں عالیہ کے خفت سے سرخ پڑتے چہرے پر تھی۔ان آنکھوں میں لپکتے جذبوں پر اس کا دل دھڑک اٹھا تھا۔

"زین میرا دوپٹہ دے دو ورنہ میں شور مچادوں گی۔" وہ ناچار گھبرا کر معصومانہ دھمکیوں پر اتر آئی تھی زین کا قہقہہ فلک شگاف تھا۔

"بصد شوق محترمہ۔"

وہ اسے زچ کر رہا تھا۔عالیہ کے چہرے پہ بکھرے شرم وحیا کے رنگ اس کے جذباتوں کی تان چھیڑ گئے تھے۔وہ اٹھ کر دو قدم آگے آیا تھا۔عالیہ کا رنگ فق ہوا تھا۔اس نے ایک نظر دروازے کی طرف دیکھا۔آواز تو حلق میں ہی کہیں دب چکی تھی۔

"جب ایک لڑکا اور لڑکی اس طرح ایک کمرے سے بر آمد ہوتے ہیں ناں تو ان کی شادی کر دی جاتی ہے اور تم تو خود شور مچا کر ہماری شادی کے بینڈ بجوانے پر تلی ہو۔"

وہ شرارت سے گویا ہوا وہ کنفیوز سی کھڑی خوامخواہ انگلیاں چٹخانے لگی تھی۔اس کے پاس کھڑے ہو کر زین نے ہتھیلی پر بندھا دوپٹہ کھولا اور عالیہ کے سر پر اوڑھایا۔

عالیہ تحیر زدہ رہ گئی۔

"تم میری عزت ہو عالیہ اور اپنی عزت کو سات پردوں میں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔تمہارے ساتھ کوئی بھی رشتہ جڑنے سے پہلے تم میری کزن ہو اور اس رشتے سے میں تمہاری بہت عزت کرتا ہوں اور جب سے ہمارے درمیان نکاح جیسا مقدس رشتہ قائم ہوا ہے تب سے اسمیں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔میں محبت بعد میں پہلے تمہاری عزت کرتا ہوں۔کوئی بھی غلط بات ذہن میں مت لایا کرو اگر غلطی سے آ بھی جائے تو دل میں رکھنے کے بجائے مجھ سے شیئر ضرور کر لینا۔

اس نے محبت سے کہتے اس کی بالوں کی لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑسا پھر اس کے گال پہ ہاتھ رکھتے وہ عالیہ کے تھوڑی دیر پہلے زین کے نزدیکی سے گھبراہٹ پر اشارہ کر گیا تھا۔وہ پلٹ کر جانے لگا تھا کہ عالی نے اسے بازو سے تھام لیا۔ناچار اسے قدم روکنے پڑے۔

"ایم سوری زین۔"

آواز میں لرزش تھی۔ لہجہ بھاری سا ہو چلا تھا۔ زین نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"ہمارا رشتہ اللہ نے برابری کا رکھا ہے عالیہ اگر کبھی ہم میں سے کسی ایک سے بھی کوئی غلطی ہو جا ئے تو بجائے سوری کہنے کے ہم مل کر اس غلطی کو سدھاریں گے۔"

اس کا ٹھنڈا پڑتا ہاتھ وہ اپنے پر حدت ہاتھ میں لے کر نرمی سے اسے شرمندگی سے نکال رہا تھا۔

"خیر ابھی تو کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ پھر بھی اس سوری کے بجائے اگر ایک کپ چائے مل جائے تو۔"

آس بھری نظروں سے اس کا چہرہ آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارتے وہ دانستہ بات ادھوری چھوڑ گیا۔

"تمہارا اور میری اماں کا ایک ہی مقصد ہے کہ مجھے کچن سے رہائی نہ ملے۔"

وہ پاؤں پٹختی واک آؤٹ کر گئی۔ پیچھے زین کا قہقہہ لگا تھا۔

"زویا بھابھی یہ کوئسچن سمجھا دیں مجھے۔"

وہ کافی دیر سے سوالات حل کرنے کی کوشش کر رہی تھی جب نہیں ہو سکے تو وہ زویا کے پاس چلی آئی۔

"یہ دیکھو میرے ہاتھ۔"

بھابھی نے دونوں ہاتھ اس کے سامنے کیے۔ وہ آٹا گوندھ رہی تھی اور دونوں ہاتھوں پر آٹا لگا ہوا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ویسے بھی مجھے کیمسٹری سخت زہر لگتی ہے۔"

زہر تو مجھے بھی لگتی پر کیا کریں سقراط کی یہ زہر کا پیالہ پینا ہی پڑے گا۔

شرارت سے کہتی چچی کے پورشن کی طرف بڑھ گئی۔

السلام علیکم! زین بھائی آپ کب آئے؟"

وہ عالیہ کے کمرے میں زین کو دیکھ کر چونک گئی تھی کیونکہ وہ کم ہی آتا تھا ادھر آتا تھا۔ اسے دیکھ کر سلام کرتی وہ وہیں صوفے پر ٹک گئی۔

"آج تمہاری بھابھی کے ہاتھ کی چائے پینے کا دل کر رہا تھا تو سوچا پی لی جائے کہ اس میں کوئی حرج تو نہیں۔"

وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے شوخی سے بولا۔

"چائے کے تو بہانے ہیں آپ یہاں عالی سے ملنے آئے تھے ہیں ناں۔"

شرارت سے کہتی وہ زین کی چوری پکڑ چکی تھی۔ چوری پکڑی جانے پہ زین نے خفگی سے اسے دیکھا تھا۔

"تم بھی نا یار موقع پہ چوکا مارتی ہو۔"

پریشے اس کی شکل دیکھ کر بے ساختہ ہنستی چلی گئی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یہ اپنی کتابیں لیے کہاں پھر رہی ہو۔"

اس کے ہاتھ میں کتابیں دیکھ کر اس نے استفسار کیا۔

"مجھے کچھ کوئسچن سمجھ نہیں آرہے تھے زویا بھابھی تو کام کر رہی ہیں اس لیے میں عالی کے پاس آگئی۔"

وہ بک پکڑے اسے بتانے لگی تھی۔

"لاؤ دکھاؤ! میں سمجھاتا ہو۔"

پریشے نوٹ بک لیے اس کے سامنے آبیٹھی تھی۔"یہ تو بہت ہی آسان ہے پین دو زرا۔"

پریشے نے پین اس کے ہاتھ میں تھمایا اور غور سے نوک بک پر جھک کر دیکھنے لگی۔

"ادھر دیکھو اسے ایسے کریں گے۔یہ والا فارمولا ادھر اپلائے ہو گا۔"

وہ اسے سمجھا رہا تھا۔

عالی چائے لے کر آئی تھی مگر دونوں کو سر جڑے بک پر جھکے دیکھ اس کے قدم وہیں تھم گ ئے۔سالوں پہلے کی ایسی ہی ایک ماضی کی جھلک اس کے ذہن میں یادیں تازہ کرتی اس کی آنکھیں نم کر گئی تھی۔

عاشی چھوٹی ہوتی تھی تو زین ایسے ہی اسے اپنے پاس بٹھائے پڑھاتا تھا اور وہ کیسے ناک بھوں چڑھاتی تھی۔ پڑھائی میں اسے تگنی کا ناچ نچا کر رکھتی تھی اور خندہ پیشانی سے اس کی شرارتیں اس کی برداشت کرتا اس کی ہر ضد پوری کرتا تھا۔ اس نے بھیگتی آنکھوں کو دوپٹے کے پلو سے صاف کیا۔ عین اسی لمحے زین کی نظر اس پر پڑی تو وہ پریشان ہو اٹھا۔

"تم یہ اگلا والا سوال حل کرو میں آتا ہوں۔"

اسے اگلا سوال کرنے کا کہتا وہ اٹھ کر عالیہ تک آیا تھا۔

"از ایوری تھنگ اوکے۔"

اس کے لہجے سے پریشانی عیاں تھی۔ وہ اپنے جڑے ہر رشتے کہ قدر کرتا تھا۔ خود سے بھی پہلے رشتوں کی پرواہ کرتا تھا مگر نہ معلوم کیوں وہ ایک رشتے کے لیے اپنا دل پتھر کر چکا تھا۔

"تمہاری چائے۔" کپ اسے تھماتے وہ اندر جانے لگی تھی۔

"چائے بھی پی جائے گی پہلے بتاؤ روئی کیوں تھیں۔"

زین نے اس کی کلائی پر گرفت کرتے سنجیدگی سے اسفسار کیا۔

عالیہ نے ایک نظر اندر بیڈ پر بیٹھی پریشے پر ڈالی اور گہری سانس خارج کرتے مستفسر ہوئی۔

"تمھیں عائشہ یاد نہیں آتی؟"

عالی کے سوال پر زین دنگ رہ گیا تھا۔ ذہن میں کچھ سال پہلے والے واقع کی جھلک نمایاں ہوئی تھی۔ جب وہ سب کچھ چھوڑ کر صرف ذیک خط ان کے لیے چھوڑ گئ تھی۔ ان کی محبت کا محل توڑ کر ان سب کا مان مٹی میں ملا کر ساری رشتے آگ کی نذر کرتی نہ معلوم کہاں چلی گئ تھی۔ اسے یاد تھا اسکے جانے کے بعد اس کی ماں کس قدر بیمار رہی تھی۔ انہیں سنبھالنا کبھی بھی زین کے لیے اتنا مشکل نہیں رہا تھا جتنا اس کے جانے کے بعد ہو گیا تھا۔ وہ اس کی شکل دیکھنے کا بھی روداد نہیں تھا جس نے اس کی ماں کو وینٹی لیٹر تک پہنچا دیا تھا۔ وہ اسے یاد کرنا تو دور کی بات اس کا ذکر بھی سننا پسند نہیں کرتا تھا۔

وہ ایک سرد اور کٹیلی نظر اس پر ڈالتا بنا کوئی جواب دیے لمبے لمبے ڈگ بھرتا گھر سے نکلتا چلا گیا۔

عالی نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی پر وہ رکا نہیں تھا۔

"تم مجھے بہت یاد آتی ہو عاشی۔ کاش! تم ہم سب کو چھوڑ کر نہ گئ ہوتیں۔ تم تو ہماری اپنی تھیں بھلا اپنوں سے کب تک ناراض رہا جاتا ہے۔ کبھی نہ کبھی تو سب ٹھیک ہو ہی جاتا ناں۔"

جان سے پیاری اپنی عزیز دوست اور کزن کو یاد کرتے اس کا دل بھر آیا تھا۔

شام کے سائے گہرے ہوئے تو چاند نے اپنی جھپ دکھلائی تھی۔ ٹمٹماتے تارے جھلملاتے ہوئے آسمان پر رقصاں تھے۔ چاند کی روشنی چھن چھن کر بالکونی کی کھڑکی سے جھانکتی اس کے چہرے کو پرنور کر رہی تھی۔ ہوائیں چلمن سے ٹکراتی مدھر سا ساز چھیڑ رہی تھیں۔ دونوں کہنیاں دیوار کی منڈیر پر ٹکائے آسمان پہ نگاہ ٹکائے وہ اس قدر مگن تھی کہ اپنے پیچھے ہمان کی آمد کا زرا بھی احساس نہ ہوا۔

"دادی اماں کہتی ہیں چاند پہ پریاں رہتی ہیں

لیکن پری تو میرے پاس ہے۔"

ہمان کی مدھم سی آواز پہ وہ پلٹی تھی۔ اسے دیکھ کر ہی پریشے کے چہرے پر مسکراہٹ عود آئی تھی۔

"بالکل غلط غلط کہتی ہیں دادی اماں پریاں چاند پر نہیں کوہ کاف میں رہتی ہیں۔"

وہ تصحیح کرتی ہوئے شریر لہجے میں گویا ہوئی

"اوہ! تو تم کوہ کاف سے بھٹک کر ادھر آئی ہو۔"

ہمان نے مسکراہٹ دبا کر اس کا ہاتھ تھاما

"پھپھو سے پوچھیں انہیں بہتر پتا ہو گا۔"

وہ پلکیں جھکائے اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی جو ہمان کی قید میں تھا۔یہ احساس ہی کس قدر طمانیت بخشتا تھا اں کہ یہ خوبرو شخص اس کا ہے اور صرف اس کا ہی رہے گا۔

"تمہاری پڑھائی اور میرا انتظار ختم ہونے میں ایک سال رہ گیا ہے۔"

اپنی ہی رو میں وہ نا سمجھی سے آئبرو اچکا کر مستفسر ہوئی۔

"پھر کیا ہو گا۔"

"پھر شادی ہو گی۔"

مسکراہٹ دباتا وہ اس کی اور جھک کر گھمبیر لہجے میں بولا۔

"کس کی۔"وہ ایک آئیبرو اچکا کر اس نے پوچھا تو ہمان کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔

"ہماری اور کس کی۔"

ہمان نے اسے گھورا مطلب وہ اتنی انجان تھی یا بن رہی تھی۔

"شادی کے بعد تو پوری لائف چینج ہو جاتی ہے۔گھر کی ذمہ داری شوہر کا کام کچن سنبھالنا اف! بہت مشکل ہے بھابھی۔"

کچھ دن پہلے والی زویا اور عالیہ کی گفتگو اس کے ذہن میں گونجنے لگی تھی۔

"مجھے کوئی کام نہیں آتا اور نہ ہی میں کروں گی اگر آپ نے مجھ سے کوئی بھی کام کروانے کی کوشش کی تو میں ماما اور پھپھو کو کہہ دوں گی۔"

دھمکی آمیز لہجے میں وہ ہمان کو خبردار کر گئی۔

وہ ششدر رہ گیا۔ کچھ لمحوں تک وہ بول ہی نہ سکا۔ پھر ایک قدم آگے آیا۔

"پہلے میں نے تم سے کونسے ہل چلوائے ہیں۔" دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے وہ سراپہ سوال تھا۔ پریشے نے تھوک نگلا۔

"پہلے نہیں چلوائے لیکن بعد میں چلوا لیے تو مطلب اگر بعد میں مجھ سے کوئی کام کروایا تو۔"

اس نے اپنے خدشے ظاہر کیے۔ ہمان کی گردن پیچھے گرا کر ہنستا چلا گیا۔ تو اصل مسئلہ یہ تھا۔

وہ زیر لب بڑبڑایا۔

"نہیں کرواتا تم سے کام۔ نہ اب نہ بعد میں۔"

"اوہ شکر ہے میرے خدا۔" سکون کی سانس خارج کرتی وہ صوفے پہ بیٹھ چکی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ہم نوکر رکھ لیں گے ہمان۔" اس کے اس نادر مشورے پہ ہمان نے خشمگین نگاہوں سے اسے نوازہ۔

"گھر کے کام کے لیے گھر کے لوگ ہی کافی ہیں پریشے مادام۔"

"کیوں آپ کے پاس پیسے نہیں ہے کیا۔" اس کی بات پر ہمان کو بے اختیار وہ دن یاد آیا جب وہ لاکٹ نہیں لے سکا تھا کہ وہ لاکٹ ڈائمنڈ کے نگینوں سے مزین سا تھا اور وہ اتنی رقم جیب میں رکھتا نہیں تھا۔ اتفاق سے کریڈٹ کارڈ بھی گھر ہی بھول آیا تھا اور یہ بات جب اس نے پریشے کو بتائی تھی تو اس کا منہ بن گیا تھا۔ پریشے دو دفعہ اس بات کا طعنہ دے چکی تھی اور آج پھر۔۔۔!

"کہیں ہم نے ڈسٹرب تو نہیں کر دیا لوو برڈز کو۔"

پھپھو کو دیکھ کر وہ سیدھا ہوا۔ وہ نرمی سے مسکرائیں تو پریشے جھینپ سی گئی۔ ہمان نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"بالکل بھی نہیں بلکہ اچھا ہوا آپ آ گئیں۔ ایک فضول بحث ختم ہوئی۔"

بات وہ پھپھو سے کر رہا تھا مگر دھیان کے سارے دھاگے پیچھے بیٹھی شرارت کی پڑیا سے جڑے ہوئے تھے۔

پریشے کی تیوری چڑھی تھی۔ وہ تیزی سے اٹھ کر دھپ دھپ کرتی وہاں سے چلی گئی۔ "اسے کیا ہوا؟"

انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

"کچھ نہیں آپ کی بیٹی کا دماغ شارٹ ہو چکا ہے اسے علاج کی ضرورت ہے۔ "وہ پریشے کو جاتا دیکھ رہا تھا۔تپ کر گویا ہوا۔

"خبردار جو آپ نے ہاتھ بھی لگایا ہماری بچی کو تو۔"

پھپھو نے پہلی فرصت میں آگے بڑھ کر ہمان کا کان مروڑا تھا۔

"واللہ پھپھو وہ بچی نہیں ہے خیر سے بیس سال کی تو ہو ہی چکی ہو گی۔"

اپنا کان مسلتے ہوئے وہ برا مناتے خفگی سے بولا۔

"سچ سچ بتائیں بات کیا ہے۔" وہ جھسے اسکی ناراضگی اور خفگی کو خاطر میں ہی نہیں لائی تھیں۔

"یہ جا کر آپ اپنی بچی سے ہی پوچھیں۔"

وہ آستینیں اوپر چڑھاتا ہوا سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھ گیا۔

"لڑکی بنا رخصتی منہ اٹھا ئے چلی آتی ہوا اپنے سسرال۔ "صوفے پر بیٹھی میگزین پڑھ رہی تھی۔عالیہ کو آتے دیکھ اس کی ٹانگ کھینچنا نہیں بھولی۔

https://classicurdumaterial.com/

"آپ کا قصور نہیں یہ نین کی سنگت کا اثر ہے۔" وہ بھی سامنے بیٹھ چکی تھی۔

تلاش مجھ کو نہ کر.... دشت ویران میں

نگاہ دل سے ذرا دیکھ.... پل پل تیرے پاس ہوں

اسے نگاہیں دوڑاتے دیکھ کر زویانہ حسب حال شعر گنگنایا تھا۔

"کیا زویا بھابھی آپ بھی نا بس۔۔۔۔"

یونہی بال کان کے پیچھے کرتے وہ اپنے دھڑکتے دل کو سنبھال رہی تھی۔ جو زویا کہے شعر پر بے اختیار دھک دھک کرنے لگا تھا۔

محض ذکر یار سے دھک دھک کرتا ہے دل

جو مکمل میسر آ جاؤ تو حال ہمارا کیا ہو گا

اگلے شعر پر اس کا چہرے پہ گلال بکھرا تھا۔"

اگر آپ یونہی مجھے ستاتی رہیں تو میں یہاں سے اٹھ جاؤں گی۔"

خفگی سے منہ پھلائے وہ اتنی اچھی لگ رہی تھی کہ ان کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اچھا بھئی میں تو تمہیں چھیڑ رہی تھی اور تم چِڑ بھی گئیں۔"

"بھابھی پوچھنے والی بات یہ ہے کہ چھیڑنے کے لیے ہی چھیڑا جاتا ہے ناں پھر بندہ چِڑے بھی نہ۔ کما ل کرتی ہیں آپ۔"

زین لاؤنج میں رک کر بھابھی کو اللہ حافظ کہتا گھر چلا گیا تھا۔ بھابھی نے زین کا خراب موڈ دیکھ کر عالیہ کو بھی اس کے پیچھے جانے کا کہا۔

"موصوف کا موڈ خراب ہے جایئے عالیہ محترمہ ذرا محترم کا موڈ ٹھیک کیجیے جا کر۔"

وہ بھابھی کو گھورتی ہوئی اٹھی تھی۔ "ویسے اگر کچھ ٹپس چاہیے ہوں تو موسٹ ویلکم۔"

وہ دہلیز عبور کرنے لگی تھی جب بھابھی نے شرارت سے کہا۔

"جی نہیں اپنی ٹپس اپنے پاس رکھیے۔"

جلتی کڑھتی وہ باہر نکل گئی۔ ساتھ والا گھر ہی تو پھپھو کا تھا۔ دو منٹ بھی نہیں لگے تھے۔ وہ اندر آئی تو الماری میں منہ دیے وہ غالباً شرٹ ڈھونڈ رہا تھا۔ شرٹ ملنے پر وہ جو نہی پلٹا تو سامنا عالیہ سے ہوا تھا۔ اسے نظر انداز کرتا وہ سائیڈ سے نکلنے لگا تو عالیہ نے اس کے ہاتھ سے شرٹ لے لی۔

"میں پریس کر دیتی ہوں۔"

وہ دو قدم ہی چلی تھی کہ زین نے سامنے آکر اس سے اپنی شرٹ واپس لی۔

"میں اپنا کام خود کرلوں گا۔"

وہ سلگتے لہجے میں ایک سرد نظر اس پر ڈال کر میز کی طرف بڑھ گیا۔

"میں کردوں گی ناں لاؤ مجھے دو۔" وہ شرٹ واپس لے چکی تھی۔ استری سٹینڈ پر کھڑی کی۔

زین کے ماتھے پہ بل پڑے تھے اور وہ دو قدم آگے آیا تھا اور اپنی شرٹ بری طرح اس سے جھپٹی تھی۔ "میرے ساتھ ضد مت کیا کرو۔ سمجھیں۔"

"ضد میں کر رہی ہوں یا تم؟"

اس کے نخرے سوا نیزے پر دیکھ کر عالیہ کی تیوری چڑھی تھی۔وہ یہاں اسے منانے آئی تھی اور محترم کہ مزاج ہی نہیں مل رہے تھے۔

"ادھر دو شرٹ اب تو یہ شرٹ میں پریس کر کے ہی دم لوں گی۔میری بھی ضد ہے۔"

وہ بھی عالیہ تھی۔پوری جنگجو۔زین سے شرٹ کھینچتی رہی پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔

"میں بھی دیکھتا ہوں کیسے پریس کرتی ہو۔تمہاری ضد ہے تو پھر میری بھی ضد ہے۔"

وہ بھی شدید اشتعال میں تھا۔

شرٹ کی ایک آستین محترمہ کے پاس تھی تو دوسری محترم کے پاس دونوں پوری کوشش کر رہے تھے اپنی طرف کھینچنے کی۔

"میں کہتی ہوں زین شرٹ چھوڑ دو اسے میں ہی پریس کروں گی۔"

وہ آنکھیں چھوٹی کیے دھمکاتی ہوئی بولی۔

"یہ میری شرٹ ہے اور اسے میں ہی پریس کروں گا۔"

وہ اپنی طرف کھینچتے ہوئے جتا کر گویا ہوا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

آستینیں اپنی سائز سے بڑی ہو چکی تھیں۔گلے کا تو حال ایسا تھا جیسے شرٹ انسان کی نہیں کسی ہاتھی کی ہو۔

"شرٹ چھوڑو۔"

عالیہ چیخی تھی۔

"تم میری شرٹ چھوڑو۔"

زین دھاڑا تھا۔

دونوں کی چیخوں اور دھاڑوں کا نتیجا یہ نکلا کہ بیچاری شرٹ اتنا اتیاچار سہہ نہ پائی اور بیچ میں سے چِرتی ہوئی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔اب سین کچھ یوں تھا ایک آستین عالیہ کہ ہاتھ میں اور دوسری زین کہ ہاتھ میں تھی اور وہ دونوں ہی زمین پہ گرے پڑے تھے۔

ان دونوں کی چیخ و پکار سن کر سب سے پہلے ہمان اپنی ریوالور سمیت چھت پر کودا تھا اور چھت کے رستے نیچے آیا تھا۔اس کا رخ زین کے کمرے کی طرف تھا کہ پھپھو تو وہیں گھر میں تھیں۔

پریشے بھابھی اور پھپھو دروازے کے راستے پہنچی تھیں۔نین رفع اور ماہیر بھی بھاگتے ہوئے آئے تھے۔اس وقت کمرے میں سب موجود تھے اور صورتحال سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ آخر ہوا کیا ہے۔

https://classicurdumaterial.com/

عالیہ کی تو سٹی پٹی گم ہو چکی تھی۔مارے شرمندگی کے سر ہی نہ اٹھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے والی ساری بہادری اڑن چھو ہوئی تھی۔مارے دوسرے ہاتھ میں زین کی کٹی پھٹی آدھی شرٹ جو چیخ چیخ کر اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کا حال سنا رہی تھی۔

سب سے پہلے پریشے منہ پہ ہاتھ رکھے آگے آئی تھی۔

زین کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے ہاتھ سے شرٹ لی۔

"آپ کی شرٹ کیسے پھٹ گئ؟اور آپ فرش پر کیسے گر گ ئے؟"

وہ صورت حال کا جائزہ لے رہی تھی۔ماہیر اور ہمان بھی اس کے سر پہ کھڑے اسے گھور رہے تھے۔

"یہ آدھی رات کون سے مرگی کے دورے پڑے تھے تم دونوں کو جو پورا گھر ہلا کے رکھ دیا۔"

نین نے دونوں کی طبیعت صاف کی۔کتنا ڈر گیا تھا وہ کہ کہیں کچھ ہو ہی نہ گیا ہو ان کو مگر یہاں تو سین ہی الٹ تھا۔

"منہ میں کیا نسوار رکھی ہے ہمان کی جان۔"

ایک گھٹنا زمین پہ ٹکائے وہ زین کے قریب ہی بیٹھا سرد لہجے میں بولا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ارے! وہ تو میں ہوناں۔"

پریشے نے جھنجلا کے ہمان کو یاد دلایا۔ماہیر اور رافع نے بامشکل اپنی ہنسی دبائی تھی۔ نین نے سر پیٹ لیا۔بھابھی اور پھپھو کی بھی دبی دبی سی ہنسی سنائی دی تھی۔

احساس ہونے پر اسے پتا چلا کہ وہ کیا بول گئ ہے۔شرم وحیاسے لرزتی پلکیں گلابی عارضوں پر سایہ فگن ہو گئیں۔پریشے کے چہرے پر چھائی لالی دیکھ کر اتنے غصے میں بھی وہ مسکرا دیا تھا۔سب موجود نہ ہوتے تو وہ پریشے کی اس حرکت پر دل کھول کر ہنستا۔وہ مٹھیاں بند کیے تیز تیز قدم اٹھاتی گھر چلی گئ۔

"اب کیا رات بھر یونہی گرے رہنے ہے۔"

نین نے بیڈ پر گرتے شوخی سے کہا تھا۔رافع نے ہاتھ بڑھا کے بہن کو اٹھایا۔زین نے بھی کھڑے ہو کر اپنے کپڑے جھاڑے۔

ہمان کی نظر عالیہ کے ہاتھ پہ پڑی تو اس نے اس کے ہاتھ سے پھٹی ہوئی شرٹ کا ٹکڑا لیا اور ویسا ہی ایک ٹکڑا زین کے پاس تھا ہمان نے اس کے ہاتھ سے بھی لے لیا۔دونوں ٹکڑوں کو پکڑ کر اونچا کر کے سب کو دکھایا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اب جب صورت حال سب کی سمجھ میں آچکی تھی تو سب کا ہنس ہنس کے برا حال تھا۔ عالیہ تو کب کی واک آؤٹ کر چکی تھی۔ ابھی تو ہادیہ بیگم کو اس کے یہاں آنے کا علم نہیں تھا جو ہو جاتا تو وہ ستھری الگ۔ زین بھی سر کھجاتا رہ گیا تھا۔ نازنین نے اس سر پر چپت رسید کی۔

"قسم سے تم دونوں کسی کامیڈی ڈرامے سے کم نہیں ہو۔ یہ دیکھ مجھے تو لگا تھا کوئی چور یا ڈاکو گھس گیا ہو گا گھر میں۔ پسٹل لایا تھا اپنے ساتھ۔"

سب ہنستے ہوئے گھر آگئے تھے۔

"پریشے وہ اس دن تمہارے ساتھ ہینڈسم کون تھا؟"

منشاء نے کولڈ رنگ کا سپ لیتے ہوئے بڑے اشتیاق سے یہ سوال پوچھا تھا۔

سینڈوچ کھاتی پریشے کے ہاتھ جہاں تھے وہیں رہ گئے۔ اس نے سینڈوچ پلیٹ میں پٹخا۔ ماتھے میں بل ڈالے وہ اسے بھسم کر جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ منشاء گڑبڑا گئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ہینڈ سم ہیں وہ اپنی بیوی کے لیے نہ کے تمہارے لیے۔"

دانت پیس کر وہ گویا ہوئی تو مارے صدمے کے منشاء کی چیخ نکل گئ۔

"یا خدا کون سی آفت آ گئ؟"

پریشے نے اسے ٹوکا۔اس وقت وہ کینٹین میں تھیں اور منشاء کی بھیانک چیخ سے کئ اسٹوڈنٹ ان کی طرف متوجہ ہو گ ئے تھے۔

"کیا! وہ شادی شدہ ہے؟ سے ناٹ پریشے۔"

بے یقینی سے کہتے وہ شدید صدمے کے زیر اثر تھی۔

"تو کیا نہیں ہونا چاہیے؟"

پریشے کے تیور ٹھیک ٹھاک بگڑے تھے۔ناگواری سے اسے مستفسر ہوئی تھی۔

"نہیں! میرا وہ مطلب تھوڑی تھا۔ویسے کتنی لکی ہو گی وہ لڑکی جس کے نصیب میں وہ خوبرو سا نوجوان ہو گا۔"

پریشے جو سینڈوچ دوبارہ اٹھا چکی تھی غصے سے دوبارہ پلیٹ میں پٹخا۔اس لڑکی نے قسم کھا رکھی تھی کہ پریشے کو آج کچھ کھانے نہیں دینا الٹا اس کا دل جلانا ہے۔

"اے منشاء کی بچی اس ہینڈ اور سم کا ذکر اب تم نے کیا ناں تو میں تمہارا بوتھا توڑ دوں گی۔ اپنی نظریں سنبھال کر رکھو۔"

منشاء منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی جو اب بیگ کندھے پر ڈال کر تن فن کرتی ہوئی باہر چلی گئ تھی۔ آج نین اسے لینے آیا تھا۔ یہ سوچ ہی موڈ خوشگوار کرنے کے لیے کافی تھی۔

نین اور وہ پورے راستے باتیں کرتے آئے تھے۔ ایک جگہ رک کر تو آئس کریم بھی اڑا چکے تھے۔ گھر پہنچ کر پریشے تو اپنے کمرے میں چلی گئ تھی جبکہ نین وہیں لاؤنج میں پھسکڑا مارے بیٹھ چکا تھا۔

"خیر ہے اتنا ہنس رہے ہو؟"

زویا نے اسے بری طرح ہنستے دیکھ کر پوچھا.

"کہاں ہیں عالیہ محترمہ؟"

نین نے ادھر ادھر نظریں دوڑاتے استفسار کیا۔

"رات چن چڑھا کر اپنے کمرے تک محدود ہیں۔"

چائے کا کپ نین کو تھما کر وہ خود بھی وہیں بیٹھ گئ تھیں۔

"ہائے اس چمن کو دیکھنے کی حسرت ہی رہ گئی میری۔"

وہ کپ ہاتھ میں پکڑے آہیں بھرتا رہ گیا۔

"ان شااللہ حسرت ہی رہ جائے گی۔"

عالی شام ڈھلے اس پورشن میں آئی تھی نین کی باتیں سن کر تپ کر جواب دیا

"رات اکھاڑے میں کافی مزہ آیا ہو گا نئیں؟"

کپ ٹیبل پر رکھتے وہ اسے چڑاتے ہوئے اس سے تائید چاہ رہا تھا

"تم میری سوچ سے بھی زیادہ بدتمیز ہو۔"

عالیہ نہ پاس پڑا کشن اسے کھینچ کر مارا تھا جسے وہ کمال مہارت سے پکڑ چکا تھا۔

"افسوس کہ بیچارے کی شرٹ پھاڑ دی تم نے چچ چچ چچ۔"

نین نے تاسف ڈے کہتے سر کو دائیں بائیں جنبش دی۔

"میں اس کی شرٹ پھاڑوں یا سر تمہیں اس سے مطلب۔"

وہ خونخوار لہجے میں بولی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"لگتا ہے رات جنگ میں بری طرح پچھاڑا ہے مقابل نے جبھی تو غصے میں آگ کی لپٹیں اٹھ رہی ہیں۔"

عالیہ کا غصہ سوا نیزے پہ تھا۔اس کا تپا تپا سا چہرہ اسے لطف دے رہا تھا۔

"تم آج مجھ سے نہیں بچو گے نین۔"

وہ ایک دم ہی اس پہ جھپٹی تھی۔ نین نے بھاگنے میں ہی عافیت جانی۔ بھا بھی مسکراہٹ دباتیں ان دونوں کی پکڑن پکڑائی ملاحظہ کر رہی تھی۔ نین صوفے سے کود مارتا

باہر بھاگا تھا۔عالیہ بھی اس کے پیچھے ہی بھاگی تھی مگر کچن سے ٹھنڈے پانی کی بوتل لینا نہیں بھولی تھی۔

"ارے بھاگتے کہاں ہو بزدل؟ رکو اور مقابلہ کرو میرا۔"

عالیہ نے پیچھے ہی خاصے تیکھے لہجے میں ہانگ لگائی تھی۔ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی۔بھاگتے میں ہی جلدی سے اس نے ڈھکن کھولا تھا۔

"تمہارت حملے سے تو میں بزدل ہی اچھا۔"

وہ بیرونی دروازے کے قریب ہی زرا سانس برابر کرنے کو رکا تھا اور بس یہیں غلطی کر بیٹھا تھا۔عالی اس کے سر پہ کھڑی تھی۔ نین کی آنکھیں پھیل گئیں۔عالی نے پوری بوتل اس پہ الٹ دی تھی۔سیاہ ٹو پیس میں ملبوس ہاتھ

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

میں فائل تھامے وہ لہو رنگ آنکھوں سے عالیہ کو گھور رہا تھا۔ بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپک کر چہرے پر پھسل رہی تھیں۔

وہ زین تھا جو ایک ضروری کام کے سلسلے میں گھر آیا تھا گاڑی باہر ہی کھڑی کر دی تھی کہ پھر نکالنے میں مسئلہ ہوتا۔ نین کے بروقت پیچھے ہونے سے سارا ملبہ زین پر جا گرا تھا۔

عالیہ کو چار سو چالیس والٹ کا کرنٹ لگا تھا۔ ہاتھ سے بوتل چھوٹ کر نیچے گری تھی۔ دونوں ہاتھ منہ پہ رکھے وہ دیدے پھاڑے شاکڈ سی بس اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ نین تو اللہ کرتا کنی کترا کر نکل گیا۔

"واللہ یہ کیا ہو گیا۔"

بھابھی ان کے پیچھے ہی باہر تک آئی تھی۔

"آئی ایم سوری غلطی سے مجھ ہو گئ زین۔"

مارے خوف کہ وہ الٹا بول چکی تھی۔ بھابھی تیزی سے تولیہ لینے کے لیے اندر گئ تھیں۔ زین نے اسے بازو سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ اندر لا کر جھٹکے سے اس کا بازو آزاد کیا۔ وہ لڑکھڑا کر گرتے گرتے بچی تھی۔

"ڈاکٹر کبری جلدی چلیں ایک ایمرجینسی کیس آیا ہے۔ " وہ جو ابھی اوپی ڈی کے تمام مریض کا چیک اپ کر کے اپنے کیبن میں دو گھڑی سکون سے بیٹھنے آئی تھی ڈاکٹر صارم کو دیکھ کر رہ گئ۔

اسے چلنے کا شارہ کرتی ہوئی کبری کرسی سے اٹھی اور سٹیتھوسکوپ ہاتھ میں لیے ایمرجنسی وارڈ کی طرف بڑھ گئ۔"ڈاکٹر منال کدھر ہیں۔"

کبری نے اس کے ہمقدم چلتے ہوئے راہداری عبور کرتے ہوئے پوچھا۔ان کے قدموں کی رفتار خای تیز تھی۔

"وہ آج آدھی چھٹی پر ہیں۔"

صارم نے بتایا تو اسے حیرت ہوئی۔

"خیریت! وہ ایسے پہلے تو کبھی نہیں گئیں۔"

"ان کی والدہ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئ تھی تو انہیں ایمرجنسی میں جانا پڑا۔"

"اوہ اللہ خیر کرے گا میں یہاں سے فری ہو کر کال کرتی ہوں انہیں۔ " وہ اندر آئی تو دو لڑکے بری طرح زخمی تھے جو درد سے کراہ رہے تھے۔

کبری نے خون روک کر زخم کی صفائی کی اور دوا لگا کر پٹی کی۔دونوں مریضوں کی چیخیں عروج پر تھیں۔کوئی گھنٹہ لگا تھا اس کام میں ماسک اتار کر کبری نے دونوں کو گھورا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"زخموں سے اتنا ہی ڈر لگتا ہے تو ڈھنگ سے چلایا کریں بائیک۔ آج کل کی نوجوان نسل کے کیا کہنے۔ بائیک تو ایسے چلاتے ہیں جیسے گھوڑا ہو۔"

وہ مسلسل دونوں کو ڈپٹ رہی تھی۔ وہ ڈاکٹر تھی اسے اچھی طرح معلوم تھا یہ چوٹیں بائک سے گرنے پر لگی تھیں۔ یہ لیجیے ! یہ دوا پراپر کھانے کے بعد دودھ کے ساتھ لینی ہے اور دو دن بعد ڈریسنگ چینج کروا لیجیے گا دونوں۔"

وہ دونوں کو اچھی طرح ہدایت کرتی وارڈ سے باہر نکل آئی۔

"ارفع پلیز ایک کپ چائے منگوا دو۔ سر میں شدید قسم کا درد ہو رہا ہے۔"

سر پکڑے وہ ریسیپشن پر کھڑی ارفع سے کہہ رہی تھی۔ ارفع کو اس پر ترس آیا وہ آج فجر کے وقت کی آئی ہوئی تھی اور اب کہیں جا کر سانس لی تھی۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم بس گھر ہی جا رہے ہیں ہیں نا کبری جی" صارم نے مسکراہٹ دبا کر اس سے تائید چاہی۔ کبری نے اسے زبردست طریقے سے گھورا۔

"میری ڈیوٹی آور زابھی ختم نہیں ہوئے مسٹر صارم۔" وہ بولی تھی مگر صارم اس کی کسی بات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے گاڑی میں بٹھا کر گاڑی گھر کی طرف لے چکا تھا۔

مسز فاروقی شام کی چائے بنا کر ٹیبل پر رکھ رہی تھیں جب صارم اور کبری ایک ساتھ داخل ہوئے۔انہوں نے بے ساختہ ماشااللہ کہا تھا وہ دونوں ایک ساتھ بہت پیارے لگتے تھے نظر لگ جانے کی حد تک۔

"السلام علیکم آنٹی۔"

کبری نے مڑ کر انہیں سلام کیا تھا۔

"وعلیکم اسلام! جیتی رہو خوش رہو۔"وہ خوشی سے بولی تھیں۔

"آپ نے چائے بنائی ہے پلیز ایک کپ مجھے بھی دے دیجیے گا۔سر میں بہت درد ہے۔"

وہ دو انگلیوں سے کنپٹی سہلاتے ہوئے بولی تھی۔

"تو اتنا مت کھپایا کریں ناں خود کو۔"

یہ صارم تھا جو لجاجت سے بولا تھا۔کبری نے اسے صاف نظر انداز کیا۔

"صارم ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے کبری دن رات بس ہاسپٹل ہاسپٹل۔اپنی صحت بھی تو دیکھو۔"وہ ناراضگی سے بولی تھیں۔

"یہ تو میری ڈیوٹی ہے آنٹی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ مسکرا کر بولی تھی۔

"ڈیوٹی کے لیے بیوٹی بھی ضروری ہے سو اپنا خیال رکھیں کریں کہ ایک ڈاکٹر کو اپنی صحت سے لاپرواہی برتنا زیب نہیں دیتا۔"

صارم شرات سے بول کر ایک دم۔ سنجیدہ ہوا تھا۔

"آنٹی آپ چائے مالا کے ہاتھ میرے کمرے میں بجھوا دیں۔"

وہ اس پر ایک شکوہ بھری نظر ڈال کر اوپر کمرے میں چلی گئی۔

"تمہارے اندر عقل نام کی کوئی چیز ہے کہ نہیں۔ کوئی شرم ہوتی ہے ہے کوئی حیا ہوتی ہے۔ جب دیکھو تو اچھل کود کرتی ہوئی ملتی ہو۔"

"زین میں تو بس۔" وہ منمنائی تھی پر زین کی دھاڑ نے اسے بالکل خاموش کروا دیا تھا۔

"جسٹ شٹ اپ عالیہ۔ برداشت کی حد ہوتی ہے میں تمہاری یہ حرکتیں ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔ سدھر جاؤ ورنہ۔۔۔" وہ انگلی دکھاتا غصے سے اسے کچھ سخت سست کہتے کہتے رہ گیا تھا۔ مٹھیاں بھینچے فائل دور فرش پر اچھالتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا گھر سے ہی نکل گیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

عالیہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے منہ پہ ہاتھ رکھے اپنے پورشن کی طرف بھاگی تھی۔

نین نے تاسف سے دور جاتی عالیہ کو دیکھا اور پھر پھپھو کی طرف آ کر ساری بات ان کے گوش گزار دی۔ وہ ششدر رہ گئی تھیں۔ کہاں توقع تھی کہ زین عالیہ سے اونچی آواز میں بات کرے گا۔ انہوں کچھ سوچ کر اپنی چادر لی اور میسم صاحب سے کھل کر بات کی۔

شام میں سارہ اور حماد گھر چلے آئے تھے۔ ان کے آنے سے ہی گھر میں اچھی خاصی رونق لگ گئی تھی۔ زین کا موڈ آف تھا۔ وہ گاڑی لے کر باہر نکلا ہوا تھا۔ نازنین گھر کو تالا لگا کر بھائی کے گھر ہی آ گئی تھیں۔

عالیہ کو انہوں نے پیار سمجھایا تھا کہ وہ غصے کا تیز نہیں ہے اسے ضرو ر اندر ہی اندر کوئی بات پریشان کر رہی ہے جس کی فرسٹیشن اس نے اس پر نکال دی اور وہ باخوبی جانتی تھی کہ وہ کس بات کو لے کر اس شے اب تک خفا ہے۔

کافی دیر تک وہ اس کی دل جوئی کرتی رہیں۔ عالی ویسے بھی دل کی صاف تھی زیادہ دیر تک ناراض رہنے والوں میں اس کا شمار نہیں تھا وہ تو پل میں ناراضگی دور کر بھی لیتی تھی اور دور کر بھی دیتی تھی۔ بس پھر تھوڑی ہی دیر میں موڈ بحال کر کے وہ سارہ کے ساتھ گپے لگا رہی تھی۔

حماد ماہیر نین اور رافع تو سٹڈی میں جا چکے تھے۔ پیچھے عالیہ زویا پریشے اور سارہ تھیں۔ پاس ہی قالین پر لیزا غباروں سے کھیل رہی تھی۔ پری تو بڑے اشتیاق سے لیزا کو دیکھ رہی تھی۔ گول مٹول سی لیزا غباروں کے پیچھے دیوانی ہوئی فرش پر رینگ رہی تھی۔ ساتھ ہی غوں غاں کی آوازیں نکالتی تالیاں بھی بجا رہی تھی۔

"سارہ یہ لیزہ تم مجھے دے دو۔"

بڑی حسرت سے علیزے کو دیکھتے ہوئے پریشے نے بڑی آسانی سے سارہ کا سکون غارت کیا تھا۔ سارہ کی آنکھیں ابل پڑی تھیں۔ دہل کر اس نے سینے پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"لڑکی باولی تو نہیں ہو گئی ہو۔ بیٹی ہے میری کوئی سالن کا ڈونگا یا ماچس کی ڈبیا نہیں جو اٹھا کے تمہیں دے دوں۔"

مارے خوف کے سارہ نے کراؤل کرتی لیزا کو جھٹ سے اٹھا کہ اپنی گود میں بٹھا کر سینے میں بھینچ لیا اور تیکھے لہجے میں تڑاخ کر جواب دیا۔

بھابھی مسکرا کر رہ گئیں۔

"تم اتنا کیوں بھاؤ کھا رہی ہو دوسری لے آنا ناں۔ " پری ضد پہ اڑی تھی۔ دراصل لیزے کی حرکتیں اس کی مسکراہٹ پہ پری کی جان جاتی تھی۔ اس کا بس ہی نہ چلتا تھا کہ وہ لیزا کو اٹھا کر اچھی طرح گدگدی کرے اور دونوں پھولے پھولے گالو کو چومتی رہے۔ لیزا کی بے تکی سی آوازیں پریشے کو مزید اکساتی تھیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس کی بار پر جہاں سارہ سرخ پڑی تھی وہیں بھابھی ہنستی چلی گئی تھیں۔

"لو جی کر لو بات بچی نہ ہو گئی پاپڑ کا پیکٹ ہو گیا۔ یہ تمہیں دے دوں میں دوسرا لے آؤں۔"

خفت مٹانے کو وہ بھنا کر بولی تھی۔ عالی نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"کتنا مزہ آرہا ہے ناں بھابھی۔"

زویا کی طرف جھکتی وہ سرگوشی میں بولی تھی۔ زویا مسکر کر اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

"نہیں دو سارہ کی بچی۔" وہ ناک پھلا کر غصے میں گویا ہوئی۔

"میں اپنی لے آؤں گی اور کسی کو ہاتھ تک لگانے نہیں دوں گی۔"

وہ ماتھے پہ بل ڈالے سارہ کو گھورتی ہوئی واک آؤٹ کر گئی تھی۔

پیچھے سارہ سمیت سب ہی کی بولتی بند تھی۔

"یہ کیا کہہ کر گئی ہے؟"

سارہ کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ وہ بے یقین سی تھی۔ اگلے ہی لمحے ان تینوں کا مشترکہ قہقہہ لاؤنج میں گونجا تھا۔ بے چاری لیز اپریشان سی ماں کو دیکھ رہی تھی کہ کونسا دورہ پڑ گیا۔

ہمان لاؤنج میں داخل ہوا تو ان کو ہنستے پایا۔

"خیریت ہے چڑیل تم آج پھر یہاں۔

"اِلے ماموں کی جان۔"

وہ لیزہ کے گال چومتا گود میں اٹھا چکا تھا۔

"ہمان تصحیح کر لو لیزا تمہاری جان نہیں تمہاری جان تو اس وقت روٹھی ہوئی ہے۔"

ہمان جھینپ کر مسکراہٹ دبا گیا۔

"بھابھی آپ کو بھی بس موقع ملنا چاہیے۔"

"ارے بھئی موقع کی مناسبت سے ہی ذکر چھیڑا ہے۔وہ تو بس نادانی میں کہہ گئی تھی۔"

وہ بیچارہ ان تین خواتین کے سامنے خجل سا ہو گیا تھا۔

"چلو نادانی میں ہی صحیح کافی عقل کی بعد کر گئی تھی۔"زویا سمیت سب ہنسے تھے۔

ہمان نے لیزہ کو واپس اس کی اماں کو پکڑا یا۔لیزا ابھی ضرورت سے زیادہ بھاری تھی۔

ہاتھ جھٹکتا وہ پول سائیڈ پر چلا گیا۔

دونوں ہاتھوں پہ چہرہ ٹکائے وہ پول کے پانی میں نظر آتے چاند کے عکس کو دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

"کیا تھا اگر وہ جھوٹے منہ ہی کہہ دیتی کہ لے لو لیزا تمہاری ہی تو ہے۔ میں نے کونسا سچ مچ لے لینا تھا لیزا کو۔ ہنہہ اماں بن کر نخرے آسمان پر ہیں۔"

جلتی کڑھتی وہ خود سے ہی مخاطب تھی۔

تھوڑی دیر گزری تھی اسے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ "یہ اچھا ہے پہلے اگلے کا موڈ خراب کر دو پھر منانے آجاؤ۔"

وہ دل ہی دل میں تپ کر بولی تھی۔

قدموں کی چاپ اب رک چکی تھی۔ اس نے پریشے کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا جسے پری نے بری طرح جھٹک دیا۔

"میرا میٹر شارٹ مت کرو سارہ۔ پہلے ہی دماغ گھما ہوا ہے۔"

وہ غصے سے بولی تھی۔ ہمان نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور گھوم کر اس کے سامنے آیا۔

"آپ! آپ کیوں آئے ہی یہاں۔"

چاند کی روشنی میں بھی ماتھے پہ بل واضح دکھ رہے تھے۔

"تمہیں دیکھنے۔" وہ ایک قدم آگے آیا تھا۔

"دیکھ لیا ناں اب جائیں۔"

دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے وہ خفگی سے رخ موڑ گئ تھی۔

"چلو باہر لے کر چلوں۔ دماغ کو ہوا لگے گی تو غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔

"آپ تو مجھ سے بات ہی مت کریں۔ میں ناراض ہوں آپ سے۔"

ہوا کے دوش پہ اڑتے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹتی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"ایک کو بولا تھا نوکر رکھ لو دوسری کو بولا تھا لیز ادے دو۔ میری تو کوئی بات ہی نہیں سنتا۔ میری تو کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔" ہوا میں ہاتھ ہلا ہلا کہ وہ شکوے وشکایت کا پٹارا کھول چکی تھی۔

ہمان نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھے اسے مزید کچھ کہنے سے روکا تھا ساتھ ہی اسے بنا کچھ کہے سینے سے لگا کر اسے اپنے حصار میں قید کر کے اس کے سارے شکوے گلے اپنے سینے میں سمو لیے تھے۔

اگلے روز ناشتے کے بعد نین نے آفس جاتے ہوئے معمول کے مطابق پریشے کو یونیورسٹی ڈراپ کیا۔گھر کے باقی مرد بھی آفس روانہ ہو گئے۔آج کل ابرار اور میسم صاحب بھی بھی کام کو وقت دے رہے تھے۔سائٹ پر کام چل رہا تھا اور ماہیر آفس اور سائٹ ایریا کے کنسٹرکشن ورک کے پھر کی بنا ہوا تھا۔ایسے میں ابرار صذحب اور مہسم نے اس کی ذمہ داریاں بانٹ لی تھیں۔

گھر میں چھوٹی چچی بڑی چچی اور عالیہ ہوا کرتی تھیں۔پریشے تو شام میں یونیورسٹی سے واپس آتی تھی۔

عالیہ کام نمٹا کر بھابھی کے پاس آجاتی تھی۔زین کے آفس جامے کے بعد ملازمہ سے صفائی کروا کر ناز نین بھی ادھر ہی آجاتی تھیں۔

تینوں خواتین ہادیہ چچی کے پورشن میں سر جوڑے محو گفتگو تھیں۔عالیہ زویا کے پاس آگئ تھی۔

وہ دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔عالیہ بھی ساتھ ہی لگ گئ۔

"زین سے بات ہوئی؟"

عالیہ نے اداسی سے نفی میں سر ہلایا۔

"تم کال پر ہی بات کر لیتیں یا میسج چھوڑ دو۔"

مٹر کے دانے نکالتے ہوئے انہوں نے اسے مشورہ دیا۔

"اونہوں! ہر دفعہ میں پہل کرتی ہوں۔ میں جھکتی ہوں بھابھی۔ اس دفعہ زین کو جھکنا پڑے گا۔"

وہ بھی ساتھ ہی مٹر چھیل رہی تھی۔

"ایسی کیا بات ہوئی تم دونوں کے بیچ جو ناراضگی طول پکڑ گئی۔"

"آپ کیا پکا رہی ہیں آج؟"

اس نے سرے سے موضوع ہی بدل دیا۔ بھابھی نہ اسے دھپ رسید کی تو وہ بلبلا اٹھی۔

"مجھ سے پردہ داری ہاں!"

بھلا آپ سے کیوں پردہ داری کروں گی۔ حد کرتی ہیں آپ بھی۔

اپنا کندھا مسلتی وہ منہ بنا کر گویا ہوئی۔

"تو پھر بتاؤ مجھے"

عالیہ نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔

"وہ اس دن پریشے کو پڑھا رہا تھا۔ میں چائے لے کر آئی تو اسے نوٹ بک پر پین چلاتے کچھ سمجھاتے دیکھ کر کچھ پرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ آنکھیں نم ہو گئیں تو میں نے یونہی ایک طرف ہو کر نم گوشے صاف کیے مگر زین دیکھ چکا تھا۔ پوچھنے لگا کیوں رو رہی ہو۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں عائشہ یاد نہیں آتی۔ اس نے میری بات کا کوئی کواب نہیں دیا اور بغیر کوئی بھی بات کیے چلا گیا۔ تب سے موڈ خراب ہے۔"

وہ نم لہجے میں توجیہ پیش کر رہی تھی۔

"جن سے ہم بہت پیار کرتے ہیں۔ ان کی دوری برداشت نہیں ہوتی اور زین سے بھی نہیں ہو رہی۔ بے شک اس بات کو بیتے کافی عرصہ ہو گیا مگر اس کے زخم آج بھی تازہ ہیں اور انجانے میں تم نے اس کے زخموں کو کھرچ دیا ہے۔ تکلیف تو پھر ہونی ہی تھی۔"

بھابھی نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔

"میں کیا کروں زین کی بے رخی برداشت نہیں ہوتی بھابھی۔"

وہ چہرہ ہاتھوں میں ٹکائے شدت سے رو دی۔ زویا کام چھوڑ کر اسے سنبھالنے لگی۔

"پاگل لڑکی ایسے تھوڑی روتے ہیں۔ وہ وقتی طور پر ناراض ہے ورنہ تو محبت کرتا ہے تم سے خود بھی نہیں رہ سکتا تم سے بات کیے بغیر ابھی دیکھنا ایک آدھ دن میں منہ اٹھا کر آجائے گا تمہارے پاس چائے کی فرمائش کرنے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ اسے خود سے لگائے تسلی دینے لگیں تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی بات پر مسکرا دی۔

صبح ہوئی تو سب چھوٹے بڑے اپنے کاموں پر نکلے تھے۔شفاف آسمان پر چمکتے سورج کی کرنوں نے رات کے اندھیرے کو سرکا کر چہار سو اجالا کر دیا تھا۔سونے جیسی سنہری دھوپ ملک ہاؤس کی دیواروں پر چڑھ آئی تھی۔دھوپ کی شدت آج خاصی تیز تھی۔زرا سی دیر کھڑے رہنے سے ہی بندے جھلسنے لگتے تھے۔کافی دیر بعد ٹھنڈی ہوا کا کوئی جھونکا آتا تو تپتے صحرا میں نخلستان جیسا گمان ہوتا۔

گرمی سے بے حال ہوتی پریشے ہاتھ سے چہرے پہ سایہ کیے پیریڈ ختم ہونے کے بعد لابی میں آئی تو اسے شیلٹر کے نیچے رکھی سب بینچز فل نظر آئیں۔

ایک ٹھنڈی سانس خارج کرتی ہوئی وہ گراؤنڈ میں لگے نیم کے درخت کے نیچے آکر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اسے سکون بخش رہے تھے۔وہ آنکھیں موند گئی۔

"یہ پریشے کہاں چلی گئی؟ابھی تو یہیں تھی۔"

https://classicurdumaterial.com/

منشاء اپنی کسی دوست سے باتوں میں لگ گئی تھی تو پری کو وہاں کھڑا رہنا بے کار لگا۔یوں بھی وہ بیگ اٹھائے کتابیں پکڑے دھوپ میں کھڑی کوئلہ بننے کو تھی۔اس لیے اسے پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا اور وہاں سے چل دی۔

"ہمیشہ پریشے پریشے کرتی رہتی ہو کبھی اس شہزادے پر بھی نگاہ ڈال لیا کرو۔"

سعدی نے شرارت سے کہا۔وہ اپنے دوستوں سے فارغ ہو کر شہریار کے پاس کینٹین جا رہا تھا۔زہے نصیب کے منشاء بی بی اسے آج تنہا دکھ گئیں۔

"شہزادے اور تم! واٹ آ جوک سعدی۔"

وہ ناک سے مکھی اڑا گئی۔انداز خاصا ناگواری سا تھا۔

"تمہیں کوئی شک ہے۔ارے لڑکیاں مڑ مڑ کر دیکھتی ہیں مجھے۔"

بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ فخریہ لہجے میں بتانے لگا۔

"ظاہر ہے دنیا کے آٹھویں عجوبے کو لوگ مڑ مڑ کر ہی دیکھیں گے۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے بولی۔سعدی نے دانت پیسے۔

"تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔"

سعدی نے دانت پیسے۔اس موڈ ہی خراب ہو گیا تھا۔

"پھر بھی تم کر رہے ہو۔"

وہ دوبہ دو بولی تھی۔

"ہاں میرے سر پر پھوڑے نکلے تھے جو ادھر آ گیا۔"

"جبکہ تمہیں ہاسپٹل جانا چاہیے تھا۔"

وہ جلتا بھنتا کینٹین کی طرف چل دیا جہاں شہریار ٹانگ پہ ٹانگ جمائے نا جانے کیا سوچ رہا تھا۔

پیچھے منشاء کا قہقہہ لگا تھا۔

"ایک تو حسن بے شمار اس پہ یہ لاپرواہی۔لڑکی کچھ تو خیال کرو۔"

منشاء کی شرارتی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔

"بغیر بتائے آ گئیں ادھر۔"

وہ خفا خفا سی بولی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"مجھے دھوپ میں سڑنے کا کوئی شوق نہیں تھا۔"

اس نے رجسٹر اور نوٹ بک سمیٹ کر بیگ میں ڈالے۔

"کہاں چلیں تم۔"

اسے اٹھتے دیکھ کر منشاء نے استفسار کیا۔

"گھر اور کہاں۔"

"یار اتنی جلدی کیوں ہوتی ہے تمہیں تھوڑی دیر تو رک جایا کرو پیریڈ ختم ہونے کے بعد فوراً ہی بھاگنے کی لگتی ہے تمہیں۔"

منشاء کے چہرے پر ناراضگی چھلک رہی تھی۔

"گھر پر سب میرا بے صبری سے انتظار کر رہے ہوتے ہیں میں یہاں ایک منٹ بھی رک جاؤں ناں تو آگے پیچھے سب ہی فکر مند ہو جاتے ہیں۔"

وہ مسکرا کر اسے بتا رہی تھی۔

"بہت خوش قسمت ہو تم۔ کتنے پیارے رشتے ہیں تمہاری جھولی میں اور سب ہی کتنا پیار کرتے ہیں تم سے۔"

منشاء کے چہرے پر مسکراہٹ تھی پر اس مسکراہٹ میں بھی خالی پن تھا۔ پریشے اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ اتنی افسردہ کیوں ہے۔ مگر پوچھ نہ سکی اس کا موبائل بجا تھا۔ یقیناً نین اسے لینے آیا تھا۔

وہ منشاء سے مل کر چلی گئی تھی۔ منشاء نے اس کے چہرے پر کھلنے والی مسکراہٹ دیکھی تھی کتنی جان دار تھی اس کی مسکان۔

ڈھلتی شام کا وقت تھا۔ سائے لمبے ہونے لگے تھے۔ ملک ہاؤس کے لان میں میسم ابرار ہادیہ بیگم اور فواد صاحب کرسیوں پر بیٹھے پرانی یادیں تازہ کر رہے تھے۔ نازنین بھی ادھر ہی تھیں۔ عالیہ اور زویا چائے اور دیگر لوازمات ٹیبل پر رکھ رہی تھیں۔

"میں نے ایک فیصلہ لیا ہے۔"

میسم صاحب نے ٹرے سے چائے کا کپ اٹھا کر منہ سے لگایا۔

"کیسا فیصلہ بھائی صاحب۔"

فواد چونک گئے تھے۔

ان کے چونکنے پر میسم صاحب مسکرا دیے تھے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"میں چاہ رہا تھا کہ عالیہ کی رخصتی کر دی جائے۔" انہیں نے مدعا بیان کیا۔

"مہرے دل کی بات کہہ دی آپ نے۔"

پھپھو بے خوش نظر آنے لگی تھیں۔

"بھائی صاحب بیٹیاں جتنی جلدی اپنے گھر کی ہو جائیں اتنا اچھا ہے۔"

ہادیہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔عالیہ ان کی اکلوتی بیٹی تھی جسے وہ شوق سے نہیں ڈانٹتی تھیں بس ایک تو ان کی عادت ایسی تھی دوسرا چاہتی تھیں عالیہ انہی کی طرح سگھڑ بنے۔گھر کے کاموں میں وہ خود بھی پھرتیلی تھیں۔ہر وقت گھر چمکا کے رکھا کرتی تھیں۔کچن کا سارہ کام وقت پر نبٹا کر فارغ ہو جایا کرتی تھیں۔مجال ہے جو ہادیہ بیگم کے رہتے کبھی گھر میں ذرا برابر بھی دھول نظر آ جاتی۔

عالیہ کو بھی وہ اپنی طرح ہی دیکھنا چاہتی تھیں۔جبھی تو ہر وقت پیچھے پڑی رہتی تھیں کہ اگلے گھر جا کر کوئی پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔

ماں باپ کا گھر ماں باپ کا گھر ہی ہوتا ہے۔وہاں جیسی من مانیاں سسرال میں نہیں چلتیں۔یہی تو سوچ کر انہوں نے عالیہ کو ہر کام میں آگے رکھا تھا۔

"یہ تو اچھا ہے بھائی صاحب اسی بہانے گھر میں رونق بھی ہو جائے گی۔"

ممتا بیگم نے چائے کا خالی کپ ٹرے میں رکھا اور خوش دلی سے کہا۔

پریشے یونیورسٹی کے گیٹ سے باہر نکلی تو ہمان کو دیکھ کر حیران ہوئی۔ اسے اکثر ماہیر یا نین لینے آتے تھے لیکن آج ہمان خود آیا تھا۔ اس کی حیرت بجا تھی۔

گاڑی سے ٹیک لگائے براؤن شلوار سوٹ پہنے کف موڑے وہ ہمیشہ کی طرح خوبرو لگ رہا تھا۔ دھوپ کی شعائیں پڑنے سے بھورے بال چمک رہے تھے۔ آنکھوں پر گاگلز لگائے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ گرمی کی شدت سے چہرے پر پسینے کے قطرے پھسل کر اس کی قمیض میں جذب ہو رہے تھے۔ چہرہ مزید سرخی چھلکانے لگا تھا۔ ہمان نے رومال سے چہرہ صاف کیا اور گاگلز اتار کر بالوں میں اٹکائے۔ پریشے نے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا۔ سر کے شارے سے اسے سلام کا جواب دیتا وہ سیدھا ہوا۔

سبز دوپٹے کے ہالے میں اس کا چہرہ بہت پیارا لگ رہا تھا۔ وہ خود بھی پسینے میں نہائی ہوئی تھی۔

دھوپ کی تمازت سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ ماتھے پہ پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمک رہی تھیں۔

چہرہ مزید نکھر سا گیا تھا۔ ناک میں پہنی لونگ پر دھوپ کی شعائیں پڑیں تو اس کی چمک نے ہمان کی آنکھوں کو منور کر دیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ہمان نے اس پر سے نظریں ہٹائیں۔ دل یونہی بغاوت پر امادہ ہوا جا رہا تھا۔

پریشے کے بیٹھتے ہی اس نے گاڑی سٹارٹ کی۔

آج شدید گرمی تھی۔ پری تو بیٹھتے ہی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گئی تھی۔ ہمان منتظر تھا کہ وہ کچھ بولے گی لیکن دوسری طرف ہنوز خاموشی دیکھ کر وہ خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا رہا۔

کافی دیر بعد بھی جب وہ کچھ نہ بولی تو ہمان کو فکر ہونے لگی۔

اس نے گاڑی ایک طرف روک دی۔

"پریشے تم ٹھیک ہو؟"

ہمان نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فکر مندی سے استفسار کیا۔

پریشے نے بوجھل آنکھوں سے اسے دیکھا اور ہمان کے کندھے سے سر ٹکا گئی۔

"مجھے نیند آ رہی ہے۔ آنکھیں بار بار بند ہو رہی ہیں۔"

اس کی ہلکی سی آواز ہمان کو بامشکل سنائی دی تھی۔

"تھکن ہو گئی ہے تمہیں شاید بی پی لو ہے۔ گھر جا کر کچھ کھا پی لینا۔ کچھ دیر آرام کرو گی تو ٹھیک ہو جاؤ گی۔"

اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے ہمان نے اسے تسلی دی اور گاڑی دوبارہ سٹارٹ کر دی۔

گھر آ کر وہ بغیر کچھ کھائے پیے سو گئی تھی جبکہ ہمان سٹڈی روم میں لیپ ٹاپ پر کچھ ضروری کام کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

"زویا تم زرا قیمہ دیکھ لو اور یہ آٹا مجھے دو میں گوندھ دیتی ہوں۔"

انہوں آٹے کی تھالی اس لے لی اور باؤل میں پانی بھرا۔

پریشے کی طبیعت کیسی ہے؟ ہمان بتا رہا تھا کہ اسے سر درد ہے۔"

زویا قیمہ بھون رہی تھی اور کچن سے اشتہا انگیز خوشبو اٹھ رہی رھی۔

"ناشتہ ڈھنگ سے کرتی نہیں ہے۔ کینٹین میں بھی کچھ لے کر نہیں کھایا تھا آج تو۔ بس بی پی لو ہو گیا۔ اوپر سے آج کی دھوپ نے نہلے پہ دہلا کر۔

آٹا گوندھتے انہوں نے تفصیلی جواب دیا۔ لہجے میں اپنی بیٹی کے لیے فکر نمایاں تھی۔

وہ ملازمہ کے ساتھ مل کر کھانا بنوا رہی تھیں۔ زین کی آمد آدھے گھنٹے قبل ہوئی تھی۔ وہ کب سے اس سے بات کرنا چاہ رہی تھیں مگر موقع ہی نہیں ملا تھا۔ وہ کچن فارغ ہو کر اس کے کمرے میں آئیں تو زین آنکھیں بند کیے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھے جوتوں سمیت بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے زین۔"

انہوں نے نرمی سے اس کے ماتھے پہ بکھرے بالوں کو پیچھے کیا۔ وہ آج گ ئے دنوں کے مقابلے میں خاصا بجھا بجھا سا اور نڈھال دکھائی دے رہا تھا

"میں ٹھیک ہوں امی جان۔"

اس کے لہجے میں وہ پہلے والی شوخی مفقود تھی۔ ان کا دل اداس ہو گیا۔

"ہمیں لگتا ہے زین کہ آپ کسی بات سے اندر ہی اندر پریشان ہیں۔ کیا ہمیں بھی نہیں بتائیں گے؟"

زین نے ان کی گود میں سر رکھ دیا۔

"آپ کو تو عادت ہے چھوٹی چھوٹی باتوں پہ پریشان ہونے کی۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مین بالکل ٹھیک ہوں۔"

زین نے اپنے طور انہیں مطمئن کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اچھا! اگر ایسی بات ہے تو آپ نے عالیہ کو کیوں ڈانٹا تھا۔ کوئی تو وجہ بنی ہو گی آپ دونوں کے آپس کے اختلافات کی جس کے باعث آپ کے مزاج ابھی تک خیریت۔ یں نہیں ہیں۔"

وہ بھی ماں تھیں بات کی تہہ تک پہنچنا جانتی تھیں۔

"امی عالیہ بالکل بچکانہ حرکتیں کرتی ہے۔ وہ بڑی ہو گئی ہے سمجھدار ہے۔ اسے اب میچیور ہو جانا چاہیے۔ یہ کوئی طریقہ تھوڑی ہے۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

انہوں نے دیکھا اس کے چہرے پر کہیں بھی غصے اور جھنجھلاہٹ کے تاثر نہیں تھے۔ وہ بالکل نارمل تھا

"آپ کی بات ٹھیک ہے مگر آپ کو اتنا برا سلوک نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ آپ کے نکاح میں ہیں۔ عالیہ اور اپنے رشتہ پر زرا دھیان دیں۔ لڑکیاں تو پیڑ کی نازک شاخ کی طرح ہوتی ہیں۔ جس طرف موڑ دو مڑ جاتی ہیں۔ اگر سختی برتیں گے تو شاخیں ٹوٹ بھی سکتی ہیں"

انہوں نرمی سے اپنا موقف بیان کیا۔

"ایم سوری امی! میں اپنے کیے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ "وہ سر جھکائے بیڈ پر دونو ٹانگیں لٹکائے بیٹھا تھا۔" جس کا دل دکھایا ہے معافی بھی اسی سے مانگیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ مسکراتی ہوئی کہہ کر باہر چلی گئیں۔

"اب تک ناراض ہیں ڈاکٹر صاحبہ۔"

صارم مگ اٹھائے اس کے ساتھ ہی ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا۔ آپ باخوبی جانتے ہیں کہ میں اپنی جاب کو لے کر کتنی حساس ہوں۔"

صارم نے اس کا خفا خفا سا چہرہ آنکھوں میں بسایا اور ہلکا سا مسکرا دیا۔

"بندے کو معافی مل سکتی ہے؟"

کبری نے خالی مگ سائیڈ پر رکھا۔

"اگر میں کہوں نہیں تو۔"

دونوں ہاتھ سینے پہ لپیٹے وہ سنجیدگی سے بولی البتہ آنکھوں میں شرارت مچل رہی تھی۔

صارم نے اس کا یہ انداز دلچسپی سے دیکھا تھا۔

"تو پھر یہ کہ بندہ حاضر ہے خطا کی سزا پانے کو۔"

وہ خادموں کی طرح جھک کر آداب بجالایا۔ کبری کا قہقہہ لگا تھا۔

"مسٹر چیٹر یہ لائن اس طرح نہیں تھی۔"

تو کس طرح تھی۔

وہ مسکراتے ہوئے کافی کا گھونٹ بھرتے مستفسر ہوا۔

"حسن حاضر ہے محبت کی سزا پانے کو۔

کوئی پتھر سے نہ مارے میرے دیوانے کو۔"

"یہ ایسے تھیں لائنز۔"

کبری نے گنگنانے کے انداز میں تصحیح کی

صارم بالکل خاموش ہو گیا تھا۔ماحول میں یک دم سکوت چھایا تھا۔ آواز تھی تو صرف صارم کی دھڑکنوں کی جن کا شور کبری سن تو نہیں پائی تھی مگر صارم کے بولتی آنکھوں اور خاموش زباں نے کچھ نہ کہہ کر بھی بہت کچھ کہہ دیا تھا۔

اب کسی وضاحت کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ کبری نے صارم آنکھوں میں محبت سمندر موجزن دیکھا تھا کہ جن کی رشوریدہ لہریں کبری کے اندھیر دل دل کے دروازوں سے سے سر پٹخ رہی تھی۔ وہ ششدر رہ گئی تھی۔

صارم بے خودی میں دو قدم آگے آیا۔ کبری کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔ اسے لگا اگر وہ ایک منٹ بھی ادھر رکی تو صارم کی جذبات کی تپش اسے جھلسا دے گی۔

وہ بے ختیار دو قدم پیچھے ہوئی اور مڑ کر بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔ صارم جیسے کسی سحر سے آزاد ہوا تھا۔

اس نے ایک سرد آہ بھری۔۔

"آہ یہ کیا ہو گیا مجھ سے۔ میں نے ایسا تو نہیں چاہا تھا۔ پھر کیسے یہ راز اس پر عیاں ہو گیا۔"

رات کا کھانا سب نے مل کر کھایا تھا۔ میسم نے کھانے کی ٹیبل پر سب کو عالی اور زین کی شادی کے بارے میں بھی بتا دیا تھا کہ وہ جلد ہی کوئی اچھی سی تاریخ رکھ کر عالیہ کی رخصتی کر دیں گے۔

سب لوگ بہت خوش تھے۔ سب سے زیادہ تو پریشے خوش تھی۔ ایک تو شادی میں یونیورسٹی سے چھٹی ہو جانی تھی دوسرا شادی کے ڈھیروں ڈھیر ہنگاموں میں مزہ بھی آنا تھا اسے تو اب تک سارہ کی شادی کے ہنگامے نہیں بھولے تھے۔

رات سب کے اپنے اپنے کمروں میں جانے کے بعد زین چھت کے راستے سے چھوٹی مامی کے پورشن کے طرف نکل لیا تھا۔

عالیہ جو ابھی سونے کے لیے لیٹی ہی تھی دروازے پر دستک کی آواز سے اٹھ بیٹھی۔

"اس وقت کون ہو سکتا ہے؟"

وہ پاؤں میں سلیپر پہنتے بڑبڑائی۔ دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی۔

"صبر بھی کسی چیز کا نام ہے۔"

قدرے جھنجھلا کر کہتے عالیہ نے دروازہ کھولا تو سامنے زین کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"جو مجھ میں بالکل بھی نہیں ہے۔"

وہ اسے حیران چھوڑ کر بولتا ہوا چھپاک سے اندر گھس آیا۔

https://classicurdumaterial.com/

"یہ کیا بد تمیزی ہے۔رات کو کسی کے کمرے میں ایسے نہیں گھس آتے۔"

غصے سے اس کا چہرہ تپ اٹھا تھا۔اسے ہر گز زین سے اس حرکت کی توقع نہیں تھی۔سب اپنے اپنے کمروں میں محو استراحت تھے اور وہ اس کے کمرے میں آن دھمکا تھا۔غلطی سے بھی ہادیہ بیگم کو بھنک پڑ جاتی تو انہوں اسے تو کچھ نہیں کہنا تھا الٹا اس کے خوب لتے لینے تھے۔

"پہلی بات بد تمیزی میں نے کی ہی نہیں۔ہاں اس دن کی تھی۔آج تو میں تم سے معافی مانگنے آیا ہوں۔دوسری بات یہ کہ یہ کسی کا نہیں یہ میری منکوحہ کا کمرہ ہے۔"

وہ دھپ سے صوفے پر بیٹھ کر جتانے والے انداز میں کہتا اسے نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔عالی کو تو کچھ سنائی ہی نہیں دیا سوائے معافی کے۔یعنی وہ اتنی رات کو معافی مانگنے آیا تھا۔

دل میں انجای سی خوش کی لہر اٹھی تھی۔

مگر اس نے چہرے سے ظاہر نہیں ہونے دیا۔شکوہ کناں نظروں سے اسے ایک نظر دیکھ کر وہ سر جھکا گئی۔

زین اٹھ کر قدم قدم چلتا اس تک آیا۔

"۔میں واقع شرمندہ ہوں ہوں۔بلاوجہ ہی تم پر غصہ اتار دیا۔مجھے اسے نہیں کرنا چاہیے تھا کم از کم تمہارے ساتھ تو بالکل بھی نہیں۔ایم سوری مائی بیٹر ہالف۔"

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر چھوڑا۔عالیہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"بہت جلدی یاد آگیا تمہیں سوری کرنا۔"

عالیہ نے طنزیہ کہا تو وہ سر جھٹک کر مسکرا دیا۔

"بیوی ہو تو تمہارے جیسی منانے پر جھٹ سے مان جائے۔"

وہ شوخ لہجے میں گویا ہوا۔

تمہیں کیونکر یہ خوش فہمی لاحق ہے کہ میں مس گئی ہوں۔

وہ سنجیدہ لہجے میں مستفسر ہوئی۔

تو کیا نہیں مانی ہو۔

زین نے تائید چاہی تو اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

بالکل بھی نہیں۔تو ابھی منالیتے ہیں۔

مسکراہٹ ضبط کیے وہ اس کے نزدیک آیا۔عالیہ کی آنکھیں گھبراہٹ سے پھیل گئیں۔ہاتھ پیر سن ہوگئے۔اسنے بامشکل حلق تر کیا۔زین نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے نزدیک کیا اور اس کے گلابی رخساروں پر جھکا۔

عالیہ کا دل پوری شدت سے دھڑکا تھا اور گھبراہٹ میں اس نے بری طرح زین کا منہ نوچ لیا۔وہ جو شوخ سی حرکت کرنے جارہا تھا بلبلا کر دور ہٹا۔

جنگلی بلی۔

وہ دانت پیستے ہوئے بولا تو وہ بے ساختہ ہنستی چلی گئی۔

"دیکھ لوں تمہیں تو میں۔"

منہ پر ہاتھ پھیرتا اسے خبردار کرتا دندناتا ہوا واپس چلا گیا۔

"ارے جاؤ جاؤ۔بہت دیکھے ہیں تمہارے جیسے دھمکیاں دینے والے۔"

عالیہ کی بے خوف شوخ لہجے میں لگائی گئی ہانک نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

"کیسی ہو تم اور لیزا کیسی ہے؟"

"میں ٹھیک ہوں لیزا ابھی مزے میں ہے۔سو رہی ہے۔"

دوسری طرف سارہ تھی۔

"تم سوئی نہیں اب تک؟"

"نہیں مجھے نیند نہیں آرہی۔"

قدرے بیزاریت سے جواب دیا گیا۔

"تو اپنے سیاں جی کے پاس جاؤ۔"

سارہ نے پھل جڑی چھوڑی۔

"میرے سیاں جی کی تو تم بات ہی مت کرو۔

وہ آج صبح سے گھر پر ہیں مگر مجال ہے ایک بار نظر کرم کی ہو مجھ پر۔"

وہ بولتی جارہی تھی۔شکایتوں کا پٹارا کھل چکا تھا۔

"ہر وقت لیپ ٹاپ میں سر دیے دروازہ بند کیے بیٹھے رہتے ہیں۔نا بندہ پوچھے کہ چھٹی کا فائدہ کیا تھا۔اس سے تو اچھا تھا نہ ہی آتے گھر۔"

وہ اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔ ادھر سارہ ہنس ہنس کر دوہری ہو رہی تھی۔

"تم ہنس رہی ہو۔ جاؤ میں تم سے بات نہیں کرتی۔"

خفگی سے کہتے وہ کال کاٹنے لگی تھی کہ سارہ ہنسی ضبط کر کے گویا ہوئی۔

"اچھا نا سوری۔"

"میں تمہیں ایک پتے کی بات بتاتی ہوں پھر سیاں جی نظر کرنہ کریں تو بات کرنا۔"

ناجانے پریشے کو اس نے کون سی ٹرک بتائی تھی یا کون سی پٹی پڑھائی تھی۔

پریشے نے جلدی جلدی ڈریس چینج کیا۔ بالوں میں برش کر کے بال کھلے چھوڑے۔ ڈیپ ریڈ لپ سٹیک کا شیڈ ہونٹوں پہ سجائے مسکارہ لگائے وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

پھر لباس کے ہم رنگ کی چوڑیاں کلائیوں میں ڈالیں۔ بولڈ لیڈی خود پر چھڑک کر اس نے سانس اندر کھینچی۔ دلفریب خوشبو اس کے وجود سے اٹھ رہی تھی۔

اب تو دو ہی باتیں ہونی تھیں یا تو ہمان کی خیر نہیں تھی یا پریشے کی خیر نہیں تھی مگر ہو سکتا ہے کہ دونوں کی ہی خیر نہ ہو۔ ایک ہتھیاروں سے لیس تھی تو دوسرا جذباتوں سے۔

بیڈ پر بیٹھ کر اس نے اپنی نئے سینڈل نکالے اور زور لگا کر دونوں سینڈل کے سٹریپ کھینچ کر توڑ ڈالے۔

اس کی آنکھوں میں شرارت اور چہرے پر معصومیت کا پہرہ تھا۔اب اس کا رخ ہمان کی طرف تھا۔

"ہمان میری سینڈلز ٹوٹ گئی ہیں۔"

لائبریری روم میں بیٹھے ہمان نے لیپ ٹاپ سائیڈ پہ کر کے نظریں اٹھائی ہیں۔

وہ سیدھے ہاتھ کی دو انگلیوں میں سینڈلز کو سٹریپ سے پکڑے کھڑی تھی۔

اس کی نظریں پری کے پیروں پہ ٹھہر گئی ہیں۔

سرخ و سفید پیر سنگ مرمر پر رکھے تھے۔فرق کرنا مشکل تھا کہ پیر زیادہ سفید تھے یا سنگ مرمر۔

اب نظریں ذرا اور اوپر اٹھیں۔

سرخ چوڑی دار پاجامہ سرخ پلین شرٹ گلے میں شیفون کا دوپٹہ ہوا کے دوش پہ لہرا رہا تھا۔

ہاتھوں میں لال چوڑیاں ہونٹوں پہ ڈیپ سرخ لپ سٹک گلے میں چین لاکٹ اور کانوں میں چھوٹے ٹاپس پہنے ہوئے تھے۔لمبے گھنے سلکی بال کسی آبشار کی مانند پشت پر جھول رہے تھے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ہمان کی نظروں کی تپش سے اس کے گال دہک اٹھے۔کچھ تو خاص تھا ان نظروں میں جو وہ فورا نظریں جھکا گئی۔ گرتی اٹھتی پلکیں محو رقص تھیں۔وہ مبہوت رہ گیا۔

اس نے لیپ ٹاپ سرعت سے بند کیا۔اب کام میں کس کافر کا دل لگنا تھا۔یوں بھی بیوٹی کے آگے ڈیوٹی کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔اس نے انگلی کے ایک اشارے سے اسے اپنی طرف بلایا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی اس کے پاس آگئی۔

"میں زندہ رہنا چاہتا ہوں پریشے۔"

گھمبیر لہجے میں کہتے ہوئے اس نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا۔

"تو رہ لیں میں نے کب منع کیا ہے۔"

دھیمے لہجے میں کہتے اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔وہ اپنا اعتماد بحال کر چکی تھی کہ ہمان سے اپنی بات بھی تو منوانی تھی۔

"یہ تم جو سر سے لے کے پاؤں تک قیامت بن کر آئی ہو کیسے رہ سکتا ہوں میں زندہ؟"

اس نے آنکھیں سکیڑ کر اسے مصنوعی خفگی سے گھورا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"پوری تیاری کے ساتھ آئی ہو ہتھیاروں سے لیس ہو کر۔"

مسکراہٹ دبا کر کہتے اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی طرف کھینچا اور اپنے عین سامنے ٹیبل پر بٹھا دیا۔

"وہ ایک ہاتھ سے سینڈلز پکڑے بیٹھی تھی جبکہ دوسرا ہاتھ ہمان کے گرفت میں تھا۔

اس کا روپ نرالہ تھا جو دل کے تار چھیڑ کر دھڑکنوں کو رقص کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔ہمان نے اس کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور عقیدت سے آنکھوں سے لگایا۔

"خدارا مجھ پر رحم کرو پریشے۔"

سر سیٹ کی پشت پر گرائے وہ شکست خوردہ لہجے میں کہتا اس کے حسن کے آگے ہتھیار ڈال چکا تھا۔

"اور اگر نہ کروں تو؟"

مسکراہٹ دباتی وہ شرارت سے مستفسر ہوئی۔

"میرا تو کچھ نہیں جائے گا تم اپنی خیر منانا۔"

معنی خیزی سے بولتے ہوئے اس نے اس کے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دیا تو وہ سیدھی اس پر گری۔

"میری سینڈلز۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

مارے گھبراہٹ کے وہ جھٹ سے بولتی اپنا سینڈل والا ہاتھ آگے لے آئی۔

ہمان نے لمبی سانس کھینچی۔

پریشے نے رومینس کا بیڑا ہی غرق کر دیا تھا

ہمان نے سر اٹھایا تو وہ سنبھل کر زرا پیچھے ہوئی۔

بڑی خشمگین نگاہوں سے ہمان نے اسے نوازا تھا۔

"میرے پاس آ کے ہی تمہیں سارے مس ئی لے یاد آتے ہیں۔"

لطیف سا طنز کرتے وہ سر جھٹک گیا۔

"تو کس کے پاس لے کر جاؤں اپنے مس ئی لے۔ آپ ہی نے تو کہا تھا جو بھی پروبلم ہو مجھے بتانا اور اب آپ ہی۔۔۔۔!"

خفگی سے کہتے ہوئے اس نے بات ادھوری چھوڑی۔

وہ گویا اسے اس کی باتیں یاد کرا گ ئی تھی۔ ہمان نے سر پکڑ لیا۔ اسے لسٹ بنا کر دینی چاہیے تھی کہ اس اس مس ئی لے کے لیے میرے پاس آنا۔

"ویل! تم یہ بتاؤ یہ اتنا کیوں تیار ہوئی ہو۔"

وہ تجسس آمیز لہجے میں گویا ہوا۔ قدرے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"نظر کرم کے لیے۔"

بے ساختہ اس کی زبان سے پھسلا۔

ہمان کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔

"مم۔۔میرا مم۔۔مطلب کہ باہر جانے کے لیے۔"

گھبراہٹ میں کیا سے کیا بول گئی تھی۔ لب دباتے جلدی سے تصحیح کی۔ پہلے ہی ہمان کی معنی خیز باتیں اور اس کی نظریں اس کی دھڑکنیں بڑھا چکی تھیں۔

"باہر کس کے ساتھ جاؤ گی؟"

ہمان نے مسکراہٹ دبا کر آئبرو اچکائے۔

"آپ کے ساتھ جاؤں گی۔"

وہ ناسمجھی سے جواب دے گئی۔

"اور اگر میں تمہیں نہ لے کر جاؤں تو۔"

شرارت سے بولتے اس نے اس سے تائید چاہی تو وہ سوچ میں پڑ گئ پھر مزے سے بولی۔

"تو پھر میں پڑھائی چھوڑ دوں گی۔"

ہمان نے اسے داد طلب نظروں سے نوازہ۔

"کیا دھمکی تھی۔میں تو ڈر گیا"

وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے طنزیہ لہجے میں اسے گویا اطلاع دینے لگا۔

وہ جب بھی ایسے خفا ہوتی تھی تو اور بھی زیادہ خوبصورت لگتی تھی یہ ہمان کا تجزیہ تھا۔

ہمان نے اس کے ہاتھ سے سینڈلز لے کر نیچے رکھے۔

ایک ہاتھ اس کی دونوں ٹانگوں کے نیچے رکھا دوسرا اس کی گردن کے پیچھے۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟"

وہ اس اچانک حملے کے لیے قطعی تیار نہیں تھی۔

"تمہارا وزن چیک کر رہا ہوں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ شرارت سے مسکرایا۔

اسے اٹھائے وہ باہر راہداری کی جانب چلنے لگا۔

شرم سے اس کی نظریں نہیں اٹھ پا رہی تھیں۔ ہر سو خاموشی کے باعث دھڑکن کی آواز گویا واضح سنائی دے رہی تھی۔ ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے تھے۔

"مم۔۔مجھے نیچے اتاریں پلیز۔"

وہ اس کے بازوؤں میں ہی ہاتھ پیر مارنے لگی تھی۔ حیا سے سرخ پڑتی وہ آنکھیں میچ گئی تھی۔ ہمان نے مسکراہٹ دبائی۔ اس کی کوششیں ہنوز جاری تھیں۔

"کیا کر رہی ہو پریشے گر جاؤ گی۔"

وہ گھور کر بولا۔

"آپ مجھے نیچے اتاریں۔

دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے قرار تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں گر جاؤ گی ہلنا بند کرو۔"

وہ پھر بولا۔

"نہیں گروں گی آپ بس مجھے نیچے اتار دیں۔"

وہ التجائیہ لہجے میں بے بسی سے گویا ہوئی۔

"بہت ضدی ہو گئی ہو تم۔"

پورچ میں آ کر اس نے پریشت کو نیچے اتارہ

"لو اتار دیا نیچے۔"

وہ مسکرا کر پلٹا اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔

ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کا کہا۔ پر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ سانس بحال کرتے وہ کچھ دیر تک یونہی ہاتھ مسلتی رہی۔ ہمان سے حیا محسوس ہو رہی تھی۔ دل کیا بھاگ کر کمرے میں گھس جاے۔ پر وائے رے قسمت۔

"کیا ہوا سنگی مجسمہ کیوں بن گئی ہو؟"

ہمان نے ایک آئی برو اچکائی۔

"ہم گول گپے کھائیں گے اور دہی بڑے بھی۔ آئس کریم بھی کھلانی ہے مجھے اور شوارما تو لازمی کھاؤں گی میں۔" خفگی مٹانے کو وہ انگلیوں پر گنواتی گویا ہوئی۔

"چندا اتنا سا تمہارا پیٹ ہے۔ چیزیں تم نے اتنی گنوادی ہیں۔"

گاڑی میں بیٹھتے وہ مصنوعی طنز سے بولا

وہ ناراضگی سے اسے دیکھ کر شیشے کے پار دیکھنے لگی۔ ہمان نے اس کی کلائی تھام لی تھی۔

"جو حکم سرکار۔"

سر خم کرتے اس نے نظریں ونڈ سکرین کے پار لگا دیں دیں۔ خوشی سے اس کی باچھیں کھل گئیں۔

یو آر دا گریٹ ہمان۔ ہم پیزا بھی کھائیں گے اور کلب سینڈ چ بھی۔

"ارے میری جان کے ٹوٹے میں تمہیں پوری فوڈ سٹریٹ کھلوادوں گا اور کچھ۔"

اس کے سیب جیسے گال کھینچتے وہ ہنس کر بولا تو وہ بھی ہنس دی۔

اس کے چہرے پر پھوٹتی خوشی دیکھ کر ہمان نے صدق دل سے اس کی دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔

آج چھٹی کا دن تھا۔ میسم صاحب تو اپنے کمرے میں بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے، ساتھ ہی دوسرے ہاتھ میں کتاب پکڑے کتب بینی میں مصروف تھے۔ کھڑکی سے دھوپ چھن چھن کر آرہی تھی۔ کل کی نسبت آج گرمی کی شدت میں کمی واقع ہوئی تھی اور ٹھنڈی ہواؤں کا راج تھا۔

ماہیر حسب عادت آج بھی دیر سے اٹھا تھا، زویا کو دیر تک سونا بالکل بھی پسند نہیں تھا۔ اسے کمرے کی صفائی کرنی ہوتی تھی اور ماہیر پورے بیڈ پر پھیل کر سوتا تھا۔

"ماہیر آپ کو کوفت نہیں ہوتی اتنی دیر تک سوتے رہتے ہیں آپ؟"

زویا نے بیڈ کی چادر درست کر کے کشن اور تکیے ترتیب سے رکھے اور بکھری چیزیں سمیٹنے لگی۔

"چھٹی کا ایک ہی دن ہوتا ہے، اب بندہ چھٹی والے دن بھی آرام نہ کرے؟"

ماہیر نے ڈریسنگ میں لگے شیشے میں اپنا عکس دیکھ کر بال سیٹ کیے اور آستینیں کہنیوں تک موڑلیں۔ زویا لے سوال کا جواب دینے کے بجائے الٹا اس نے سوال داغ دیا۔

"جو آپ کرتے ہیں نا اسے آرام نہیں میری زبان میں نیستی کہتے ہیں۔"

گیلا تولیہ اٹھا کر اس نے سٹینڈ پر لٹکایا۔ وہ خاصے طنزیہ انداز میں بولی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"میرے دیر تک سونے سے آپ اکیلا پن محسوس کرتی ہو نگی ناں۔"

ماہیر نے اسے کندھوں سے تھاما اور اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"میں کیوں اکیلا پن محسوس کروں گی، گھر میں اتنے سارے لوگ تو ہوتے ہیں۔"

کچھ جھجھکتی ہوئی وہ جواب دے گئی۔ماہیر کا انداز تخاطب جو لمحے میں بدلا تھا، زویا کی زبان بھی ساتھ دینے سے انکاری ہو گئی تھی۔

"گھر کے لوگ آپ کے شوہر کی کمی کو تو پورا نہیں کر سکتے ناں۔"

پر شوق نظروں سے اسے دیکھتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔"

زویا نے بس ایک نظر اسے دیکھ کر نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا۔ماہیر کی آنکھوں میں دیکھنے کی سکت نہ تھی جہاں جذبے ہلکورے لے رہے تھے۔

"تو پھر کیا کہا تھا۔"

نامعلوم وہ آج کس موڈ میں تھا،اس کی یہ باتیں تھیں اور زویا کی جان پہ بنی تھی کہ کب وہ منظر سے غائب ہو۔دل تھا کہ بس دھک دھک کی تان پہ دھڑکے جا رہا تھا۔

"مم۔ماہیر مجھے شاید چچی بلا رہی ہیں۔"

بہانہ بنا کر وہ اس کی گرفت سے نکل کر آگے بڑھ گئ۔یوں بھی ماہیر کی گرفت ہلکی سی تھی۔

"مجھے تو کوئی آواز سنائی نہیں دی یہ آپ کو کیا الہام ہوا ہے؟"

ماہیر نے مصنوعی خفگی سے زویا کو گھورا۔

"آواز تو جب آئے گی نا جب چچی نے مجھے بلایا ہو گا۔"

وہ شرارت سے بول کر فوراً باہر بھاگی تھی کیونکہ ماہیر اس کے پیچھے لپکا تھا۔

"مجھ سے چالاکی،ہاں! ابھی بتاتا ہوں،بچ کر کہاں جائیں گی؟"

سیڑھیاں عبور کر کے وہ زویا کے پیچھے ہی چلا آیا تھا۔زویا اس طرف تھی اور ماہیر اُس طرف اور بیچ میں تھری سیٹر صوفہ رکھا تھا۔

"ماہیر کچھ تو شرم کریں سب لوگ گھر پر ہیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

زویا ادھر سے ادھر بھاگتی ہوئی بول رہی تھی ساتھ اسے ہنسی بھی آرہی تھی۔

"شرم والا ڈیپارٹمنٹ تو آپ کا ہے۔"

وہ برجستہ بولا تھا۔

"کیوں؟ آپ مردوں کے لیے شرم ناپید ہو گئی ہے کیا"۔زویا نے اسے گھورا۔

"اب میں کیا جواب دوں آپ کو۔"

وہ صوفے کی ہتھی کو پکڑے زرا دیر رک کر اسے خشمگین نگاہوں سے نوازتا ہوا بولا۔

"لاجواب ہو گئے ناں۔"

اس کا مزاق اڑاتی وہ ہاتھ پہ ہاتھ مارتی ہوئی بولی۔

"میں لاجواب ہوتا نہیں ہوں البتہ سامنے والے کو ضرور کر دیتا ہوں اور رہی بات شرم کرنے کی اس کے لیے آپ کافی ہیں،وہ اگر میں نے کی تو معاملات خراب سے خراب تر ہوتے چلے جائیں گے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

معنی خیزی سے کہتا وہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا، جہاں گھبراہٹ اور شرماہٹ کے رنگ ایک ساتھ بکھرے تھے۔اس کی بات پر زویا سمٹ سی گئی تھی۔بالوں کو یونہی کان کے پیچھے کرتے کبھی دوپٹہ درست کرتی وہ ماہیر کو بے حد پیاری لگ رہی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے سرعام دن دھاڑے لڑکی کو تاڑ رہے ہو بھئی کچھ تو شرم کرو۔"

داخلی دروازے سے اندر لاؤنج میں آتے نین با آواز بلند بولا تھا۔زویا تو گڑبڑا گئی۔ماہیر نے اسے گھور کر دیکھا۔اس پر کیا خاک اثر ہونا تھا۔وہ بھی چکنا گھڑا تھا۔

"یہ آج سب مجھے ہی کیوں شرم دلا رہے ہیں، ایسا کونسا شرمناک کام کر دیا میں نے۔"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر گلاس میں پانی ڈال کر لبوں سے لگا گیا۔

"کیوں بھئی کمرہ چھوٹا پڑ گیا تھا یا کمرے میں چوہا مر گیا تھا جو یہاں پبلک پلیس پر انکھیوں سے انکھیاں چار ہو رہی تھیں۔"

اس کے کندھے پر بازو ٹکائے ایک آئیبر واچکا کر نین نے اس کی ٹانگ کھینچی۔

"میرا کمرہ چھوٹا پڑے یا کمرے میں چوہا مرے تجھے کون سا بل آرہا ہے۔"

ماہر نے اسے لتاڑا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"السلام وعلیکم"

نین کے پیچھے ہی ناز نین اور زین نے اندر آتے ہی سلامتی بھیجی۔

"واعلیکم اسلام! کہاں تھیں آپ صبح سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔"

وہ خفگی سے بولتا ہوا ان کے آگے سر جھکا گیا۔انہوں نے اس کا ماتھا چوم لیا۔

" بس زرا کام میں مصروف تھی۔اب فارغ ہوئی ہوں تو سوچا ہو آؤں۔"

وہ وہیں صوفوں پر بیٹھ گئیں۔

السلام علیکم بھابھی۔

ممتا بیگم کو دیکھ انہوں نے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام! آج دیر کر دی آنے میں۔"

"ہاں بس سٹور کی صفائی کروا رہی تھی۔"

پھپھو اس نکمے آدمی سے کروایا کریں ناں۔بس آدھی رات کو دوسروں کے گھروں کی چھتیں پھلانگنا ہی آتی ہیں اسے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

کن انکھیوں سے اس نے زین کو دیکھا۔کل رات چھت پر کسی کے کودنے کی آواز اسے محسوس ہوئی تھی۔باہر نکل کر دیکھا تو چھوٹی چچی کے پورشن سے جناب کی واپسی ہو رہی تھی۔

نازنین نے اچھنبے سے زین کو دیکھا تو وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔

"تم پر کس نے پابندیاں لگائی ہیں۔تم بھی چھتیں پھلانگنا شروع کر دو۔"

زین نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ہمارے ایسے نصیب کہاں۔"

اسنے سرد آہ بھری تو ممتا بیگم نے اسے پیچھے سے دھپ رسید کی۔

"یہ چھیچھورے مردوں کی طرح ترستی ہوئی آہیں نہ نکالو کرو لوفر لگتے ہو بالکل۔"

وہ سخت لہجے میں تنبیہہ کر گئیں تو سب ہنس دیے۔

"میں تو کہتا ہوں چچی جان ایک عدد بھولے آیئے جو آپ کے بیٹے کے سارے سکرو ٹائٹ کر دے۔"

https://classicurdumaterial.com/

سیاہ شلوار سوٹ میں ملبوس بازو کہنیوں تک فولڈ کرتے ہوئے ہمان سیڑھیوں سے اتر رہا تھا۔سیاہ بال بے ترتیبی سے ماتھے پہ بکھرے پڑے تھے، سفید معدے جیسی رنگت میں سرخیاں گھلی ہوئی تھیں، بڑی بڑی روشن آنکھیں، چوڑی پیشانی، کشادہ سینہ اور چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد، بلاشبہ وہ سحر انگیز شخصیت کا ملک تھا۔

ممتا بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کی کشادہ پیشانی پے پڑے بے ترتیب بال اپنے ہاتھوں سے سنوارے اور اس کی جاندار مسکراہٹ کے دائمی رہنے کی دل سے دعا کی، یہ شخص ان کی بیٹی کا نصیب تھا۔

"میں تو گوڈے گوڈے راضی ہوں، یہ حامی تو بھرے۔"

وہ صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولیں۔

"اس نے تو صدا راضی نہیں ہونا، بس نکیل ڈالنے والا کام کریں چچی جان۔"

ماہیر نے نین کے شانے پہ دھپ رسید کی۔بیچارہ منہ بناتا کاندھا مسلنے لگا۔

"افی چاچو اب تو نین کی بھی شادی کا بینڈ بجوا دیں، شدت سے دل کر رہا ہے ولیمہ کھانے کا۔"

ہمان کو آج صحیح موقع ملا تھا اسے زچ کرنے کا۔

"کر دی نہ اوچھی بات، تمہارا تو وہ حساب ہوا ہم تو ڈوبیں گے صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے۔"

وہ عورتوں کی طرح ہاتھ نچاتا ہوا بولا تو سب کے چہروں میں مسکراہٹ رینگ گئ۔

"مجھ سے لکھ کر لے لو، اس بندے کی شادی سب سے آخر میں ہو گی۔"

عالیہ نے چائے اور دیگر لوازمات سے بھری ٹرے ٹیبل پر رکھی۔

"تم تو رہنے ہی دو مس گڑبڑ وہ کیا کہتے ہیں

ہاں یاد آیا۔"

"نکھرے نکھرے سے میرے سرکار نظر آتے ہیں

عنقریب شادی کے آثار نظر آتے ہیں۔ فالحال تو عالیہ محترمہ کو نکیل ڈالنے کے انتظامات کیے جا رہے ہیں۔"

عالیہ کی تو آج کل نین کے ہاتھوں شامت آئی ہوئی تھی۔ اب تو اس نے شادی ہونے تک جان نہیں چھوڑنی تھی۔

"کر لے بیٹا کر لے جتنی کرنی ہے، تمہاری باری آنے دو تمہارے ساتھ تو ہم نے وہ کرنی ہے کہ تو سر پکڑ کے روئے گا تو۔"

ہمان نے اسے ہنس کر کہا۔

"روئیں نین کے دشمن میں تولڈھیاں پاواں گا"

وہ ہاتھ زرا اوپر کر کے بھنگڑے کے سٹائل میں فیس ایکسپریشن دیتے ہوئے بولا۔

دیکھ لیں ممانی جان! زبان پہ آ گئی ناں دل کی بات، من میں تو شادی کے نام سے لڈو پوٹ رہے ہونگے، ہمارے سامنے ہی بن رہا ہے۔"

زین نے ممتا کو مخاطب کر کے نین کی طبیعت صاف کی۔

عام دنوں میں آتے جاتے نین سب کی ٹانگ کھینچتا تھا، آج ان سب کو بھری محفل میں صحیح موقع ملا تھا نین کی عزت افزائی کا اور وہ سب اتنا اچھا موقع بھلا ہاتھ سے کیسے جانے دے سکتے تھے۔ ماہیر، ہمان اور زین نے مل کر اس کی خوب کھینچائی تھی۔

"یہاں خوب محفل جمی ہوئی ہے۔"

رافع نے داد دینے والے انداز میں کہا۔ پھر ممتا بیگم اور فواد صاحب کو سلام کر کے زین کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"تم کیوں پیچھے رہو بھئی تم بھی آ جاؤ۔"

نین تپے ہوئے انداز میں بولا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"سالا اور بہنوئی کتنے اچھے لگ رہے ہیں ایک ساتھ بیٹھے ہوئے۔"

وہ زیادہ دیر چپ بیٹھ ہی نہیں سکتا تھا، اس کی رگ ضرافت پھر پھڑ کی تھی۔ کن نظروں سے نین نے عالیہ کو تکتے کہا تھا۔ عالی نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔

"مت بھولو تم اپنی بہن کے سسرال میں بیٹھے ہو۔" دانت پیستے ہوئے وہ بولی تھی۔ نین کا فلک شگاف قہقہہ گونجا تھا۔

"وہ تو مجھے اس بندے کو دیکھ کر یاد آ ہی جاتا ہے"

ہنستے ہوئے نین نے ہمان کی طرف اشارہ کیا۔ ہمان نے سر جھٹکا۔

"السلام علیکم! پھپھو۔"

چھٹی کے دن نیند پوری کر کے ہی محترمہ اٹھی تھیں۔

"آپ لوگ کب سے آئے ہوئے ہیں اور مجھے بتایا تک نہیں۔" وہ منہ پھلا کر شکوہ کرتی ہوئی نین کو وہی بچپن والی پریشے لگی تھی جو نین کی واپسی پر چاکلیٹ کا پوچھتی تھی، پھر جب نین کے خالی ہاتھ دیکھتی تو یونہی منہ پھلا کر شکوہ کرتی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"میرا بچہ بس ابھی آئی ہوں اور یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں نہ بتاتے تم نہیں آتیں ناں تو میں اوپر آجاتی تمہارے پاس۔"

اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے کر نازنین نے نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو وہ مسکرا دی۔

"یہ لو! تم یہیں آگئی ہو۔میں ابھی تمہاری طرف ہی آرہی تھی۔"

ہادیہ بیگم اپنے پورشن سے نکل کر اس طرف آئیں تو لاؤنج میں نازنین کو بیٹھے دیکھا۔

"اسے کہتے ہیں دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔"

عالی نے ماں کے کندھے پر بازو پھیلائے نرم مسکراہٹ سے کہا۔

"یہ تو ہے۔اپنے رشتے ایسے ہی ہوتے ہیں۔خون میں بڑی کشش ہوتی ہے۔"

وہ محبت سے گویا ہوئیں۔

نازنین ہادیہ بیگم اور ممتا بیگم اوپر کمرے میں چلی گئی تھیں،جہاں میسم صاحب تھے۔فواد صاحب اور ابرار صاحب تو پہلے ہی جا چکے تھے۔

لاؤنج میں ینگ پارٹی نے ہلا گلا مچا رکھا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ لوگ لوڈو کھیل رہے تھے اور شرط لگی تھی کہ جو جیتے گا اسے جو اکثریت کہے گی وہ کرنا ہو گا۔

کُل چار ٹیمیں تھی۔ پہلی میں زویا اور ماہیر تھے، دوسری میں زین اور عالی تھے، تیسری میں نین اور پریشے تھے جبکہ چوتھی میں ہمان اور رافع تھے۔

پریشے نے اپنی ٹیم نین کے ساتھ بنالی تھی۔ ہمان سخت بدمزہ ہوا تھا مگر کیا کرسکتے ہیں، محبوب کی خواہش سر آنکھوں پر۔ ایسا ہی کچھ معاملہ تھا ہمان کے ساتھ بھی۔

پریشے کی ٹیم سے نین کھیل رہا تھا جبکہ ماہیر نے کھیلنے سے صاف انکار کرکے زویا کو آگے کر دیا تھا، زویا بیچاری گھورتی رہ گئ تھی۔

عالیہ کی طرف سے زین کھیل رہا تھا اور رافع تو ہاتھ کھڑے کرکے بری الذمہ ہو چکا تھا مجوراً ہمان کو میدان میں کودنا پڑا۔

وہ چاروں فرش پر بیٹھے تھے، بیچ میں میں لوڈو رکھی تھی، اب زویا، نین، ہمان اور زین کے درمیان مقابلہ جاری تھا، جب بھی چھکا یا چار آتا تو پریشے اور عالی خوب شور مچاتیں اور جب ایک آتا یا گوٹ آؤٹ ہو جاتی تو ان کے چہرے لٹک جاتے۔

پریشے اداس ہو جاتی جبکہ عالی کو زین پر جی بھر کر غصہ آتا۔

https://classicurdumaterial.com/

اب بھی وہ دونوں منہ بنائے بیٹھی تھیں۔ نین کی باری تھی نین نے اپنی باری چلی اور اپنی گوٹ چلا دی، پھر باری ہمان کی تھی، ہمان کی باری پر دو چھکے آئے تھے، پریشے مارے خوشی کے زور سے چیخی تھی۔

ہمان نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ نین کی طرف اچھالی۔ نین جل کر خاک ہو گیا۔

"بڑی وہ ہمارا دشمن ہے اور تم اس کے چھکوں پر خوش ہو رہی ہو، ہوش کے ناخن لو ہوش کے۔"

نین نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"نین بھیا میں تو بس ایسے ہی خوش ہو رہی تھی، اب دیکھنا اگلی بار ہمارے چھکے آئیں گے۔"

وہ سر کھجاتی خجل سی ہو گئی پھر اعتماد بحال کرتی گویا ہوئی تو نین نے اسے داد دی اور پھر ہمان کو چڑایا۔

زین کی باری پر زویا کی ایک گوٹ آؤٹ ہوئی تو وہ شور کرتی ہوئی گیم چھوڑ کر بیٹھ گئی۔

یہ اس کی تیسری گوٹ تھی، جو تیسری دفعہ کھلی تھی اور پٹی بھی زین نے ہی تھی وہ بھی تین دفعہ۔

"میں نہیں کھیل رہی تمہارے ساتھ ایک نمبر کے چالاک ہو تم، تین دفعہ میری گوٹ گھر بٹھا کر بھی سکون نہیں ملا۔"

وہ بھنا گئی تھی۔

ماہیر صوفے پہ بیٹھا ہنس رہا تھا، وہ بھی منہ بسورتی اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئ۔ گیم یونہی چلتا رہا۔

اگلی باری زین کی تھی، جب وہ آؤٹ ہوا تو عالیہ نے کچا چبا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا گویا ابھی جلا کر خاک کر ڈالے گی۔

اب گیم ٹف ہو چکا تھا۔ دو دشمن یعنی سالہ بہنوئی کے درمیان گرم سرد جنگ جاری تھی۔

پری بیچاری بری پھنسی تھی، ایک طرف بھیا تو دوسری طرف سیاں۔

ہمان اس کھیل کا پکا کھلاڑی تھا، نین کے ہارنے کے آثار تھے، پریشے ناامید سی ہو کر بیٹھی تھی۔ ہمان نے پریشے کا اترا چہرہ دیکھا، پھر اپنے سالے دشمن کو۔ محبوب کا پلڑا بھاری تھا۔ محبوب کو خوش کرنا تھا، تو دشمن بھی کیا چیز تھی۔ جیت نین کے کھاتے میں ڈال کر وہ خود جان بوجھ کر ہار گیا۔

نین کی جیت پر پریشے نے خوشی سے خوب شور مچایا تھا۔ بھائی کے جیتنے پر وہ بہت خوش تھی یوں جیسے ہفت اقلیم مل گئ ہو۔

"بھئ اب جب کہ تم جیت چکے ہو تو ٹریٹ بنتی ہے اور ٹریٹ یہ ہو گی کہ نین ہمیں شمالی علاقوں کے ٹور پر لے کر جائے گا۔"

سب نے زین کا ساتھ دیا تھا۔ بیچارے نین کا کونڈا ہونے والا تھا۔

"یہ لو! میں تو اچھا جیتا تم لوگ تو مجھ لوٹنے پہ تل گئے ہو۔"

وہ بے چارگی سے منہ بن کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"یہی شرط تھی، بصورت دیگر ہم نے تمہارے سر پر بال ایک نہیں چھوڑنا، اب آگے تم خود سمجھدار ہو۔"

عالیہ نے اسے دھمکایا۔

"نین بھیا مان جائیں، اچھا ہے نا اسی بہانے میری کچھ دن کے لیے ہی سہی مگر جان تو چھوٹے گی پڑھائی سے۔"

پریشے نے لجاجت سے کہا۔ ایسا ہو سکتا تھا کے پریشے کہے اور نین پورا نہ کرے۔

"ہم نے کیا گدھی کے ہاتھ لگایا تھا۔"

زویا نے مصنوعی طنز کیا۔

"یہ میری جان ہے، میرہ بچہ ہے، میری بہن کے حکم کے آگے سب ماند پڑ جاتا ہے۔"

نین کے لہجے میں بہن کے لیے محبت ہی محبت تھی، کتنی مشکلوں سے تو اسے دوبارہ زندگی ملی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اسے سفید رنگ کی نین کی نئی ماڈل کی ہونڈا سویک بے حد پسند تھی۔وہ اکثر کہتی تھی کہ جب وہ بڑی ہو جاۓ گی تو یہی والی کار لے گی۔وہ اس کی معصوم خواہش پر مسکرا دیتا تھا۔اسے ڈرائیونگ نہیں آتی تھی۔وہ پندرہ سال کی تھی جب نہ معلوم کیسے وہ نین کی کار لے کر نکل گئ تھی۔

وہ خود ماہیر کے کی کار میں گیا تھا کہ اس کی کار کی بریکس فیل تھیں۔پریشے چونکہ ان معاملات میں دخل نہیں دیتی تھی تو اسنے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔گاڑی اس سے ہینڈل نہیں ہو رہی تھی۔اس نے پہلے کبھی کار نہیں چلائی تھی۔نتیجتا اس کی کار سامنے سے آتے ڈمپر سے ٹکرا گئ تھی۔

کار کا بہت برا حشر ہوا تھا۔پریشے موقعے پر ہی حوش وحواس سے بیگانہ ہو گی تھی۔

اسے ہاسپیٹل سے فون آیا تھا۔جسے سننے کے بعد اس کا دل گویا بند ہو گیا تھا۔

اسے یاد تھا وہ دن،جس دن پریشے کا آپریشن تھا۔

دماغ پر بہت گہری چوٹ آئی تھی اور ڈاکٹرز نے کہا تھا کہ بچنے کے صرف دس فیصد امکان ہیں باقی اللہ سے دعا کریں کہ انہیں آپریشن کے بعد چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ہوش آجا ئے ورنہ ان کے کومہ میں جانے کے چانسز ہیں۔

نین جی جان سے لرز گیا تھا۔

رویا تھا، گڑگڑایا تھا، اللہ کی بارگاہ میں اپنی بہن کی ایک مسکراہٹ کی خاطر اس کی زندگی کی بھیک مانگتے کتنا تڑپا تھا وہ۔

یہ اس کی دعاؤں کا ہی ثمر تھا، جو آج وہ یہاں ہنستی کھیلتی اس کے پہلو میں بیٹھی تھی۔

نین نے چہرے موڑ کر آنکھوں کے نم گوشے صاف کیے۔ یہ دردناک لمحے اسے بہت کم یاد آتے تھے، جب آتے تھے، تب ایسے ہی اس کی آنکھ سے تشکر کا پانی اور لبوں سے شکر کا کلمہ ادا ہوتا تھا۔

"میسم بھائی آج گھر میں بچے بڑے سب جمع ہیں، ہم سوچ رہے تھے کہ موقع بھی ہے دستور بھی، کیوں نہ عالیہ اور زین کی شادی کی تاریخ طے کر لیں۔"

نازنین نے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا۔

"میں تو خود یہی چاہتا ہوں، آپ لوگ دیکھ لیں تیاریاں کرنی ہونگی بہت ساری، شادی بیاہ والا گھر ہو گا، اسی حساب سے دن تاریخ رکھ لیتے ہیں۔"

میسم صاحب نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے زرا آگے کو جھک کر کہا۔

"میرے خیال سے اگلے مہینے کی دس تاریخ ٹھیک رہے گی، موسم بھی قدرے بہتر ہو جائے گا۔"

انہوں نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے، گھر کے ہی بچے ہیں، گھر کی بات ہے۔"

ہادیہ بیگم نے جواب دیا۔

"تو پھر ٹھیک ہے بھائی صاحب، اگلے مہینے کی دس تاریخ فائنل ہے"۔

ابرار صاحب نے کہا۔

"تاریخ طے ہو گئی، منہ تو میٹھا کرواؤ"

ابرار صاحب ۔ے ہادیہ بیگم کو کہا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں !ابھی کرواتی ہوں۔"

نازنین کے تو پیر زمین پہ نہیں ٹکتے تھے۔اکلوتا بیٹا تھا زین ان کا۔ان کے کتنے ہی ارمان تھے۔ایک ماں ہونے کی حیثیت سے کہ اپنے بیٹے کہ سر پر سہرا سجا دیکھیں گی۔

وہ خوشی میں مسکراتی ہوئی باہر نکلی تھی۔

زویا نیچے کے ہلے گلے سے فارغ ہو کر کچن میں آئی تو اسے خیال آیا تھا کہ میسم کی دوا کا وقت ہے، وہ اس وقت دودھ کے ساتھ میڈیسن لیتے تھے۔وہ دودھ ٹرے میں رکھے اوپر میسم کے کمرے کی طرف چل دی۔

کمرے کا دروازہ بند تھا، وہ نوک کرنے لگی تھی، مگر اندر سے آنے والی آوازوں نے زویا کو وہیں کھڑا رہنے پر مجبور کر دیا۔وہ کان لگائے دروازے کے پاس کھڑی باتیں سن رہی تھی اور جیسے جیسے سنتی جا رہی تھی ویسے ویسے اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھرتی جا رہی تھی۔

وہ دودھ کا گلاس ویسے کا ویسے ہی واپس کچن میں رکھ کر بھاگ کر لاؤنج میں آئی۔

"سنبھل کے زویا! یہ تیز گام کی طرح کیوں بھاگ رہی ہیں آپ۔"

ماہیر نے اسے ٹوکا وہ تیز تیز بھاگنے کے سے انداز میں لاؤنج میں آئی تھی، ماہیر کو ڈر تھا کہ وہ گر ہی نہ جائے۔

وہ سانس برابر کرنے کو رکی۔

"یہ کس خوشی میں اتنا خوش ہوا جا رہا ہے، کہیں الہ دین کا چراغ تو نہیں مل گیا۔"

ہمان نے شرارت سے کہا تو وہ زور سے ہنس دی۔

"الہ دین کا چراغ تو نہیں، البتہ کسی کے قید ہونے کی خبر ضرور مل گئی ہے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ معنی خیزی سے عالیہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں تو عالیہ نے گھورا۔

"بھابھی پہیلیاں بجھانا بند کریں اور سسپینس کا غبارہ پھوڑ دیں۔"

نین کو اب جاننے کا تجسس ہو رہا تھا۔

"میرے پاس ایک زبردست خبر ہے۔"

وہ چٹکی بجا کر بولی۔

"کیسی خبر۔"

سب نے کرس میں پوچھا۔

"میں ابھی ابھی بابا کے کمرے سے آ رہی ہوں، وہاں گھر کے سب بڑے موجود ہیں اور انہوں نے ہمارے عالی اور زین کی شادی کی تاریخ طے کر دی ہے اور یہ کہ اگلے مہینے کی دس تاریخ کو شادی ہے۔"

زویا نے ایک ہی سانس میں سب کہہ دیا۔

"واہ بھئی واہ! مبارکاں ہو مبارکاں۔"

ہر طرف مبارک باد کا شور مچا تھا۔

پھپھو نیچے اتریں تو معاملہ دیکھ کر الجھ گئی مگر جب سب کو زین کو مبارک دیتے دیکھا تو سمجھ گئیں۔

سب زین سے بغل گیر ہو کر اسے مبارک دے رہے تھے۔عالیہ تو فورا منظر سے غائب ہو ئی تھی۔پریشے نے بھی زین کو مبارک باد دی تھی۔زین کے چہرے پہ نا ختم ہونے والی مسکراہٹ کا پہرہ تھا۔

"زین بھائی میں آپ کی شادی میں دروازہ رکائی لوں گی۔آپ جیب گرم کر کے رکھیے گا ور عالی کی طرف سے دودھ پیلائی اور جوتا چھپائی کی رسم بھی میں ہی کروں گی۔"

وہ خوشی سے چہکتی اپنے پلان تا رہی تھی، پھپھو نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور مٹھائی کا ڈبہ زویا کو تھمایا، جو اب سب میں مٹھائی تقسیم کر رہی تھی۔

تم میرے ہو

شانزے راجپوت

قسط_9

دن چڑھے ملک ہاؤس کی دیواروں پر سنہری دھوپ کا پہرا تھا۔ گرمی کی شدت میں آج پھر اضافہ ہوا تھا مگر تھوڑی تھوڑی دیر بعد چلنے والی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے گرمی کی شدت کو کم کر رہے تھے۔

پیڑ پودے انسان سب ہی دھوپ کی زد میں تھے۔

چرند پرند درختوں میں بنے اپنے گھونسلوں میں چہچہا رہے تھے، ان کی چہچہاہٹ کانوں کو بھلی لگ رہی تھی۔

پورچ سائیڈ پر لان کے درمیان والے ٹریک پر کوسٹر کھڑی تھی۔ لان میں لگے پودوں پر ست رنگی چڑیا اڑتی پھر رہی تھیں، کبھی اس ڈال پر تو کبھی اس ڈال پر۔

گھر میں ایک طوفان سا مچا ہوا تھا، ہر کوئی ادھر سے ادھر بھاگتا جلد از جلد اپنا کام نبٹانا چاہ رہا تھا۔

شرط کے عین مطابق نین سب کو شمالی علاقوں کے ٹور پر لے کر جا رہا تھا۔ گھر کے سب ہی بڑوں نے ڈھیروں ڈھیر نصیحتیں کر کے انہیں اجازت دی تھی۔ ممتا بیگم کا دل ہی راضی نہیں تھا۔ وہ پریشے کو بھیجنے کی وا ہاں نہیں تھیں کہ جانتی تھیں وہ کتنی چلبلی اور نادان ہے۔ شمالی علاقے جہاں خوبصورتی کی دلکش تصویر نظر آتے ہیں، وہیں یہ خوبصورتی اپنے اندر خطرات بھی سمیٹے ہوئے ہے اگر ایسی جگہوں پر لاپرواہی برتی جائے تو شدید

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

جانی نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ اسی چیز سے گھبرا رہی تھیں۔ انہیں تو اسی بات کا ڈر تھا کہیں کوئی انہونی نہ ہو جائے مگر ہمان اور نین نے انہیں اپنے ہونے کا یقین دلا کر قائل کر ہی لیا تھا۔

زویا راستے میں کھانے پینے کے لیے کولڈ رنکس اور سنیکس پیک کر کے باسکیٹ میں رکھ رہی تھی۔ اپنی اور ماہیر کی پیکنگ تو وہ کل رات میں ہی کر چکی تھی۔

نین اور زین بھی اپنی پیکنگ میں مصروف تھے۔ عالیہ بھی پیکنگ کر چکی تھی۔ پریشے کا سامان خود ممتا بیگم نے پیک کیا تھا اور وہ خود بیڈ پر چہرہ دونوں ہاتھوں کی اوک میں لیے بیٹھی انہماک سے انہیں کو دیکھ رہی تھی ساتھ ہی ساتھ ہدایات بھی جاری تھیں۔

"مما میرا وہ بلیو والا ڈریس بھی رکھیے گا اور وہ بلیک والا تو لازمی۔"

وہ یاد دہانی کروا رہی تھی۔

"اچھا میں رکھ دوں گی کیوں اتذولی ہوئی جا رہی ہو۔"

وہ مسکرا کر کپڑے ہینگر سے نکال کر تہہ کر کے سوٹ کیس میں رکھ رہی تھیں۔

"مما میری ریڈ والی ہائینک اور بلیک جیکٹ کہاں ہے وہ بھی رکھنی ہے اور میرے جوگر بھی نہیں مل رہے۔"

انہیں سستی سے پیکنگ کرتے دیکھ کر وہ خود متحرک ہو گئ تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ زرا سی بھی دیری کے باعث کوئی اسے یہاں چھوڑ جا ئے۔ پہلے ہی اتنی مشکلوں سے اجازت طلب کی تھی۔ الما ری کے خانے ٹٹولتی ہوئی وہ روہانسی لہجے میں بولی۔

"یہیں ہو گیں پریشے! ہٹو میں دیکھتی ہوں۔"

وہ اسے تسلی دے کر خود دیکھنے لگیں۔

ہمان کی پیکنگ مکمل ہو چکی تھی۔ وہ خود بھی نک سک سا تیار صوفے پہ بیٹھا جوتے کے تسمے باندھ رہا تھا جب منہ پھلائے پریشے اس کے کمرے میں آئی۔

"زہے نصیب! یہ سوہنی من موہنی صورت تو دکھائی تم نے۔"

وہ شوخ لہجے میں بولتا ہوا اس کے پاس آیا اور پری شے کی ناک پر انگلی سے ضرب لگائی۔

پریشے نے اس کی وہی انگلی مٹھی میں قید کر لی۔ "میرے جو گرز نہیں مل ہے، نہ ہی میری ہائینک مل رہی ہے اور جیکٹ بھی پتا نہیں کہاں گئ۔"

کل ہی ہمان اسے موسم کی مناسبت سے شاپنگ کروا کر لایا تھا۔ تھکن کے باوجود مارے خوشی کے وہ پوری رات نہیں سو سکی تھی اور شاپنگ کی خوشی الگ تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"الماری میں چیک کرو اچھی طرح وہیں ہوں گے ناں کل ہی تو دلوائے تھے۔"

وہ پریشانی سے گویا ہوا۔اب بھلا عین موقع پر وہ اسے کیا انتظام کر کے دیتا۔

"کہا بھی تھا سنبھال کر رکھنا تم بھی نہ پریشے حد کرتی ہو۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے اس کے کمرے میں چلا گیا۔پری بھی اس کے پیچھے ہی چل دی۔

"یہ تو رہے جو گرز جیکٹ اور ہائینک۔"

وہ کمرے میں آیا تو سب چیزیں بیڈ پر پڑی تھیں۔اور چچی سیٹنگ سے رکھ رہی تھیں۔

"میں ڈھونڈ ہی رہی تھی۔اتنے میں یہ ہائی کورٹ پہنچ گئی۔انہوں نے بیگ کی زپ بند کی اور مسکرا کر اپنی اتاولی بیٹی کو دیکھا۔ہمان ان کے خود کو ہائیکورٹ کہنے پر ہنس دیا تھا۔

"تم نے بگاڑ کر رکھ دیا اسے۔زرا جو یہ لڑکی کوئی بات مان لے۔یہاں میں کسی چیز سے ا نکار کرتی ہوں وہاں وہ تمہارے پاس چلی آتی ہے بات منوانے اور نین کے تو کیا ہی کہنے۔"

وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھیں۔

"چچی جان آپ کو تو خوش ہونا چاہیے۔لوگ ایسے دامادوں کو لالٹین لے کر بھی ڈھونڈیں تو نہیں ملتے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ہمان نے انہیں بازوؤں کے گھیرے میں لے کر ترنگ میں کہا تو وہ ہنس دی جبکہ پریشے نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تم اب تک تیار نہیں ہوئیں بڑی۔"

نین صدمے سے بولا۔ نیلی جینس اور سفید شرٹ پر سیاہ گاگلز سر پر ٹکائے وہ وجیہہ لگ رہا تھا۔

"بس ابھی پانچ منٹ میں ہو رہی ہوں۔"

ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کھول کر اسے اشارہ کرتی وہ کپڑے ہاتھ میں لیے واشروم میں گھس گئی۔ ہمان اور نین انتظامات دیکھنے نیچے چلے آئے۔ ممتا بیگم بھی نیچے زویا کے پاس چلی گئیں۔ ناز نین بھی ان کی تیاریوں میں مدد کروا رہی تھیں۔

سارہ علیزے کو تیار کر رہی تھی خود وہ تیار ہو چکی تھی۔ رات حماد اسے ملک ہاؤس چھوڑ گیا تھا اس کا کوئی ضروری کام آن پڑا تھا اسی لیے وہ آ نہیں سکا تھا۔

ہمان لان میں بس کے پاس کھڑا سب ضروری چیزیں بس میں رکھوا رہا تھا اور زویا اسے لا کر دیتی جاتی رہی تھی۔

اب بھی وہ کھانے کی باسکیٹ اٹھائے چلی آ رہی تھی۔ ہمان نے آگے بڑھ کر اس سے باسکیٹ لی اور جا کر بس میں رکھ دی۔

"اپنے شوہر نامدار سے کہیے اپنے ہجرے سے باہر نکلیں ورنہ میں اپنے طریقے سے نکالوں گا۔ حد ہوتی یار پچھلے دو گھنٹوں سے کمرے میں گھسا ہوا ہے اور نکلنے کا نام نہیں۔"

گھڑی پہ ایک نظر ڈال کر وہ قدرے جھنجھلا کر گویا ہوا۔

بھابھی زور سے ہنسی دیں۔

"میرے میاں کے پیچھے پڑے ہو اور تمہاری بیوی کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"ہائے اس کے بارے میں تو بڑے نیک خیالات ہیں۔"

ٹھنڈی آہ خارج کر کے وہ شوخ سے لہجے میں مسکرا کر بولا تو گویا آنکھوں میں خواہشوں کے جگنو چمکنے لگے تھے۔

"ان خیالات کو حقیقت میں پورا کرنے کا سوچیے جناب۔"

بھابھی شرارت سے کہہ کر خود ہی مسکرا دی تھی۔

"آپ کی خواہش سر آنکھوں پر۔"

ہمان سینے پہ ہاتھ رکھے سر خم کر کے مسکرایا تھا۔

"در ہر دہ اپنی خواہش کہو مجھے تو کوئی جلدی نہیں۔"

مسکراہٹ دبا کر کہتی ہوئی وہ پلٹ گئ تھی۔

ہمان باری باری سب کے لگیج بس میں رکھ رہا تھا۔

وہ فیروزی لان کے پرنٹڈ سوٹ میں شیفون کا دوپٹہ کاندھے پر لٹکائے سرخ و سفید پیروں میں سلیپرز پہن کر اپنے کمرے سے نکل کر سارہ کے پاس آئی۔

"سارہ چلیں نیچے؟"

"ہاں بس چلتے ہیں۔میں زرا علیزے کا دودھ اور فیڈرر کھ لو ورنہ راستے میں یہ تنگ کرے گی۔"

سارہ نے بغیر مڑے جواب دیا۔

"جلدی جلدی کرو سارہ کی بچی مجھے ونڈو سیٹ چاہیے۔"

وہ بچوں کے سے انداز میں بولتی ہوئی کیوٹ لگ رہی تھی۔سارہ نے اسے دیکھ کر بے ساختہ ماشااللہ کہا تھا۔

"ایزی ہو جاؤ تمہاری تو سفارش ہے ونڈو سیٹ تو کیا تم اگر بس میں برتھ کی خواہش بھی کرو تو وہ بھی پوری ہو جائے گی۔"

سارہ کے شوخ سی معنی خیزی پر وہ جھینپ سی گئی تھی۔ پھر خود کو کمپوز کرتی ہوئی وہ صوفے پر جا بیٹھی۔ سارہ کو اسے یوں فارغ بیٹھے دیکھ کر شرارت سوجھی تھی۔

"پریشے یار ایک کام کرو گی؟"

"کون سا کام؟"

آنکھیں سکیڑ کر مشکوک نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی وہ الٹا سوال کر گئی۔

"میں نے گاڑی میں جو لگیج رکھوایا ہے ناں تم اس میں چیک کر کے آؤ کہ علیزے کے گرم کپڑے رکھے ہیں یا نہیں۔ یہ لو چابی۔"

سارہ نے پرس سے چابی نکال کر اسے پکڑائی۔

"تمہیں اپنے ہاتھ کی رکھی چیز یاد نہیں ہے سارہ کہ رکھی تھی یا نہیں۔"

وہ گھور کر گویا ہوئی۔

"علیزے نے تنگ کر رکھا ہے یار بس بھول گئی ناں تم جاؤ دیکھ آؤ ناں بھابھی نہیں ہو پیاری سی۔"

وہ اس کی تھوڑی پکڑ کر مسکرا کر بولی۔ پریشے اسے جھنیپ سی گئی۔

"جاؤ بیٹا جاؤ۔ یہ جو دو دن سے چھپ کے بیٹھی تھی ناں اپنے کمرے میں اب پتا لگے گا جب محبوب سامنے ہو گا اور کل کا کھاتا کھلے گا۔"

مدھم سی مسکان لبوں پہ سجائے وہ دل میں خود سے مخاطب تھی۔ ابھی کل ہی توزویا نے اسے بتایا تھا کہ محترمہ اپنی ہر خواہش پوری ایمانداری سے منوا رہی تھیں مگر بیچارے ہمان کا دامن کسی بھی حسین لمحے سے گویا خالی تھی۔ جس رات وہ بن سنور کر اس کے ساتھ گئی تھی۔ ہمان کی شوخیاں اس کی گہری بولتی نظریں اور اس کی پیش رفت نے پریشے کو گھبرانے پر مجبور کر دیا تھا تب سے وہ زرا فاصلے بر قرار رکھے ہوئے تھی۔

چابی مٹھی میں دبائے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ پورچ میں کھڑی گاڑی تک آئی تھی۔ دروازے کے دونوں اطراف کے ہینڈل پکڑ کر وہ اوپر چڑھی۔ سب سے پیچھے والی سیٹوں پر ہی اسے لگیج رکھا نظر آیا تھا۔ وہ دو قدم ہی چلی تھی کہ سیٹ کی پشت سے ہمان نمودار ہوا۔

غالبا وہ بیگز وغیرہ رکھ رہا تھا ۔ پریشے کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔ اسے اب سارہ کی سازش سمجھ آرہی تھی۔ کیسے اس میسنی نے اسے اپنی چکنی چپڑی باتوں میں الجھا کر یہاں بھیجا تھا۔

اس نے فورا سے بیشتر اپنے قدم واپس لیے تھے پر برا ہوا اس گھڑی کا جس وقت ہمان نے شیشے میں چھلکتے اس کے عکس کو دیکھ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ بس سے نیچے اترتی ہمان نے آگے بڑھ کر پھرتی سے اس کی کلائی تھامی تھی۔

اس کا دل زور و شور سے دھڑک اٹھا تھا۔

"میں نے سنا تھا محبوب ظالم ہوتے ہیں پر یہاں تو ظلمت کی حد ہی کر دی گئی ہے۔کوئی اتنا ظالم بھی کیسے ہو سکتا ہے۔"

اس کی شکوہ کرتی آنکھیں پریشے کے صبیح چہرے کا طواف کر رہی تھیں جہاں حیا کا گلال بکھرا پڑا تھا۔سنہری زلفیں ہوا کے دوش پر اڑ رہی تھیں۔فیروضی سوٹ میں وہ نیلے آسمان کا ہی ایک حصہ لگ رہی تھی۔

"آپ کس ظلم کی بات کر رہے ہیں؟"

پریشے نے معصومیت کی انتہا کر دی تھی۔ہمان غش کھا کے کیوں نہ گر جاتا۔

"کمال ہے لوگوں کو اپنے کیے ہوئے ظلم ہی یاد نہیں۔"

وہ شوخ لہجے میں اس کی اور جھک کر گھمبیر تا سے گویا ہوا تھا۔اس کے ہونٹوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ تھی۔

لمحے بھر کو پری کو لگا وہ ابھی بے ہوش ہو جائے گی۔وہ جان کر بھی انجان بن رہی تھی جبکہ اچھی طرح جانتی تھی ہمان کیا کہہ رہا ہے۔

پچھلے دو دن سے وہ نین کے ساتھ مگن تھی۔ہمان کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا تھا۔

"دو دن سے یہ مہتاب چہرہ آسمان کے کن پردوں میں چھپا رکھا تھا۔تمہیں پتا ہے جب تک تمہیں دیکھ نہ لوں تم سے بات نہ کر لوں میرے دل کو قرار نہیں آتا۔"

پر حدت لہجے میں کہے گ ئے ہمان کے یہ خوبصورت الفاظ اسے اندر تک سرشار کر گ ئے تھے مگر وہ حجاب سی ہوئی تھی۔

"جب دور ہوتا ہوں تو مجبوری ہوتی ہے لیکن جب پاس ہوتا ہوں تو صبر نہیں آتا تمہارے بغیر۔"

محبت کا یہ ایک انوکھا سا اظہار تھا۔گھمبیر لہجے میں وہ پری کے کانوں میں رس گھول رہا تھا۔پریشے کی ہتھیلیاں نم ہونے لگی تھیں۔کلائی اب بھی ہمان کی آہنی گرفت میں تھی اور اس کی نگاہیں سجدہ ریز تھیں۔ان نگاہوں پہ ہی تو ہمان کی پر تپش نگاہیں ٹکی ہوئی تھیں۔

ہمان کی نظروں سے جذبذ ہو کر یونہی بے مقصد وہ ایک ہاتھ سے اپنے بال سنوارنے لگی تھی۔اس کی ادائیں ہی تو تھیں جو ہمان کو گھائل کیے رکھتی تھیں۔

"تمہاری ادائیں ایسی ہیں کہ بندے کو خود پر ضبط کرنا محال لگتا ہے۔مسز اپنی ان اداؤں کو زرا سنبھال کر رکھیں۔"

شوخ سا کھنکتا لہجہ تھا۔پری کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔اپنے ماتھے سے نادیدہ پسینہ صاف کرتے ہوئے نظریں چرائے وہ بھاگنے کے پل طول رہی تھی۔پر ہاتھ ہمان کی گرفت میں تھا جیسے پریشے نے چھڑانے کی کوشش کی تو گرفت اور مضبوط کر دی گئ۔

"میرا ہاتھ چھوڑ دیں۔"

مدھر سی آواز میں وہ بامشکل تمام ہی بول سکی تھی۔ چہرے پر مدھم سی مسکان تھی۔

"فالحال میرا موڈ نہیں۔"

اگلی طرف ایسا قطعی ارادہ نہ تھا۔

"کوئی آجائے گا۔"

پلکیں جھپکاتے ہوئے وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ ہمان کا دل کیا کہ ان سیاہ ریشمی جھالروں کی نرمہات کو اپنے ہاتھوں سے چھو کر دیکھے۔

"آنے دو آتا ہے تو۔"

ہمان کو تو کسی کا ڈر نہیں تھا ایک وہ تھی جو مارے حیا کہ نظریں بھی نہیں اٹھا پا رہی تھی۔ آگے بڑھ کر اس نے پلکوں کو چھونا چاہا تھا۔ پریشے نے بے اختیار اپنے دھڑکتے دل کو سنبھال کر آنکھیں بند کی تھیں۔ مسرور سا لمحہ تھا۔ پرفسوں فضا کا راج تھا۔ ماحول پہ ایک سحر سا طاری تھا اور سحر کو عالی اور زویا کی آواز نے توڑا تھا۔

جہاں ہمان نے پریشے کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کیا وہیں پریشے بھی دو قدم پیچھے ہو کر یونہیں بے مقصد ترتیب سے رکھے گئے سامان کو ترتیب دینے لگی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اہم اہم۔"

زویا نے دونوں کو متوجہ کیا۔

"کیا ہو رہا تھا ادھر ہاں!"

دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے آنکھیں سکیڑے وہ کڑے تیوروں سے ہمان سے استفسار کر رہی تھی۔

"پیار ہو رہا تھا بھئی کوئی اعتراض ہے۔"

اینٹ کا جواب پتھر سے دیا گیا تھا۔عالی تو عالی زویا کا بھی منہ کھل گیا۔پریشے نے بھاگنے میں ہی عافیت جانی تھی۔

"دیکھ رہی ہیں بھابھی یہ انسان کس قدر منہ پھٹ ہوتا جارہا ہے۔"

عالی نے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے۔

"نہ صرف منہ پھٹ بلکہ بے شرم بھی۔"

زویا نے ٹکڑا جوڑا اور ہمان کا کان مروڑ کر اس کی کلاس لگائی۔

"بھلا اب بندہ رومانٹک بھی نہ ہو۔"

ہمان نے اپنا کان آزاد کروایا۔

"اب آپ کے شوہر اتنے بد مزاج ہیں تو آپ ہم جیسے شوخ مزاجوں کو تو نظر نہ لگائیں۔"

وہ فرضی کالر جھاڑتا ہوا نیچے اتر گیا۔

"میرا شوہر تمہارا بھی کچھ لگتا ہے۔"

آنکھیں سکیڑ کر اس نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

ماہیر زین نین اور رافع بھی آ چکے تھے۔اور باقی سب کا انتظار کر رہے تھے۔

"سارہ کی بچی تمہیں تو میں چھوڑوں گی نہیں بات مت کرنا مجھ سے۔"

پریشے نے اسے کچا چبا جانے والی نظروں سے دیکھا اور اسے کشن دے مارا جسے وہ بروقت کیچ کر گئی۔

"کیسی رہی سیاں جی سے ملاقت۔"

مسکراہٹ دبا کر سارہ نے معنی خیزی سے پوچھا۔

"تم نے بالکل بھی اچھا نہیں کیا۔مجھے بتایا کیوں نہیں وہاں ہمان پہلے سے موجود تھے۔"

"سرپرائز خراب ہو جاتا نا۔"

وہ شرارتی لہجے میں گویا ہوئی۔

"ایسی کی تیسی تمہارے سرپرائز کی۔"

وہ غصے سے سیخ پا ہوئی تھی۔

"رہنے دو پتا ہے مجھے دل تو گدگدا رہا ہو گا اوپر سے بن رہی ہوں۔"

علیزے ماں کو ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی کہ اس کی مما کیا بول رہی ہے۔

"تم سارہ فضول نہ بولو۔سب کو اپنے جیسا سمجھا ہوا ہے۔"

وہ خفت زدہ بولی۔

"ہائے میں صدقے کتنی پیاری لگتی ہو تم۔ایویں تو نہیں میرا بھائی تم پہ لٹو ہے۔"

اس کی لبوں میں دبی شرمگیں مسکراہٹ اس کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہ رہ سکی تھی۔

"چپ کر جاؤ بدتمیز۔"

وہ سیٹ پر بیٹھ کر اسے ڈپٹتے ہوئے بولی۔عالیہ اور پریشے ایک ساتھ بیٹھی تھیں۔

ماہیر اور زویا بھی ایک ساتھ بیٹھے تھے۔زویا ونڈو سائیڈ پر بیٹھی تھی۔رافع اور زین ایک ساتھ بیٹھے تھے۔نین سیٹ پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا

"سب گاڑی میں آ بھی گ ئے ہیں اور سیٹوں پر بھی بیٹھ گ ئے ہیں مگر موصوف کا کچھ پتا ہی نہیں۔"

ماہیر نے گھڑی پہ نظر ڈالی۔

"خیال سے جانا سب اور اپنے اپنے سامان کا دھیان رکھنا۔میں فون کرتا رہوں گا خیر خیریت معلوم کرنے کے لیے۔فواد صاحب گاڑی سے نیچے کھڑے گھر کے لڑکوں کو ہداہت دے رہے تھے جبکہ ہادیہ بیگم ممتا بیگم اور نازنین گاڑی میں آ گئی تھیں۔

نین بہن کا خیال رکھنا۔بڑی بے چین ہڈی ہے اس کی اور ساتھ ہی اپنا بھی خیال رکھنا۔تم دونوں میں سے کسی کو کچھ ہو گیا تو میں تو ویسے ہی مر جاؤں گی۔

پریشے کو خود سے لگائے وہ بھیگے لہجے میں بولیں تو نین نے اٹھ کر انہیں تسلی دی

ڈونٹ وری ماما۔جیسے ہنستے مسکراتے جا رہے ہیں۔ویسے ہی واپس بھی آئیں گے اور پھر آپ سب کی دعائیں ہیں ناں ہمارے ساتھ۔

ان کا ہاتھ چوم کر وہ مسکرا کر گویا ہوا تو انہیں تشفی ہوئی۔

"اور تم بھی کان کھول کر سن لو۔کوئی ہڑ بونگ نہیں مچانی وہاں جا کر اگر کوئی چوٹ ووٹ لگ گئی نہ تو میں نے اور مارنا ہے۔"

ہادیہ بیگم نے ساتھ ہی عالیہ کو خبردار کیا تو وہ جھنجھلا کر برا سا منہ بنا گئی۔

اللہ کی امان میں جاؤ خیر خیریت سے۔

نازنین نے سب بچوں پر پڑھ کر پھونکا اور پریشے کو پیار کرتی ہوئی نیچے اتر گئیں۔

"جلدی نہیں آگ ئے۔"

ہمان کو آتے دیکھ نین نے طنزیہ اس سے تائید چاہی۔

"تم سے تو جلدی آ گیا ہوں۔تم تو جلدی آنے سے رہے۔کام چور ایک نمبر کے۔کہیں کام ہی نہ کرنا پڑ جائے۔"

وہ اس کے برابر میں ہی سیٹ سنبھالتے ہوئے بولا۔

"میں اگر ایک نمبر کا چور ہوں تو تو دو نمبر کا چور ہے۔"

نین نے دانت پیسے۔

"اور تمہاری بہن اس دو نمبر چور کی بیوی ہے۔

ہمان نے اس کی طرف دل جلانے والی مسکراہٹ اچھالی۔

" صحیح کہا نہ میں نے۔"

تمسخر سے کہتا وہ دونوں آستینیں فولڈ کرنے لگا۔

بیٹا۔

" تصحیح کر لے بیوی نہیں منکوحہ۔پہلے بھی کہا تھا اوپری ہواؤں میں اڑنا چھوڑ دے۔اب بھی کہہ رہا ہوں زرا نیچے آجا نیچے۔"

عالی کا قہقہہ لگا تھا۔

"شکل دیکھو زرا اس کی۔"

"اچھا بس بہت ہوا۔اب سب سیدھے ہو کر بیٹھو۔ڈرائیو گاڑی سٹارٹ کرو۔"

ماہیر نے ان سب کو ہنسی ٹھٹھہ کرتے دیکھ کر ٹوکا اور ڈرائیور کو ہدایت دی۔

باقی سب نے گاڑی سے جھانکتے ان سب لوگوں کو ہاتھ ہلایا۔گاڑی گھر کی حدود سے باہر نکلی تو سب اپنی اپنی باتوں میں مگن ہو گئے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ کھلی کھڑکیوں سے ہوا کے جھونکے آرہے تھے۔

ہمان اپنے سالے کے ساتھ بیٹھا تھا۔ پریشے کو عالیہ کے ساتھ بیٹھے ہنس ہنس کر باتیں کرتے دیکھ جل کر خاک ہو رہا تھا۔ کیا کیا نہ سوچا تھا اس نے۔

ایک ٹھنڈی سانس خارج کی۔ پریشے نے سارے ارمانوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ اسے جی بھر کے غصہ بھی آیا تھا بھلا یہ کون سا طریقہ تھا۔ کیا وہ اتنی بے خبر تھی اس کے جذبات اور خواہشات سے۔ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے وہ خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ ورنہ دل تو اس کا کر رہا تھا پریشے کی عقل ٹھکانے لگا دے۔

رات کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔ زویا ماہیر کے کندھے پہ سر رکھے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر دیکھ رہی تھی۔

"ماہیر کتنا اچھا لگ رہا ہے ناں یہ سب۔ یہ میری زندگی کا سب سے خوبصورت سفر ہے۔"

بازو تھامے وہ اس سفر کو محسوس کرتی ہوئی بولی

"یہ سفر صرف ہمسفر کے سنگ ہی خوبصورت لگتا ہے۔" ماہیر نے محبت سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ لیا۔ زویا کے لبوں پہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

"ہمان یہ لاسٹ وارننگ ہے اگر اب تو نے میرے کندھے پر اپنا ایک من کا سر رکھا نا تو میں بتارہا ہوں تجھے کھڑکی سے باہر اٹھا کر پھینک دوں گا۔"

ہمان جو اپنا بھاری سر اس کے کندھے پر رکھے مزے سے سو رہا تھا۔ ہڑبڑا کر اٹھا۔

"کیا مصیبت ہے تجھے۔"

وہ شدید بدمزہ ہوا تھا۔

بہنوئی کا زرا سا سکون برداشت نہیں ہے تجھے۔"

جھلا کر کہتا وہ منہ کے زاویے آڑے ترچھے بنانے لگا۔ تمجھے سالے کے سکون کی پرواہ نہیں تو میری جوتی کرتی ہے بہنوئی کے سکون کی پرواہ۔"

نین نے دانت کچکچاتے مصنوعی سنجیدگی سے کہہ کر سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موندلیں۔

"یہ کیوں رو رہی ہے؟"

ماں کی گود میں بیٹھی علیزے زور و شور سے رونے میں مصروف تھی۔

"یار اسے بھوک لگی ہے۔ تم ذرا یہ پرس پکڑو اور اس میں سے فیڈر نکال کر دو."

علیزے کو سیٹ سے اٹھا کو گود میں لے کر بہلاتی چپ کرواتی وہ پریشے سے مخاطب ہوئی اور اپنا پرس اسے پکڑایا۔

پریشے نے پرس نے فیڈر نکال کر زپ بند کی اور فیڈر اس کی طرف بڑھایا۔

"یہ لو اس کا فیڈر۔

"نیند کی وجہ سے بھی کر رہی ہے بس فیڈ کروا کے اسے سلاؤں گی۔"

فیڈر منہ میں جاتے ہی علیزہ کے آنسو تھمے تھے اور وہ پر سکون سی پینے میں مگن ہو گئی تھی۔

"تم تھک نہیں جاؤ گی اسے گود اٹھائے اٹھائے۔"

"مائیں تھک جائیں گی تو بچے کون پالے گا۔یونہی تھوڑی نہ ان کے قدموں تلے جنت رکھی گئی ہے۔"

وہ مسکرا کر علیزہ کو تھپک رہی تھی۔

"پھر بھی یار۔"

پری کو سارہ کی فکر تھی۔ایک تو سفر بیٹھ کر کرنا تھا اوپر سے اس کی گود میں مسلسل علیزے تھی۔

"نہیں میں نہیں تھکتی۔تم پریشان مت ہو۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

سارہ نے مسکرا کر اسے تسلی دی۔

تھوڑی دیر میں علیزے کے ساتھ علیزے کی ماما بھی نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھیں۔وہ بھی آنکھیں موند گئ۔

بس میں زیرو بلب کی مدھم روشنی خواب ناک سا ماحول بنا رہی تھی۔ کھڑکیوں سے چھن چھن کر آتی ہوا پری کے چہرے سے ٹکرا کر اس کی سنہری زلفوں سے اٹکیلیاں کر رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا میں اسے اپنے اندر سکون سا اترتا محسوس ہو رہا تھا۔

سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے وہ بند آنکھوں سے سونے کی کوشش میں تھی کہ اچانک ہی ایک مانوس سی آواز پر پٹ سے آنکھیں کھول کر وہ سیدھی ہوئی۔

"ہمان آپ۔!"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ادھر ادھر دیکھتی ہوئی وہ گھبرائی ہوئی سی مدھم لہجے میں گویا ہوئی۔

سچوئیشن ہی کچھ ایسی تھی۔وہ اس پر جھکا ہوا تھا،اگر وہ ذرا سا بھی عالیہ چچ ہوتا تو پری کو ڈر تھا کہ کہیں وہ اٹھ نہ جائے۔

"شش!"

ہمان نے نرمی سے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"اٹھو یہاں سے!"

سارہ کی نیند کے باعث وہ ہلکی سی سرگوشی میں اس کے کان میں بولا تھا۔

""پر ہمان میں۔"

ہمان کے ساتھ وہ بھی ایک سیٹ پر سوچ کر ہی اسے حیا آنے لگی تھی۔ان سالوں میں وہ پہلے کب ہمان کے اتنے نزدیک رہی تھی۔مارے گھبراہٹ کے اسے تیز ہوا کے جھونکوں میں بھی اپنے ماتھے پر پسینے کی بوندھیں محسوس ہوئیں۔

"میں وہ کچھ نہیں،اٹھو چلو شاباش۔"

کہتے ساتھ ہی اس نے ہاتھ پری کو ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔وہ آہستہ سے اس طرح سے سیٹ سے اٹھی تھی کہ سارہ کی نیند نہیں کھلی تھی۔

"میرا سفر اب خوبصورت لگ رہا جب میرا ہمسفر میرے پہلو میں موجود ہے۔"

ہمان کی آنکھیں ہی نہیں چہرہ بھی کھل اٹھا تھا۔

"اس سے پہلے کیسا تھا۔"

خود کو کمپوز کرتی ہوئی اب وہ نارمل ہو چکی تھی۔

"پہلے ! پہلے سفر مجھے بالکل ایسا لگ رہا تھا جیسے بغیر نمک کے آٹا جیسے بغیر پھول کے پودا جیسے بغیر چاند کے آسمان جیسے۔۔"

"بس بس ہمان۔"

ہمان کی بات کاٹ وہ کھلکھلا کر بولی تھی۔

"ہنس لو ہنس لو! میری بے بسی پہ ہنسنا آرہا ہے نہ تمہیں، آخر ہو تو بھائی کی بہن۔"

وہ ناراضگی سے دونوں ہاتھ باندھے منہ دوسرہ طرف کر گیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ہمان آپ ناراض کیوں ہوگ ۓ ہیں، میں آپ پر ہنس تھوڑی رہی تھی۔ آپ بولتے ہوئے بہت کیوٹ لگ رہے تھے۔" دونوں ہاتھوں میں اس کا بازو تھامے وہ سر اس کے کندھے پر رکھتے ہوئے بولی۔

ہوا تر چھی رخ کی تھی اس کے سارے بال اڑ کر ہمان کے چہرے پر آرہے تھے۔ ان سنہری زلفوں کی خوشبو اپنے ندر اتار کر اس نے نرمی سے چہرے سے بال ہٹائے اور پری کے کمر پر ڈال دیے۔

"یہ چاند کتنا خوبصورت ہے نہ ہمان اتنا کہ ہر کوئی اسے پانے کی چاہ کرتا ہے۔ "اس کی نگاہیں آسمان پر لٹکتے اپنے سنگ سنگ سفر کرتے ماہ کامل پر مرکوز تھیں

"آہ! لوگ ہیں کہ اسے پانے کی چاہ کرتے ہیں مگر یہ چاند ہے کہ پہنچ سے کوسوں دور ہے، بادلوں میں چھپا رہتا ہے، دیدار تک نہیں کرواتا۔"

ہمان ٹھنڈی آہیں بھرتا بے چارگی سے گویا ہوا۔ اس کا اشارہ پریشے کی طرف تھا۔ پری نے اس کی شرارت سمجھ کر سر اٹھایا اور مسکراتی آنکھوں سے اپنے شریک حیات کو دیکھا۔

"آپ فلرٹ کر رہے ہیں مجھ سے؟"

وہ شاید موڈ میں تھی۔

"یہی سمجھ لو۔"

وہ رخ اس کی طرف کر چکا تھا۔

"اگر میرے شوہر کو بھنک بھی پڑ گئی نہ تو۔۔۔" اس نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑ کر کن انکھیوں سے ہمان کو دیکھا۔اس کی اداؤں اور ناز و انداز پہ ہمان کی ہنسی چھوٹ گئی۔

پریشے نے گھور کر اسے دیکھا۔

"اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے؟"

وہ برا مان کر کھڑکی کی منڈیر پہ کہنی رکھے ہتھیلی پہ چہرہ ٹکا گئی۔

ہمان نے بازو گردن کے پیچھے سے لے جا کر اسے اپنے حصار میں لے کر آنکھیں بند کر لیں۔رات کافی ہو چکی تھی۔پری بھی سکون سے اس کے کندھے سے لگی مسکراتی آنکھیں موند گئی۔

چوبیس گھنٹے سے زائد گھنٹوں کا طویل اور تھکا دینے والا سفر طے کر کے وہ لوگ ناران پہنچے تھے۔

ناران ضلع مانسہرہ میں بالا کوٹ سے 75 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

آرام کی غرض وہ لوگ ناران کے قریبی ہوٹل میں رکے تھے۔

https://classicurdumaterial.com/

ناران کا موسم دل کو باغ باغ کر دینے والا تھا۔

سارہ علیزے کو بیڈ پر لیٹا کر کمبل اوڑھا رہی تھی۔ پریشے کھڑکی کے دونوں پٹ کھولے ٹھنڈی ہواؤں سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ آسمان ابر آلود تھا۔

"اف! ماہیر اٹس اوسم، کتنا خوبصورت ہے یہ سب، میں بتا نہیں سکتی آپ کو۔"

دونوں ہاتھ باہم ملائے وہ بچوں کی طرح مسکرا کر کہہ رہی تھی۔ نظریں کھڑکی کے پار تھیں۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہے کاغان شوگران اور بہت سے علاقے ایسے ہیں جنہیں دیکھ کر زمین پر جنت کا گمان ہوتا ہے۔"

کھڑکی بند کر کے وہ پردے برابر کرنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں ماہیر۔؟"

صدمے سے زویا کا منہ کھل گیا۔

"آپ آرام کر لیں ایسے نظارے دیکھنے کے لیے بھرپور نیند ضروری ہے ورنہ کہیں آپ تھک گئیں تو شکوہ مت کیجیے گا۔"

وہ اسے وارن کرتا آرام سے کمبل اوڑھے لیٹ گیا۔ ناچار زویا کو بھی لیٹنا ہی پڑا۔

ہمان اور نین ایک کمرے میں جبکہ رافع اور زین دوسرے کمرے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جبکہ عالیہ سارہ اور پریشے لوگوں والے کمرے میں تھی۔

"بیڈ میرا ہے بیڈ پر میں سوؤں گا۔"

تکیہ بغل میں دبائے نین ماتھے میں بل ڈالے خبر ار کرنے لگا۔

"میرا دماغ خراب مت کر پہلے ہی پورے سفر میں خوار ہوتا آیا ہوں۔"

وہ نخوت سے بولا۔

"آہاہا! شہزادے گلفام ناں ہو تو، پورے سفر میں خوار تو میں ہوا ہوں، پورے رستے میرا نازک کندھا توڑتے آئے ہو، اس لحاظ سے یہ بیڈ میرا ہوا۔"

کہتے ساتھ بیڈ پر تکیہ پھینکتا وہ دھپ سے لیٹ گیا۔ کہیں ہمان قبضہ ہی نہ کرلے۔

قبضہ مافیا تجھے تو میں اڈیالا جیل بھیج کر ہی سکون کی سانس لوں گا۔"

"میری بہن تیرے سر پر بال ایک نہیں چھوڑے گی اور میرا انہیں خیال تو گنجا ہونا پسند کرے گا۔ ویسے سیر یسلی ٹنڈ کروا کر تو پونم کا چاند لگے گا۔"

ہمان کے دانت کچکچا کر کہنے پر وہ اسے آگے کے حالات کے بارے میں آگاہ کرنے لگا پھر مزے سے کہنی کے بل لیٹے سر ہتھیلی پر ٹکائے تصور میں ہمان کو گنجا دیکھتے وہ مزے س گویا ہوا۔

ہمان نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔

"پھر جب تو مجھ سے اڈیالا جیل ملنے آئے گا تو میں گانا گاؤں گا۔اب کے بار پونم میں جب تو آئے گا ملنے ہم نے سوچ رکھا تھا تبلہ بجائیں گے۔"

"تو تو تبلہ بعد میں بجائے گا پہلے میں تیرا ٹیٹوا دباؤں گا سالے رک۔"

https://classicurdumaterial.com/

زچ ہو کر دانت پیستے وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا اور نین بیچارے کی گردن اپنے آہنی شکنجے میں لی تھی۔ نین نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مبائل نکالا اور پریشے کو کال ملا دی۔ اور اگلے ہی لمحے کال رسیو کر لی گئ تھی۔ نین نے گردن چھڑوانے کی کوشش کرنے کے بجائے مبائل۔ سپیکر پر ڈال دیا۔

ہیلو نین بھیا۔

پریشے آواز پر ہمان کے طوطے اڑ گے تھے۔ فوراً سے پیشتر اسے آزاد کیا۔

نین کھانستا ہوا دور ہوا چہرے پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ تھی۔ ہمان جل کر راکھ ہو گیا۔

آپ کی طبیعت خراب ہے۔ کھانسی کیسے ہو گئ۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پریشے کی پریشان سی آواز ابھری۔

نہیں مہر ابچہ میں ٹھیک ہوں بس موسم کا اثر ہے۔وہ میں نے کال اس لیے کی تھی۔نئی جگہ ہے نیند تو آرہی ہے نہ ٹھیک سے۔"

میں کچی نیند سے اٹھی تھی۔

ہمان نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا جو اس کی نیند خراب کر چکا تھا۔

اوپس سوری ! چلو تم آرام کرو۔

کال کاٹ کر مبائل جیب میں رکھتا وہ پلٹا۔

"یو دیکھ لوں گا تجھے تو میں۔"ن

ہمان نے دانت پیسے۔سامنے ایک ہی صوفہ تھا،وہ بھی ٹو سیٹر بھلا وہ لمبا چوڑا بندہ کیسے پورا آتا۔بحر حال جو بھی تھا اسے وہیں نیند پوری کرنی تھی دوسری طرف نین پورے بیڈ پر پھیل کر مزے سے خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔

اگلی صبح وہ لوگ جھیل سیف الملوک کے لیے نکلے تھے۔

"اور کتنی دور ہے بھئی۔"

عالیہ اتاولی ہوئی جارہی تھی۔

"ابھی تو بہت سفر پڑا ہے کل ہی پہنچیں گے۔

"دونوں ہاتھ سر کے نیچے ٹکائے زین نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

عالی کی تو آنکھیں چار ہو گئیں۔

"مزاق کر رہا ہے یار، ناران سے قریبا چھ کلومیٹر کے فاصلہ ہے۔"

ہمان کی بات سے اسے ڈھارس ملی۔

"بد تمیز، شوخا کہیں کا۔"

وہ غصے میں بڑبڑائی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"کچھ کہا تم۔"

وہ سن چکا تھا پر قہقہہ ضبط کرتا انجان بن کر بولا۔

"کچھ نہیں تمہارے کان بج رہے ہیں۔"

وہ تپ بیٹھی تھی۔ مجال تھی جو یہ بندہ سیدھی بات کا سیدھا جواب دیتا۔

کھڑکی سے گزرتے مناظر نے سب کی توجہ اپنی جانب یوں کھینچی لی تھی جیسے لوہے کو مقناطیس۔

حماد نے صبح ہی انہیں جوائن کر لیا تھا۔ سارہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی۔ شدت سے اس نے خواہش کی تھی جو پوری ہوئی۔ شاید کچھ گھڑیاں قبولیت کی ہوتی ہیں۔

اسی میں ایک گھڑی وہ بھی تھی جس میں سارہ نے خواہش کی تھی کہ اس خوبصورت سفر میں اس کا ہمنوا و ہمسفر ساتھ ہو۔

یوں بھی وہ پہلی بار شمالی علاقوں کا سفر کر رہی تھی۔ جہاں اکثر صنف نازک اپنے شریک حیات کے سنگ آنے کی خواہاں رہتی ہیں۔

گاڑی میں علاقے کی مناسبت سے سانگ پلے کیا ہوا تھا جو ہلکی آواز میں سر بکھیر رہا تھا۔

"وادی کاغان، ضلع مانسہرہ خیبر پختونخواہ کی حسین ترین وادیوں میں سے ایک ہے جو اپنے قدرتی حسن کے باعث عالمگیر شہرت کی حامل ہے۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں واقع کئی مشہور تفریحی و حسین مقامات اسی وادی میں واقع ہیں۔"

ہمان اس علاقے کی خوبصورتی کے بارے میں بتا رہا تھا۔

"پتا ہے اس وادی کا نام کاغان نامی قصبے کے نام پر پڑا ہے۔"

سب بڑے اشتیاق سے ہمان کی باتیں سن رہے تھے۔

"ہاؤ انٹرسٹنگ۔" زویا مسکرائی تھی۔

"یہاں سترہ ہزار فٹ تک کی بلند چوٹیاں بھی واقع ہیں۔ جن میں مکڑا چوٹی اور ملکہ پربت کافی شہرت کی حامل ہیں۔"

"مجھے یہ سب جگہ دیکھنی ہیں ہمان! ہم یہاں بھی جائیں گے۔"

پریشے سن کر ہی اتنی خوش ہو رہی تھی۔ اس کے بچوں کے سے انداز پہ سب کے چہروں پہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

"ہمان یہ جو دریا بالاکوٹ سے ساتھ ساتھ بہہ رہا تھا یہ کون سا دریا ہے۔"

شیشے پہ ہاتھ مارتی علیزے کو سنبھالتی سارہ نے پوچھا۔

"یہ دریا کنہار ہے۔ شیشے سے صاف اور برف سے ٹھنڈا ہے اس کا پانی۔"

اس نے تفصیل بتائی۔ قدرتی حسن کا بھی جواب نہیں۔ سارہ لہلہاتے درختوں اور بل کھاتے راستوں کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"راستے میں کیوائی، پارس، شینو(اوچری) جرید اور

مہانڈری کے حسین قصبات بھی آئیں گے۔"

وہ انہیں ایک ایک جگہ کے بارے میں بتانے لگا۔

"تمہیں تو کافی کچھ معلوم ہے بھئی شمالی علاقوں کے بارے میں۔"

زویا حیران ہوئی تھی۔

"بھئی اپنا کام ہی کچھ ایسا ہے۔پاکستان کے کونے کونے اور چپے چپے کا پتہ ہوتا ہے۔"

وہ کچھ فخریہ لہجے میں گویا ہوا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ہاں بھئی آوارہ لوگوں کا اور کام ہی کیا ہے۔"

نین نے طنزیہ چٹکلہ چھوڑا تو وہ گھور کر رہ گیا۔

وہ لوگ جھیل سیف الملوک کی طرف جا رہے تھے جہاں بذریعہ جیپ یا پیدل جایا جا سکتا تھا۔ اس لیے آگے کا سفر انہوں نے جیپ کے ذریعے طے کیا تھا۔

ایک جیپ ہمان نے سنبھالی تھی۔ جس میں فرنٹ سیٹ پر اس کے ساتھ پری بیٹھی ہوئی تھی جبکہ پیچھے نین زین اور رافع بیٹھے تھے۔

دوسری جیپ حماد ڈرائیو کر رہا تھا۔ فرنٹ سیٹ پر سارہ تھی گود میں گرم کپڑوں اور مِنی بلینکٹ میں دبکی علیزے تھی۔ پیچھے زویا اور عالی ساتھ ساتھ بیٹھی تھیں اور انکے ساتھ ماہیر بیٹھا تھا۔

دشوار گزار راستوں سے ہو کر وہ لوگ بالآخر پہنچ ہی گ ئے۔ جھیل سیف الملوک چاروں طرف سے حسین ترین پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی۔ وہ لوگ پہاڑ سے نیچے اتر رہے تھے۔ یہاں ٹھنڈ اچھی خاصی تھی۔ سرد ہوا

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

کے جھونکے جسم کو سکڑنے پر مجبور کر رہے تھے۔ ہمان نے مضبوطی سے پری کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ مارے ٹھنڈ کے اس کے دانت بجنے ہی باقی تھے بس۔

زین نے عالیہ کا ہاتھ سختی سے تھاما ہوا تھا۔

زویا بھی ماہیر کا ہاتھ پکڑے آہستہ آہستہ نیچے اتر رہی تھی۔

شکر تھا کہ سب لڑکیوں نے جو گرز پہنے ہوئے تھے۔

نیچے اتر کے جونہی نظر جھیل پر پڑی تو پریشے دنگ رہ گئی۔ اتنی خوبصورتی اتنا حسن۔

یہ قدرت کا کیسا شاہکار تھا کہ یہ پہاڑ جھیل کے چاروں جانب کسی محافظ کی طرح گردن تانے کھڑے تھے اور ان کے بیچوں بیچ یہ خوبصورت جھیل بہہ رہی تھی۔

بلند و بالا برف کی چادر اوڑھے ملکہ پربت، رنگ بدلتا سبز پانی، فضا میں جابجا اڑتی ارغوانی تتلیاں، پیالہ نما جھیل کا پانی جس پر بھرپور دن میں بھی آسمان سے اترتے ستارے ایک ایسا دلفریب منظر پیش کرتے ہیں کہ نگاہ ڈالتے ہی آنکھ ساکت ہو جائے، پلکیں جنبش سے انکار کر دیں۔ نگاہیں ٹھہر سی جائیں وقت جیسے تھمسا جا ئے، یوں محسوس ہو کہ دنیا رک سی گئی ہوں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

کائنات کی گردش تھم گئی ہو۔ باد صبا نے چلنے سے انکار کر دیا ہو، روئی کے الے جیس سرمئی بادل جیسے برسنے کو بیتاب ہوں۔

یہاں تک کہ سانسیں تھم سی گئی ہوں بلاشبہ یہ ایک ایسی جھیل ہے جس پر پہلی نگاہ انسانی عقل کو دنگ کر دیتی ہے قدرت کی ثنائی کو پیش کرتی ایک ایسی طلسماتی جھیل ہے جو اپنے اندر بے پناہ پر اسراریت اور حسن رکھتی ہے۔

حسن بھی ایسا کہ بے مثل۔ دور سے جھیل پیالہ نما دکھائی دیتی ہے جھیل کا شفاف شیشے جیسا پانی موسم کیساتھ اپنے رنگ بدلتا ہے صاف موسم میں نیلا اور بادلوں میں سبز۔۔ سردیوں میں سفید۔ برف سے ڈھکے پہاڑوں کا کا عکس پانی میں جب پڑتا ہے تو ہر شے سفید براق کی مانند دکھائی پڑتی ہے۔

کہتے ہیں کہ سردیوں کے موسم میں جھیل برف کا پیالہ دکھائی دیتی ہے۔ ارد گرد بلند و بالا پہاڑ اور جھیل کے پانی پر پڑتا ان کا عکس ایک نئی دنیا سے روشناس کراتا ہے۔

پریشے ہمان کی گرفت سے ہاتھ چھوڑاتی بچوں کی طرح بھاگنے کے سے انداز میں آگے بڑھی تھی۔ ہمان کو بیک وقت خوف بھی آیا تھا اور غصہ بھی۔

کہیں اسے کچھ ہو ہی نہ جائے، کہیں جھیل میں پاؤں نہ پھسل جائے، یوں بھی وہ ہزاروں فٹ گہری تھی۔

"پاگل لڑکی ہاتھ چھڑوا کر کیوں بھاگیں۔"

اس کے ماتھے پہ ان گنت بل پڑے تھے پر وہاں ہوش کسے تھا وہ تو خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔

"مجھے آگے جانا ہے ہمان۔"

تاحد نگاہ پھیلی جھیل کو دیکھتے اس کا دل تو جسے ڈبکیاں لگانے کو بے قرار تھا اسے نہ خوف تھا نہ ڈر۔

"آگے مائے فٹ! تم ایک انچ نہیں ہلو گی یہاں سے۔"

اس بار وہ سخت لہجے میں بولا اور ساتھ ہی اس کی کلائی پر گرفت مضبوط کی۔

"مجھے گھر جانا ہے۔"

نظریں جھکائے وہ ہلکی سی آواز میں بولی۔ آواز میں نمی گھلی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"کمال ہے آگے جانا ہے نہیں تو گھر جانا ہے اچھی ضد ہے۔"

وہ اسے گھر کتے ہوئے بولا اور رخ بھی دوسری طرف کر لیا۔

عالی تو پر شوق نگاہوں سے ان پربتوں میں گھری جھیل کو دیکھ رہی تھی اور زین اسے نہ جانے کیا کیا الٹی سیدھی کہانیاں بتا بتا کر ڈرا رہا تھا۔

زویا اور ماہیر جھیل سے کچھ فاصلے پر رکھے پتھر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ماہیر نے زویا کا ٹھنڈا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔

"پتا ہے ماہیر میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔زندگی اتنی حسین بھی ہو گی۔"

کون کہتا ہے کہ موسم اپنا اثر نہیں دکھاتا۔بدلتے موسم جذباتوں کو بھی بدل دیتے ہیں۔

"کبھی سوچا نہیں تھا مگر اب یقین کر لیں میرے ساتھ آپ کی زندگی اس سے بھی زیادہ حسین گزرے گی۔"

"یہ موسم کا جادو ہے متوا۔"

نین نے بیچ میں بھنڈ مارا تھا۔ماہیر کے گلے میں ہاتھ ڈالے وہ گنگناتے ہوئے اس کی ٹانگ کھینچ گیا۔

"تم کیوں کباب میں ہڈی بننے آگ ۓ ہو۔"

ماہیر نے اسے گھورا۔ نین قہقہہ لگاتا وہاں سے اٹھا تھا۔ زویا نفی میں گردن ہلاتی مسکرائی۔ یہ نہیں سدھر سکتا تھا۔

تھوڑی دیر تک جب پریشے بالکل اپنی جگہ سے نہ ہلی تو ہمان ٹھنڈی سانس خارج کرتا اس کی طرف مڑا۔

سفید روئی کے گالوں جیسی کوٹ کالر والی جیکٹ اور سیاہ جینس اور سفید جوگرز میں وہ جاپانی گڑیا لگ رہی تھی۔ سنہری بال پونی میں مقید ہو کر کندھے کی زینت بنے ہوئے تھے۔

سرخ و سفید رنگت لیے وہ اس ماحول کا ہی ایک حصہ لگ رہی تھی۔

"ناراض ہو۔"

نرمی سے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے وہ مستفسر ہوا۔ اس نے زور زور سے اثبات میں سر ہلایا۔ ایسا کرنے سے اس کے پونی بھی ہل رہی تھی۔

"سوری یار، میں تم پر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا ڈر گیا تھا، کہیں تمہیں کچھ ہو گیا تو کہاں سے لاؤں گا پریشے۔"

اس کے گال پہ ہاتھ رکھے وہ پیار سے بولا۔ پریشے نے اپنے گال پر رکھے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اٹس اوکے۔"

وہ مسکرائی تھی۔بس اتنی سی ناراضگی ہوتی تھی اس کی۔پل بھر میں مان جاتی تھی۔

دور سے ہی وہ اسے جھیل دکھا رہا تھا۔

اکثر خوبصورت چیزیں خوف ناک بھی ہوا کرتی ہیں۔

"یہاں رات کے کسی پہر میں پریاں اترتی ہیں۔"

ہمان کے بتانے پر مسکرا کر وہ اسے دیکھنے لگی۔

"مطلب میں۔"

شرارت سے وہ انگلی اپنی طرف پر کرتے ہوئے بولی۔ہمان نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔پریشت کا قہقہہ ان پربتوں سے ٹکرا گیا تھا۔ہمان نے دل میں ہی اس کی نظر اتاری۔

سارہ کو حماد نے نیچے جانے ہی نہیں دیا تھا وجہ علیزے تھی نیچے ایک تو ٹھنڈ غضب کی تھی دوسرا وہاں تو اکیلے بندے کا اترنا مشکل ہو جاتا ہے پھر علیزے کو لے کر جانے کا رسک وہ ہرگز نہیں لے سکتا تھا۔

"سارہ موڈ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"حماد نے اس کا پھولا منہ دیکھ کر اسے وارن کیا۔

"میں تو تمہارے یہاں آنے کے حق میں ہی نہیں تھا، یہ تمہارا ہی احمقانہ فیصلہ تھا، اب اگر اس موسم میں بچی کو کچھ ہو گیا تو کہاں بھاگتے پھریں گے۔"

بگڑے تیور لیے وہ سخت سست سنا رہا تھا۔

"اللہ نہ کرے منہ سے کچھ اچھا نکال لیا کریں حماد۔"

سارہ نے فورا لیزا کو خود میں سمو لیا۔

"میں ہمیشہ اچھا ہی نکالتا ہوں منہ سے، تم سنتی نہیں ہو، وہ الگ بات ہے۔"

وہ غصے سے اسے گھورتے ہوئے بولا۔

جھیل سے واپس آنے کا دل تو کسی کا بھی نہیں تھا لیکن یہاں زیادہ دیر رکنا بھی خطرے سے خالی نہیں تھا۔ موسم بگڑنے میں زرا بھی دیر نہیں لگتی تھی۔ یوں بھی موسم سیاحوں کو دیکھ اکثر رنگ بدل لیتا تھا یوں یہاں لوگ تھوڑی دیر رک کر آگے بڑھ جاتے تھے۔

وہ لوگ چڑھائی پر واپس آئے تو سارہ اور حماد ان کے منتظر تھے۔ ٹھنڈ پہلے سے زیادہ بڑھ چکی تھی۔ عالیہ کی تو بینڈ بجی ہوئی تھی۔ سردی سے پریشے کی رنگت کندھاری انار کی طرح سرخ ہو رہی تھی مگر وہ ادھر ادھر کے نظاروں میں گم اس قدر تھی کے اسے سردی محسوس ہی نہیں ہو رہی تھی۔

"مجھے لگتا ہے مجھے اور سارہ کو گھر واپس چلے جانا چاہیے۔ آگے کا موسم علیزے کے لیے صحیح نہیں ہے۔"

جیپ میں بیٹھے حماد نے ایک نظر سردی سے دبکی ہوئی سارہ اور علیزے پر ڈالی۔

"یہ کیا بات ہوئی بھلا۔ سارہ اور لیزو کے بنا تو مزہ ہی نہیں آئے گا۔"

پریشت نے بیچارگی سے کہا۔ بے شک اسے یہ سفر پسند تھا۔ مگر وہ ہرگز بھی یہ نہیں چاہتی تھی ان سب میں سے کوئی ایک بھی اس کے ساتھ نہ ہو یوں بھی وہ سارہ سے زیادہ اٹیچ تھی۔

"اگر ایسی ہی بات ہے تو تم اور سارہ ہی کیوں ہم سب واپس چلتے ہیں۔"

ہمان نے سنجیدگی سے کہتے ایک نظر سب پر ڈالی۔

"ہمان صحیح کہہ رہا ہے۔ ہم ساتھ ہی آئے تھے اور ساتھ ہی جائیں گے۔"

ماہیر نے کہہ کر دونوں ہاتھ جیکیٹ کی پاکٹ میں ڈالے۔

"ہماری وجہ سے تم لوگ اپنا ٹرپ کیوں خرب کر رہے ہو یار۔"

اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ سب لوگ ان کی وجہ سے واپس جائیں

"حماد ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ تم سب لوگ ٹرپ انجوائے کرو۔ میں اور حماد پھر کبھی آ جائیں گے۔"

سارہ نے کمبل میں لپٹی لیزو کو تھپکی دی جو شور کی آواز پر کسمسانے لگی تھی۔

"تم چپ کرو چڑیل۔"

ہمان نے اسے گھورا۔

"تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ تمہارے بنا ہم انجوائے کر لیں گے۔"

اس نے خفگی سے کہتے آنکھیں پھیریں۔

"تمہارے بغیر ٹرپ ادھورا ہے اور ایسے ٹرپ سے بہتر ہے ہم گھر واپس چلیں۔"

https://classicurdumaterial.com/

زویا نے مسکرا کر کہا۔

"سارہ کی بچی تمہاری وجہ سے میرا ٹرپ خراب ہوا ہے۔اللہ پوچھے تمہیں۔"

پورے رستے میں نین کی دہائیاں جاری تھیں۔

"ہاں ایک مجھے ہی پوچھے گا۔ تمہیں تو جیسے جنت کے پرمٹ سے نوازے گا۔"

سارہ نے طنزیہ کہا۔وہ سیٹ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی گود میں لیز و بیٹھی تھی جس کے ہاتھ میں لیز کا پیکٹ تھا جیسے وہ بار بار منہ میں لے کر کھولنے کی تک و دو میں تھی۔

"الحمداللہ میرے اعمال کا گھڑا نیکیوں سے بھرا پڑا ہے۔"

نین نے فرضی کالر جھاڑ کر تفاخر سے کہتے گردن اکڑائی۔پانی پیتے ہمان کو اچھو لگا تھا۔اس کے منہ سے ہنسی کا فوارہ چھوٹا تھا۔

"نیکیاں اور وہ بھی تو۔"

اس کی ہنسی کنٹرول نہیں ہو رہی تھی۔

"ایک جھوٹ تو یہی لکھا گیا تیرے کھاتے میں پاپی انسان۔"

https://classicurdumaterial.com/

ہمان نے اسے شرم دلائی۔

"اور یہ پاپی انسان تیرا سالا ہے غور سے دیکھ مجھے غور سے۔"

آستینیں اوپر چڑھائے وہ خود کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"اسی بات کا تو دکھ ہے۔"

"ہادکھ! یہ سننے سے پہلے میرے کان پھٹ کیوں نہیں گ ئے۔سنا! سنا تم نے پریخے اسے مجھے سالا بنانے پر دکھ ہے یعنی تمہیں اپنی بیوی بنانے پر شدید دکھ ہے۔"

زور زور سے بولتا وہ ماتھے پہ ہاتھ رکھے سوگ منانے کی بھرپور اداکاری کے جوہر دکھا رہا تھا۔پریشے رونے والی ہوگئی۔

"ہمان آپ کو مجھے بیوی بنانے پر دکھ ہو رہا ہے۔"

وہ روہانسی لہجے میں بولی

"میں نے ایسا کب کہا؟"

ہمان اسے روتے دیکھ بوکھلا گیا تھا۔زویا سمیت سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ابھی تو آپ نے کہا کہ آپ کو دکھ ہے۔"

وہ آنسوں صاف کرتی زور سے بولی تھی۔

"میں نے تو سالے ہونے پر کہا تھا۔"

وہ ایک کڑی نظر نین پر ڈال کر اپنی صفائیاں دینے لگا تھا۔ نین نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں آپ کی بیوی ہوں تبھی تو وہ آپ کا سالہ ہے نہ۔ آپ نے مجھے ہی بولا ہے۔"

"پریشے میں نے تمہیں نہیں نین کو کہا ہے۔"

"کان ادھر سے پکڑو یا ادھر سے ایک ہی بات ہے۔"

وہ خونخوار لہجے میں بولتی پھاڑ کھانے کو دوڑی تھی۔ ہمان نے خون آشام نظروں سے نین کو دیکھا ساتھ ہی اسے اشارہ کیا کہ تو گھر چل پھر بتاتا ہوں اور ادھر ہمان کے ایکسپریشن دیکھ کر نین نے مشکل سے اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا۔

وہ لوگ شوگران پہنچے تھے۔ سفر طویل تھا اس لیے بیچ بیچ میں وہ لوگ سوتے ہوئے آئے تھے۔

شوگران ایک حسین تفریحی مقام ہے جو کیوائی سے دس اور بالاکوٹ سے چونتیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

ہمان نے ایک ہوٹل کے پاس بس رکوائی تھی ارادہ ایک دن کے آرام کے بعد آگے جانے کا تھا یوں بھی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے کمر جواب دے گئ تھی۔ یہاں قدرے مناسب قیمت پر انہیں رہائش مل گئ تھی۔ سارہ عالیہ زویا اور پریشے ایک ہی کمرے میں ٹھہری تھیں۔ ہوٹل کے کمرے کافی کشادہ تھے اور ڈبل بیڈ کے ساتھ الماری ڈریسنگ ٹیبل بھی موجود تھا۔

نین زین اور رافع ایک کمرے میں جبکہ ماہیر اور ہمان الگ کمرے میں ٹھہرے تھے۔

"سفر نے تو تھکا دیا۔"

علیزے کو سلا کر کمر سیدھی کرنے کو وہ لیٹی تھی تو بے اختیار بولی۔

"سفر کا تو پوچھو مت جس قدر حسین تھا میں بتا نہیں سکتی۔ پتا ہے میں کافی عرصہ پاکستان سے باہر رہی ہوں ٹور پر بھی گئی ہوں۔ مگر ایسا قدرتی حسن میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ جھیل بھی خوبصورتی میں اپنے نام کی ایک تھی۔ میرا تو دل ہی نہیں کر رہا تھا وہاں سے آنے کا۔"

ڈریسنگ مرر کے سامنے بال سلجھاتی زویا اشتیاق سے بتا رہی تھی۔سارہ کروٹ لے کر کہنی کے بل لیٹی دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"بھابھی! ماہیر بھائی سے کہہ کر آپ کو سیف الملوک میں گھر نہ بنوادیں۔"

عالیہ شرارت سے بولی تھی۔زویا جھینپ گئی تھی۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔"

اس کے انداز پہ سارہ اور عالی کا قہقہہ گونجا تھا۔

پریشے سوتی بن گئی تھی۔اس کا موڈ آف تھا۔پورے رستے وہ منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

"اچھا اب ہنسنا بند کرو اور سو جاؤ۔"

کمبل تان کر زویا انہیں بھی سونے کا کہہ کر خود بھی آنکھیں بند کر چکی تھی۔

ایک بھرپور نیند لینے کے بعد وہ لوگ صبح اٹھے تھے۔سارہ عالیہ اور زویا تو تیار ہو کر کمرے سے نکل کر بالکنی میں آگئی تھیں۔جہاں سے نیچے ہوٹل کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔پریشے بھی ان کے پیچھے ہی چلی آئی تھی۔

"اٹھ گئیں تم؟"

سارہ نے محبت سے اسے تکتے ہوئے کہا۔وہ مسکرا کرہاں کہتی اس کے برابر میں کھڑی ہو کر ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔

نین اور زین کمرے سے باہر آئے تو چاروں کو ایک ساتھ دیکھ کر اسی طرف چلے آئے۔

"ہائے! یہ چار پریاں کہاں سے اتری ہیں شوگران میں۔"

زین کا انداز خاصا دلربانہ تھا۔عالیہ پلکیں جھپک کر رہ گئی تھی۔

"تصحیح کر لو تم! پریاں نہیں صرف پری۔"

نین نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"یعنی میری پریشے میری جان۔"

محبت سے مسکرا کر کہتے نین نے اس کے گرد بازو پھیلائے۔

پریشے کا خراب موڈ اور چہرے پہ چھائی اداسی وہ بھانپ چکا تھا۔اس نے تو صرف مزاق کیا تھا۔پریشے اتنی سیریس ہو جائے گی اسے اندازہ نہیں تھا۔دوسرا یہ کہ وہ خود بھی پریشت کو اداس نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"میرے بھائی کی پریشے۔"

سارہ نے جتاتے ہوئے اسے گھورا۔

زویا کی ہنسی چھوٹ گئ۔

"کیا بات ہے مادام صبح صبح پھلجھڑیاں چھوڑی جا رہی ہیں۔"

ماہیر ہمان اور حماد بھی وہیں چلے آئے تھے۔کچھ "کچھ موسم کا اثر ہے سمجھا کریں بھئ۔"

رافع نے شرارت سے ماہیر کی بات کا جواب دیا تو وہ مسکرا دیا۔

"مجھے بہت تیز والی بھوک لگ رہی ہے ہم ناشتہ کیوں نہیں کر رہے؟"

سارہ نے تنک کر کہا اسے واقع بھوک لگنے لگی تھی۔"کیونکہ ہم تمہیں بھوکا مارنے والے ہیں۔"

نین نے اسے چڑایا۔

"ماہیر بھائی سمجھالیں نین کے بچے کو ورنہ یہ ضائع ہو جائے گا میرے ہاتھوں۔"

بھوکے پیٹ وہ جلالی ہو چکی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"دور دور ہٹ جاؤ چڑیل کو بھوک لگی ہے وہ کسی بھی وقت ہم میں سے کسی کا بھی خون پی لے گی۔ "تم نے ہنستے ہوئے سب کو دور دور ہونے کا اشارہ کیا تو وہ سیخ پا ہو گئ۔

"تم! دفع ہو جاؤ دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔ ورنہ میں سچ میں تمہارا خون پی جاؤ گی۔"

وہ غصے سے بولی تو نین کا قہقہہ گونجا۔ حماد اسے بازو سے پکڑ کر آگے لے گیا۔ باقی سب بھی ہنستے مسکراتے چل پڑے تھے۔

شوگران کے مشہور ہوٹل سے ان سب نے زبردست سا ناشتہ کیا تھا اس کے رخ دوبارہ ہوٹل کی طرف تھا ارادہ واپس جانے کا تھا مگر سارہ کی ضد پر انہیں یہاں رکنا پڑا۔

"میں جھیل بھی نہیں دیکھ سکی تھی پلیز یہ جگہ تو دکھا دیں اور یہاں تو ٹھنڈ بھی اتنی نہیں ہے۔"

منہ بسورتے وہ بولی تو حماد کو ماننی ہی پڑی۔ "ٹھیک ہے مگر احتیاط لازم ہے۔"

اس نے تنبیہہ کی۔ سارہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

سری اور پائے شوگران کی مشہور و معروف تفریح گاہیں تھیں ان کا ارادہ پہلے سری جانے کا تھا۔ ویسے تو سری جانے کے لیے جیپ بھی دستیاب ہوتی ہیں مگر وہاں پیدل بھی جایا جا سکتا ہے شوگران سے نصف گھنٹے کے فاصلے پر ہی سری واقع ہے۔

ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے آگے پیچھے وہ لوگ تقریبا پینتالیس منٹ پیدل چلنے کے بعد سری پہنچے تھے۔

سری کے نظارے اتنے خوبصورت تھے کہ کسی کو تھکن کا احساس ہی نہ ہوا۔

سری سرسبز و شاداب اور پہاڑوں پر مشتمل ہے۔پہاڑ بھی ایسے جیسے کوئی خوبصورت مغرور دیو سینہ تانے کھڑا ہو۔

سری چونکہ غیر آباد علاقہ ہے اسی لیے لوگ شوگران میں ہی قیام کرتے ہیں اور قدرت کے حسن سے لطف اندوز ہونے سری چلے آتے ہیں البتہ سرسبز ہونے کے باعث یہاں کیمپنگ کی جاسکتی ہے مگر کھانے پینے اور دیگر ضروریات کی اشیاء شوگران سے ہی اپنے ساتھ لانی پڑتی ہیں۔

یہاں ایک شاندار ریسٹ ہاؤس بھی موجود ہے۔سری قدرت کا ایک عظیم شاہکار ہے دور دراز علاقوں سے لوگ یہاں تفریح کرنے آتے ہیں۔

تا حد نگاہ پھیلے سبزے اور جا بجا کھڑے دیو قامت پربت اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔سب لڑکیاں مگن سی قدرت کے حسن کو دیکھ رہی تھیں۔عالیہ تو کھٹا کھٹ تصویریں لینے میں مصروف تھی اور نین کا دل اپنی سیلفیوں سے نہیں بھر رہا تھا۔زویا نے بھی ان حسین نظاروں کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کر لیا تھا۔اب ماہیر اور وہ ایک ساتھ کھڑے مسکراتے ہوئے اپنا ٹرپ انجوائے کر رہے تھے۔زین بھی عالیہ کو یہاں

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

کے مقامات کے بارے میں بتا رہا تھا رافع اور ہمان آپس میں باتیں کر رہے تھے دفعتاً نگاہ اس کی پریشے پر پڑی جو اداسی سے نیچے سبزے پر بیٹھی گھاس نوچ رہی تھی۔سندر سے چہرے پر دنیا جہاں کی اداسی چھائی ہوئی تھی۔

وہ رافع سے ایکسکیوز کرتا ہوا پریشے کے پاس آیا۔

ایک ہاتھ کی ہتھیلی زمین پر ٹکائے وہ اسکے سہارے اس طرح سے بیٹھی تھی کہ اسی طرف اس کے سارے بال لٹکتے اس کے چہرے کے آگے ہالہ بنا رہے تھے جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ گھاس کی تین انچی پتیاں نوچ رہی تھی۔

"کوئی اب تک ناراض ہے مجھ سے۔"

اس کے نزدیک بیٹھتے ہمان نے دور دور تک پھیلے سبزے پر نگاہ دوڑائی۔

"کسی کو کیا پرواہ۔"

نگاہ اٹھا کے اس نے اس سنگ دل کو دیکھا۔جو اس سے قدرے لاپرواہ سا لگ رہا تھا۔اس کے دل میں ٹیس سی اٹھی تھی۔کیا واقع اسے اس بات کا دکھ تھا کہ وہ اس کی بیوی ہے۔کیا میں اسے پچھتاوا کے نام دوں۔خود سے مخاتب ہوتی وہ الجھی الجھی سی اسے ہی یک ٹک دیکھے گئی۔

اس کی بے اختیاری تھی یا نظروں کی تپش ہمان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو مسلسل اسے ہی دیکھ رہی۔ پریشے نے سٹپٹا کے نگاہیں جھکالیں۔

"کسی کا مجھے نہیں پتا پر مجھے پرواہ ہے۔ تمہارے اداس ہونے سے مجھے فرق پڑتا ہے۔"

زمین پہ دھرے اس کے ہاتھ پہ اپنا مضبوط ہاتھ

رکھ کے اسنے پریشے کو گویا احساس دلایا۔

ہنہہ! انسان کو بات وہ کرنی چاہیے جو اس کے دل میں ہو۔"

طنزیہ کہتی وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی پر آگے نہ بڑھ سکی کہ اس کی نازک سی کلائی ہمان کی مضبوط گرفت میں مقید تھی۔

"اپنے دل سے یہ خدشہ نکال دو کہ مجھے تمہیں لے کر کسی قسم کا دکھ یا پچھتاوا ہے۔ نین نے جو کہا مزاق میں کہا وہ صرف تفریح لے رہا تھا۔ میرے دل میں کل بھی تم تھیں آج بھی تم ہو اور آنے والے کل میں بھی تم ہی رہو گی۔"

ہمان نے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اس کا چہرہ تھامے گھمبیر آواز میں کہا۔ پریشے تو اس کی بے باکی پر ششدر رہ گئ۔ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا کہ کہیں انہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ صد شکر کہ سب مصروف تھے۔

پھر خیال آیا وہ کس پوزیشن میں ہے شرم سے اس کی نظریں تک نہیں اٹھ رہی تھیں۔پلکیں تک لرز اٹھی تھی۔دل عجیب سے تان پہ دھڑک اٹھا تھا۔ہر خدشہ دور ہو گیا تھا۔

ہمان نے دلچسپی سے اس کے چہرے پر رقص کرتی اٹھتی جھکتی پلکوں کا یہ منظر دیکھا تھا اس پر تضاد حیا کے سات رنگ اس کے چہرے کی رونق گلاب کو مات دے رہی تھی سیاہ رنگ بھالو جیسے کوٹ اور جینس میں ملبوس پہنے وہ برفانی بھالو لگ رہی تھی۔سیاہ زلفیں پشت پر بکھری ہوئی تھیں۔

"اس وقت تم مجھے روئی والا بھالو لگ رہی ہو۔دل کر رہا ہے تمہیں بازوؤں میں بھر کر سو جاؤں۔"

مسکراہٹ دباتے اس نے شرارت سے کہا۔پریشے کی آنکھیں اس کی بات پہ کھلی کی کھلی رہ گئیں۔وہ ساکت سی اس کی تھوڑی دیر پہلے کی گئی بے باکی پر جہاں کی تہاں رہ گئی تھی۔پہلے کب اس نے اس طرح کی باتیں کی تھیں۔حیرت در حیرت تھی۔شرم حیا کیا کچھ نہ تھا۔اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا تھا۔

"آپ! آپ انگریزوں کی طرح بے شرم ہوتے جا رہے ہیں۔"

وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر وہاں سے بھاگی تھی اور وہاں سارہ کے قریب بیٹھی کھیلتی علیزے کے پاس جا کر اپنا سانس بحال کیا۔

پیچھے پریشے کی اس گل افشانی پہ ہمان کا فلک شگاف قہقہہ گونجا تھا۔

سری سے ہوتے ہوئے وہ لوگ پائے کی طرف گ ئے تھے سری سے محض تین کلومیٹر کے فاصلے پر کوہ مکڑا کے دامن میں پائے واقع تھا۔ جہاں سری خوبصورت میں اپنی مثال آپ تھا۔ وہیں پا ئے دلکش و حسین نظاروں کا گڑھ تھا۔ یہاں سری کی نسبت بادل زیادہ قریب محسوس ہوتے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے بادل ابھی آغوش میں لے لیں گے۔

یہاں لاتعداد جڑی بوٹیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ جن سے اٹے میدانوں سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبو پورے علاقے کو معطر کیے رکھتی ہے۔

یہاں ایک جھیل بھی ہے جسے پائے جھیل کہتے ہیں۔

سری پائے اپنی نام کی طرح منفرد ہیں۔

سری اور پا ئے گھومنے کے بعد وہ لوگ شوگران واپس آ ئے تھے اور اگلی صبح گھر کے لیے روانہ ہوگ ئے تھے۔ پورے رستے باتیں اور ہنسی مزاق جاری تھا۔

کھانے کھانے کے لیے رستے میں ہی وہ کسی ڈھابے پہ رکے تھے۔

کھانا بے حد مزیدار تھا۔ واپسی گاڑی میں آکر ایک دم خاموشی چھا گئی تھی جسے نین کی آواز نے توڑا۔ اتنی خاموشی کیوں ہے یار کوئی گانا ہی لگادو۔ وہ ڈرائیور سے مخاطب تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"سب کا بھلا ہو شروعات تم سے ہو۔ چلو گانا سناؤ ہمیں۔"

عالیہ نے شرارت سے کہتے توپ کا رخ اس کی طرف کر دیا تھا۔"

سارہ نے بھی تائید کی تھی۔زویا بھی مسکراتی ان کے ساتھ شامل ہو چکی تھی۔

نین نے ان سب کو گھورا۔

پھر کچھ توقف کے بعد گلا کھنکھارتے وہ گنگنانے لگا تو پریشے سمیت سب ہی اس کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

مام کبری نظر نہیں آ رہیں کہیں۔ صارم ناشتے کی ٹیبل پر کبری کی عدم موجودگی دیکھ کر ان سے مستفسر ہوا۔

"وہ تو رات ہی اسلام آباد چلی گئی ہے ۔ کہہ رہی تھی اس کے کسی کولیگ نے اپنا ذاتی ہاسپٹل بنوایا ہے۔ گزرے دنوں اس کی تعمیر کا کام جاری تھا۔اب مکمل ہو گیا ہے اسی کی لانچنگ سرمنی ہے۔ کہہ رہی تھی کہ ہسپتال نیو ہے تو ڈاکٹرز کی ضرورت بھی پڑے گی۔اسی لیے کچھ دن رک کر آئے گی۔""

صارم نے لب بھینچ لیے۔

"کیا ضرورت تھی اتنی بے اختیاری کی۔"

ہفتہ بھر پہلے کی گئی اپنی اس فضول حرکت کو یاد کر کے خود وہ خود سے ہم کلام ہوا تھا۔

کبری اس رات کی صارم کی حرکت کے بعد دو دن تک کمرے میں بندی تھی۔

فروزہ بیگم (صارم کی ماں) نے اس سے پوچھا تو وہ بیماری کا بہانہ کر کے ٹال گئی تھی۔ با قی کے دن نہ تو صارم سے ہاسپتال میں ملتی تھی نہ گھر پر۔ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ ہسپتال کے لیے نکل جاتی تھی اور اس کے آنے سے پہلے ہی وہ گھر آ جاتی تھی۔ صارم ہفتے بھر سے اس کی یہ حرکات نوٹ کر رہا تھا۔ پھر بھی خاموش تھا۔ جانتا تھا غلطی خود کی ہے۔ اسی لیے اسے تھوڑ اوقت دینا چاہتا تھا۔ اب جب ہفتے بعد صارم نے آج صبح جلدی اٹھتے ہی کبری سے بات کرنے کی ٹھانی تھی تو وہ یہاں تھی ہی نہیں۔

وہ بغیر ناشتے کے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکلتا چلا گیا۔ فروزہ بیگم کندھے اچکا کر رہ گئیں۔

ڈاکٹر دانیال الیاس نے اپنے آبائی شہر اسلام آباد میں اپنا ذاتی ہسپتال بنوایا تھا اور کبری کو خاص طور سے آنے کا کہا تھا۔ گھر سے اور صارم سے دور جانے کا یہ اچھا بہانہ تھا۔ اسی لیے رات ہی وہ پیکنگ کر کے اسلام آباد کے لیے نکل چکی تھی۔

ہسپتال کی لانچنگ ہو چکی تھی جو دانیال نے اپنے والد الیاس صاحب کے ہاتھوں کروا ئی تھی۔ کبری بھی موجود تھی اس کے بعد مٹھائی کا دور چلا پھر غربا و مسکین میں پھل پیسے کپڑے ضرورت کی اشیاء تقسیم کی گئیں جن میں الیاس صاحب کے ساتھ دانیال بھی ہمقدم تھا۔ کبری دور کھڑی ان کو دیکھ کر مسکرا دی تھی۔

کوئی شام ڈھلے وہ اسے پورا ہاسپٹل دکھا کر فارغ ہو ا تھا۔ ریسیپشنسٹ کے ساتھ ساتھ وہ نرس اور ہاسپٹل کے دیگر عملے کے انتظامات وہ لانچنگ سے ہفتہ پہلے ہی کر چکا تھا آج صبح سے ہی پورا اسٹاف آن ڈیوٹی تھا۔ ڈاکٹرز میں دانیال اور کبری سمیت تین ڈاکٹرز اور تھے جن میں سے ایک کو او پی ڈی دیکھنی تھی۔ باقی ماہر سرجن تھے اور دانیال کے گہرے دوستوں میں شامل تھے۔ دانیال ہرٹ سرجن تھا۔ کبری برین سرجن تھی۔

"ویل ہاسپٹل بہت خوبصورت ہے بس اللہ آپ کو مزید ترقی سے نوازے۔"

وہ اسٹاف روم میں سب اکٹھے بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔

"آمین۔"

دانیال نے سر جھکا کر کہا۔

نین نے آنکھیں بند کی تو چھم سے کسی ظالم کا چہرہ جھلک دکھلا کے غائب ہوا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

چہرے پہ اداسی لبوں پہ مکان سجائے وہ اپنے اندر کے درد کو لفظوں میں ڈھال رہا تھا۔

تیرے جانے کا غم

اور نہ آنے کا غم

پھر زمانے کا غم

کیا کریں

راہ دیکھے نظر

رات بھر جاگ کر

پر تیری تو خبر

نہ ملے

بہت آئی گئی یادیں

مگر اس بار تمہیں آنا

https://classicurdumaterial.com/

میری دہلیز سے ہو کر

بہاریں جب گزرتی ہیں

یہاں کیا دھوپ کیا ساون

ہوائیں بھی برستی ہیں

ہمیں پوچھو کیا

ہوتا ہے بنا دل کے

جیے جانا

بہت آئی گئی یادیں

مگر اس بار تمہیں آنا

وہ پر سوز لہجے میں سب کو ہی تو ساکت کر گیا تھا۔ سارہ بھی حیران تھی کہ اس کی آواز میں جو درد تھا وہ سمجھ سے پرے تھا۔

وہ بے حد سنجیدہ لگ رہا تھا۔ اس کے دل کا ہی تو حال تھا یہ جو اس نے لفظوں میں یوں بیان کیا تھا کہ لوگ سمجھ کر بھی نہ سمجھ پائیں۔

پریشے کیسے نہ سمجھتی بھائی کا درد۔

اس کے اداس چہرے پہ کھلتی مصنوعی مسکراہٹ کو صرف وہی تو جان سکی تھی۔ "عائشہ" زیر لب اس نے یہ نام دہرایا تھا۔

بے اختیار اسے سارہ کی شادی کے وہ دن یاد آ ئے تھے جن میں نین اکثر عائشہ کے ساتھ ہنستا مسکراتا پایا جاتا تھا۔ وہ مسکان اصل مسکان تھی۔ یہ تو بس دنیا دکھاوا تھا۔

اس سے دیکھا نہیں گیا تھا یہ سب۔ پیچھے ہو کر اس نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موندلی تھیں۔

"کیوں عائشہ کیوں تم نے میرے ساتھ ایسا کیا۔ میرے جان سے پیارے بھائی کا ایک بار بھی خیال نہیں آیا تمہیں۔ کیا محبت کرنے والے یوں بیچ راہوں میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔"

مارے خوف کے اس نے ساتھ بیٹھے ہمان کے بازو پر گرفت مضبوط کی اور سر اس کے کندھے پر ٹکا دیا

ہمان نے اس کا گال تھپتھپا کر اس کے سر پر بوسہ دیا اور ہلکا سا مسکرایا۔ یہ لڑکی اس کی زندگی تھی اور زندگی سے کس کو پیار نہیں ہوتا اسے تو عشق تھا زندگی سے۔ اپنی زندگی سے۔

"بہت خوب! تم نے تو کمال کر دیا۔"

عالیہ نے تالی بجاتے اسے داد سے نوازہ۔ اسے دیکھ کر باقی سب نے بھی اس کے لیے تالیاں بجائی تھیں۔ وہ سینے پہ ہاتھ رکھے سر خم کر کے داد وصول کر رہا تھا۔ شور سے پر یشے نے موندی آنکھیں کھولیں تو مسکراتا چہرہ اس کے جان سے عزیز بھائی نین کا تھا۔

"اب باری اس جورو کے غلام کی ہے۔ جس کے قبضے میں میری چہکتی سی چڑیا ہے"۔

نین نے قہقہہ لگاتے ہوئے اشارہ ہمان کی طرف کیا۔

پریشے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور بڑی دلچسپی سے ہمان کی منتظر تھی۔"

"اوئے قبضے میں نہیں ہے اپنی مرضی سے ہے وہ وہاں۔ نکاح کیا ہے میرے بھائی نے تمہاری چہکتی چڑیا سے۔"

سارہ نے ناک سکوڑی۔

اس کی اداکاریوں پر حماد کی ہنسی چھوٹ گئی۔ علیزے اپنے پیارے بابا کی گود میں کمبل میں لپٹی خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔

"ہاں ہاں جو بھی ہے۔"

نین نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"ہمان تم شروع کرو ورنہ یہ دونوں اسی طرح لڑتے رہیں گے۔"

ماہیر نے ان دونوں کو نظر انداز کیا۔

"میں ایک ہی شرط پر گاؤں گا کہ پریشے میرے ساتھ گائے گی اور گانا وہی شروع کرے گی۔"

مزے سے کہتے وہ بال پریشے کے کوٹ میں ڈال چکا تھا۔ پریشے نے گھور کر اسے دیکھا۔ پر وہ شان بے نیازی سے کندھے اچکا گیا۔

"پریشے شروع ہو جاؤ۔ آج تمہاری ایک نہیں چلنے والی "۔ عالیہ اپنی جگہ پر ترچھی بیٹھی تھی سامنے ہی زین بیٹھا تھا۔

پھر اگر مگر کو پس پشت ڈالتی وہ گنگنانے لگی تھی۔ دل گدگدانے لگا تھا۔ عجیب سا میٹھا سا احساس تھا۔ کھڑکی سے آتی ٹھنڈی ہوا سر سراتی ہوئی کوئی دھن چھیڑ رہی تھی۔

پپلاں دی چھاں وے کدی بہ جاں وے

جند تیرے ناں لاواں

فیر بھانویں مر جاواں...ڈھولا

بہ جا کول ماھیا وے کج بول ماھیا۔

آنکھیں بند کیے وہ دل کی خواہشات کو لفظوں کی زباں دے رہی تھی۔

کدی لگیاں نوں توڑیں نہ

رب دی سوں مر جاواں گے

ساتھوں مکھڑا توں موڑیں نہ

ہمان نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا اور گانے کے بول کے ذریعے وہ کچھ گھنٹوں پہلے والی پری کی ناراضگی پر چوٹ کر گیا تھا۔

قسماں وی کھاونڑیاں

لا کے نبھاونڑیئاں

اکھیاں جے پھیراں تیتھوں

رس جاوے رب میتھوں۔۔۔۔ڈھولا

بہہ جا کول ماھیا وے کج بول ماھیا

پری نے جیسے اسے یقین دلایا تھا ہمان پر اس کا یقین کبھی ڈگمگائے گا نہیں۔

تینوں ھور کی کہنڑاں اے

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

جگ بھانویں دو آکھے

اساں اک ھوکے رھنڑاں اے

یہ دل کی ہی آرزو تھی جسے ہمان نے لفظوں میں ڈھالا تھا۔

اس کی سکت یہیں تک تھی گانے کے آگے کہ بول اگر وہ بولتی تو شاید شرم سے ہی مر جاتی۔اس کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔یہ گیت اس کا پسندیدہ گیت تھا۔جسے اکثر وہ سب کی غیر موجودگی میں تنہائی میں سننا پسند کرتی تھی۔اس کے دل کی ترجمانی کرتا یہ گیت اسے بے حد پسند تھا۔

وہ ہنستی مسکراتی سر جھکائے بس چپ چاپ سی سب کے داد وصول کر رہی تھی۔

گاڑی اسلام آباد کی حدود میں داخل ہو چکی تھی۔وہ لوگ کافی راستہ طے کر چکے تھے۔گاڑی کے شیشے سے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر میں نین کی نظر یکدم ز رافاصلے پر ٹھہر سی گئ تھی۔یہ مارگلہ کا پہاڑی سلسلہ تھا۔جہاں گھنے جنگلات کے ساتھ ساتھ خطرناک حد تک گہری کھائی بھی موجود تھی۔وہ وجود جو کوئی بھی تھا کھائی کے پاس کھڑا تھا ہوا کے دوش پر اڑتے اس کے بالوں سے نین نے اتنا تو اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کوئی لڑکی تھی۔

ڈرائیور گاڑی روکو ہری اپ۔

وہ تیر کی تیزی سے سیٹ سے اٹھ کر دروازے کی طرف لپکتا ڈرائیور پر چیخا تھا۔

سب لوگ متحیر سے رہ گ ئے۔

"نین کیا ہوا ہے۔"

ہمان نے اس کا بازو تھام کر پوچھا۔وہ جو سیٹ سے اٹھتے ہی عجلت میں باہر جانے لگا تھا۔رک گیا۔

"باہر کوئی لڑکی ہے ہمان۔مجھے لگتا ہے وہ خود کشی کر رہی ہے اور مجھے اسے بچانا چاہیے ایسے تو وہ مر جائے گی۔"

نین نے اس کے سوال کا جواب دیا اور بغیر کچھ بھی سنے باہر کی طرف لپکا۔

ہمان اور حماد فوراً اس کے پیچھے بھاگے تھے۔جہاں وہ جا رہا تھا وہاں گہری کھائی بھی تھی۔

شام ڈھلنے کے بعد رات کی سیاہی پھیلنے لگی تھی۔

پریشے کا دل دہل سا گیا تھا۔عجیب عجیب خدشات ستا رہے تھے۔وہ روہانسی سی ہو گئی تھی۔ہمان بھی چلا گیا تھا۔اس کا دل مزید گھبرانے لگا۔

وہ سیٹ سے اٹھ کر باہر کی طرف بھاگی تھی۔ماہیر کے رکنے پر بھی جب وہ نہیں رکی تو زین اس کے پیچھے گاڑی سے نیچے اترا۔

وہ ہی نہیں پھر ماہیر اور اس کے پیچھے سب ہی گاڑی سے اتر چکے تھے۔

ملگجے سے اندھیرے میں آسمان پر چاند اپنی چھب دکھلا رہا تھا۔ لمبے لمبے درخت جھاڑیاں اور پودے رات کی سیاہی میں ہیبت ناک لگ رہے تھے۔ سرسراتی ہوا خوف ناک سا تاثر دے رہی تھی۔

سیاہ تارکول کی سڑک کے دائیں جانب گہری کھائی کے پاس ایک لڑکی کھڑی تھی۔ جو چہرے سے آنسو رگڑ رگڑ کر صاف کر رہی تھی جو بار بار آنکھوں سے بہتے جا رہے تھے۔ کھائی سے پانچ قدم کے فاصلے پر کھڑی وہ موت کو گلے لگانے کے درپے تھی۔

تھوڑی دوری پر اس لڑکی کی گاڑی کھڑی تھی۔

لمبی سانس کھینچتے اس لڑکی نے خود کو کمپوز کیا اور آنکھیں بند کر کے ایک بار بچپن سے لے کر اب تک کی اپنی زندگی کے تمام خوبصورت لمحوں کو یاد کیا اور ساتھ ہی جان سے پیارے بابا جان کو یاد کیا جن کا چہرہ آنکھوں کے پردے پر جھلک دکھلا رہا تھا۔

پھر ایک جھٹکے سے وہ آگے بڑھتی یہ پانچ قدموں کے فاصلے کو سمیٹتی چلی گئی۔ گہری کھائی میں موت کا سانٹا پھن پھیلائے بیٹھا تھا۔

نین جتنا تیز بھاگ سکتا تھا بھاگ کر اس لڑکی تک پہنچا تھا اس سے پہلے کہ وہ خود کو بے مول کر دیتی اور موت کو گلے لگا لیتی۔ نین نے ایک جست میں اس کی کلائی پر اپنی گرفت مضبوط کر کے اسے ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا تھا۔

نتیجے میں وہ نین کے سینے سے اتنی بری طرح ٹکرائی تھی کہ نین پیچھے گرتے گرتے بچا تھا۔

"پاگل ہو گئی ہو کیا؟ دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے تمہارا؟ اگر مر جاتیں تو سوچا ہے تمہارے پیچھے والوں کا کیا حال ہوتا؟"

اس لڑکی کی کلائی نین کی گرفت میں تھی جیسے وہ روتی ہوئی چھڑوانے کی سعی کر رہی تھی۔

"ہاں ہاں! پاگل ہو گئی ہوں میں۔ دماغ خراب ہو گیا ہے میرا۔ اب چھوڑو میرا ہاتھ۔"

اس لڑکی کے لمبے تراشیدا ناخن نین کی کلائی پہ سرخ نشان چھوڑ چکے تھے۔

"چھوڑو میرا ہاتھ مجھے نہیں جینا۔ چھوڑو مجھے۔ مجھے مرنا ہے۔" و

ہ بے حال ہوتی ہاتھ چھڑوانے کی تک دو میں تھی۔

"مرنا اتنا آسان نہیں ہے بی بی ! مرنے کے بعد بھی تا قیامت مرتی ہی رہو گی۔ ہر روز ایک نئی اذیت سہو گی۔ اوپر والے کے گھر اس حرام موت کی معافی نہیں ہے۔"

وہ شدید برہم ہوا تھا۔ ہمان بھاگتا ہوا ان تک پہنچا تھا۔

رات کی سیاہی میں اسے ٹھیک سے لڑکی کا چہرہ بھی نہیں دکھ رہا تھا۔

"اس حرام زندگی سے تو حرام موت اچھی ہے"۔

وہ روتی بلکتی چیخ کر بولتی ہاتھ چھڑوا رہی تھی۔

نین اسے گھسیٹتا ہوا وہاں سے لے جانے لگا تھا کہ اس لڑکی نے مضبوطی سے اپنے قدم وہیں جما لیے نین کی کلائی پر زور سے اپنے دانت گاڑھ دیے کہ تکلیف کی شدت سے نین کی گرفت جو نہی ڈھیلی پڑی اس لڑکی نے نین کے سینے پہ دونوں ہاتھ رکھ کے اسے خود سے پیچھے دھکیلا اور کھائی کی طرف قدم بڑھا دیے۔

نین جو دھکا لگنے سے اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکا تھا لڑکھڑا کر پیچھے کی جانب گرا تھا۔ بڑا سے نوکیلے پتھر پہ نین کا سر لگا تو اس کی دل خراش چیخ پہ اس لڑکی کے قدم رکے تھے۔

ہمان چیتے کی تیزی اس تک پہنچا تھا۔

پریشے وہاں پہنچی تھی۔ پر نین کو دیکھ کر اس کی چیخیں نکل گئی تھیں۔ مارگلہ کی پہاڑیاں اس اندھیری رات میں اس کی چیخوں سے گونج اٹھی تھیں۔

نین کے پاس جانے کے لیے وہ بری طرح مچل رہی تھی۔ زین نے بہت مشکل سے اسے قابو کیا ہوا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"رافع سب لڑکیوں کو گاڑی میں لے کر جا۔"

ماہیر کے کہنے پر وہ جو صدمے سے گنگ تھا ہوش میں آیا اور ان سب کو گاڑی میں لے گیا۔

خون کا فوارا تھا جو نین کے سر سے ابل پڑا تھا خون کی گرم گرم دھاریں ہمان کو اپنے ہاتھ پہ محسوس ہو رہی تھیں۔ تکلیف سے نین کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں۔

"نین یار آنکھیں کھول۔"

ہمان کا ہاتھ اس کے کپڑے سب خون سے سرخ ہو چکے تھے۔

"تو سن رہا ہے ناں میری بات۔ آنکھیں کھول شاباش۔"

لرزتی آواز میں کہتا وہ اس کا گال تھپتھپاتا اسے پکار رہا تھا۔

"نین دیکھ پٹے گا بری طرح۔"

اسے آنکھیں بند کرتے دیکھ کر وہ زور سے چیخا تھا۔

"بہت ماروں گا تجھے آنکھیں کھول دے۔"

ہمان کی آواز رندھ گئی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پھر وہ اسے اٹھا گے اندھا دھند گاڑی کی طرف بھا گا تھا۔وہ لڑکی اب تک مارے خوف کے منہ پہ دونوں ہاتھ رکھے ساکت کھڑی اس جگہ کو گھور رہی تھی جہاں نین کا خون پڑا تھا۔

"ماہیر اس لڑکی کو لے کر آ گاڑی میں۔"

وہ جاتا ہوا زور سے بول کر گیا تھا۔

ماہیر نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔وہ لڑکی کیا موت کو گلے لگاتی جو خود کسی دوسرے کو اپنے سامنے زخمی حالت میں دیکھ کر ہی سن ہو چکی تھی۔ماہیر کو اس کی حالت پر افسوس ہوا۔

گاڑی تک جانے کے بعد ماہیر نے پیچھے پلٹ کر اس لڑکی کو دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ آ بھی رہی ہے یا نہیں۔پر پیچھے پلٹتے ہی اسے چار سو چالیس والٹ کا کرنٹ لگا تھا۔

وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ آئینہ تھی۔ہمان کی دوست اس کی یونی فیلو۔

"آئینہ تم؟"

ماہیر کی حیرت میں ڈوبی آواز پر اس نے سر اٹھایا تو اسے بھی زور کا جھٹکا لگا تھا۔

"چلو اندر گاڑی میں چل کر بیٹھو جلدی۔"

یہ وقت سوال جواب کا نہیں تھا۔ نین کی حالت خراب تھی۔ انہیں جلد از ہاسپٹل پہنچنا تھا۔

گاڑی میں آتی آئینہ کو دیکھ کر سب ہی حیرت زدہ تھے مگر اس وقت سب کو نین کی فکر لاحق تھی۔ وہ چپ چاپ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

پریشے بری طرح رو رہی تھی۔ ہمان کی گود میں نین کا سر تھا۔ پریشے نے وقتی طور اپنا دوپٹہ اتار کر اس کے سر پر باندھ دیا تھا۔ وہ تو پاگل سی ہو گئی تھی نین کو خون میں لت پت دیکھ کر۔

"نین بھیا اٹھیں۔ اٹھیں ناں۔"

رونے سے اس کی چھوٹی سی ناک سرخ ہو گئی تھی۔

"دیکھو نا ہمان بھیا اٹھ نہیں رہے انہیں کہو نہ اٹھ جائیں ورنہ بات نہیں کروں گی میں۔"

وہ روتی ہوئی چیخ پڑی تھی۔ زین نے اسے اپنے حصار میں لے کر اسے تسلی دی۔ وہ اونچی اونچی رو رہی تھی۔ سارہ کا دل پسیج گیا تھا۔

پل میں کیسے کایا پلٹی تھی۔ ہنسی اور قہقہے ماتم اور آنسوؤں میں بدل گئے تھے۔

گاڑی شہر کی حدود میں داخل ہو چکی تھی۔رات کے آٹھ کا وقت تھا۔ہمان نے ہسپتال دیکھتے ہی گاڑی رکوائی تھی اور اسے ہسپتال لے کر بھاگا تھا۔پری بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔کندھے پہ لٹکتی اس کی شال آدھے سے زیادہ فرش کو چھو رہی تھی۔بال بے ترتیبی سے کندھے پر پڑے تھے۔رونے سے آنکھیں سوجھ چکی تھیں۔

اندر گھستے ہی اس نے شور مچا ڈالا تھا جس پر نرس اور دیگر عملہ ہڑبڑاتا ہوا باہر نکلا تھا اور نین کو اسٹریچر پر ڈال کر آئی سی یو میں لے جایا گیا تھا۔

کبری ڈاکٹر دانیال سے الوداعی کلمات کہتی ہاسٹل کے لیے نکل رہی تھی کہ جبھی ایک نرس ہانپتی ہوئی ڈاکٹر دانیال کے کیبن میں داخل ہوئی۔

"ڈاکٹر کبری آپ جلدی چلیں میرے ساتھ ایک ایمر جنسی کیس آیا ہے مریض کی حالت بہت تشویش ناک ہے۔"

"ٹھیک ہے تم چلو تیاری کرو ٹریٹ منٹ کی میں آتی ہوں۔"

وہ عجلت میں کہتی ہوئی اپنے کیبن میں آئی تھی اور پرس ٹیبل پر رکھ کر اوور کوٹ پہنتی اسٹیتھوسکوپ گلے میں ڈال کر تیزی سے وہاں سے نکل کر آئی سی یو کی طرف بڑھی تھی۔

منہ پر ماسک لگائے سرجیکل گلوز پہنے وہ تیزی سے نرس کے ساتھ سامنے سے آرہی تھی۔

وہ سب لوگ بے حال سے وہاں لگے بینچز پر بیٹھے تھے۔پریشے زین کے کندھے سے لگی سسک رہی تھی۔شال بینچ پر بے ترتیبی سے پڑی تھی۔

قریب سے آتی اس مانوس سی آواز پر کبری کے قدم تھمے تھے۔یونہی اس نے سرسری سی نظر اٹھا کر دیکھا تو گویا نظریں پتھرا سی گئیں۔وہ جیسے برف کا مجسمہ بنی وہیں کھڑی ساکت رہ گئی تھی۔

"مجھے میرے نین بھیا چاہیئں۔نین بھیا کو بولیں نہ اٹھیں۔"

زین کا بازو دبوچے وہ ہلکی سے گردن اوپر کیے وہ فریاد کناں تھی۔

زین نے اپنے امڈتے آنسو پر بامشکل بند باندھ کر پریشے کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ کر اسے تسلی دی۔

بے اختیاری میں ہی کبری ماسک نیچے کر چکی تھی۔

عالیہ نے آنسو صاف کرتے اچانک جب سامنے دیکھا تو اس کی حالت بھی کبری سے کچھ مختلف نہ تھی۔

"عائشہ۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

آنسو تیزی سے برسنے لگے تھے۔عالیہ کی آواز پر سب نے ادھر دیکھا تو حیرتوں کے پہاڑ تھے جو ان کے سروں پہ ٹوٹے تھے۔

عائشہ کو تو صرف ایک ہی بات سنائی دی تھی۔پریشے کے منہ سے نکلے الفاظ " نین بھیا"۔اس سے آگے وہ کچھ سوچ نہیں سکی تھی۔

جلدی سے روم میں جا کر بند ہو گئی تھی۔اب صرف روم کے دروازے سے زرا اوپر سرخ بتی جل رہی تھی۔

کسی کی بھی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ آئینہ یا عائیشہ کے موضوع کو زیر بحث لاتے۔اس وقت سب کو صرف اور صرف نین کی زندگی کی فکر تھی۔

ماہیر گھر پر سب کو بتا چکا تھا۔حادثہ اتنا بڑا تھا کہ چھپاتے نہ چھپتا۔

"نازنین میرا بچہ نہ جانے کیسا ہو گا۔"

ممتا بیگم کو جب سے پتا چلا تھا۔انہوں نے رو رو کر گھر سر پر اٹھا لیا تھا۔

"بھابھی آپ فکر نہ کریں اللہ سب بہتر کرے گا۔"

https://classicurdumaterial.com/

ہادیہ بیگم نے انہیں تسلی دی اور پانی پلایا۔

"میرا ہنستا کھیلتا بچہ۔ہادیہ اسے نظر لگ گئی۔اتنا ہنس مکھ تھا وہ۔میری پریشت تو رو رو کر ہلکان کر چکی ہو گی خود کو۔"

دوپٹے کے پلو سے آنسوں پونچھتی وہ بولیں تو ناز نین نے انہیں خود سے لگایا۔

"بھابھی آپ روئیں مت ہمارا نین اور ہماری پریشے بہت بہادر ہیں۔اللہ انہیں اپنی امان میں رکھے۔"

وہ خود بھی تو رو پڑی تھیں۔ان بچوں میں ہی تو ان کی جان بستی تھی۔فواد صاحب کے کندھے جھک گ ئے تھے۔ایک ہی تو بیٹا تھا ان کا۔کیسے نہ فکر ہوتی اور پھر اولاد ایک ہو یا دس دکھ تو سب کا ہی برابر ا ہوتا ہے۔

میسم نے فواد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گویا انہیں اپنے ساتھ ہونے کا احساس دلایا۔ابرار صاحب نے بھی ان کا کندھا تھپتھپایا۔

پچھلے دو گھنٹے سے آپریشن جاری تھا۔سب کی نظر بھٹک بھٹک کر بند دروازے پر اٹھ رہی تھی۔رو رو کر پریشے کے آنسو خشک بھی ہو چکے تھے۔نظر بھر کر اس نے سامنے دیوار کے ساتھ کھڑے ہمان کو دیکھا جس کی جیکٹ

سمیت اندرونی سفید شرٹ خون سے سرخ ہو چکی تھی۔ عین اسی وقت ہمان کی بھی اس وقت نگاہ اس پر گئی تھی۔

پریشے بے بسی سے آنکھیں بند کرتی پھر سے رو پڑی تھی۔

ہمان دھیرے سے اس کے پاس آکر بیٹھا تو وہ اس کے گلے لگ کر بے آواز رو دی تھی۔

ہمان نے اس کے گرد بازو پھیلا کر اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔ ہمان نے اسے خود سے الگ کرنا چاہا تو اسے پریشے کا جسم بے جان ہوتا محسوس ہوا۔ وہ بے حس حرکت ہو کر اسکے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔ پریشے کا سر اس نے بینچ سے ٹکا کر زین کو پانی کا گلاس لانے کا کہا۔

"زین پانی لے کر آ جلدی سے۔"

"پریشے آنکھیں کھولو یار۔"

پانی کے چھینٹے اس کے چہرے پر پھینکتے ہوئے وہ نرمی سے بولا تھا۔ دھیرے سے اس نے آنکھیں کھولیں تو ہمان سب کو اشارہ کرتا ہوا اسے اپنے ساتھ کیفیٹیریا میں لے آیا۔

"یہ لو یہ جوس پیو۔ دوپہر کا کچھ نہیں کھایا ہوا تم نے مزید رو رو کر حالت بری کر لی ہے اپنی۔"

"نہیں پہلے نین بھیا کو اٹھاؤ۔ مجھ سے بات کرواؤ پھر ہی۔"

منہ بسورتی وہ نم آنکھوں سے ضدی لہجے میں بول کر چپ ہو گئ۔

ہمان لمبی سانس لے کر رہ گیا۔

"اچھا! پہلے یہ جوس پیو پھر نین بھیا سے بھی بات کریں گے۔شاباش۔"

پیار سے پچکارتے ہمان نے جوس کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا۔

"پکاناں۔"

وہ سر ہلاتی تائید چاہ رہی تھی۔بھیگی پلکوں تلے بھوری آنکھیں رنج میں مبتلا تھیں۔

"پکا میری جان۔"

اس کے گالوں کی نمی کو اپنی مضبوط ہتھیلی میں جذب کرتے وہ محبت سے گویا ہوا۔

"پھر ہم گھر جائیں گے۔دوبارہ یہاں نہیں آئیں گے۔ صحیح ہے ناں۔"

وہ بچوں کی طرح بولی تھی۔اس کے نم لہجے میں خوف پنہاں تھا۔

"بالکل! گھر چلیں گے۔نین ٹھیک ہو جائے پھر۔"

---

https://classicurdumaterial.com/

ٹھیک دو گھنٹے بعد لال بتی بجھی تھی اور سب الرٹ سے ہو گئے تھے۔ پانچ منٹ بعد عائیشہ ماسک چہرے سے نیچے کرتی باہر نکلی تھی۔

ہمان اور ماہیر تیزی سے اس کی طرف بڑھے تھے۔

"کک۔۔ کیسا ہے نین؟"

ہمان نے لڑکھڑاتی آواز میں پوچھا تھا۔

"کافی گہری چوٹ لگی ہے۔ سر کے بیک سائیڈ پر۔ امید ہے اگلے چار پانچ گھنٹوں میں ہوش آجائے۔ خون بہت بہہ گیا ہے۔ آپ لوگ دعا کیجیے۔"

اس کا خود کا لہجہ بھی لرزتا ہوا تھا۔

"یہ کچھ دوائیاں اور انجیکشن ہیں۔ یہ لے آئیں۔"

دوائی کا نسخہ ہمان کے ہاتھ میں پکڑاتے وہ بول کر تیزی سے نکلی تھی اور کیبن میں آکر اپنی سانس بحال کی تھی۔ کوٹ ٹیبل پر پھینکتی وہ واشروم میں بند ہو کر ٹیب کھول چکی تھی۔

آپریشن تھیٹر میں خون میں لت پت اس کا وجود دیکھ کر اس کے ہاتھ کانپ گئے تھے۔ پھر نہ جانے کیسے ہمت مجتمع کر کے اس نے آپریشن کیا تھا۔ آنسوؤں کو ضبط کیے وہ کیسے بس لگی پڑی تھی۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سامنے کیے۔

انہی ہاتھوں سے اسے چھوا تھا۔سالوں بعد اس کا چہرہ اس کے نقوش دیکھے تھے۔وہ بھی اتنے قریب سے۔

اس شخص کی تکلیف پر وہ وہیں دیوار کے ساتھ لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

گزرے سالوں میں کون سا ایسا دن یا لمحہ تھا جب اس نے اس پیارے سے انسان کو یاد نہیں کیا تھا۔

آج اگر اس کی دعاؤں کے طفیل وہ اس کے سامنے آیا بھی تو کس حال میں۔

کیا وہ ہوش میں ہوتا تو اسے اپنے اتنے قریب آنے دیتا۔

بے اختیار اسے نین کے کہے آخری الفاظ یاد آئے تھے۔

"تم جیسی عورت تو عورت کہلانے کے لائق ہی نہیں۔جسے اپنی ہم ذات کی عزت کی بھی پرواہ نہ ہو۔ذلیل لڑکی صرف تمہاری وجہ سے آج میری بہن کی یہ حالت ہے۔خدارا ہاتھ جڑوالو مجھ سے۔"

"یہ دیکھو دو ہاتھ میرے۔چھوڑ دو میری بہن کا پیچھا۔بخش دو اسے۔خوشیو ں پر اس کا بھی حق ہے۔اسے جینے دو۔جینے دو میری بہن کو۔آخر تم چلی کیوں نہیں جاتی یہاں سے۔چلی جاؤ کہیں۔

ورنہ مجھے پل پل خطرہ محسوس ہو گا تم سے اپنی بہن کے لیے۔"

نین کے یہ الفاظ آج تک اس کے کانوں میں سیسہ بن کر پگھلتے تھے۔

تیرے عشق نے ڈیرا میرے اندر کیتا
بھر کے زہر دا پیالہ، میں تاں آپے پیتا
جھب دے بوہڑیں وے طبیبا، نہیں تے میں مر گئیا
تیرے عشق نچائیاں کر کے تھیا تھیا!

چھپ گیا وے سورج، باہر رہ گئی آ لالی
وے میں صدقے ہوواں، دیویں مڑ جے دکھالی
پیرا! میں بھل گئیاں تیرے نال نہ گئیا
تیرے عشق نچائیاں کر کے تھیا تھیا!

https://classicurdumaterial.com/

ایس عشقے دے کولوں مینوں ہٹک نہ مائے

لاہو جاندڑے بیڑے، کیہڑا موڑ لیائے

میری عقل جو بھلی، نال مہانیاں دے گئیا

تیرے عشق نچائیاں کر کے تھیا تھیا!

ایس عشقے دی جھنگی وچ مور بولیندا

سانوں قبلہ تے کعبہ سوہنا یار دسیندا

سانوں گھائل کر کے پھیر خبر نہ لئیا

تیرے عشق نچائیاں کر کے تھیا تھیا!

بلھا! شوہ نے آندا مینوں عنایت دے بوہے

جس نے مینوں پوائے چولے، ساوے تے سوہے

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

جاں میں ماری ہے اڈی، مل پیا ہے دھیا

تیرے عشق نچایئاں کر کے تھیا تھیا!

صبح فجر کا وقت تھا اسلام آباد کی سرزمین پر یہ صبح عجیب سی اداسیاں لے کر اتری تھی۔ فجر کی ملگجی سی روشنی چہار سو چھائی ہوئی تھی۔ کیاری میں لگے چھوٹے بڑے پودوں کی گیلی مٹی سے اٹھتی سوندھی سی خوشبو دل کو بھلی معلوم ہو رہی تھی۔

صبح کے وقت میں چلتی نسیم سحر ٹھنڈا تاثر دے رہی تھی۔

رات عائشہ ہاسٹل نہیں گئی تھی۔ وقفے وقفے سے وہ نین کی کنڈیشن چیک کرتی رہی تھی۔ اس کی حالت پہلے سے بہتر تھی۔ رات کے کسی پہر اسے ہوش آیا تھا۔ پر دواؤں کے زیر اثر وہ غنودگی میں تھا۔

ہسپتال کے چھوٹے سے پارک میں لگے سنگی بینچ پر وہ سر جھکا ئے بیٹھی تھی۔ دوپٹہ نماز کی طرز سے چہرے کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ آنکھیں نم تھیں معلوم ہوتا تھا کہ کچھ دیر قبل وہ رو کر فارغ ہوئی تھی۔ وہ صبح نین کو چیک کر کے نماز فجر پڑھ کر ادھر آ گئی تھی۔

بیتی یادیں اور گزرے لمحے یاد آنے لگے تھے۔ کتنی مشکل سے وہ سب کچھ بھولی پائی تھی۔ بھولی بھی کب تھی بس یادوں کو دل کے نہاں خانوں میں چھپا کر دل کے کیواڑوں پر قفل لگا دیے تھے۔ لیکن کل رات ان سب کا یوں اچانک سامنے آنا جہاں اس کے لیے باعث مسرت تھا وہیں کچھ تلخ یادیں ذہن میں آتے ہی اس کی ساری خوشی خاک ہوئی تھی۔ دل میں رنج و غم کی لہر سرایت کر گئی تھی۔

ملال کی زنجیروں نے اسے قید کر لیا تھا۔

آہ ملال! یہ ملال ہی تو تھا جو آج تک اسے زندگی میں اتنا آگے بڑھنے کے بعد بھی وہیں لا پٹختا تھا جہاں وہ جانا نہیں چاہتی تھی۔

"کاش مجھ سے وہ سب نہ ہوا ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ ہم سب ساتھ ہوتے۔"

اس نے ایک سرد آہ خارج کی۔

"ساتھ تو اب بھی سب ہی ہیں۔ ایک فقط میں ہی تو شامل نہیں۔"

رنج وملال تھا کہ ختم نہ ہوتا تھا۔ آنسوں گالوں سے پھسل کر تھوڑی پر لمحے بھر کو ٹھہرے پھر نرم گیلی گھاس پر جا گرے۔

"کتنے بے مول ہیں یہ آنسوں۔"

اپنی انگلی کی پور پر آنسو چنتی وہ اس حقیر سے قطرے کو دیکھنے لگی پھر انگلی جھٹک دی۔

اس کی آنکھوں میں وہ منظر گھوم گیا۔ ہسپتال کے بینچ پر بیٹھا زین کتنے پیار سے پریشے کو اپنے حصار میں لیے محبت سے اس کے آنسو پونچھتا اسے پچکارتا ہوا اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔

یہ جگہ تو میری تھی ناں۔ پر ہائے! کتنی بد قسمت ہوں ناں میں۔ اپنے ہی ہاتھوں وہ جگہ گنوا بیٹھی۔ کتنی شان سے کبھی بھائی کے کندھے سے میں سر ٹکایا کرتی تھی۔ پر اب! اب تو جیسے سب خواب ہو چلا ہے۔

اس کا دل جیسے سسک اٹھا تھا۔

نہیں! شاید وہ جگہ میری کبھی تھی ہی نہیں۔ وہ جگہ تو اول روز سے پریشے کی تھی۔ اس نے اپنی جگہ مجھے دی تھی۔ اپنے رشتے مجھے دیے تھے۔ خود اپنی سگی ماں سے دور رہ کر سارا پیار میرے حصے میں ڈال گئی تھی اور میں! میں کتنی احسان فراموش نکلی۔ اس لڑکی کی زندگی برباد کرنے چلی تھی گر اس رات ہمان اسے نہ بچاتا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاتی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

دکھ سے سوچتے اس نے گردن اوپر آسمان کی طرف اٹھائی۔ نظروں میں تشکر تھا۔ نگاہوں میں ندامت۔

آنسو ایک کے بعد ایک پھسل کر گھاس پر پڑی شبنم میں ملتے جا رہے تھے۔

دن کا اجالا پھیلنے لگا تھا۔ درختوں کے گھونسلوں میں چہچہاتی چڑیا اس پروردگار حقیقی کی حمد و ثناء کرتی ادھر سے ادھر اڑتی پھر رہی تھیں۔

عائشہ کو اپنے کندھے پر بوجھ محسوس ہوا تو جلدی سے بائیں ہاتھ سے چہرہ صاف کر کے گردن موڑ کر دیکھا تو عالیہ تھی۔

"آؤ بیٹھو۔"

ذرا سا ادھر کھستے ہوئے اس نے عالیہ کے بیٹھنے کے لیے جگہ بنائی۔

"کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں۔ تم کیسی ہو؟"

عالیہ کی بات کا جواب دیتے اس نے پوچھا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔"

دونوں ہاتھوں کو مسلتے اب وہ سوچ رہی تھی کیا بات کرے۔وہ پہلے جیسی بات نہیں رہی تھی۔ مگر عائشہ سے ناراضگی توان گزرے سالوں میں کبھی کی ختم ہو چکی تھی وجہ یہ تھی کہ عائشہ سے اس کے کئی رشتے تھے۔وہ اس کی بہترین دوست تھی۔زین کے حوالے سے نند بھی تھی اور کزن بھی۔عالیہ کے دن رات اس کے ساتھ ہی گزرتے تھے۔زین کا نام لے کر عائشہ کا اسے چڑانا کتنا یاد آتا تھا مگر ہر وقت ایک سا نہیں رہتا حالات اور واقعات بدلتے رہتے ہیں۔

"نین کی کنڈیشن کیسی ہے اب؟"

کچھ اور پوچھنے کو نہ ملا تو وہ نین کی طبیعت ہی پوچھ بیٹھی۔

"پہلے سے بہتر ہے رات کو اسے ہوش آ گیا تھا مگر دواؤں اور انجیکشن کی وجہ سے غنودگی میں تھا۔"

اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تم رات کو بتا دیتیں۔پریشے پوری رات نہیں سوئی۔رو رو کر اس نے اپنی حالت خراب کر لی ہے۔اسے نین کے ہوش میں آنے کا پتا چلتا تو اس کی حالت بہتر ہو جاتی۔"

وہ دور آسمان پر اڑتے پرندوں پر نظریں جمائے مدھم لہجے میں گویا ہوئی۔

"مجھے لگا وہ سو چکی ہو گی۔رات بھی رو رہی تھی۔اسی لیے پریشان کرنے کی غرض سے نہیں بتایا۔"

وہ صفائی دینے لگی۔ اپنی جگہ چور سی بن گئ تھی سر پھر شرمندگی سے جھک گیا۔ اسے واقع بتادینا چاہیے تھا۔ وہ سب نین کو لے کر کتنا پریشان تھے۔ زین فجر پڑھ کر آیا تو روم میں اسے عالیہ کہیں نہیں دکھی جبکہ باقی سب لوگ بینچز پر ایک دوسرے کے کندھے پر سر رکھے سو رہے تھے۔

یہ ویٹنگ روم تھا۔ رات کو ان کے ٹھہرنے کا اچھا خاصا مسئلہ بن گیا تھا۔ زین تو انہیں ہوٹل میں رکنے کا مشورہ دے رہا تھا مگر ڈاکٹر دانیال نے انہیں یہیں ویٹنگ روم میں ٹھہرنے پر اصرار کیا تو وہ منع نہیں کر سکے۔

ایک ہسپتال نیا تھا۔ اتنا شور شرابہ نہیں تھا نہ ہی مریضوں کی بھرمار تھی جو جگہ نہ ملتی۔ دوسرا عائشہ نے بتایا تھا کہ وہ اس کے ریلیٹوز ہیں تو دانیال نے زرا بھی تکلف نہ کیا تھا۔

زین ویٹنگ روم سے نکلتا ہوا کاریڈور عبور کرتا لیب ڈپارٹ سے آگے بڑھنے لگا تو نظر ٹھہر گئ۔ سنگی بینچ پر عالیہ بیٹھی تھی۔ یقیناً ساتھ عائشہ تھی۔ وہ غصے سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا آگے بڑھا۔

"تم تو ڈاکٹر بن گئیں۔"

وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"ہاں زندگی میں آگے کچھ کرنے کو بچا ہی نہیں تھا سوچا ڈاکٹر بن جاؤں۔"

عائشہ کے لب ہلکے مسکرائے تھے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"تم تو پڑھائی سے دور بھاگتی تھیں۔"

"بس دل پر پتھر رکھ کر خود کو مصروف رکھنے کے لیے آگے پڑھائی شروع کر دی تھی۔"

"تم کہاں چلی گئیں تھی۔"

عالیہ حسرت سے اس کے جواب کی منتظر تھی ۔وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ اس نے ان سالوں میں کتنا یاد کیا تھا اسے۔

"اگر سوالات کا سلسلہ ختم ہو گیا ہو تو آپ چلنا پسند کریں گی۔"

وہ زین تھا جو اس کے سر پر کھڑا شدید برہم ہوا تھا۔عالیہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گۓ تھے۔

"وہ۔وہ۔مم۔مجھے اندر گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔اسی لیے کھلی ہوا میں چلی آئی تھی۔"

گھبرا کر بینچ سے اٹھتی وہ جلدی سے بولی۔

"ہنہہ! کھلی ہوا میں بیٹھ جانے سے اندر کی گھٹن کم نہیں ہو جاتی۔"

وہ بول عالیہ کو رہا تھا مگر اسے ایسا لگا شاید زین نے یہ الفاظ اسی کے لیے کہیں ہیں۔

"چلو۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ اس کا ہاتھ پکڑے وہاں سے لے گیا تھا۔

ماہیر پشت پر ہاتھ باندھے مسلسل ٹہل رہا تھا۔زویا علیزے کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔سارہ حماد کے کندھے سے لگی پریشان تھی۔دونوں ٹانگیں لٹکائے ٹانگوں میں درد ہونے لگا تھا سو وہ سمیٹ کر آلتی پالتی مارے بیٹھی گئ۔

آئینہ سر جھکائے بینچ کی ہتھی پہ بازو ٹکائے رات والے حادثے کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی کہ آن کی آن کیسے سب کچھ بدل گیا تھا۔

ہمان دروازے سے ٹیک لگا دونوں بازو سینے پر باندھے کھڑا تھا۔ایک ہی رات میں اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے میلوں کی مسافت طے کر کے آیا ہو۔نین کی حالت پر اس کا دل کٹ گیا تھا۔

صبح نو بجے کا وقت تھا جب نرس نے آکر انہیں اطلاع دی کہ مریض کو ہوش آ گیا ہے۔مارے خوشی کے سب کے چہرے کھل اٹھے تھے۔ہمان نے بے اختیار آنکھیں بند کر کے اللہ کا شکر ادا کیا۔

"میں پریشے کو بتا کر آتا ہوں۔"

ہمان کہتے ساتھ ہی دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔پریشے نماز فجر پڑھ کر وہیں رک گئ تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وساری سورتیں پڑھتی رہی تھی۔ تصبیح کر کر کے اب تو انگلی کے پور درد کرنے لگے تھے۔ پھر وہ دعا کرتے کرتے سجدے میں جھک گئ تھی۔ نیند نے کب اسے اپنی آغوش میں لیا پتا ہی نہیں چلا۔ وہ وہیں سو گئ۔

ہمان نے دروازہ دھکیلا۔ اس کے لب مسکرائے۔ وہ اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا۔ وہ مصلے پر سوئی ہوئی تھی۔ جامنی رنگ کے دوپٹے کے ہالے میں اس کا چہرہ یوں دمک رہا تھا جیسے کسی سیپ کی پناہوں میں قیمتی موتی۔

اس کے چہرے سے نور کی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ پر پھر بھی بلا کا سکون اور طمانیت تھی چہرے پر۔ مگر آنسوؤں کے نشان واضح تھے۔ لگتا تھا وہ روتی رہی ہے۔

ہمان نے اس کندھوں سے تھام کر اٹھایا اور اپنے سینے سے لگا کر حصار کھینچ لیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا گال تھپتھپا کر اسے اٹھایا۔

"پریشے صبح ہو گئ ہے۔"

اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔

"گڈ مارننگ۔"

اسے خود سے الگ کرتے ہوئے وہ مسکرا کر بولا۔

"نین بھیا کب ٹھیک ہوں گے"۔ نیند کا خمار آنکھوں میں لیے وہ ایک بار نم لہجے میں مستفسر ہوئی تھی۔

"نین کو ہوش آگیا ہے۔"

"سچ کہہ رہے ہیں آپ۔مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔کب سے سو رہی ہوں میں۔ "وہ جائے نماز سمیٹتی ہوئی خفا سی ہوئی۔

"ابھی ابھی ہوش آیا ہے چلو تمہارے نین بھیا کے پاس چلیں۔"

وہ اسے لیے اس روم کی طرف بڑھ گیا جہاں نین کو شفٹ کیا گیا تھا۔

دھیرے سے دروازہ دھکیل کر وہ اندر آئی۔سامنے ہی بیڈ پر نین لیٹا ہوا تھا۔سر پر پٹی بندھی تھی بازو پر کہیں کہیں خراشیں تھیں۔ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔

"نین بھیا۔"پری کی پکار پر اس نے بامشکل آنکھیں کھولیں۔

https://classicurdumaterial.com/

"آپ ٹھیک ہیں ناں؟" اسے اب بھی کہیں خوف تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔ سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔

"بے فکر رہو تمہارے بچوں کو گود میں کھلا کر ہی مروں گا۔"

"دس از ٹو مچ نین بھیا۔" وہ روہانسی ہو کر چلائی۔ آنکھیں پھر ست برسنے لگیں تھیں۔ دل خوف سے لرز اٹھا۔

"ارے میرا بہادر بچہ آ جاؤ ادھر۔"

اپنا دوسرا ہاتھ وا کرتے نین نے اسے اپنے پاس بلایا وہ نین کے سینے سے لگ گئی۔

"یار میری شرٹ سے ناک تو صاف مت کرو۔"

شرارت سے نین نے کہا تو جھٹ سے اس سے الگ ہوئی۔

"اوہ ایم سوری۔"

"میرا بچہ رو کیوں رہا ہے اب میں ٹھیک ہوں۔ دیکھو بالکل صحیح سلامت ہوں تمہاری آنکھوں کے سامنے۔"

وہ بیٹھنے کے انداز میں لیٹا ہوا تھا۔

"صحیح سلامت کیوں نہیں ہوتے۔ تمہارے تو اچھے بھی ہوتے۔ پریشے پوری رات رو رو کر دعائیں کرتی رہی ہے تہجد میں مانگی گئی دعائیں کب رد ہوا کرتی ہیں۔"

زویا نے محبت سے پریشے کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ نین کا ڈرپ والا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے وہ پر سکون سی بیٹھی تھی۔

"جلدی ٹھیک ہو جاؤ۔" ماہیر نے پیار سے اس کے بال بگاڑے۔

جان حلق میں اٹکا دی تھی تو نے۔ جان نہیں نکلی ہماری باقی کوئی کسر نہیں رہی۔

ہمان کرسی گھسیٹ کر اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

"تم سب کی محبت اور دعائیں ہی ہیں جو میں آج یہاں زندہ ہوں۔"

نین نے مسکرا کر کہا۔

"ہمارے علاوہ کوئی اور بھی ہے جس کی محنت اور دعا شامل ہے۔"

عالی کہنے پہ زین نے مٹھیاں بھینچ لیں۔وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کا اشارہ کس انسان کی طرف ہے۔

نین نے استہفامیہ نظروں سے ہمان کی جانب دیکھا۔

"ڈاکٹر! ڈاکٹر کی بات کر رہی ہے۔"

وہ بر وقت بولا تھا تو نین جیسے ہلکا پھلکا سا ہو گیا۔

"ایم سوری نین! میرا مقصد ہر گز بھی تمہیں چوٹ پہنچانا نہیں تھا۔میں کیا کرتی۔اس وقت میں اتنی ٹینشن میں تھی کہ میرے سر پر موت سوار تھی۔"

https://classicurdumaterial.com/

وہ اور بھی نہ جانے کیا کیا بول رہی تھی مگر پریشے کی برداشت جواب دے گئی تھی۔

"بند کرو اپنا یہ سو کولڈ معافی نامہ۔ اگلے انسان کی بھلے جان چلی جاتی اور تم سوری کر کے چلتی بن رہی ہو۔ کیا تمہارے سوری کرنے سے سب پہلے جیسا ہو جائے گا کیا تم میرے رات بھر بہنے والے اشک واپس لوٹا سکتی ہو۔ بولو کر سکتی ہو یہ سب۔"

پری کی جرأت پر سب حیران تھے۔ مگر جانتے تھے آئینہ کو دیکھتے ہی یہ لاوا ضرور پھٹے گا۔ ہمان خود حیران تھا۔ وہ اتنا غصہ تو کبھی نہیں کرتی تھی۔ مگر وہ شاید جانتا نہیں تھا کہ جو بیڈ پہ سر پر پٹی باندھے پڑا تھا۔ وہ شخص اسے جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ اس کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتی تھی۔

"نہیں ناں تو سوری بھی مت کرو۔" اپنی سرخ گال رگڑتی وہ غرائی تھی۔

"تمہیں اگر مرنا ہی تھا تو کہیں اور جا کر مرتی ایک یہی جگہ ملی تھی کیا۔" وہ ناگواری سے گویا ہوئی۔

"پری بس کرو۔"

ہمان نے اسے بازو سے پکڑ کر روکنا چاہا۔ آئینہ کی آنکھوں میں وہ آنسو جمع ہو گئے۔

"زہر کھا لیتیں یا پنکھے سے لٹک جاتیں۔ اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا تو کسی بلڈنگ سے چھلانگ لگا کر مر جاتیں۔"

اس کی آواز یک دم اونچی ہوئی تھی۔ کمرے کے باہر چیک اپ کے لیے آئی عائشہ دنگ رہ گئی تھی۔ یہ۔ یہ پریشے ہی تھی ناں۔

"انف از انف پریشے۔"

ہمان نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔ وہ خود بھی متحیر رہ گئ تھی۔

"میں کچھ بول نہیں رہا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم جو منہ میں آئے گا بولتی جاؤ گی۔"

وہ دھیما پر سخت لہجے میں بولا تھا۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ چھوڑو اس کا بازو۔ میں اگر اٹھنے کے قابل ہوتا تو تمہارا بازو ہی توڑ دیتا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نین اٹھنے کی کوشش کرتا سختی سے بولا تھا۔درد کی شدت کو ضبط کرتے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔اس کی نظروں کے سامنے اس کی بہن سے کوئی اس انداز میں بات کرے اسے قطعی پسند نہیں تھا۔

وہ پریشے پر ایک سخت نظر ڈالتا آئینہ کو اپنے پیچھے آنے کا کہتے ہوئے باہر نکل گیا۔

سارہ نے ہاتھ تھام کر اسے تسلی دینا چاہی پر پریشے نے بری طرح اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔میرے ماں باپ اور بھائی ابھی زندہ ہیں۔"

قطیعت سے کہتے وہ نین کے سرہانے جا بیٹھی۔

فالحال سارہ کو اسے اس کے حال پر چھوڑنا ہی بہتر لگا تھا۔

دروازے کے اس پار کھڑی وہ کشمکش میں مبتلا تھی کہ اندر جا ئے تو جائے کیسے۔نہ جانے نین کا ری ایکشن کیا ہو گا۔سوچ کر ہی اس نے جھر جھری لی۔

بالآخر خود کو تسلیاں دیتی وہ آگے بڑھی۔قدموں کی چاپ پر نین نے گردن زرا سی موڑ کر آنے والے کو دیکھا۔سفید کوٹ پہنے گلے میں سٹیتھوسکوپ لٹکا ئے ہاتھ میں فائل تھامے وہی تو تھی۔اس کی آنکھیں دھوکا کیسے کھا سکتی تھی۔بار بار اس نے آنکھیں جھپکیں پر منظر نہیں بدلا۔

ایک تو وہ ویسے ہی اندر آنے سے گھبرا رہی تھی اوپر سے نین کی نظریں اسے مزید پریشان کیے دے رہی تھیں۔لرزتی پلکوں سے دل کو سنبھالتی وہ آگے بڑھی اور فائل دیکھنے لگی پھر کان کے پیچھے اڑسا پین نکال کر فائل پر کچھ لکھنے کے بعد فائل سائیڈ پر رکھی۔

اب وہ آگے بڑھ کر ڈرپ چیک کر رہی تھی۔ڈرپ ختم ہو چکی تھی۔ نین کے ہاتھ پر لگے کنولا کو نکالنے کی غرض سے اس نے ہاتھ آگے بڑھائے تو یکدم ہی وہ جیسے ہوش میں آتا دھاڑا تھا۔

"دور ہٹو یہاں سے۔ خبردار! ہاتھ مت لگانا مجھے۔"

وہ ناگواری سے بول کر نظروں کا زاویہ بدل گیا۔ماتھے پر ان گنت بل پڑ چکے تھے۔

"مجھے یہ کنولا نکالنے دو۔ورنہ جسم میں ہوا بھر گئی تو نقصان ہو سکتا ہے۔"

ساری ہمت مجتمع کرتی وہ بولی تھی۔

"ہنہہ! پہلے کون سا فائدہ کرتی رہی ہو۔"

وہ طنزیہ بولا تھا۔

"پہلے نہیں کرتی تھی پر اب کرتی ہوں۔لوگوں کو فائدہ پہنچانا ان کے کام آنا میرا فرض ہے۔"

وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔

"ہنہہ ! سوچو ہے کھا کے بلی حج کو چلی۔"

تمسخر سے کہتا وہ آنکھیں پھیر گیا۔"

عائشہ کے دل میں پھانس سی چبھی تھی۔

"کسی اور ڈاکٹر کو بلاؤ تمہارے ہاتھوں علاج کر کے مجھے خود کو مزید اذیت نہیں پہنچانی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

دوسرا بازو آنکھوں پہ رکھ کر وہ قدرے ناگواری سے بولا۔

"یہاں کوئی دوسرا ڈاکٹر نہیں ہے۔علاج پہلے بھی میرے ہاتھوں ہی ہوا ہے تو اب کیا مسئلہ ہے آپ کو۔"

نین کی باتیں اسے بری نہیں لگی تھیں۔وہ حق پر تھا جو کچھ وہ اس کے اور اس کی عزیز از جان بہن کے ساتھ کر چکی تھی۔اس کے بعد تو یہ بہت کم تھا۔مگر وہ تو اس کے ہاتھوں کچھ بھی کروانے کو تیار نہ تھا اور ڈاکٹر دانیال بھی آج ہسپتال نہیں آئے تھے وجہ شام میں ان کے اپنے ہسپتال کھلنے کی خوشی میں پارٹی دی جا رہی تھی۔اس کی تیاریاں کرنی تھیں۔

"میرا مسئلہ آپ ہیں ڈاکٹر۔"

وہ ایک تیز نظر اس پر ڈال کر سرد لہجے میں گویا ہوا۔

"تو پھر اس مسئلے کو فیس کرنے کے لیے تیار رہیں۔"

غصے ضبط کرتی وہ زبردستی اس کا ہاتھ تھام چکی تھی۔

"تمھیں سمجھ نہیں آرہی میں کیا کہہ رہاہوں چھوڑو ہاتھ۔"

اس کی بات کا اثر لیے بناوہ زور سے دھاڑااور اپنا ہاتھ چھڑوانے لگا تھا مگر اس تک وہ میں جب عائشک کینولہ نکالنے لگی تو اس نے اپناہاتھ مروڑ کر پیچھے کھینچا یا ایک خون کی لکیر بہنے لگیں سوئی اندہی کہیں ٹوٹ گئ تھی۔

تکلیف کی شدت سے نین کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔

"نرس! نرس فرسٹ ایڈ باکس لے کر آؤ جلدی۔"

وہ خود بھی کانپنے لگی تھی۔اس کے ہاتھ پہ کٹ لگا کر سوئی نکا لی اور مرہم لگا کر پٹی کی۔وہ درد سے بے حال ہو چکا تھا۔

"مل گیا سکون! یہی چاہ رہے تھے۔اسی وجہ سے منع کر رہی تھی میں لیکن نہیں۔نین ! کیا تم کچھ دیر کے لیے مجھے عائشہ سمجھنا بند کر دو گے۔میں ڈاکٹر کبری ہوں۔بس یہ یادرکھو۔"

غصے سے نم لہجے میں کہتی وہ فرسٹ ایڈ باکس میز پر پٹختی واشروم میں گھس گئ۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اسے کیا ہو گیا۔ واہ چوٹ مجھے لگی تکلیف مجھے ہوئی خون میرا بہا اور باتیں بھی مجھ ہی کو سنا رہی ہے عجیب ڈاکٹر ہے۔ ہنہہ!"

وہ آڑے ٹیڑھے منہ بنانے لگا۔ وہ واشروم سے باہر آئی ٹاول سے ہاتھ خشک کرنے کے بعد انجیکشن لیا اور دوا کی شیشی توڑ کر اس انجیکشن کو بھرا اور نین کے پاس آئی۔

"یہ کیا حرکت تھی۔"

وہ نین کی شرٹ کے بٹن کھول رہی تھی جب وہ اس کا ہاتھ جھٹک کرنا گواری سے گویا ہوا۔

"انجیکشن لگانا ہے۔"

وہ سکون سے جواب دے گئی۔

"تو کیا سینے میں ٹھوکو گی۔"

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں قدرے طنزیہ انداز میں بولا۔

"نہیں ٹھو کنا تو بازو میں ہی ہے مگر یہ آستین نیچے کر کے ہی لگے گا اور میں آستین نیچے کرنے کے لیے ہی شرٹ کھول رہی تھی۔"

وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ پھر نین نے کچھ نہیں کہا۔ دھیرے سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔

عائشہ نے لرزتی پلکوں اور دھڑکتے دل سے اس کی شرٹ کندھے سے نیچے کی اور انجکشن لگا کر جلدی سے کچرے میں پھینکتی وہ وہاں سے بھاگنے لگی تھی۔

"بٹن کون میں بند کروں گا۔"

وہ غصے سے دانت پیستے بولا۔

کیا تھی یہ لڑکی اندھی تو نہیں تھی۔ دکھ بھی رہا تھا کہ ایک ہاتھ میں بینڈج لگی ہے پھر بھی۔"

عائشہ نے رونی صورت بنائی ایک ویسے ہی اس کی قربت میں سانس لینا محال ہو رہا تھا۔اب پھر سے اس کے قریب جانا تھا۔وہ مڑ کر دوبارہ آئی اور جلدی جلدی بٹن بند کر کے بھاگی۔

ہنہہ!بھاگی تو ایسے ہے جیسے میں لیٹے لیٹے انسان سے ڈائن بن گیا ہوں۔"

وہ اس کی پشت کو گھورتا ہوا بولا۔

وہ نیند کا انجیکشن لگا کر گئی تھی۔دھیرے دھیرے اسے اپنی آنکھیں بند ہوتی محسوس ہوئیں۔سکون سا محسوس ہو رہا تھا۔

پلر سے سر ٹکائے وہ آنسو بہانے میں مصروف تھی جب رافع اس کے پاس آکر کھڑا ہوا۔

"اتنا رونا صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا۔"

وہ ہلکے پھلکے انداز میں اسے آگاہ کرنے لگا

آئینہ نے آنسو صاف کیے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"پریشے کا غصہ فطری تھا۔وہ نین سے بہت محبت کرتی ہے اتنی کہ لفظوں میں شاید ہی بیاں ہو سکے۔نین میں اس کی جان بستی ہے۔ایک ٹائم اگر ہمان بات نہ کرے تو چلے گا لیکن اگر نین بات نہ کرے تو وہ رو رو کر بے حال ہو جاتی ہے۔نین سے تو وہ افی چاچو سے بھی زیادہ محبت کرتی ہے۔چھوٹی تھی تو نین کی انگلی تھام کر چلنا سیکھی تھی۔

نین نے اس کی آنکھ میں کبھی آنسو نہیں آنے دیا۔یو نہی تو نہیں وہ جان چھڑکتی اپنے بھائی پر۔تم اس کی باتوں کو دل سے مت لگاؤ۔وہ ذرا ناداں ہے مگر دل کی بری نہیں۔اس کی پرورش اچھے ہاتھوں میں ہوئی ہے۔"

رافع نے رسان سے اسے سمجھایا۔

"نہیں مجھے برا نہیں لگا۔"

وہ کھل کر مسکرائی تھی۔یہ درست تھا کہ پریشے اپنی جگہ درست تھی اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو یہی لب و لہجہ اور یہی الفاظ استعمال کرتا۔یا شاید اس سے بھی زیادہ برے۔

پریشے نین کے کمرے میں آئی تو وہ سو رہا تھا۔اس کے سرہانے بیٹھے وہ اس کے سر پر سر ٹکا گئ۔

"اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو۔"

محبت سے اس کے چہرے کو تکتے وہ اس سے مخاطب تھی۔جو بن کہے اس کے دل کا حال جان جاتا تھا۔

"میرے بیسٹ بڈی! جلدی سے ٹھیک ہو جاؤناں۔"

اس کا ہاتھ تھامے وہ بولی تھی۔بچپن کی یادیں ذہن میں ابھرنے لگی تھیں۔کسے اسے چوٹ لگتی تھی تو نین پورے گھر کو سر پر اٹھالیتا تھا۔ملازموں کی اچھی خاصی جھاڑ پت ہوتی تھی۔

کیسے وہ اسے پینگ والے جھولے پر بیٹھا کر پیچھے سے جھولے دیتا تھا کبھی اسے گود میں اٹھا کر جھولا تا تھا۔تو کبھی چھوٹے ہوتے گود میں اٹھالیتا تھا۔

بھیا جھولا جھلاؤنہ آج مجھے

بھیا گود میں اٹھاؤنہ آج مجھے

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

قد سے بڑی من سے چھوٹی میں

آج بھی مان لو ضد میری

بھیا جھولا!

"شام تک نین کو ڈسچارج مل جائے گا۔ ہمیں شام میں ہی نکلنا ہے۔ گھر سے پاپا پھپھو اور افی چاچو کے فون پر فون آ رہے ہیں۔ وہ لوگ کافی فکر مند ہیں"

ہمان نے سنجیدگی سے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

وہ جانتا تھا ماہیر پریشے کی وکالت کے لیے آیا ہے۔ مگر فالحال وہ اس مسئلے میں پڑنا نہیں چاہ رہا تھا۔ پریشے کو وہ بعد میں خود دیکھ لے گا۔

یہی سوچ کر وہ آگے کا لائحہ عمل ترتیب دینے لگا۔

"شام کو ہماری واپسی ہے زویا بھابھی۔"

عالی نے جانچتی نظروں سے زویا کو دیکھا۔

"ہاں ماہیر نے بتایا ہے مجھے۔"

وہ ایک ہاتھ سے ماتھا مسل رہی تھی جبکہ دوسرا ہاتھ گود میں دھرا تھا۔

"بھابھی عائشہ بھی اگر ہمارے ساتھ۔۔۔۔۔! "

ابھی اس کا جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ زویا تیر کی طرح سیدھی ہوئی۔

"تمہارا دماغ تو درست ہے آہستہ بولو زین نے سن لیا تو قیامت مچا دے گا۔

"پر اس میں قیامت مچانے والی کون سی بات ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا وہ کس بات کو لے کر اتنا غصہ کر رہا ہے۔"

"عالی یہ دو سالوں کا غبار ہے جو اس طرح غصے کی صورت نکل رہا ہے اور تم مجھے بتاؤ اب عائشہ کا اس طرح منظر عام پر آجانے کے بعد کیا ہم سب اسے ایسے ہی چھوڑ دیں گے۔ نہیں عالی ! ہر گز نہیں۔ ہر چیز کو اپنی جگہ پر آنے میں وقت لگے گا۔"

زویا نے اسے سمجھایا۔

وہ گہری سانس خارج کرتی سوچ میں پڑ گئی

ماہیر اور ہمان ڈاکٹر دانیال سے مل کر شکریہ ادا کر رہے تھے۔ نین کو ڈسچارج مل چکا تھا۔ پریشے نین کے ساتھ پہلے ہی بس میں بیٹھ چکی تھی۔

زویا عالی اور سارہ ہاسپٹل کی راہداری میں کھڑی ماہیر اور ہمان کا ویٹ کر رہی تھیں۔ قریب ہی زین علیزے کو گود میں لیے کھڑا اسے بہلا رہا تھا۔

حماد صبح ہی واپس جا چکا تھا۔ اسے یونٹ رپورٹ کرنا تھی۔ رافع پلر سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے بینچ پر بیٹھی آئینہ کو دیکھ رہا تھا جو گہری سوچ میں مستغرق تھی۔ کل سے اب تک اس کی زندگی میں کیا سے کیا ہو گیا تھا۔ اگر نین نہ ہوتا تو آج وہ یہاں زندہ سلامت نہ ہوتی۔

رافع نے ہمدری بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ پھر یک دم ہی نظروں کا زاویہ بدلا۔ دل نجانے کیوں نگاہ ہٹانے پر راضی نہ تھا۔ نگاہ ہٹانے پر بھی وہ اسی کے خیالوں میں الجھا ہوا تھا۔

وہ اپنے کیبن میں سر ہاتھوں میں گرائے پچھلے دو گھنٹے سے رونے کا شغل کر رہی تھی۔ جب سے اس نے ان سب کو دیکھا تھا۔ دل کتنا خوش تھا اس کی تو جیسے آج ہی عید ہو گئی تھی۔

وہ دشمن جاں بھی نظروں کے سامنے تھا۔ دل کے قریب تو وہ ہر لمحہ ہی رہتا تھا۔ مگر آج اس نے چلے جانا تھا۔ یہ خیال ہی سوہان روح تھا۔ دوسری طرف زین کا اسے خود کو نظر انداز کرنا طنز کرنا برا لگا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ابھی تو جی بھر کر ان سب کو دیکھا تک نہ تھا۔ ابھی تو اس نے ان سے اپنے کیے کی معافی تک نہیں مانگی تھی اور وہ لوگ اسے چھوڑ کر جا رہے تھے۔

اس نے سر اٹھا کر آنسوں پونچھے۔

"عاشی وہ تجھے نہیں بلکہ تو ان سب کو چھوڑ کر آئی تھی۔ بجائے کہ اپنی غلطی کی معافی مانگتی تو یوں ناراض ہو کر گھر چھوڑ کر چلی آئی۔"

"نہیں میں پہلے ہی بہت کچھ گنوا چکی ہوں۔ اب یہ موقع نہیں گنوا سکتی۔ میں اپنے کیے کی معافی ضرور مانگوں گی پھر پتا نہیں زندگی موقع دے یا نہ دے۔"

خود سے بڑبڑاتی وہ تر چہرہ ہتھیلی کی پشت سے رگڑتی ہوئی کیبن سے نکلی۔

وہ سب لوگ باہر کھڑی بس کی طرف جا رہے تھے کہ عاشی کی آواز پر رک کر پیچھے مڑے۔

دونوں ہاتھوں کو مروڑتی وہ نروس سی اپنے الفاظ ترتیب دے رہی تھی۔

انسان بھی کتنا عجیب ہے برے کام کرنے میں فقط ایک لمحہ لگاتا ہے اور اچھے کام کرنے میں سوچ میں پڑ جاتا ہے۔

"میں نے سوچا نہیں تھا تقدیر یوں بھی کبھی مجھے سب سے ملوائے گی۔ میں نے ہمیشہ آپ سب کو یاد کیا ہے۔ میں دل سے کبھی بھی آپ سب کو نہیں بھلا پائی ہوں۔ دو چار سال کا ساتھ تو تھا نہیں ناں۔ ایک عرصہ سب کے ساتھ گزارا تھا۔ پر میری بد قسمتی دیکھو ! اتنے اچھے اور پیار کرنے والے لوگوں کی سنگت میں رہ کر بھی میں اچھی نہیں بن سکی۔ ہمیشہ حسد اور جلن کی آگ میں خود بھی جلی اور اپنے سے جڑے مقدس رشتوں کو بھی جھلسا دیا۔ میں نے جو کچھ پریشے کے ساتھ کیا اس کے لیے میں بہت شرمندہ ہوں۔ میں تو شاید معافی کی حقدار بھی نہیں ہوں مگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا دیجیے گا۔"

ندامت سے سر جھکائے وہ آنسو پیتی ان سب کے آگے ہاتھ جوڑ گئی۔

زین کا دل تو اسے دیکھ کر ہی نرم پڑ گیا تھا۔ اس نے ایک نظر اسے دیکھا۔ کتنی سوبر اور سمجھدار ہو گئی تھی اس کی بہن۔ ڈاکٹر بن گئی تھی۔ ترقی کر لی تھی اور اسے پتا تک نہیں تھا۔

سب کی آنکھیں نم تھیں۔ سب سے پہلے عالیہ آگے آئی تھی۔

"ہاتھ مت جوڑو ورنہ دو جوتے لگاؤں گی۔"

مسکراتے ہوئے اس نے اس کے جڑے ہاتھ کھول کر اسے گلے لگایا۔

"ہم تم سے ناراض نہیں ہے عاشی۔ تمہیں پتا ہے گزرے سالوں میں تمہاری غیر موجودگی نے جو خلا چھوڑا ہے اسے کوئی پر نہیں کر سکا۔"

سارہ نے پیار سے اسے گلے لگایا۔

"وہ جگہ پریشے کی تھی۔" عاشی نے گو کہ حقیقت بیان کی تھی مگر سارہ کو برا لگا تھا۔ وہ کس قدر احساس کمتری میں مبتلا تھی

"پریشے کی جو جگہ تھی وہ تم کبھی لے ہی نہیں سکیں۔ تمہاری اپنی ایک جگہ ہے۔ یہ سگا سوتیلا کچھ نہیں ہوتا۔ رشتے خون کے نہیں دل کے ہوتے ہیں اور ہمارا تم سے دل کا رشتہ ہے۔"

سارہ نے اسے خود ڈے الگ کرتے اس کے آنسو صاف کیے۔

ماہیر اور ہمان بھی آ چکے تھے۔ زویا بھی عاشی کو معاف کر چکی تھی۔ رافع نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"بہت بڑی ہو گئی ہو ہاں اتنی بڑی کہ اپنے سارے فیصلے خود کر سکو۔"

ماہیر سینے پہ ہاتھ باندھے اس کے سامنے سراپہ سوال تھا۔

"مجھے معاف کر دیں ماہیر بھائی۔"

وہ سسک اٹھی تھی۔

"کس بات کی معافی! ایک ماں کا دل دکھانے کی معافی۔ جانتی ہو تمہارے جانے کے بعد پھپھو کی کیا حالت ہوئی تھی۔ کتنی مشکل سے ہم سب نے سنبھالا ہے انہیں۔ وہ گھر تمہارا ہے عاشی۔ کوئی اپنا گھر چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہے۔"

ماہیر نے شکوہ کناں نظروں سے اس کے جھکے سر کو دیکھا۔

"میں کیسے اس گھر کے لوگوں کا سامنا کرتی جس گھر کی بیٹی کو میں نے اتنے دکھ دیے۔ جس نے مجھے اپنے حصے کا پیار دی۔ میں نے اسی کی عزت کا سودا کر ڈالا۔ اس لڑکی نے مجھے اپنی ماں دے دی۔ اس کے حصے کی ساری مامتا مجھے ملی وہ اپنی ہی ماں کی گود سے محروم ہوئی صرف میری وجہ سے اور میں! میں نے اس کے ساتھ کیا کیا۔"

وہ ایک بار پھر سے سسک اٹھی۔

"یہ دکھ یہ اذیت مجھے آج تک چین نہیں لینے دیتی۔ پھر کیسے میں اس گھر میں رہتی۔"

ماہیر ے اس کے سر پر دست شفقت رکھا۔ وہ واقع ہی بہت اذیت میں تھی۔

زین جو کب سے ضبط کیے ہوئے تھا رو پڑا تھا۔ جو بھی تھی جیسی بھی تھی۔ تھی تو اس کی بہن نا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"دل تو کرتا ہے دو تھپڑ جڑ دو تمہیں۔ کوئی اتنا ستاتا ہے بھائی کو۔ ایسے گھر چھوڑ کر جاتے ہیں کیا۔ ارے مانا کہ تم سے غلطی ہوئی تھی لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں تھا کہ تم سب چھوڑ چھاڑ کر چلی جاتیں۔ رشتہ ہی ختم کر لیتیں۔"

"میں نے ایسا کبھی نہیں سوچا تھا زین بھائی۔"

چہرہ ہاتھوں میں دیے وہ رو پڑی تھی۔ زین نے اسے اپنے ساتھ لگا کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اس کے آنسو پونچھے۔

"عاشی ہمارے ساتھ چلو گھر۔ پھپھو تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں گی۔"

عالیہ نے اسے بازو سے پکڑ کر لجاجت سے کہا۔

"نہیں عالی میں ایسے ایک دم سب چھوڑ کر نہیں آسکتی۔ یہاں میری کچھ ذمہ داریاں ہیں۔"

"زین اسے سمجھاؤ۔ کہو کہ ہمارے ساتھ چلے۔"

وہ آس بھری نظروں سے زین کو مخاطب کر چکی تھی۔

"عالی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ ہمارے ساتھ گھر چلو۔ ماما تمہیں دیکھ کر واقعی بہت خوش ہوں گی۔"

ماں کا مرجھایا چہرہ زین کی آنکھوں میں گھوم گیا تھا۔

"نہیں زین بھائی ابھی نہیں۔"

وہ نرمی سے اپنے ہاتھ سے زین کا ہاتھ ہٹاتی ہوئی بولی۔

وہ زین کو ساتھ نہ جانے کی وجہ بتا رہی تھی کہ وہ پچھلے دو سالوں سے کسی اچھی فیملی کے ساتھ رہ رہی ہے۔ پھر وہ گھر چھوڑنے کے بعد سے لے کر اب تک کی ساری کہانی انہیں بتاتی چلی گئ۔

سارہ نے اسے دیکھا۔ وہ کتنی ریزرو ہو گئی تھی۔

"فالحال میں اسلام آباد میں ہی ہوں۔"

اس نے زین کو آگاہ کیا۔

"گھر کب تک آؤ گی۔ مجھے بتاؤ میں خود لینے آ جاؤں گا۔"

وہ بہت مان سے اور اپنے پن سے کہہ رہا تھا کہ عائشہ کی آنکھیں بھر آئی۔

"میں گھر جا کر بتاتی ہوں آپ کو۔"

وہ زین کو مطمئن کرچکی تھی۔ مگر دل میں ہزار وسوسے تھے۔ناز نین تو اسے قبول کر لیتیں مگر نین ! کیا وہ اسے معاف کرپائے گا۔ ممتا مامی افی ماموں ان کا رویہ سوچتے ہی وہ خاصی مایوس ہوئی تھی۔ پر ظاہر نہیں کیا تھا۔

"نین کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسے ریسٹ کی ضرورت ہے آپ لوگ جلد از جلد گھر پہنچیں۔"

دل تو اس کا بھی بہت تھا سب سے ملنے کا۔خاص اپنی ماں سے ملنے کا پر وہ کمال مہارت سے دل پر پتھر رکھ گئ تھی۔

گلے میں لٹکا سٹیتھوسکوپ ٹھیک کرتے وہ بولی تھی۔

"ابھی تو ہم جا رہے ہیں پر آئیں گے بہت جلد وہ بھی تمہیں لینے۔"

ماہیر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔وہ مسکرا دی۔

پریشے نین کے ساتھ بیٹھی آنکھیں موندے ہوئے تھی۔زین کے چہرے سے مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہوتی تھی۔یہی حال عالیہ کا بھی تھا۔

سفر خاموشی سے کٹ رہا تھا۔

آتے وقت جتنے سب خوش تھے واپسی پر سب اتنے ہی خاموش تھے۔

اللہ اللہ کر کے سفر اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔وہ سب اس وقت ملک ہاؤس میں موجود تھے۔ نین بڑوں کے نرغے میں پھنسا بیٹھا تھا۔ ممتا بیگم فکر مند سی روتی ہوئی اپنے دوپٹے سے اس کا چہرہ صاف کر رہی تھیں۔ پاس ہی پریشے بیٹھی تھی ممتا بیگم نے کتنی ہی بلائیں لی تھیں اپنے دونوں بچوں کی کہ اللہ نے ان کی زندگی بخش دی۔

میسم نے سب کو اچھی خاصی جھاڑ پلائی تھی۔

وہ تو پہلے ہی اس ٹرپ کے حق میں نہیں تھے۔وہ سب سر جھکا ئے سن رہے تھے۔ابرار صاحب نے بچوں کو یہ کہہ کر کمروں میں بھیج دیا کہ تھک گ ئے ہو سب آرام کر لو۔تو ان سب کی جان بخشی ہوئی۔

اگلی صبح جہاں گھر کے کچھ لوگوں کے لیے خوشگوار تھی وہیں چند لوگوں کے لیے اداسی کا سبب تھی۔

وہ سب لوگ ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے ہو ئے تھے۔زین نے ان سب کو عائشہ کے بارے میں بتایا۔نازنین کی خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی۔انہیں اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں ہو رہا تھا۔

میسم صاحب ابرار صاحب اور ہادیہ بیگم سب مسرت سے سن رہے تھے۔وہ بتا رہا تھا کیسے وہ ان سب کو ملی اور اس نے نین کا ٹریٹمنٹ کیا۔

نازنین کے خوشی سے آنسو چھلک پڑے تھے۔

وہ ان کا خون نہیں تھی۔ انہوں اسے بے شک اپنے تن سے جنم نہیں دیا تھا مگر پالا تو تھا۔ اس سے انسیت ہو گئ تھی۔

وہ شکوہ کر رہی تھیں زین سے کہ وہ اسے گھر لے کر کیوں نہیں آیا۔

انہیں بس اسی بات کی فکر تھی کہ پتا نہیں وہ کیسے اور کہاں رہ رہی ہو گی۔ زین نے انہیں عائشہ کے بارے میں بتایا کہ وہ ایک اچھی فیملی کے ساتھ رہی رہے تو وہ کچھ مطمئن ہوئیں پر بضد تھیں کہ وہ عائشہ سے خود فون پر بات کریں گی اور اس سے ملیں گی بلکہ اسے اپنے ساتھ ہی لے آئیں گی۔

ممتا بیگم کا موڈ عاشی کے ذکر پر ہی بری طرح خراب ہوا تھا۔ وہیں نین کا بھی موڈ فورا بدلا تھا۔ وہ بناناشتہ کیے وہاں سے اٹھ گئیں۔

ہمان نے روکنا چاہا پر وہ نہیں رکی نہیں تھیں۔ نین پیچھے سے آوازیں دیتا ان کے پیچھے گیا تھا ساتھ ہی فواد صاحب بھی اٹھ کر آفس کے لیے نکل چل گ ئے۔

میسم صاحب نے افسوس سے سر جھکا کر اپنا چشمہ اتارا۔

ماحول میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئ تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

اس دن سے ناتونین نازنین کی طرف گیا تھا نہ ہی ممتا بیگم مگر نازنین خوش تھیں اور ان کی خوشی کا باعث عائشہ تھی۔

غصہ ضبط کرنے سے اس کی دماغ کی نسیں درد سے پھٹنے لگی تھیں۔ مگر وہ پھر بھی منہ پہ قفل لگا ئے پچھلے دو دن سے یہ سب برداشت کر رہی تھی۔

صبح ناشتے کے وقت جب وہ نیچے آئی تھی تو اس کی جگہ پر آئینہ بیٹھی ہوئی تھی۔ ہمان نے اسے کچھ بھی تو نہیں کہا تھا جبکہ اسے بولنا چاہیے تھا کہ وہ پریشے کی جگہ ہے وہ وہاں سے اٹھ جائے۔

وہ غصے سے پیر پٹختی بھوکے پیٹ زین کے ساتھ یونیورسٹی چلی گئی تھی۔ حد تو یہ تھی کہ ہمان نے اسے ناشتے کے لیے روکا ہی نہیں تھا۔ وہ بے حد حساس طبیعت کی مالک تھی۔ ہمان کا نظر انداز کرنا اور آئینہ کو زیادہ وقت دینا اسے خدشوں میں ڈال گیا تھا۔

رات بھی وہ جب لاؤنج میں آکر بیٹھی تو آئینہ اور ہمان کو ساتھ بیٹھے پایا۔ وہ اس سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔ ٹیبل پر بکھرے بیگز سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ہمان اسے شاپنگ کروانے لے گیا تھا۔

دو دن سے ایسی بہت سی باتیں وہ نوٹ کر رہی تھی۔

کل رات ہی نین کے ساتھ شاپنگ کرنے گئی تھی۔اس کا خراب موڈ نین سے برداشت نہیں ہوا تو وہ اسے باہر لے گیا تھا۔واپسی پہ نین اور وہ ایک ریسورانٹ میں لنچ کی غرص سے رک گ ئے تھیں۔

اس سے پہلے کہ وہ بیٹھتی اس کی نظر اچانک ایک جگہ ٹھہر سی گئی اور وہ ششدر رہ گئی۔

اس نے بار بار یہ منظر جھٹلانے کی کوشش کی پر منظر نہیں بدلا تھا۔

ہمان اور آئینہ سامنے ہی بیٹھے تھے۔ہمان نے آئینہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ اسے چمچ سے کچھ کھلا رہا تھا۔

یہ اس کی برداشت کی آخری حد تھی۔وہ بغیر لنچ کیے طبیعت خرابی کا بہانہ کرتی نین کے ساتھ گھر آگئی تھی۔

اس کی نسیں غصے سے پھٹنے لگی تھیں۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خود کو شوٹ کر لے۔پریشے سب کچھ برداشت کر سکتی تھی پر اپنی محبت میں شراکت نہیں۔

اسے رونا نہیں آرہا تھا غصہ آرہا تھا بس غصہ۔

غصے میں وہ ایک فیصلے پر پہنچی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

جھٹکے سے بیڈ سے اٹھ کر وہ الماری کی طرف بڑھی تھی۔

لگیج نکال کر وہ اپنے کپڑے تقریباً اس میں پھینک رہی تھی۔نازنین تھوڑی دیر قبل ہی میسم صاحب کا پتا لینے آئیں تھیں۔آج کل موسم کے اثر کی وجہ سے ان کی طبیعت زرا ناساز رہنے لگی تھی۔ہادیہ بیگم اپنے پورشن میں تھیں۔وہ ممتا بیگم اور زویا سے مل کر اوپر پریشے کے کمرے میں آ گئیں۔

اسے یوں بیگ میں کپڑے ڈالتے دیکھ کر وہ پریشان ہو گئیں۔مزاج بھی قدرے برہم لگ رہے تھے۔

ان کے لاکھ پوچھنے پر بھی وہ خاموش رہی تھی۔بولتی تو شاید پھٹ پڑتی۔

وہ اب سترہ سال کی بچی نہیں تھی۔

"پریشے ہمیں بھی نہیں بتائیں گی۔آخر کچھ تو بتایئے ہمیں ہوا کیا ہے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"کچھ نہیں ہوا۔بس مجھے یہیں نہیں رہنا۔میں یہ گھر چھوڑ کر جا رہی ہوں۔"

وہ سرد و سپاٹ لہجے میں کہتے لگیج میں اپنی چیزیں رکھ رہی تھی۔

انہوں نے دوبارہ بھی کئی بار وجہ پوچھی مگر اس کی مسلسل خاموشی پر وہ نیچے آکر ہمان کو بتانے لگیں جو نیچے بیٹھا فون پر کسی سے گفتگو کر رہا تھا۔

وہ زپ بند کر رہی تھی جب ہمان نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"یہ سب کیا ہے پریشے؟اور کہاں جا رہی ہو تم؟"

پریشے سے اس حماقت کی وہ امید نہیں کر سکتا تھا۔

"گھر چھوڑ کر جا رہی ہوں۔"

ایک طویل خاموشی کے بعد وہ صرف اتنا ہی بولی تھی۔

"بچپنا کب ختم ہو گا تمہارا۔ اتنی بڑی ہو گئی ہوں۔ اب بھی بچوں والی حرکتیں ہیں۔"

"میرا راستہ چھوڑیں۔"

اس کی بات کے جواب میں وہ بھاری بھر کم لگیج بامشکل سنبھالتی بولی تھی۔

"یہ میری بات کا جواب نہیں ہے۔"

وہ بولا۔

"میں یہاں نہیں رہنا چاہتی سنا آپ نے۔"

https://classicurdumaterial.com/

وہ قطعیت سے بولی۔

"وہی تو میں پوچھ رہا ہوں میری جان! کیوں نہیں رہنا چاہتیں۔"

وہ نرمی سے اسے دونوں کندھوں سے تھام کر مستفسر ہوا کہ فا لحال بات جو بھی تو اسے پریشے کو نرمی سے ڈیل کرنا تھا۔

"ہاتھ ہٹائیں۔"

اس نے ہمان کے دونوں ہاتھ جھٹک دیے۔

"مجھے آپ سے بات نہیں کرنی نہ آج نہ ابھی نہ کل۔ سمجھے آپ۔ دوغلے ہیں آپ۔"

وہ روہی تو پڑی تھی۔ لگیج ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرا تھا۔

"پریشے! میں مطلب میں دوغلہ ہوں۔"

https://classicurdumaterial.com/

ہمان دنگ رہ گیا۔بے یقینی سے اسے دیکھا جو چہرہ ہاتھوں میں چھپائے زور و شور سے رو رہی تھی۔

"ہاں! ہاں آپ دوغلے ہیں۔"

وہ چلائی تھی۔

"اللہ شرک کرنے والے کو معاف نہیں کرتا ہمان اور آپ نے شرک کیا ہے۔عشق میں شرک تو خدا کو بھی پسند نہیں میں تو پھر انسان ہوں۔میرے ساتھ یہ سب مت کریں ہمان ! میں مر جاؤں گی۔میرے لیے زندگی کے در کھولنے والے آپ ہی تھے نا پھر کیوں مجھ سے میری سانسیں چھین رہے ہیں۔"

اس کا گریبان پکڑے وہ التجا کر رہی تھی پلکوں کی چلمن سے آنسو پھسل پھسل کر گال بھیگو رہے تھے۔

ہمان جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔وہ کیا کہہ رہی تھی سمجھ سے بالاتر تھا۔

بکھرے بال روتی آنکھیں تر چہرہ لرزتا وجود۔ہمان نے اپنے گریبان پر دھرے اس کے ہاتھوں کو تھاما۔

اس نے اپنے کالر سے اس کے ہاتھ ہٹائے۔

https://classicurdumaterial.com/

"شرک! کس شرک کی بات کر رہی ہو تم۔ میں نے کوئی شرک نہیں کیا پریشے۔ میرا عشق روزِ اول سے امرت کی طرح پاک ہے۔"

وہ اس کی روتی آنکھوں میں چھلکتے اپنے عکس کو دیکھ کر بولا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر اس بات کا جواب دیں کہ آپ کے شب و روز آئینہ کی سنگت میں کیوں گزرتے ہیں۔ کیوں ہر گزرتے دن کے ساتھ اس سے آپ کا میل جول بڑھتا جا رہا ہے۔

کیوں وہ ہر وقت آپ کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ کل وہ ڈائننگ ٹیبل پر میری جگہ بیٹھی تھی۔ آگے جا کر وہ آپ کے دل میں بس جائے گی تو آپ کچھ نہیں کہیں گے بالکل ویسے ہی جیسے کل کچھ نہیں کہا تھا۔"

وہ بے رخی سے چہرہ موڑ کر ہتھیلی کی پشت سے گال رگڑنے لگی۔

ہمان کچھ دیر تک اسے دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"ایسا نہیں ہے پریشے۔ میرے دل میں جو جگہ ہے وہ صرف تمہاری ہے۔ یہاں کل بھی تم تھیں آج بھی تم ہو کل بھی تم رہو گی۔ یہ نگاہیں کسی اور پر اٹھتی ہی نہیں ہیں۔ پھر کیسے کوئی دوسری دل میں بس جائے گی۔"

وہ نرمی سے بول رہا تھا۔

"میں کیسے مان لوں۔ جبکہ میں نے خود آپ لوگوں کو ہوٹلنگ کرتے دیکھا ہے اور آپ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑا ہوا تھا اور کھانا بھی کھلا رہے تھے۔"

وہ آنکھوں میں شکوہ سموئے سراپا سوال تھی۔ ہمان کی رنگت پل بھر کے لیے متغیر ہوئی تھی۔ پھر وہ سنبھل کر گویا ہوا۔

"میں جانتا ہوں تمہارے دل و دماغ میں اس وقت بہت سارے سوالات گردش کر رہے ہیں مگر اس وقت میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ پر تم یقین رکھو۔ دھوکا دینا میری فطرت نہیں ہے۔ میں تمہیں صحیح وقت پر سب کچھ بتاؤں گا مگر جب تک کے لیے کوئی سوال نہیں۔"

وہ جیسے التجا کر رہا تھا۔

اس نے سمجھ کر اثبات میں سر ہلایا۔ پر دل میں کہیں کسک اب بھی باقی تھی۔

آنکھیں اب بھی نم تھی۔ گال اور ناک رونے کے باعث سرخ ہو رہے تھے۔ ہمان نے آگے بڑھ کر اس کے بکھرے بال ہاتھوں سے سنوارے اور ماتھے پر بوسے دیا۔

اس کا سارہ غصہ جھاگ ہوا تھا۔

"اب بھی گھر چھوڑ کر جانا ہے۔" وہ شرارتاً پوچھ رہا تھا۔

"نہیں میرے ہوتے ہوئے وہ آپ کے ساتھ چپکی رہتی ہے میں نہیں ہوں گی تو آپ کو اڑا کر ہی لے جائے گی۔"

پریشت نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔ ہمان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ پریشے نے اسے گھورا۔

"جب تم دور بھاگو گی تو وہ تو چپکے گی ہی۔ تم پاس پاس رہا کرو نا۔"

شرارت سے اس کی اور جھک کر وہ بولا تو پریشے شرم سے پلکیں لرزاتی رہ گئی۔

"ویسے اگر میں تمہیں نہ روکتا تو۔"

وہ مسکراہٹ دباتا پوچھ رہا تھا۔

"تو میں آئینہ کا منہ نوچ لیتی۔"

وہ اس انداز سے منہ کہ زاویے بگاڑ کر اور ہاتھوں کے پنجے بنا کر بولی تھی جیسے سامنے آئینہ ہو۔ ہمان نے فلک شگاف قہقہہ لگایا تھا۔

"بس کرو پری میرے پیٹ میں درد ہو جائے گا ہنس ہنس کر۔"

وہ ہنسی سے دوہرا ہوتا صوفے پر ڈھے گیا تھا۔ "بیچاری آئینہ تمہارے نادر خیالات سے ناواقف ہے گر جو اسے معلوم ہو جائے تو وہ یہاں سے دم دبا کر بھاگ جائے۔"

وہ ہنستا ہوا بولا تھا۔

"اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔"

وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کشن گود میں رکھتے کندھے اچکا کر مزے سے بولی۔

"بری بات ہے پریشے اٹس بیڈ مینرز۔"

وہ اسے ایسے ٹوک رہا تھا جیسے چھوٹے بچے کو ٹوکتے ہیں۔

"جیسے اس کے تو سارے مینرز گڈ ہیں ناں۔"

وہ ناک سکوڑ کر بولی ساتھ ہی گود میں دھرا کشن پرے پھینکا۔

"کسی کے اخلاق کیسے بھی ہوں تم اپنا اخلاق اعلی رکھو پریشے کیونکہ تم مسز پریشے ہمان ہو اور کم از کم مسز ہمان اتنی ال مینرڈ نہیں ہو سکتیں۔"

وہ بہت سبھاؤ سے اسے سمجھا رہا تھا۔ وہ یونہی پری کی چھوٹی چھوٹی بری عادتیں سنوارا کرتا تھا۔ پریشے اسے غور سے سن رہی تھی۔

"ضروری نہیں اگر سامنے والا برا ہو تو اسے سبق سیکھانے کے لیے آپ برے بن جائیں۔ آپ اچھے بن کر اس کی برائی کو اپنی اچھائیوں سے دھو کر اسے بھی اچھا بنا دیں۔ تاکہ وہ آپ کی طرح اچھا اور بااخلاق انسان بن جائے۔"

وہ بہت نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

"مگر مجھے بہت غصہ آتا ہے جب کوئی میرے حصے کی چیز کو اپنا بنانے کی کوشش کرتا ہے۔"

وہ منہ بنا کر بولی۔

"اپنی چیز پر اپنی گرفت اتی مضبوط رکھو کہ کوئی دوسرا اسے اپنا بنانے کی کوشش کرنا تو دور ایسا سوچ بھی نہ پائے"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ہمان نے بہت خوبصورتی سے اس کی مشکل کا حل پیش کیا تھا۔

پریشے اس کی اس بات میں چھپے مفہوم کو باخوبی سمجھ گئ تھی۔ شرم سے اس کی آنکھیں جھک گئ تھیں۔ حیا سے چہرے پر الوہی سی چمک اپنی چھپ دکھلا رہی تھی۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ ہمان اس کے ساتھ اس طرح کی گفتگو بھی کر سکتا ہے۔

درحقیقت وہ ابھی ہمان کے جذبوں سے انجان تھی۔ دوسری طرف ہمان تھا جو اب اسے وقتاً فوقتاً یاد دلاتا رہتا تھا کہ ان کے درمیان کیا رشتہ ہے اور وہ اس کی کیا لگتی ہے۔ آخری ہمان کے جزبوں کی تھوڑی بہت آنچ تو اس طرف بھی پہنچنی چاہیے تھی۔

پری کی حالت سے لطف اٹھاتا وہ مسکرا اٹھا تھا۔

پریشے نے نظر بھر کر اسے دیکھا۔

سفید شلوار قمیض میں گلے میں چادر ڈالے اپنے مخصوص انداز میں وہ ہنستے ہوئے کتنا خوبصورت لگتا تھا۔

پریشت نے دل میں اس پر سورہ الناس پڑھ کر پھونکی تھی۔

وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگتا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"بس کرو نظر لگاؤ گی مجھے۔"

ہمان کی شرارتی سی آواز پہ اس کی محویت ٹوٹی تھی۔

"نہیں! بیوی کی نظر نہیں لگتی۔"

وہ بے ساختگی میں بول کر پچھتائی تھی۔دل زور زور سے شور مچا رہا تھا۔ہمان نے بڑی خوشمگین نگاہوں سے اسے نوازہ تھا۔

"اگر ایسی بات ہے تو یہ نظریں روز مجھ پر ایسے ہی اٹھنی چاہییں۔"

وہ گھمبیر آواز میں بولتا اس کے پاس آکر بیٹھتا اس کا یخ ٹھنڈا ہاتھ تھام چکا تھا۔

"دیکھو گی ناں مجھے۔"

اس نے اسے کے جھکے سر کو دیکھا۔

"نہیں۔"

اس کے انکار پر ہمان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"باہر چلو گی میرے ساتھ۔"

پریشے نے جھٹ سے سر اٹھایا۔اس کے ہونٹ مسکرا ئے تھے۔یہ تو اس کا بہترین مشغلہ تھا رات کو ہمان کے ساتھ باہر جانا۔

"کچھ کھا پی کر آئیں گے۔"

وہ مزے سے بولی۔

https://classicurdumaterial.com/

"فوڈ فیکٹری نہ کھلوادوں تمہیں۔"

وہ ہنستا ہوا اس سے پوچھ رہا تھا۔

جواباوہ کھکھلا دی۔ ہنستے مسکراتے یونہیں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے وہ باہر کو چل پڑے تھے۔

"آئینہ دس منٹ میں ریڈی ہو کر آجاؤ۔"

وہ عجلت میں کہتا اس کے کمرے کے دروازے پر دستک دے کر اسے متوجہ کر گیا۔

"ان تصویروں کا کیا ہوا؟ کچھ پتا چلا اس شخص کا؟" وہ فکرمند سی بیڈ اٹھتی ہوئی اس کے پاس آگئی۔

"اس معاملے کو تم اب مجھ پر چھوڑ دو۔ میں جانوں اور میرا کام جانے۔"

وہ تسلی آمیز لہجے میں بولتا ہوا نیچے چلا گیا۔ آئینہ بھی فون اور پرس اٹھاتی اس کے پیچھے ہی نیچے اتری تھی۔

سب سے چھپتی چھپاتی وہ پورچ میں کھڑی ہمان کی گاڑی تک آئی اور ادھر ادھر دیکھ کر کسی کے نہ ہونے کا یقین کر کے وہ گاڑی کے پچھلے ٹائر کے پاس بیٹھ گئی۔

ہاتھ میں دبائی سوئی جو سوئی کم رضائی سینے والا سوا زیادہ لگ رہا تھا کو زور سے ٹائر میں مارا اور اپنا دایاں ہاتھ ہوا میں بلند کر کے یاہو کا نعرہ لگاتی وہ جھٹکے سے اٹھ کر کچن میں کام کرتی سارہ کے پاس جا بیٹھی۔

چہرے پہ شرارتی مسکان چھپ دکھلا رہی تھی۔ جسے وہ بروقت ضبط کر گئی۔

"اب جاکے دکھاؤ تم میرے ہمان کے ساتھ آئینہ ڈائینہ۔"

دل میں اس کا تصور کرتی وہ برا سا منہ بنانے لگی۔

ہمان گاڑی کی چابی ہاتھ میں گھماتا ہوا پورچ تک پہنچا۔ اس کے پیچھے ہی آئینہ بھی چلی آئی۔

"چلیں؟"

اس کے برابر کھڑی ہوتی وہ اپنا پرس سنبھالتی گاگلز لگاتی ہوئی بولی۔

"اوہ شٹ۔"

وہ منہ کا زاویہ بگاڑ کر گاڑی کے پنکچر ٹائر کو دیکھ کر تاسف زدہ رہ گیا۔ پھر دفعتاً اس کے دماغ میں جھما کہ ہوا۔

وہ آئینہ کو کمرے میں بھیجتا خود کچن کی طرف بڑھا تھا۔ کچن کی کھڑکی سے اسے وہ وہاں بیٹھا تو دیکھ ہی چکا تھا۔

سامنے ہی وہ بڑے مزے سے سٹول پر بیٹھی چکن منچورین پہ ہاتھ صاف کر رہی تھی۔

"سارا! اٹس سو یمی ناں۔"

وہ پلیٹ ہاتھ میں پکڑے کانٹے سے چکن کا پیس منہ میں رکھتے ہوئے چٹخارے لے رہی تھی۔ ابھی وہ دوسرا چمچ منہ میں ڈالتی کہ ہمان نے اس کی کلائی تھامی۔ پ ریشے ہڑبڑا گئی۔

"چلو میرے ساتھ۔ تمہیں تو میں کھلاتا ہوں وہ بھی سزا منچورین۔"

ہمان نے خشمگین نظروں سے اسے گھورا۔

کیوں بھئی۔ سزا کیوں۔ وہ ہاتھ چھڑوانے کی سعی کرتی گھبرا کر مستفسر ہوئی۔

"کیا کیا ہے تم نے ابھی تھوڑی دیر پہلے۔"

اس کی معصومیت پر وہ اسے گھورتا ہوا پوچھنے لگا۔

"میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ آنکھیں پٹپٹاتی ہوئی کلائی آزاد کرواتی کچن سے باہر نکل گئی۔وہ بھی اس کے پیچھے چلا آیا۔

"توتم نے کچھ نہیں کیا۔ہاں!"

وہ دوقدم مزید قریب آتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔"

وہ نفی میں گردن ہلاتی ہوئی بولی۔

"توپھر یہ تمہارے دوپٹے کے پلو پر مٹی کیسے لگ گئی۔"

ہمان نے اس کے دوپٹے کا پلو اس کے سامنے لہرایا۔

"وہ مم۔میں ٹ۔ٹیرس پر گئی تھی۔"

سٹپٹانے کی باری اب پریشے کی تھی۔

"ٹیرس پر کنسٹرکشن کا کام چل رہا ہے اور وہاں کا دروازہ بھی بند ہے تو تم کیسے پہنچ گئیں وہاں۔"

ہمان نے جانچتی نظروں سے اس کے چہرے کی اڑی رنگت نوٹ کی

"۔وہ مم۔میں باغیچے میں گئی تھی وہیں سے لگی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ جلدی سے بولی۔

"باغیچے کی مٹی گہری براؤن ہے اور گیلی بھی۔ صبح ہی مالی نے پورے باغ کو پانی دیا ہے اور دوپٹے پہ لگی مٹی ہرگز بھی باغ کی مٹی سے میل نہیں کھا رہی۔"

ہمان شاید قسم کھا کے آیا تھا کہ جھوٹے کو جھوٹے کے گھر تک پہنچائے گا۔

"مٹی سوکھ گئی ہے ناں اسی لیے میل نہیں کھا رہی۔"

وہ بامشکل بولی کہ نہیں چاہتی تھی کہ پکڑی جائے۔اسی لیے ہمت کر کے اب تک مقابلے پر ڈٹی ہوئی تھی جبکہ اندر سے دل کانپ رہا تھا۔

ایسی حرکت وہ کرتی ضرور تھی پر ہمان کے ساتھ اس نے پہلی مرتبہ کی تھی۔

"بہت گندی ہو تم پریشے مٹی سوکھ گئی پر تم نے دوپٹہ نہیں دھویا۔"

وہ چچ چچ کرتا ہوا افسوس سے بولا۔

ہمان کی بات پر پریشے کو پتنگے لگ گئے۔

"تو کوئی اچھی ڈھونڈ لیں بلکہ ڈھونڈنے کی بھی کیا ضرورت ہے۔وہ ہے نہ ایک عدد چھوٹی چڑیل۔"

وہ ناک پھلا کر غصے سے بولی۔ پلیٹ میز پر پٹخی۔ ہمان نے اپنے ہونٹوں پر اڈتی مسکراہٹ بامشکل دبائی۔

"کیوں اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی رہتی ہو۔"

ہمان اس کے سامنے ہی صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

"کیونکہ وہ آپ کے پیچھے پڑی رہتی وہ بھی نہا دھو کر۔"

اس کے تاثرات ایسے تھے جیسے منہ میں کڑوا بادام آ گیا ہو۔

ہمان کے چہرے پہ مسکراہٹ رینگ گئ۔ جسے وہ کمال مہارت سے چھپا گیا۔

"تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

وہ دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ انداس متاسفانہ تھا۔

"ک۔ک۔کیسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

وہ گڑبڑا کر تائید چاہنے لگی۔

"تم جانتی ہو میں کیا کہہ رہا ہوں۔"

اس کی ایک ایک حرکت پر اس کی نظر تھی۔ یہ نظر ہی تو پریشے کو کنفیوز کر رہی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"نہیں میں نہیں جانتی کچھ بھی۔"

وہ نظریں جھکائے بچوں کی طرح صاف انکار کر گئی۔

"سدھر جاؤ تم۔ورنہ مجھے مجبوراً کوئی ایکشن لینا پڑے گا۔"

وہ معنی خیزی سے بولا۔اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

"جائیں جو کرنا ہے کر لیں۔نہیں سدھرتی۔"

وہ ناک سکوڑ صوفے سے اٹھ کر اوپر جاتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں چچی جان سے کہ تیاری پکڑیں تمہاری رخصتی کی۔"

وہ جو اوپر جا رہی تھی شاکڈ کے عالم میں پلٹ کر ہمان کو دیکھنے لگی۔

"دس از ناٹ فیئر ہمان۔"

وہ گھبرا کر چیخ اٹھی۔

"دس از فیئر میری جان۔"

وہ اس کے قریب آ کر اسے دونوں کندھوں سے تھام کر اس کی اور جھک کر بولا۔

وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔ ہمان نے فوری اس کا بازو تھاما۔

"کدھر؟"

اس نے آئبرو اچکائے۔

"سارہ کے پاس۔"

وہ ہکلاتی ہوئی بولی۔

"پہلے سزا بعد میں مزہ۔ چلو اب جو کیا ہے اس کی سزا بھی بھگتو۔"

اس نے کمرے کے وسط میں لا کر اس کا بازو آزاد کیا۔

"ہمان اپنی بیوی کو بھی کوئی سزا دیتا ہے۔"

وہ چہرے پر بچوں کی سی معصومیت طاری کر کے روہانسی لہجے میں استفسار کرنے لگی۔

"کیا کوئی اپنے ہی شوہر کے ٹائر کی ہوا نکالتا ہے۔"

وہ بھی اسی کے انداز میں دوبہ دو بولا تھا۔

پریشے چور سی بن گئی تھی۔

"جاؤ جا کر نوٹس لے کر آؤ آج تم پورا دن نہیں ہلو گی یہاں سے۔"

وہ بیڈ پر بیٹھتا اسے حکم صادر کر رہا تھا۔

منہ بسورتی وہ اپنے کتابیں اور نوٹس لے کر آئی۔

"ہمان میں نے بس مزاق کیا تھا۔" ہمان اس سے کوئسچن حل کروا رہا تھا جب وہ بے بسی سے ایک بار پھر رو دینے کو ہوئی۔

"پر میں ہر گز بھی مزاق نہیں کر رہا ہوں۔"

وہ سنیدگی چہرے پر سجائے بولا۔ناچار پریشے کو نوٹ بک پر جھکنا پڑا۔

اسلام آباد سے وہ اسی دن گھر واپس آگئ تھی۔ مسز فارقی کو کافی حیرت ہوئی تھی کہ وہ ابھی مزید چند دن رکنے والی تھی اور انہوں نے کبری سے اپنی حیرت کا اظہار کر بھی دیا تھا۔وہ طبیعت خرابی کا بہانہ کر کے ان کو مطمئن کر گئی تھی۔

دوسرے دن صبح صبح ہی اسے زین کی کال آنے لگی تھی۔اس کے چہرے پر مسکان دوڑ گئی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس نے زین سے بات کی پھر تھوڑی دیر بعد اس اسپیکر میں نازنین کی آواز ابھرتی محسوس ہوئی۔

اس آواز کو سنے عرصہ ہوا تھا۔اس کے کان ترس گئے تھے۔آنکھیں ماں کا چہرہ دیکھنے کو ترس گئی تھیں۔

وہ بے آواز ہی گھٹ گھٹ کر روتی رہی۔دوسری طرف وہ اسے محسوس کر چکی تھیں۔دونوں طرف سسکیاں گونج رہی تھیں۔پہل انہوں نے کی تھی۔

اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔اتنے عرصے بعد اس نے ماما کہا تھا۔ورنہ تو نازنین اس سے ماں کہنے کا حق بھی چھین چکی تھیں مگر تھی تو وہ ماں ہی۔کب تک اپنی اولاد سے ناراض رہتیں۔

عاشی سے ناراضگی تو اس کی دوری نے ہی ختم کر دی تھی۔

ناجانے دونوں ماں بیٹی کتنی دیر تک باتیں کرتی رہی تھیں۔

وہ عاشی کو اپنے پاس لانے کے لیے بیتاب تھیں۔

دوسری طرف عاشی تھی جس کا دل کر رہا تھا کہ اڑ کر ان سب کے پاس چلی جائے۔نازنین نے اسے کہا تھا کہ وہ اسی ہفتے اسے ملنے آئیں گی اور اسے اپنے ساتھ لے جائیں گی تو وہ اپنی تیاری مکمل رکھے۔

اس بار وہ ایک لمحہ کے لیے بھی اسے دور نہیں ہونے دیں گی۔

عاشی جب سے ہی مسرور سی تھی۔

مسز فاروقی نے نوٹ کیا کہ جب سے وہ واپس آئی ہے بہت خوش ہے اس کے چہرے پہ انوکھی سی چمک تھی۔ آنکھیں اور ہونٹ بے وقت ہی مسکرا اٹھتے تھے۔ وہ صارم سے بھی ٹھیک سے بات کر رہی تھی پہلے کی طرح۔

چھٹی کا دن تھا۔ ڈھلتی شام کا وقت تھا۔ وہ لان میں لگی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی تھی۔ چڑیوں کے چہچہانے کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

اس کی نظریں سامنے لہلہاتے پودوں پر ٹکی تھیں۔ ہونٹ مسکرا رہے تھے۔ ٹیبل پر رکھی چا ئے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

مسز فارقی نے کچن کی کھڑکی سے اسے ایسے بیٹھے دیکھا تو خود بھی ادھر ہی چلی آئیں۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم اب خوش رہنے لگی ہو۔ خود کے لیے وقت نکالنے لگی ہو۔ کیا اس خوشی کی وجہ جان سکتی ہوں میں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ اسے خوش دیکھ کر خوش تھیں۔ صارم کے ساتھ نہ صرف اس کا رویہ بہتر تھا بلکہ وہ دونوں ہر وقت ہنسی مزاق میں لگے رہتے تھے۔ وہ دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر بہت کچھ سوچ بیٹھی تھیں۔ انہیں صارم اور کبری ہمیشہ سے ایک دوسرے کے لیے پرفیکٹ لگتے تھے۔

صارم کی طرف اس کے دوستی جیسے رشتے کے بڑھتے قدموں کو وہ کچھ اور ہی سمجھ رہی تھیں۔

شاید کبری صارم کو پسند کرتی تھی۔ اس کا یوں مسکرانا خوش رہنا مسرور رہنا مسز فاروقی کی سوچ پر یقین کی مہر لگا رہا تھا۔

مگر وہ ایک بار کبری کے منہ سے سننا چاہتی تھیں۔ پھر ہی کوئی مضبوط قدم اٹھانا چاہتی تھیں۔

"کیوں نہیں جان سکتیں آپ۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں آپ میرے لیے کیا معنی رکھتی ہیں۔ آج میں جو کچھ بھی ہوں صرف آپ کی وجہ سے ہوں۔ میں زندگی کی طرف اگر لوٹی ہوں تو صرف آپ کی وجہ سے۔ آپ نے مجھے اس قابل بنایا ہے کہ میں آج اپنا آپ منوا سکتی ہوں۔

آپ نے مجھ جیسی بے آسرا کو اس وقت سہارا دیا جس وقت میں اللہ کی محتاج تھی۔"

وہ مسز فاروقی کے ہاتھ تھام کر محبت سے بولی۔

"یہ تو تمہارا بڑا پن ہے بیٹا اور جو کچھ بھی میں نے کیا وہ میں نے خود نہیں کیا بس جیسے جیسے اوپر والا میرے ذہن میں ہدایت ڈالتا گیا میں ویسے ویسے کرتی گئی۔"

وہ پیار سے اس ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر مسکراتی ہوئی کہہ رہی تھیں۔

"مجھے آپ کو کچھ بتانا تھا۔

"وہ مسکرا رہی تھی۔

"ہاں بولو میں سن رہی ہوں۔"

جواباً وہ مسکرا کر بولیں۔

"میں اسلام آباد میں اپنی فیملی سے ملی تھی۔ میرے کزن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا وہ اسی ہسپتال میں تھا۔ ان سب لوگوں نے مجھے معاف کر دیا ہے

میری سوچ غلط تھی۔ وہ سب لوگ مجھے یاد کرتے تھے۔ یوں اچانک سے میری فیملی کا سامنے آنا میرے لیے کسی معجزے سے کم نہیں تھا۔

میری بہنیں میرا بھائی اور کزن سب مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔"

وہ عالی سارہ اور پریشے کو بہنیں مخاطب کر رہی تھی وہ بھی بے حد محبت سے۔

" میری ماما بھی مجھے بہت یاد کرتی ہیں۔ ان کا فون آیا تھا۔ وہ بہت رو رہی تھیں۔ مجھے اپنے پاس بلا رہی ہیں۔ وہ وہ کل آ رہی ہیں آنٹی۔ آپ ملیں گی نا ان سے۔"

وہ اتنی خوش تھی کہ ایک ہی سانس میں سب کچھ بول گئی۔ مسز فاروقی متحیر سی اسے دیکھ رہی تھیں۔ پھر دفعتاً وہ مسکرا دیں۔

"کیوں نہیں ملوں گی۔ ضرور ملوں گی۔"

وہ محبت سے اس کے سر پر چپت لگا کر بولیں۔

جو وہ سوچ رہی تھیں ایسا تو کچھ بھی نہیں تھا۔ مگر وہ مایوس نہیں ہوئی تھیں۔

وہ اٹھ کر اندر چلی گئیں تو عاشی بھی اپنے کمرے میں چل دی۔

شام ڈھل چکی تھی۔ لان میں رات کا اندھیرا اتر تا آ رہا تھا۔

نازنین نے جب سے عاشی سے بات کی تھی۔وہ بہت خوش تھیں۔ صحت بھی اب بہتر ہو گئ تھی۔ صحت کا تعلق براہ راست انسان کی خوشی اور غمی سے ہوتا ہے۔ غم انسان کو دیمک کی طرح چاٹ کر ختم کر دیتا ہے۔

خوشی انسان کے لیے ایسی ہوتی ہے جیسے پودے کے لیے پانی۔ڈالتے جاؤتو پودا ہرا ابھرا رہتا ہے۔

وہ بھی کسی ہرے بھرے پودے کی مانند پر سکون وشاداب سی دکھ رہی تھیں۔

انہیں خوش دیکھ کر سب خوش تھے۔

"مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا کہ میں عاشی سے ملنے جاؤں گی۔اتنے عرصے بعد اسے دیکھوں گی۔کسی دکھتی ہو نگی وہ۔"

وہ میسم کی طرف آئی ہوئی تھیں۔لاؤنج میں ہادیہ بیگم ممتا بیگم بیٹھی ہوئی تھیں۔عالیہ زویا کے ساتھ کچن میں تھی۔

"کل جارہی ہوناں دیکھ لینا۔پھر یقین بھی آجائے گا۔"ہادیہ بیگم مسکرا کر بولیں۔ممتا بیگم حسب توقع خاموش تھیں۔

شام ہو چکی تھی۔ماہیر لیپ ٹاپ بیگ ہاتھ میں تھامے لاؤنج میں داخل ہوا اور سب کو سلام کیا۔

"السلام وعلیکم لیڈیس۔"

نازنین نے مسکرا کر سلام کا جواب دیا اور گھر چلی آئیں۔ زین بھی آفس سے آنے والا تھا۔

زویا اسے دیکھ کر کچن کا کام عالیہ کے حوالے کرتی کمرے میں چلی آئی اور اس کے ہاتھ سے بیگ لے لیا۔

"شوہر گھر آتا ہے تو اسے چائے پانی پوچھ لیتے ہیں۔"

ماہیر صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"شوہر کو چاہیے کہ اپنے برابر میں زرا نظر دوڑانے کی زحمت کر لیں۔"

وہ اب مسکراہٹ دباتی کشنز ٹھیک سے رکھ رہی تھی۔

ماہیر نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا بھرا گلاس اٹھایا۔

"میرے کہنے سے پہلے ہی آپ میرے سارے کام کر دیتی ہیں۔ مجھے لگتا ہے کافی نیکیاں کی ہیں میں نے۔"

کوٹ اتار کر صوف کی ہتھی پہ رکھتا وہ شرارت سے گویا ہوا۔

"بلی کو چھیچھڑو کے خواب۔"

وہ ہنستی ہوئی اسے چڑانے لگی۔

"اچھا تو میں بلی ہوں۔ ہاں!"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ ایک دم صوفے سے اٹھ کر اس کے قریب آیا تو زویا ہنستی ہوئی پیچھے ہٹی۔ماہیر نے لپک کر اسے تھامنا چاہا مگر وہ اس کے ہاتھ کے نیچے سے نکل کر باہر بھاگ گئ۔

" بکرے کی ماں آخر کب تک خیر منائے گی۔"

ماہیر نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

"جب تک بکرے کا باپ زندہ ہے۔"

جوابا وہ بھی اسی انداز میں بولی تو ماہیر کا فلک شگاف قہقہہ کمرے کی چار دیواری میں گونجا۔

جب سے عالی اور زین کی شادی کی ڈیٹ رکھی تھی تب سے ہی ہادیہ بیگم نے عالی کا ہمان والے پورشن میں داخلہ بند کر دیا تھا۔کل بھی اسے اس وجہ سے اجازت دی تھی کہ زین نہیں آیا تھا۔

وہ تو جیسے قید ہو کر رہ گئ تھی۔سارہ کل رات ہی آئی تھی۔

کام نبٹا کر وہ علیزے کو لے کر اسی کے پاس چلی آئی۔پھر سارہ دن وہ اسی کے پاس رہی تھی۔قریبا چار بجے وہ اپنے گھر چلی گئ تھی۔

رات کے کھانے کے بعد وہ کچن سمیٹتی اپنے کمرے کی طرف جانے لگی تھی جب نظر یونہی لان کے عقبی حصے میں ایک ساتھ ٹہلتے رافع اور آئینہ پر جا ٹھہری۔ رافع اور وہ نیچے منہ کیے مدھم سا مسکرا رہے تھے۔ ہوا سے آئینہ کے بال اڑ اڑ کر اسے مزید خوبصورت اور دلکش بنا رہے تھے۔

رافع شروع ہی سے کم گو اور ٹھنڈے مزاج کا مالک تھا۔

تھوڑا شرمیلا بھی تھا۔

لڑکیوں سے فاصلے پر رہنے والا رافع آج آئینہ کی سنگت میں مسکراتا ہوا اس کے ہم قدم چل رہا تھا۔

حیرت در حیرت تھی۔ کچھ سوچ کر وہ مسکرائی تو مسکراتی چلی گئی۔

جس راستے پر وہ دونوں چل رہے تھے۔ وہ راستے معمولی نہیں تھے۔

"یہ راستے ہیں پیار کے۔" وہ زیر لب گنگناتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی۔

بیڈ پر لیٹی وہ کوئی رسالہ پڑھ رہی تھی۔ موبائل کی رنگ ٹون پر رسالہ ایک طرف رکھا اور موبائل کان سے لگایا۔

"یہ چاند کہاں چھپا بیٹھا ہے۔"

گھمبیر آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

وہ سیدھی ہو کر لیٹ گئی۔پتا تھا وہ اب اتنی جلدی فون نہیں رکھے گا۔پوری رات کھپائے گا۔

"کون سی فلم دیکھ کر بیٹھے ہو۔سچ آڈ سکسٹنگ ڈائیلوگ۔"

وہ اسے چڑانے کے لیے بولی۔

"راگھنی ایم ایم ایس ٹو۔"

چھوٹتے ہی اس نے کرارہ سا جواب دیا۔

عالیہ پل میں سرخ ہوئی تھی۔

"تمھیں اور کوئی کام نہیں ہے۔"

وہ تپ کر ہی تو گئی تھی۔

"ہے نہ ادھر پاس آؤ فرصت سے بتاؤں گا۔"

"شراب پی ہے یا کوکین کے نشے میں ہو۔"

وہ غصے سے سیخ پا ہوئی۔شرم بھی آرہی تھی۔ناجانے وہ کیسی کیسی باتیں کر رہا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

عالیہ کی بات پہ کمرے کی بالکنی میں کھڑے زین نے قہقہہ لگایا۔

"تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کسی نشے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ تمہارا نشہ ہے جو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔"

وہ شوخی سے آسمان میں لٹکتے چاند کو دیکھ رہا تھا۔

"تم نے اگر ایسی ہی فضول گفتگو کرنی ہے میں فون بند کر دوں گی۔"

اس نے دھمکی دی۔جو کار آمد ثابت ہوئی۔

"اوکے اوکے ! آئی ایم سیریس ناؤ۔"

"کل میں اور ماما عاشی کو لینے جا رہے ہیں۔"

وہ مسرت سے بتا رہا تھا اسے۔

"میں بھی چلوں زین۔"

وہ لجاجت سے بولی۔

"ہاہاہا۔اس پورشن سے باہر تو نکلنے نہیں دے رہیں مامی تمہیں اور تم ساتھ جانے کی بات کر رہی ہو۔"

"میری اماں کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔ گھر میں قید کر دیا ہے مجھے۔ نا کہیں آنے دیتی ہیں نہ جانے دیتی ہیں۔ کہہ رہی ہیں جب تک شادی نہیں ہو جاتی تب تک اسی پورشن میں رہو۔ یہ کیا بات ہوئی بھلا میں یہاں اکیلی کیسے رہوں گی۔"

وہ روہانسی ہو گئی۔

"اچھا اداس مت ہوں۔ ایک بار شادی ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔ جہاں کہو گی لے جاؤں گا۔ پھر تو مامی بھی نہیں روکیں گی۔ پر فالحال کے لیے اس محترم فون سے کام چلاؤ۔"

وہ اسے کہنا چاہ رہا تھا بلکہ مشورہ دے رہا تھا کہ وہ اکیلی ہو یا بور ہو تو اسے فون کر کے اس سے باتیں کر لے۔

"تم منہ دھو رکھو مسٹر زین! تم سے بات کرنے سے اچھا ہے میں پورا دن سوتی رہوں۔"

دوسری طرف وہ ہنس رہا تھا شاید۔

"تم پورا دن یہی کرتی ہو جبھی مامی تمہیں ہڈ حرام اور کام چور کے القابات سے نوازتی ہیں۔"

وہ اسے چھڑتا ہوا بولا۔ اسے چھیڑ کر زین کو لطف آتا تھا۔ وہ تپ جاتی تھی پھر باتیں سناتی غصہ کرتی تھی۔ جیسی بھی تھی پر اس کے دل کی ملکہ تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

صبح جو ہمان نے اسے پڑھنے بٹھایا تھا تو شام ہی ہو گئی تھی۔ پورا دن وہ اسے پڑھاتا رہا تھا۔ منہ بسورتی پری بھی چپ چاپ سمجھتی رہی۔

وہ اس قدر سنجیدگی سے اسے پڑھا رہا تھا کہ پریشے کی ہمت ہی نہیں ہوئی چوں بھی کرنے کی۔

ہمان نے لنچ بھی کمرے میں ہی کروایا تھا اسے۔ وہ پورا دن کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ پڑھ پڑھ کر اس کے دماغ کی پھرکی بن گئی تھی۔

پین پکڑے اس کے ہاتھ درد کرنے لگے تھے۔ ہمان نے جب اس کی بکس کھلوائیں تو پتا چلا کہ کتنا کام اس کا پینڈنگ پر ہے۔

بہت سے کام اس نے کیے ہی نہیں تھے۔ اسے غصہ تو آیا تھا مگر وہ کر نہیں سکا تھا۔ اس کی صورت پر نگاہ پڑتے ہی ہمان کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔

پھر وہ پورا وقت اسے سمجھاتا اس کا پینڈنگ ورک مکمل کرواتا رہا کہ کہیں وہ سلیبس میں پیچھے نہ رہ جائے۔

ہمان کو اس کی تھکن کا بھی اندازہ تھا مگر وہ مجبور تھا۔ سزا کی آڑ میں وہ اس کا سارا کام مکمل کروا چکا تھا۔

"چلو یہ کتابیں اب سمیٹو۔ اتنی سزا کافی ہے تمہارے لیے۔"

وہ بیڈ سے اٹھ کر بولتا ہوا واش روم میں چلا گیا۔

کتابیں کیا سمیٹتی وہ کتابیں پٹخ پٹخ کر رکھ رہی تھی۔اس کی انگلیاں درد کرنے لگی تھیں۔

"کوئی منحوس گھڑی تھی جب میں نے ٹائر پھس کیا۔"

منہ بناتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی۔

ہمان واشروم سے نکل کر ٹاول سے ہاتھ صاف کرتا اس کے پاس آیا۔

گھر میں سب ڈنر کر چکے تھے۔ان دونوں نے ہی نہیں کیا تھا پریشے تو ویسے بھی بھوک کی کچی تھی۔جلدی کھا لیتی تھی۔مگر ہمان کی سنجیدگی کے باعث اس کی ہمت ہی نہیں ہوئی بولنے کی۔

وہ اس کے پاس بیڈ پر آکر بیٹھا۔

"درد ہو رہا ہے۔" اسے ہاتھ دباتے دیکھ نرمی سے پوچھتے وہ اس کے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھ رہا تھا جو سرخ ہو رہی تھی۔وہ خاموش رہی شاید یہ اس کی ناراضگی کا اظہار تھا۔

اسکی دونوں ہتھیلیاں پھیلائے وہ باری باری دونوں پر بوسہ دے گیا۔پریشے گنگ رہی گئ۔

کیا تو وہ صبح سے اتنا سنجیدہ تھا اور اب وہ اتنے پیار سے اسے ٹریٹ کر رہا تھا۔وہ سرخ پڑتی ہاتھ کھینچ گئ۔

"جلدی سے ریڈی ہو جاؤ پھر باہر چلتے ہیں۔پہلے اچھا سا ڈنر پھر شاپنگ۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس کا گال تھپتھپاتا ہوا وہ اٹھ گیا۔

وہ حیرت سے اب تک ہمان کی باتوں کو سوچ رہی تھی۔ پھر خوشی سے اٹھ کر جلدی سے نیوی بلیو کلر کا ڈریس نکال کر چینج کیا اور تیار ہو کر نیچے پورچ میں چلی آئی

جہاں وہ گاڑی کی بیک سے ٹیک لگائے سفید شلوار قمیض میں ملبوس گلے میں چادر ڈالے ہاتھ میں چابی لیے اسی کا منتظر تھا۔

وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھی۔ ہمان تو اسے دیکھ کر ہلنا بھول گیا۔

وہ ایک ہی بار میں ایسا وار کر کے اسے چاروں شانے چت کر دیتی تھی۔

نیوی بلیو شارٹ شرٹ جس کی فل آستینوں پر سلور موتی اوپر سے لے کر نیچے کلائیوں پر لگی سلک کی پٹی تک لگے ہوئے تھے۔

درمیان کی خالی جگہ میں لگے سلور موتی بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔ شارٹ شرٹ پر اس نے بیل باٹم پہنا ہوا تھا۔ پاؤں میں ٹی پنک کلر کی نفیس سی سلیپر پہنے ہوئے تھی۔ بال ہمیشہ کی طرح کھلے تھے۔

دوپٹہ کاندھے پر لٹک رہا تھا۔ کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہن رکھے تھے۔ وہ نازک سی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

ہمان مبہوت سا اس کی طرف بڑھا۔ اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا تو نظریں جھکائے وہ جھجک کر مسکرا دی۔

اس نے پریشے کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ جب وہ بیٹھ گئ تو د روازہ بند کرتے اس نے خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

سب سے پہلے وہ اسے ایک ریسٹورینٹ میں لے کر آیا تھا۔ اس نے الگ سے کیبن بک کروایا تھا۔

پریشے اس قدر خوبصورت لگ رہی تھی کہ وہ اوپن ریسٹورانت افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

خوامخواہ لوگ گھور گھور کر دیکھتے جملے کستے یا ان دونوں کو گرل فرینڈ بوا ئے فرینڈ ہی سمجھ لیتے۔ ہمان ایسا کچھ بھی نہیں چاہتا تھا۔

کھانے کے دوران وہ اس سے ہلکی پھلکی باتیں کرتا رہا تھا۔ یوں معنی خیز باتوں پر وہ اس قدر شرما جاتی تھی کہ بات کرنا تو دور وہ نظریں ہی نہیں اٹھا پاتی تھی۔

جبکہ ہمان کی سنگت میں ایک بھرپور شام گزارنا چاہتا تھا۔ اسی دوران وہ اس کی تعریف بھی وقفے وقفے سے کرتا رہا تھا جس سے پریشے جھینپ کر سر جھکائے پلیٹ میں چمچ چلانے لگتی۔

پھر وہ ٹوکتا تو کھانا شروع کر دیتی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ایک بھرپور ڈنر کر کے وہ لوگ شاپنگ کے لیے نکلے تھے۔ ہمان نے اسے برانڈڈ سوٹ لے کر دیے تھے۔ ہلکی پھلکی سی جیولری لے کر دی تھی۔

ایسی کے وہ روزمرہ میں پہن سکے۔ بلکہ وہ اسے یہ کہہ کر دلوا رہا تھا کہ جب اگلی بار ڈیٹ پر آؤ تو پریشے تم یہ جیولری پہننا۔

اسے نئی سلپرز لے کر دی تھیں جبکہ وہ جوگرز لینا چاہ رہی تھی پر ہمان نے شرط رکھی کہ وہ ڈیلی جوگرز پہن کر جاگنگ کرنے جائے گی۔ مگر پریشے کو نیند ایسے پیاری تھی جیسے پیاسے کو کنوا۔

وہ جھٹ سے انکار کرتی شاپ سے باہر نکلی۔

شاپنگ مکمل کر کے وہ لوگ پارکنگ میں آئے۔ ہمان نے بیگز پیچھے رکھے اور خود آگے آکر گاڑی سٹارٹ کی۔

گاڑی کے شیشے کھلے تھے۔ ہوا ٹھنڈی چل رہی تھی۔ پریشے کے بال بھی ہوا سے اڑ رہے تھے جنہیں وہ باری باری ٹھیک کرتی تھک کر جوڑا بنا گئی۔

"جوڑا کھولو اپنا۔"

ہمان کے تحکم سے کہنے پر اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تم کھلی زلفوں میں پیاری لگتی ہو۔ کھول دو انہیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اپنی تعریف پر مسکراتی وہ جوڑا کھول چکی تھی۔

ہمان ڈرائیو کر رہا تھا۔

پریشے سیٹ کی شت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی تھی۔ایک تو ٹھنڈی ہوا۔خوبصورت سفر میں سنگ ہمسفر اس پہ تضاد خاموشی اس کی نیند بجا تھی۔

نیند میں اس کا سر ڈھل کر گاڑی کے اس حصے سے جا لگا جہاں شیشہ نیچے تھا۔سر زرا سا اور ڈھلکتا تو اسے چوٹ لگ جاتی۔ہمان نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی اور کھینچا تو وہ کسی پیڑ کی لچکتی شاخ کی طرح اس کی طرف ڈھلکی۔اس کا سر اپنے شانے سے ٹکائے اب وہ سکون سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

سورج کی کرنیں چھن چھن کر کھڑکیوں سے لاؤنج میں لگے پردوں کو چیرتی ہوئی لاؤنج کو روشن کر رہی تھیں۔ مسز فاروقی کچن میں ملازمہ کے ساتھ دوپہر کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھیں۔

عاشی صبح سے دسویں بار باہر جا کر دیکھ کر آئی تھی اور اب اس نے لاؤنج میں ادھر سے ادھر چکری لگا رکھی تھی۔ جب سے اسے زین نے فون کیا تھا کہ وہ گھر سے نکل چکے ہیں وہ تب سے ہی بیتابی سے انتظار کر رہی تھی۔

دو سال کے انتظار کے بعد اب انتظار کی یہ چند گھڑیاں اس سے کاٹے نہیں کٹ رہی تھیں۔

کچن سے مسز فاروقی نے اسے چکر کاٹتے دیکھا تو مسکرائے بغیر رہ نہ سکیں۔

"کبری میری جان! بیٹھ جاؤ کیوں تھک رہی ہو۔ آ جائیں گے وہ لوگ۔"

ان کے لہجے میں فکر نمایاں تھی۔

"کب آئیں گے میں وہ لوگ؟ میں بے صبری سے انتظار کر رہی ہوں۔"

باہر جھانکتے ہوئے بے چینی سے مستفسر ہوئی۔

"بے صبری سے کیے جانے والے انتظار اکثر طویل ہو جاتے ہیں۔"

وہ ملازمہ کو ہدایت دے کر باہر آ گئیں۔

"کیا طوالت ختم نہیں ہو سکتی۔"

مسز فاروقی کو اس وقت وہ کوئی چھوٹی سی بچی لگی تھی۔

"انتظار میں اگر طوالت ختم ہو جائے تو لذت نہیں آتی۔"

عاشی نے بے بسی سے انہیں دیکھا تو مسز فاروقی کی ہنسی چھوٹ گئی۔

عین اسی وقت گاڑی کے ہارن پر عاشی چونکی پھر چہرے کے تاثرات بدلے۔ مسکراہٹ بکھرتی چلی گئی۔ وہ باہر کی جانب لپکی تھی۔

اس کے انداز میں بے قراری و تڑپ سی تھی جو مسز فاروقی سے چھپی نہیں تھی۔

وہ لوگ گاڑی سے اترے تو سامنے ہی عائشہ انہیں نظر آئی تھی۔

وہ جس بے صبری سے اور جتنے جوش و خروش سے ان کا انتظار کر رہی تھی۔ نازنین کو اپنے سامنے اتنے سال بعد دیکھتے ہی جھجھک کے مارے دور ہی رک گئی تھی۔

وہ اس کے پاس آئیں۔ آنکھوں میں نمی تھی تو ہونٹوں پر مسکراہٹ۔ وہ اسے دیکھتی رہ گئیں۔ کتنی مختلف لگنے لگی تھی وہ۔ کتنی سوبر سی۔

کئی لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے۔

"عائشہ ! میری جان میری بچی کہاں چلی گئیں تھیں ہمیں چھوڑ کر؟ خیال نہیں آیا ایک بار بھی ماما کا۔"

وہ شکوہ نہ کرتیں تو کیا کرتیں۔

"جدائی کے یہ دن مہینے سال قسمت میں لکھے تھے ماما۔"

عاشی کی آواز بھرا گئی تھی۔ انہوں اسے خود سے لگا کر اس کی کمر سہلائی۔ وہ دونوں کتنی ہی دیر ایک دوسرے کے گلے لگی نیر بہاتی رہیں۔

"لیڈیز کوئی نیا ڈیم بنانے کا ارادہ ہے تو بتا دیں میں وزیر اعظم سے ملاقات کروا دیتا ہوں دونوں کی۔"

زین حقیقتاً اس رونے دھونے سے چڑ گیا تھا۔ پیچھے کھڑی مسز فاروقی نے رشتوں کا انوکھا رنگ دیکھا تھا۔

عاشی نے آنسوں صاف کیے۔

"ماما یہ مسز فاروقی ہے۔"

عاشی نے پیچھے مڑ کر مسز فاروقی کا تعارف کروایا۔ فیروضی شلوار سوٹ میں دوپٹہ ایک کندھے پر ڈالے بالوں کا جوڑا بنائے وہ خاصی گریس فل لگ رہی تھیں۔

"السلام علیکم۔" نازنین نے مسکرا کر انہیں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔" انہوں نے بھی جواب مسکرا کر جواب دیا۔

"انہیں اندر لے کر چلو یا ساری باتیں یہیں کرنی ہیں۔"

مسز فاروقی کے کہنے پر وہ جھینپ کر انہیں لے کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔

آج وہ کتنے دن بعد یونیورسٹی گئی تھی۔ اس کے لاسٹ سیمسٹر کی ڈیٹ اناؤنس ہو گئی تھی۔ صبح تو اسے ماہیر نے ڈراپ کر دیا تھا کیونکہ ہمان مصروف تھا مگر اس نے کہا تھا کہ وہ اسے لینے خود آ ئے گا مگر ہمان نہیں آیا تھا۔ اس نے پریشے کو فون کر کے بتا دیا تھا کہ وہ فالحال مصروف ہے۔ وہ مان گئی تھی پر چہرے میں اداسیاں سی گھل گئی تھی۔ رافع نے اسے گھر ڈراپ کیا تھا۔

نازنین اور زین تو عائشہ کو لینے گ ئے ہوئے تھے۔ عالیہ اپنے پورشن میں تھی۔ سارہ نے شام تک آنے کا کہا تھا جبکہ زویا کچن کے کاموں میں مصروف تھی۔

تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد وہ اپنے پیپرز کی تیاری میں لگ گئی تھی۔وہ نوٹس پر جھکی ہوئی تھی۔عالیہ کی اچانک آمد پر وہ خوش ہوئی تھی۔نوٹس اٹھا کر ایک طرف رکھے۔

"شکر ہے تم آگئیں ورنہ اس گھر میں تو ہو کا عالم تھا۔"

اب کیا خاک پڑھائی میں دل لگنا تھا۔دونوں ہی باتوں کی مشین تھیں۔

وہ دھپ سے بیڈ پر بیٹھی گئی۔

"آنا تو مجھے تھا ہی بس یہ دو عدد لوگ مجھے چین سے جینے نہیں دیتے۔ایک میری اماں حضور اور دوسرا تمہارا بھائی۔"

عالیہ نے اپنے دکھڑے روئے۔

"ہائے عالی! میں تمہارے غم میں برابر کی شریک ہوں۔بس کچھ دن اور ان دونوں کو برداشت کر لو پھر تو تمہیں مستقل طور پر ہی ادھر آجانا ہے۔"

پریشے نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ اس کا غم کو گہرائی سے محسوس کیا۔عالیہ نے اسے گھورا۔پریشے کی شرارت وہ سمجھ چکی تھی۔

"زیادہ نہیں بولنے لگ گئی ہو تم۔تمہارا وقت آنے دو پھر پوچھوں گی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پریشے کی ہنس چھوٹ گئ تھی۔

"جب میرا وقت آئے گا تم اپنے گھر سدھار چکی ہوں گی۔"

وہ اطمینان سے گویا ہوئی۔

"آ لینے دو ہمان کو کہتی ہوں اس سے۔ لڑکی ہاتھ سے نکلتی جا رہی ہے جلدی سے بندوبست کرو اس کا بھی۔"

عالیہ تپ گئ تھی۔

"خود تو ڈوب رہی ہوں اس کو بھی ڈبو رہی ہو۔"

بھابھی نے اندر آتے ہی اس کی کلاس لی۔

"بالکل! صرف میں ہی کیوں ڈوبوں۔"

"یہ تو تم زین سے جا کر پوچھو۔" ان کی بات پر عہ جھینپ گئ۔

"چھوڑیں یہ بتائیں پھپھو اور زین عاشی کو لے کر کب تک آ رہے ہیں۔"

"بے صبری آ جائیں گے۔"

بھابھی نے اسے گھورا۔

"تم توالرٹ رہو۔ نند آرہی ہے تمہاری۔"

زویا نے پیار سے اسے چھیڑا۔

پریشے کی مسکراہٹ فوراغائب ہوئی تھی۔زویا کی ہنسی تھم گئ۔اسے اب احساس ہوا وہ کیا بول گئ ہے۔صرف عاشی ہی تو نہیں پریشے بھی تو عالیہ کی نند لگتی تھی۔وہ اسے کیسے بھول گئ تھی۔

زویا کی نظروں کے ارتکاز میں عالی نے پیچھے دیکھا۔

"سوچیے گا بھی مت کہ یہ میری نند ہے۔یہ میری دوست ہے پکی والی۔میری چھوٹی سی بہن ہے۔"

عالی نے اسے پیار سے اپنی اور کھینچ کر بازو اپنی گرفت میں لیا۔

پریشے کا موڈ قدرے بہتر ہوا تھا۔زویا نے سکھ کا سانس لیا۔

شام ہوتے ہی سارہ بھی علیزے کو لیے ڈرائیور کے ساتھ گھر آگئ تھی۔ماہیر اور رافع بھی ابھی آفس سے آئے تھے۔

لاؤنج میں خاصی رونق لگی ہوئی تھی۔ہمان اور آئینہ گھر پر نہیں تھے۔پریشے کو ہمان کی آج کی حرکت بالکل اچھی نہیں لگی تھی۔وہ ہمان پر اعتبار کرنا چاہتی تھی مگر دل کو ہر بار ہمان کی اگلی حرکت سے دھڑکا سا لگ جاتا تھا۔

مسز فاروقی اور ناز نین کافی دیر تک بیٹھ کر گفتگو کرتی رہی تھیں۔ پھر پر سکون ماحول میں کھانا کھایا گیا۔ عاشی اپنی پیکنگ کرنے میں مصروف ہو گئی تھی جبکہ زین مسز فاروقی اور ناز نین کی باتیں سن رہا تھا۔

"میں ساری زندگی بھی آپ کی شکر گزار رہوں تو یہ احسان نہیں چکا سکوں گی۔ میری عاشی کو آپ نے کس طریقے سے سمیٹا۔ اسے رہنے کے لیے چھت دی۔ سب سے بڑی بات اسے اس قابل بنادیا کہ وہ آج اپنے پیروں پر کھڑی ہے۔ اس افرا تفری کے دور میں جہاں خون کے رشتے بھی سفید پڑ جاتے ہیں وہاں آپ نے غیر ہوتے ہوئے بھی اپنا پن دکھایا۔"

"اپنا کہہ کر بھی غیروں جیسی باتیں کر رہی ہیں۔"

مسز فاروقی نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور مسکرا کر شکوہ کیا۔

عاشی لاؤنج میں آئی تو ایک جذباتی منظر سے سامنا ہوا۔ ناز نین عاشی کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔ ا "ب ہمیں اجازت دیجیے۔"

"میں تو کہہ رہی تھی آپ لوگ رک جاتے صارم آپ لوگوں سے مل کر بہت خوش ہوتا۔"

"نہیں پھر کبھی صحیح ابھی تو دیر ہو رہی ہے اور گھر پر میری ایک عدد بہو اور پوری فیملی بے صبری سے عاشی کا انتظار کر رہی ہیں۔"

عاشی جاتے وقت مسز فاروقی سے ملی تو دل بھر آگیا۔ان کے ساتھ زندگی کا ایک اچھا وقت گزرا تھا۔کسی ماں سے کم پیار تھوڑی دیا تھا انہوں نے اپنی بیٹی بنا کر رکھا تھا۔

"پاگل لڑکی خوش ہونا چاہیے تمہیں تمہاری فیملی مل گئ۔" وہ پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولیں۔

مسز فاروقی انہیں باہر تک چھوڑنے آئی تھیں۔ان کی آنکھوں میں نمی تھی۔وہ بہت اٹیچ ہو گئ تھیں عاشی سے۔انہیں اب فکر صارم کی تھی عاشی کے جانے پر وہ کیسا ری ایکٹ کرے گا۔

ملک ہاؤس میں اس وقت سب ڈنر کر رہے تھے۔ہمان اور آئینہ بھی آ چکے تھے۔نصیب سے عالیہ بھی آج اس ڈنر میں شامل تھی کیونکہ زین نہیں تھا ورنہ ہادیہ بیگم نے اچھی کلاس لینی تھی اس کی۔عالیہ نے رافع کو بھی ڈنر کے لیے یہیں روک لیا تھا۔

پری ہمان کے بالکل سامنے والی کرس پر بیٹھی تھی اور آئینہ ہمان کے برابر میں بیٹھے رافع کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی۔

کھانے میں بھابھی نے یخنی کا بیف پلاؤ بنایا تھا۔سارہ علیزے کو گود میں لیے چمچ سے سریلیک کھلا رہی تھی۔

سب کھانے میں مصروف تھے جبکہ پریشے آئینہ کو گھورنے میں۔

"پلاؤ بہت مزیدار بنا ہے۔"

عالیہ نے دوبارہ پلیٹ بھر کے خوش دلی سے زویا کی تعریف کی۔

"چڑیل کہیں کی میرے ہمان سے چپک ہی گئی ہے۔اس کا کوئی بندوبست کرنا پڑے گا۔"

پریشے نے خالی چمچ پلاؤ سے بھری پلیٹ میں گھماتے ہوئے دل میں سوچا۔

"آئینہ تمہیں یہاں آئے کتنے دن ہو گئے ہیں ناں تمہیں نہیں لگتا اب تمہیں گھر جانا چاہیے۔

"دل میں بھانبڑ جل رہے تھے۔بھلا وہ کیسے ان دونوں کا روزانہ ایک ساتھ رہنا پسند کرتی۔یہ لڑکی سچ میں پریشے کے ناک پر لڑ گئی تھی۔

وہ جو رافع سے مسکرا کر کچھ کہہ رہی تھی یک دم پری کی بات پر اس کی مسکراہٹ سمٹی۔ہمان نے اسے گھورا مگر وہ اسے دیکھ ہی کب رہی تھی۔زویا اور عالی نے حیرانی سے پریشے کی طرف دیکھا۔جبکہ سارہ نے اچھنبے سے پریشے کی بات سنی۔

ماہیر نے بامشکل تمام اپنی مسکراہٹ دبائی اور سر جھکا لیا۔کچھ دیر تک تو آئینہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی۔ پریشے نے فاتحانہ نگاہوں سے اس کی اور دیکھا پھر مسکرا کر آنکھیں پٹپٹائیں۔

"ہاں وہ میں بس۔۔۔"

"وہ یہاں ہمارے ساتھ تھوڑا ٹائم گزارنے آئی ہے چلی جائے گی۔"

آئینہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ہمان بول اٹھا۔

"پورا دن تو وہ آپ کے ساتھ ہوتی ہے ہمارے ساتھ تو اسے وقت گزارنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔"

وہ شاید کم عقل تھی یا پھر بہت زیادہ عقل مند تھی کم سے کم ہمان کو یہی لگا۔

اب کے بار ماہیر کی ہنسی چھوٹ گئ وہ ایکسیوز کرتا وہاں سے اٹھ کر اوپر چلا گیا۔

دوسری طرف سارہ تھی جو پریشے کی جیلسی وہ باخوبی سمجھ رہی تھی۔

"بھئ پریشے کی اس بات سے تو میں بھی اتفاق کرتی ہوں۔"

سارہ نے نیپکن سے علیزے کا لگڑا دگڑا منہ صاف کیا۔ہمان نے اپنا سر پیٹ لیا۔

پری تو پری اب سارہ بھی میدان میں اتر آئی تھی۔

"چلو کل اور پرسو کا پورا دن وہ تمہارے ساتھ گزارے گی ٹھیک ہے ناں۔ "وہ اس کی شرارت سمجھ رہا تھا۔وہ بد تمیزی ہرگز نہیں کر رہی تھی یہ ہمان جانتا تھا بس شرارتا کر رہی تھی۔

"دل پر پتھر رکھ کر کہہ رہا ہے۔"

کھانے سے انصاف کرتے نین نے شگوفہ چھوڑا۔ہمان نے دانت کچکچا ئے۔بھابھی ہنس دیں۔بیچاری آئینہ خجل سی ہو کر رہ گئی۔

"میرے تو سیمسٹر سٹارٹ ہونے والے ہیں میں تو نین بھیا کے برابر والے روم میں شفٹ ہو رہی ہو ں تا کہ دیر رات تک پڑھ سکوں۔

"ہمان کے ماتھے پر بل پڑے۔

"اس کمرے میں پڑھتے ہوئے تمہیں کون سا بل آرہا ہے۔"

اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔

بل نہیں آرہا مگر یہ کمرہ سامنے ہے بالکل لوگوں کے باتیں کرنے اور ہنسنے کی آوازوں سے میں ڈسٹرب ہو جاؤں گی۔

پریشے کن کس باتچکا حوالہ دیا تھا وہ کیا سب ہی سمجھ گ ےئے تھے۔سب کے ہونٹوں پر دبی دبی ہنسی تھی۔ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے سب نفوس ان کی نوک جھونک انجوائے کر رہے تھے۔

"مجھے پاپا ٹیوٹ کریں گے۔یہاں تو کسی کے پاس میرے لیے وقت نہیں ہے لوگ صبح جاتے اور شام میں آکر گھر میں گھستے ہیں نین بھیا بھی شام میں آجاتے ہیں۔وہ بھی میری تیاری کروانے میں ہیلپ کریں گے۔"

بڑی مہارت سے وہ اپنی باتیں طنز کے لفافے میں لپیٹ کر دے دے کر مار رہی تھی۔

ہمان باخوبی اس کی باتیں سمجھ رہا تھا مگر ابھی دماغ صرف اس کے جانے والی بات پر اٹکا ہوا تھا۔چچی کا پورشن دوسری طرف تھا۔جبکہ ابھی وہ ان کے ہی پورشن میں ہمسن کے سامنے والے کمرے میں مقیم تھی۔

"بھابھی پڑھادیں گی تمہیں۔"

وہ گھر کے کاموں میں مصروف ہوتی ہیں۔وہ دوبہ دوبولی تھی۔

عالیہ بھی اپنے پورشن میں فارغ ہوتی ہے۔ہمان نے دانت پیسے۔

"وہ میتھس میں بہت ویک ہے۔"

عالیہ کا منہ کھل گیا۔میٹرک میں ریاضی کے مضمون میں سکول ٹاپ کرنے والی کو اس نے فلاپ کر دیا تھا۔اس کا دل خون کے آنسو رویا۔

"میں خود تمہیں ٹیوٹ کروں گا مگر شفٹ ہونے کا خیال دماغ سے نکال دو۔"

وہ آج کل اس چھوٹی سی پٹاخہ کڑی کو دیکھ رہا تھا جو کہیں بھی کبھی بھی پھٹ جاتی تھی۔

"پر آپ تو آئینہ کے ساتھ ہوتے ہیں پورا دن مجھے کسے ٹیوٹ کریں گے۔"

وہ جیسے کھاتا کھول بیٹھی تھی۔ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔

"تمہاری پڑھائی سے کوئی کمپرومائز نہیں۔"

"تو پہلے یہ بتا تیرے کتنے نمبر آئے تھے ریاضی میں۔ میری بہن کی پڑھائی سے نو کومپرومائز۔ پتا چلے ترقی پاس نمبروں سے پاس ہوا ہوا اور میری بہن کو بھی ڈبو دے۔ جا جا کے تعلیمی ریکارڈ لے کر آ۔"

نین نے نیپکن سے ہاتھ صاف کیے ساتھ ہی ہمان کا دماغ بھی صاف کر دیا۔

"تو منہ دھو رکھ۔"

ہمان نے اسے اوقات دکھائی۔

"تمہیں پتا ہے ہمان تمہیں ٹیوٹ کیوں کر رہا ہے۔ "عالیہ نے پریشے سے تائید چاہی۔ پریشے نے استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"تاکہ تمہارا کوئی پیپر نہ رکے اور تم پاس ہو جاؤ۔اس کے بعد شادی جو ہونی ہے۔ورنہ اگر پیپر رک گیا تو شادی پوسٹ پونڈ ہو جانی ہے۔"

وہ بتاکر مزے سے ہمان کے تاثرات نوٹ کرنے لگی۔

"تم تو ہو ہی پھاپھا کٹنی۔"

وہ جل کر خاک ہوا تھا۔

"اور تم اٹھو یہاں سے سیدھی اپنے کمرے میں جا کر بکس کھولو اپنی آتا ہوں میں۔"

وہ پریشے کو خشمگیں نگاہوں سے گھورتا ہوا بولا۔

"ساتھ ہی چلتے ہیں ناں۔"

ایک نظر آئینہ ڈائینہ پر ڈال کر وہ منمنائی۔اس نے اپنا حلق تر کیا۔بول تو گئی تھی پر اب ڈر لگ رہا تھا۔

"تم جاتی ہو یا بتاؤں تمہیں میں۔"

ہمان کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ وہ دم دبا کر وہاں سے بھاگی۔

عالیہ سمیت سب کا قہقہہ گونج اٹھا تھا۔

"آئینہ ایم ریلی ریلی سوری فار دیٹ تم جانتی ہو پریشے نادان ہے۔ کم عقل ہے۔ وہ ہر بات کو اپنی سمجھ کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔ تم اس کی کسی بھی بات کا برا امت ماننا۔"

وہ گہری سانس کھینچتا آئینہ سے ایکسکیوز کرنے لگا۔

"مجھے اس کی کسی بھی بات کا برا نہیں لگا ہمان۔"

آئینہ نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا تھا۔

ہمان اسے بہت سنجیدگی سے ٹیوٹ کر رہا تھا۔ اس وقت وہ کہیں سے بھی اس کا شوہر نہیں لگ رہا تھا۔ ریاضی میں بقول اس کے عالیہ ڈفر تھی تو وہ خود کون سا ماسٹر تھی۔

اگر ہمان اس کے لیے سخت گیر استاد بنا ہوا تھق تو وہ خود کون سا کم تھی۔ اس نے ہمان کی ناک میں دم کر رکھا تھا وہ ایک سوال حل کرواتا تو وہ دوسرا بھول جاتی وہ دوسرا سمجھاتا تو وہ پہلا بھول جاتی۔

"پریشے دھیان کدھر ہے تمہارا پچھلے ایک گھنٹے سے تمہیں یہی دو سوال سمجھا رہا ہوں۔ "وہ غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر نرمی بھی نہیں برت سکتا تھا۔اس کی نرمی کا ہی تو وہ فائدہ اٹھاتی تھی۔اب تو پیپر سر پر تھے۔وہ ہرگز اسے چھوٹ نہیں دے سکتا تھا۔

"زین بھائی کی شادی میں کتنا مزہ آئے گا ناں عاشی بھی ہو گی اب تو ہمارے ساتھ۔"

وہ الگ ہی راگ الاپ رہی تھی۔

ہمان کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔وہ پاگل تھا کب سے اس کے ساتھ مغزماری کر رہا تھا اور وہ محترمہ کہیں اور پہنچی ہوئی تھیں۔

"مزہ تو تب آئے گا ناں جب تم شادی میں شرکت کرو گی۔"

پریشے کی آنکھوں میں تحیر سمٹ آیا۔ریاضی کا ٹیسٹ کلئیر کرو گی تو ہی شادی میں جا سکو گی ورنہ بھول جاؤ۔"

ہمان سنجیدگی سے اسے خبردار کیا۔

"آپ بہت غلط کر رہے ہیں میرے ساتھ۔"

بے بسی سے وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔

"کچھ غلط نہیں کر رہا۔"

اس کی صحت پہ جیسے کوئی اثر ہی نہیں پڑا تھا۔

"میں ماما سے آپ کی شکایت کر دوں گی۔"

بالآخر سب سے اہم ہتھیار استعمال کیا گیا۔

https://classicurdumaterial.com/

"میری بلا سے پولیس کمپلین کردو آئی ڈونٹ کیئر"

وہ کچھ بھی سننے کو راضی نہیں تھا۔ پریشے نے جھٹکے سے پین اس کے ہاتھ سے چھیننے کے انداز میں جھپٹا۔ قریبا مزید ایک گھنٹہ لگا کر اس نے ٹیسٹ مکمل کیا۔ سارے سوال ہی ٹھیک تھے۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی شاباش دیتا یا کوئی کمپلیمنٹ دیتا باہر سے یک دمشور شرابے کی آواز پر پریشے نے کمرے سے دوڑ لگادی۔

سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ علیزے فرش پر ٹیبل کے پاس بیٹھی سوفٹ بال سے کھیل رہی تھی۔

"حد ہے آج کا انتظار تو بھاری پڑ گیا ہے۔"

عالیہ جلے پیر کی بلی بنی ہوئی تھی۔

"نہ تم جو اتنی اتاولی ہوئی جارہی ہو ہماری تو جیسے وہ کچھ لگتی ہی نہیں۔"

سارہ نے گہرہ طنز کیا۔

"تم جلومت۔"

سارہ کا منہ کھل گیا۔

"جلتی ہے میری جوتی۔"

عالیہ نے نظر انداز کر دیا اور باہر لان میں چلی گئ۔

"لڑکی صبح سے پاگل ہو رہی ہے انتظار میں۔

"بھابھی کتنا اچھا ہوتا ناں میں حماد کے ساتھ واپس نہیں آتی تو عاشی سے بھی مل لیتی۔"

"ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے وہاں ٹھنڈا اتنی تھی علیزے کے بیمار ہونے کا خطرہ تھا۔"

"جس کا تھا انتظار آ گیا وہ شاہکار۔"

عالیہ کی آواز اندر لاؤنج تک سنائی دی تھی۔

"لگتا ہے پھپھو لوگ آگ ئے۔"

سارہ پرجوش سی بولی۔

داخلی دروازے کے فریم میں عاشی کا چہرہ ابھرا۔ اسے دیکھ کر یک دم سارہ نے زور سے چیخ ماری تھی۔

"میرے اللہ کتنی بڑی ہو گئی ہو تم۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

سارہ نے کس کے اسے گلے لگالیا۔

"بڑی نہیں ڈفر سمجھدار ہو گئ ہے میری بہن۔"

زین نے ہانک لگائی جو عاشی کا لگیج اٹھا کر لا رہا تھا۔

عاشی کے چہرے سے مسکراہٹ جدا نہیں ہوتی تھی۔

"میری بوڑھی آنکھیں کیا خواب دیکھ رہی ہیں نازنین یہ یہ ہماری عائشہ ہے ناں۔"

میسم صاحب شور شرابہ سن کر اپنے نیچے آ ئے تھے۔عاشی کے آنے کی خبر انہیں تھی مگر اسے سامنے دیکھ کر وہ بہت خوش تھے اور دل سے اسے معاف کر چکے تھے۔اس کا ماتھا چوم کر خود سے لگاتے ہو ئے فرط مسرت سے مسکرا رہے تھے۔

"آپ کہیں سے بھی بوڑھے نہیں لگتے میرے ینگ ماموں جان۔"

عاشی نم آنکھوں سے مسکرادی۔

پیچھے ہی ہادیہ بیگم اور ابرار صاحب بھی آگ ۓ۔عالی ہی انہیں بلا کر لائی تھی۔

"عاشی کیسی ہو۔تجھے کتنا یاد کیا ہم نے پر تجھے یاد نہ آئی ہماری۔"

ہادیہ بیگم نے اسے کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔"

بس کرو بیگم تم تو جزباتی ہی ہو گئی ہے ہٹو زرا اب میرا نمبر ہے بچی سے ملنے کا۔"

ابرار بیگم نے انہیں ایک طرف کر دیا۔

"جیتے رہو میرے بچے خوش رہو۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ابرار صاحب نے اسے خود سے لگایا۔رشتوں کی لزت ہی الگ ہوتی ہے۔ان کی خوشبو ہمیشہ ایک دھاگے میں پیرو کے رکھتی ہے۔رشتوں کو صحیح معنوں میں اس نے اب محسوس کیا تھا۔

"خوش آمدید۔"

رافع نے اس سر پر ہاتھ رکھا۔ایک ایک کر کے وہ سب سے ملی۔چہرے پہ مسکراہٹ تھی پر دل بار بار بھر ارہا تھا۔آنکھیں نم تھیں۔چھلکنے کو بے تاب۔

بھابھی سے مل کر وہ پیچھے ہوئی تو سامنے ہی پریشے کو کھڑے پایا۔ وہ بھاگتی ہوئی نیچے آئی تھی۔سانس پھولی ہوئی تھی۔پھپھو اسے دیکھ کر مسکرا دیں۔عاشی کے قدم منجمند ہو گئے۔وہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکی۔پریشے خود آگے بڑھی تھی۔

"ویلکم ہوم عاشی۔"

پھولی سانسوں کے درمیان وہ بولی اور جھٹ سے اسے گلے لگالیا۔

"میں تمہارا صبح سے انتظار کر رہی ہوں۔ کتنی دیر لگا دی آتے آتے۔"

"دیر آئے درست آئے۔"

ہمان نے تبصرہ کیا۔ وہ پریشے کے پیچھے ہی نیچے آیا تھا۔ سامنے کا منظر اس کی توقع کے مطابق تھا۔ آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔ عاشی کی خود پر باندھے سب بند ٹوٹ گئے تھے۔ وہ اتنی زور سے روئی تھی کہ پریشے بری طرح ڈر کر اس سے الگ ہو کر ہراساں نظروں سے ہمان کو دیکھنے لگی پھر پھپھو کی طرف دیکھا اور نفی میں گردن ہلائی۔

نازنین خود بوکھلا گئی تھیں۔

"عاشی میری جان کیا ہوا ہے؟ آپ ایسے کیوں رو رہی ہیں؟"

"کچھ نہیں ماما بس یونہی اتنے وقت بعد اپنوں سے ملی ہوں تو دل بھر آگیا تھا۔"

"کس الو کے پٹھے نے کہا کہ تم سمجھدار ہو گئی ہو۔ اتنی بری طرح روئی ہو کہ میری بیوی بیچاری خوف زدہ ہو گئی۔"

ہمان نے پریشے کو پیچھے سے کندھوں سے تھام کر ریلیکس کیا ساتھ ہی ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کے لیے عاشی کو چھیڑا۔

عاشی کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔"

"تم نے الو کا پٹھا کسے کہا۔"

"جس طرح تم بھڑک رہے ہو میں نے تمہیں ہرگز بھی نہیں کہا کہ تم الو کے پٹھے ہو۔"

ہمان نے آگے بڑھ کر عاشی کو خود لگایا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ وہ ہرگز بھی باتیں دل میں رکھنے والا شخص نہیں تھا۔ جو کچھ عاشی نے کیا تھا۔ اس کی سزا وہ کاٹ چکی تھی۔

"تم نے ابھی کہا مجھے کہ میں الو کا پٹھا ہوں۔"

زین نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے آنکھیں سکیڑیں۔

"ایوری ون! کسی نے سنا کہ میں نے زین کو الو کا پٹھا کہا۔ انفیکٹ تم نے خود اپنے منہ سے کہا ہے۔"

پریشے سمیت سب کا فلک شگاف قہقہہ لگا تھا۔ ماحول خوشگوار سا ہو گیا تھا۔ لاؤنج ایک بار پھر برسوں پرانے والے قہقہہ گونج رہے تھے۔ سب ہنسی مزاق میں مگن تھے۔ عاشی کو خاصا پروٹوکول دیا جا رہا تھا۔

نازنین نے اپنے بچوں کی بلائیں لیں۔کتنے دن ہوئے تھے یہ منظر دیکھے ہوئے۔

زین اور عالی کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔زویا اور سارا ہر دوسرے دن مارکیٹ پہنچی ہوتی تھیں۔پریشے پیپرز کی تیاریوں میں مصروف تھی۔عاشی وہیں ملک ہاؤس میں عالی کے ساتھ رک گئی تھی۔

ابھی بھی سارہ اور زویا مارکیٹ سے آکر بیٹھی تھیں۔"ہائے بھابھی تھکا دیا اس شاپنگ نے تو۔بس اب جلدی سے اللہ کرکے یہ شاپنگ کا سلسلہ ختم ہو۔"

"ابھی تو تمہاری اور علیزے کی شاپنگ باقی ہے۔"

"ارے ہاں اچھا یاد دلایا۔مجھے حماد کو فون کرنا تھا میرا فون ہے کہاں۔"

"علیزے کے ہاتھ میں دیکھا تھا میں نے۔"

عاشی اور عالی بھی وہیں آگئی تھیں۔

"وہ تو کام تمام کردے گی میرے موبائل کا۔"علیزے عاشی کی گود میں تھی۔ماں کو دیکھتے ہی مچلنے لگی۔

"یہ لاسٹ چکر تھا۔جہیز والے سارے کپڑے مکمل ہو گئے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بھابھی نے بیگز پر عالیہ کی توجہ مرکوز کروائی۔وہ شاپنگ دیکھ رہی تھی۔

"ادھر آؤ ماما کا بیٹا۔میرے بیٹے کا دل لگ گیا تھا ماما کا بغیر۔"

علیزے گول مٹول سرخ گالوں کو چومتی وہ پیار سے باتیں کر رہی تھی اس سے۔

علیزے میڈم موبائل میں مصروف تھیں۔سارہ نے موبائل لے کر حماد کو کال کی۔

"اس سب کا کریڈٹ بھابھی کو جاتا ہے۔میری ساری چیزیں انہوں نے مکمل کر دیں ورنہ میری اماں نے تو باہر نکلنا بند کر دیا۔"

"اچھا ہے باہر نکلنا بند کر دیا ڈگ ڈگ گھومنے سے روپ نہیں چڑھتا۔"

"بھابھی حد ہے ویسے۔"

عالی نے خفگی سے دیکھا۔

"تم چپ کیوں ہو بھئی تم بھی کچھ بولو۔"

بھابھی نے اسے خاموش بیٹھے نوٹ کیا تو ٹوک گئیں۔

"اب یہ ڈاکٹر بن گئی ہے۔کم بولے گی اور جب بولے گی صرف دوائیاں ریکیمنڈ کرے گی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

عاشی نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔

"ایسا بھی کچھ نہیں ہے ڈاکٹرز بھی انسان ہوتے ہیں۔ تم تو مجھے کسی اور سیارے کی مخلوق سمجھنے لگ گئ ہو۔"

بھابھی کی ہنسی چھوٹ گئ۔

"ہیلو حماد کہاں ہیں آپ میں کب سے کالز پر کالز کیے جا رہی ہوں۔"

کال ملتے ہی وہ جھنجھلا کے مستفسر ہوئی۔

"تمہارے دل میں۔"

بس شروع مسکا بازی۔ سارہ نے آنکھیں گھمائیں۔

"مجھے اور علیزے کو شاپنگ پر جانا ہے۔ شادی سر پر ہے اور ہماری کچھ بھی تیاری نہیں۔"

"میں اگلے چار دن تک مصروف ہوں ممکن ہے کہ میں عین مہندی والے دن گھر پہنچوں۔"

سارہ کا پارہ چڑھ گیا۔

"تب بھی آنے کی ضرورت نہیں حماد اور رہی شاپنگ تو وہ اگر میں نہیں بھی کروں گی تو بھی سر جائے گا۔"

کہہ کر کھٹاک سے فون بند کر کے صوفے پر پٹخا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"کول ڈاؤن سارہ! حماد بھائی مصروف ہونگے تم بھابھی کے ساتھ ہی کر آؤ۔"

"کیوں کر آؤں بھابھی کے ساتھ۔ میرا نکاح بھابھی سے نہیں حماد سے ہوا ہے۔اسے اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے۔"

اس کا غصہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔وہ پچھلے کئی دن سے گھر نہیں آیا تھا۔نہ ہی کوئی کال نہ کوئی میسج۔

گھر میں شادی تھی۔کم سے کم اسے اب تو گھر ہونا چاہیے تھا۔کچھ نہیں تو اپنی بیوی اور بچی کا ہی خیال کر لیتا۔

اس وقت اسے سمجھانا فضول تھا۔عالیہ نے کچھ کہنا چاہا پر عاشی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔

رات اپنے پر پھیلانے کو تھی۔آسمان پر تارے ٹمٹمارہے تھے۔سردی کی شروعات تھی ہلکی ٹھنڈی ہواؤں کا راج تھا۔

نین کے زخم اب پہلے سے کافی بہتر تھے۔آج ارادہ گھر جلدی جانے کا تھا۔وہ گاڑی لے کر گھر روانہ ہو گیا۔

لاؤنج میں اب ماہیر آئینہ اور رافع کا اضافہ ہو چکا تھا۔آئینہ کو ماہیر اپنے ساتھ آفس لے گیا تھا۔پریشے کا کل والا ری ایکشن اسے یاد تھا۔

وہ آج اس کا موڈ خراب نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔سو آئینہ کو منظر سے غائب کرنے کا بیسٹ آپشن یہی تھا۔ابھی وہ لوگ بیٹھے گپ شپ ہی کر رہے تھے کہ نین کی گاڑی کے مخصوص ہارن کی آواز سنائی دی۔

عاشی کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

"ملک ہاؤس کی رونق آ رہی ہے۔"

بھابھی زور سے ہنس دیں۔

"السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام۔!"

"کیا بات ہے بڑی محفلیں لگی ہوئی ہیں وہ بھی میرے۔۔۔۔!"

نین کے باقی کے الفاظ اس ہستی کو وہاں موجود پا کر ہی منہ میں رہ گ ئے تھے۔وہ ساکت نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ہسپتال کے کمرے میں جب پہلی دفعہ اسے دیکھا تھا تو یہی خیال آیا تھا کہ وہ اس کی نفرت محسوس کر کے دوبارہ اپنی شکل تک نہیں دکھا ئے گی مگر اب اسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ اس کا تمسخر اڑا رہی ہو کہ تمہیں کیا لگا تھا نین میں اتنی جلدی پیچھے ہٹ جاؤں گی۔

ایک دفعہ تو دل کیا وہیں سے واپس پلٹ جائے مگر نہیں اسے اب پیچھے نہیں ہٹنا تھا بلکہ اس لڑکی کو پیچھے ہٹانا تھا۔

"تمہارے پیروں میں کیا ایلفی لگ گی ہے یا بھوت دیکھ لیا ہے۔"

وہ پہلے ہی حماد کی وجہ سے چڑی بیٹھی تھی اب نین کے ساکت ہونے پر جھلا گئی تھی۔

"بھوت تو پھر انسانوں سے محبت کرنے کی خطا کر لیتے ہیں۔انسان ہی فریبی ہے اور ساری زندگی فریب میں ہی جیتا ہے۔"

کوئی محسوس کر سکا ہو یا نہیں مگر عائشہ اچھے سے سمجھ گئی تھی وہ اسے ہی تو کہہ رہا تھا اور غلط بھی کیا کہہ رہا تھا۔

"بہت خوب نین صاحب! تمہیں تو فلسفے کا ٹیچر ہونا چاہیے تھا۔"

وہ سارہ کی گود سے علیزے کو لیے سامنے والے صوفے پر جا بیٹھا۔

"پریشے کہیں دکھائی نہیں دے رہی۔"

نین نے ادھر ادھر پریشے کو ڈھونڈنا چاہا۔آج تو اس کی آواز بی نہیں آ رہی تھی۔وہ جان بوجھ کر عاشی کو نظر انداز کر رہا تھا۔

"نین تم عاشی سے نہیں ملے۔کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی عاشی کے واپس آنے کی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ سارہ تھی جو بند آنکھوں میں چھپے بھید جان جاتی تھی۔پھر نین کی آنکھوں میں چھپی نفرت کی تہہ کیسے نہ دیکھ پاتی۔

"مجھے چلے جانے کی خوشی زیادہ ہوئی تھی۔"

وہ جب بولا تو لہجہ بے حد پتھریلا تھا اور عاشی پتھرا ہی تو گئی تھی۔پھر وہ لمحہ بھر بھی وہاں رکا نہیں تھا علیزے کو ساری کی گود میں دے کر سیڑھیاں پھلانگتا پریشے کے کمرے کی طرف چل دیا۔

جو میں زہر اگلتا ہوں ناں

ایک ناگن کو منہ لگایا تھا

(جون ایلیا)

عاشی نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔سارہ نے افسوس سے نین کی پشت کو دیکھا۔باقی سب کے لیے بھی نین کا رویہ غیر متوقع تھا۔آئینہ جو پاس بیٹھی تھی عاشی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دینے لگی۔

"آئی ایم فائن۔"

اس سے پہلے کہ صبر کا پیمانہ چھلک جاتا وہ وہاں سے اٹھ گئ۔ باہر لان کی ٹھنڈی ہوا میں آکر سانس لی۔ یہ تو شروعات تھی ابھی آگے نا جانے کیا کیا سہنا باقی تھی۔

کسی غیر کا کہا برداشت ہو جاتا ہے پر محبوب کا کہا دل میں تیر کی طرح پیوست ہو جاتا ہے۔ اس شخص کا انداز الفاظ لب ولہجہ سب کچھ ہی تو بدل گیا تھا۔ پہلے جیسی شوخی اس کے لیے اب اس شخص کے لہجے میں مفقود تھی۔

افسردہ نگاہیں ماہ کامل پر ٹکی تھیں۔ آدھا چاند اور پورا دکھ مل کر اس بوجھل سی رات کی تاریکی میں راگ گا رہے تھے۔

آج یوں موسم نے دی جشن محبت کی خبر

پھوٹ کر رونے لگے ہیں میں محبت اور تم

ہم نے جو نہی کر لیا محسوس منزل ہے قریب

راستہ کھونے لگے ہیں میں محبت اور تم

چاند کی کرنوں نے ہم کو اس طرح بوسہ دیا

دیوتا ہونے لگے ہیں میں محبت اور تم

دھر گیا الزام جب سے اپنی حرمت پر کوئی

باشیں دھونے لگے ہیں میں محبت اور تم

آج پھر محرومیوں کی داستانیں اوڑھ کر

خاک میں سونے لگے ہیں میں محبت اور تم

کھو گئے انداز بھی آواز بھی الفاظ بھی

خامشی ڈھونے لگے ہیں میں محبت اور تم

(وصی شاہ)

"تمہارے بھائی کی شادی ہے تمہیں تو وہاں ہونا چاہیے۔"

"آج میری عزیز جان کزن پلس بہن کی بھی شادی ہے جو میری ہونے والی بھابھی بھی ہے۔"

عاشی اسے پھولوں کا زیور پہنا رہی تھی۔ کمرہ گلاب کی خوشبو سے معطر تھا۔

"توتم اپنے بھائی کی شادی انجوائے نہیں کروگی کیا بات واہ! اسے کہتے ہیں سچی یاری۔"

وہ فخریہ انداز میں گویا ہوئی۔

"اتنی تم اچھی ہوناں۔"

"زین کی رسم کرنے جائیں گے ناں واپس نہیں آؤں گی میں۔"

وہ اٹھلا کر بولی۔

"ہائے میں توخوش فہمی میں مبتلا ہو گئ تھی کہ تم میری رخصتی تک میرے ساتھ رہو گی۔"

"بس کرواب نوٹنکی کہیں کی۔"

عاشی نے اسے دھپ رسید کی۔

"واللہ کتنی پیاری لگ رہی ہے یہ ڈائن۔"

اندر آتی سارہ نے علیزے کو بیڈ پر بٹھایا۔"

یہ میری تعریف تھی یا برائی۔"

وہ آنکھیں چھوٹی کیے خفگی سے گویا ہوئی۔

"جو تم اچھا سمجھو یہ تم پر چھوڑ دیا کیوں عائشہ۔"

سارہ نے اس سے تائید چاہی تو وہ مسکرا دی۔

"دیکھ رہی ہو اس چالاک خاتون کو۔"

"اسے بولنے دو عاشی۔اس کے پاس کم وقت رہ گیا ہے پھر توزین نے اس کی ایسی بولتی بند کروانی ہے کہ پوچھو مت۔"

عاشی کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کے وہ بولی تھی۔کمرے میں دونوں کا مشترکہ قہقہہ گونج اٹھا تھا۔

"میں بھابھی کو بھیج رہی ہوں۔عالی کو نیچے لے آؤ خاندان کے سارے لوگ اور سب مہمان آ چکے ہیں۔"

سارہ علیزے کو اٹھا کر نیچے چلی آئی۔اریب قریب کے سب ہی رشتہ دار موجود تھے۔

"بھابھی عالی کو نیچے لے آئیں۔"

"تم مہمانوں کو سنبھالو میں لے کر آتی ہوں۔۔"

زرد آنچل سنبھالتی وہ اندر بڑھ گئی۔

عالی کو نیچے لا کر ایک جھولے نما تخت پر لا کر بٹھایا جس کے دونوں اطراف گو اؤ تکیے رکھے تھے۔انتظام باہر لان میں کیا گیا تھا۔

پھپھو بھی ہادیہ بیگم کے ساتھ مہمان اٹینڈ کر رہی تھیں۔زین پر سخت پہرے بٹھا دیے گ ئے تھے۔

موگرا اور بیلا کے پھولوں نے ماحول کو معطر کر رکھا تھا۔

رشتہ دار وغیرہ عالی کی رسم کر رہے تھے۔

بیک گراؤنڈ میں ہلکا ہلکا سا میوزک چل رہا تھا۔

سارہ کی نگاہ دروازے پر ٹکی تھی۔دل میں اداسیوں نے ڈیرے جما ئے ہوئے تھے۔حماد اب تک نہیں آیا تھا۔نہ ہی سارہ نے اسے دوبارہ کال کرنے کی زحمت کی تھی۔

"اسے نہیں آنا تو نہ آئے ناں میں کیوں اس کا انتظار کر کے فنکشن خراب کروں۔"

اس کے اندر عجیب سی جنگ چھڑی تھی۔جھنجھلا کر خود سے کہتی وہ خود کو نارمل کرنے لگی کہ اگر کسی نے اس کا اترا چہرا دیکھ لیا تو کیا کہیں گے۔

سب سے مسکرا کر بات کرتے گلے ملتے بھی اس کی نظر بار بار بھٹک رہی تھی۔چاہ کر بھی دل اس بے وفا شخص کی یادوں سے ابھر تا نہیں تھا۔

اسے غصہ آنے لگا تھا۔ پھر اچانک دل نہ جانے کیوں بھر آیا۔ آنسو پیتی بہانہ بنا کر وہ اندر چلی گئ۔

رسم جلد ہی ختم کر دی گئ تھی۔ ابھی انہیں پھپھو کی طرف بھی جانا تھا۔

"واللہ! چشم بدور ہر بلا دور۔"

سفید بوسکی کے سوٹ میں گلے میں پنج رنگا پٹکا ڈالے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے دروازے سے ٹیک لگا ئے وہ اسے نظروں کے حصار میں لیے کھڑا تھا۔

پریشے نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کی مدھم شرمیلی سی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

فنکشن میں تو ہمان کو مہمانوں سے ہی فرصت نہیں تھی کجا کے اس دلربا کو جی بھر کر دیکھتا۔ وہ میک اپ کو ٹچ اپ دینے آئی تھی۔ پورے وقت میں اسے ہمان نظر نہیں آیا تھا۔

غصہ تو اسے بہت آیا۔ پھر آئینہ کو رافع کے ساتھ کھڑے دیکھ کر دل کو ڈھارس ملی تھی۔ پر اب اسے سامنے دیکھ کر جیسے غصہ کہیں دور جا سویا تھا۔

غم زندگی غم بندی غم دو جہاں غم کارواں

میری ہر نظر تیری منتظر تیری ہر نظر میرا امتحان

شعر پڑھتے وہ بھاری بھاری قدم اٹھاتا اس تک آیا۔ میلڈی کی بھینی بھینی خوشبو اس کے وجود سے اٹھ رہی تھی۔

ہمان نے گہری سانس کھینچی۔

"کچھ قدرت کا کمال ہے کچھ تم نے کسر نہیں چھوڑی۔ اوپر سے یہ خوشبو۔ لگتا ہے بن ہتھیار کے مار ڈالنے کا ارادہ ہے۔"

پریشے نے اپنی ہرنی جیسی آنکھیں اوپر اٹھائیں۔

محبت کے گہرے سمندر میں طلاتم ہی طلاتم تھا۔

ہیں آنکھوں میں کمال اس کے

جب بات کرتی ہیں تو دل دھڑکتے ہیں

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پریشے کو اپنا دل سنبھالنا مشکل ہو گیا۔اے سی کے نیچے بھی ہتھیلیاں بھیگ سی گئ تھیں۔ نظریں ٹکرا کر پھر سے جھکی تھیں۔

"آپ کب سے پروین شاکر بن گ ئے۔"

"حسین لڑکی کو دیکھ کر روح اپنے آپ شاعر بن جاتی ہے۔"

"دیر ہو رہی ہے سارہ مجھے دھونڈ رہی ہو گی۔"

اس کی آنکھوں سے لپکتے جذبوں سے گھبراتی وہ جلدی سے کہہ کر ہمان کی سائیڈ سے نکلنے لگی تھی کہ جھٹکے سے رکی۔اس کی کلائی ہمان کی گرفت میں تھی۔

پریشے کو لگا وہ ہل نہیں سکے گی۔دل سو کی سپیڈ سے دوڑنے لگا تھا گویا پسلیاں توڑ کر باہر آئے گا۔

"مجھ سے زیادہ تو تمہیں سارہ کی فکر رہتی ہے۔ کبھی یہ بھی کہا ہے ہمان مجھے ڈھونڈ رہا ہو گا۔"

وہ خفگی سے بولا۔

"آج میں واقع تمہیں ڈھونڈ رہا تھا۔"

"ہمیشہ نہیں ڈھونتے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ہمیشہ تو نظروں کے سامنے ہوتی ہو۔ آج تو صبح سے ہی پتا نہیں کہاں غائب ہو۔"

"یہ صبح سے میرے ساتھ تھی۔"

سارہ دروازے سے نمودار ہوئی۔ ہمان کی گرفت ڈھیلی پڑ گئ۔ پریشے نے جلدے سے اپنا ہاتھ کھینچا اور یونہی بے مقصد دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی۔

"یہ تو مجھے پہلے ہی پتا تھا۔ منکوحہ وہ میری ہے رہتی تمہارے ساتھ ہے۔"

وہ سخت بدمزہ ہوا تھا۔

ہاں تو منکوحہ ہے ناں بیوی تو نہیں جب بیوی بنالو تب بات کرنا۔"

"چلو پریشے۔"

پریشے کا ہاتھ پکڑ کر اسے وہ ساتھ لے گئ۔

"اور ہاں جلدی نیچے آؤ۔ رسم کرنے جانا ہے۔"

شاہ ہاؤس کی رونقیں ہی نرالی تھیں جیسے بہار اتر آئی ہو۔ عالی کی رسم کر کے وہ منظر سے ہی غائب ہو گیا تھا یا شاید وہ عاشی کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ایک کنوارا پھر گیا مارا

اس کو دیکھو یہ بیچارا

چار دن کی ہے یہ چاندنی

پھر وہی کالی رات ہے

تو مان جا دلہے راجا۔

نین نے ہلدی میں دونوں ہاتھ بھگو کو رج کے اس کے گال پیلے کر دیے تھے۔ساتھ ہی وہ گنگناتا ہوا ایکٹنگ کرتا اسے چھیڑ بھی رہا تھا۔

سارہ سمیت سب کے قہقہے گونج رہے تھے۔

عاشی کی نظریں نین پر ہی تھیں۔برابر میں ہی تو کھڑی تھی۔

نین وہاں سے اٹھ کر ایک طرف چلا گیا۔عاشی اس سے بات کرنا چاہتی تھی۔اسے پوچھنا چاہتی کہ اتنا کٹھور کیوں ہو گیا یہ نٹ کھٹ سا شخص۔

دوپٹہ سنبھالتی اپنی سانسیں درست کرتی وہ اس کے پیچھے ہی چلی آئی۔

نین فون بند کر کے مڑا تو مسکراہٹ اس کے لبوں پر تھی۔پر سامنے کھڑی اس بے وفا لڑکی کو دیکھ کر نہ صرف لب سکڑے تھے بلکہ ماتھے پر بل بھی واضح پڑ چکے تھے۔چاکلیٹ براؤن رنگ کے کرتا شلوار میں ہلکی ہلکی بیئرڈ میں وہ وجیہہ لگ رہا تھا۔غصے سے آنکھیں مزید پر کشش لگنے لگی تھی۔

وہ سائیڈ سے نکل جانا چاہتا تھا پر عاشی کی آواز نے اس کے قدم جکڑ لیے۔

"کوئی اتنا بھی سنگ دل کیسے ہو سکتا ہے۔"

وہ اداسی کی مورت بنی اس سے سراپہ سوال تھی۔

"بالکل ویسے ہی جیسے کوئی انسانیت سے نیچے گر سکتا ہے۔"

"میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں۔"

آواز میں نمی گھلی تھی۔بے بسی ہی بے بسی تھی۔

"واہ! تمہیں تو داد دینی چاہیے۔"

تمسخر اڑاتے لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی۔" چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ۔

"تم جیسا سمجھ رہے ہو ایسا نہیں ہے نین۔"

وہ رو دینے کو تھی۔ وہ تو کچھ سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔

"واقع میں جیسا سمجھ رہا تھا ویسا تو کچھ نہیں تھا۔" اس کا لہجہ بہت گہرا تھا۔ نشیلی آنکھوں میں نمی تیرتی محسوس ہوئی تھی۔ عاشی دھک سی رہ گئی۔ ان آنکھوں میں ٹوٹے کانچ سی چبھن تھی۔

کیا یہ لمحہ اظہار تھا۔ گر یہ اظہار تھا تو کیسے موقع پہ اس پر یہ حقیقت کھلی تھی کہ آگ تو ہمیشہ سے ہی دونوں طرف برابر لگی تھی۔ اب تو اس طرف بس دھواں باقی رہ گیا تھا۔ آگ تو اب یک طرفہ رہ گئی ہے۔

وہ بول کر رکا نہیں تھا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ زین کی سمت بڑھ گیا۔ عاشی نے شرمندگی سے نظریں جھکا لیں۔

وہ شخص جسے وہ ہمیشہ سے لاابالی سمجھتی تھی۔ درحقیقت وہ کس قدر حساس طبیعت کا مالک تھا۔ سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے ہوئے۔ وہ کیونکر نہ سمجھ پائی کہ وہ جانے انجانے میں اس شخص کو تکلیف پہنچا رہی ہے کہ وہ جو پریشے کے ساتھ کر رہی ہے اس لڑکی کی جان اس کے بھائی میں اٹکی ہے وہ کیوں نہ سمجھ سکی کیوں اس کی عقل پر پردہ پڑ گیا

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertainment

تھا۔ کتنی بے وقوف تھی وہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی ہی محبت اور خوشیوں کا گلا گھونٹ دیا تھا اس نے۔ اس کے ایک غلط قدم نے سب کچھ برباد کر دیا تھا۔ اس نے پیچھے مڑ کر ہال میں نظر گھمائی ہر کوئی اپنی زندگی میں خوش تھا۔ گر کوئی ناخوش تھا تو وہ تھے وہ دونوں۔ پچھتاوے آگ اسے جلائے دے رہی تھی۔

"کاش میں وقت سے پہلے سنبھل جاتی۔"

آنکھیں بھیگتی چلی گئی تھیں۔

اب تو بس کاش ہی رہ گئے تھے۔

"یہ ماضی انسان کا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتا۔"

نظریں گہرے نیلے آسمان پر ٹکائے وہ بڑبڑائی تھی۔

بے حسی گر تری فطرت ہے تو ایسا کبھی کر

اپنے حق میں بھی کسی روز تُو پتھر ہو جا

اس سے پہلے تو غزل بھی تھی گریزاں مجھ سے

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

حالتِ دل تُو ذرا اور بھی ابتر ہو جا

وہ اپنے آپ سے مخاطب تھی۔ دل اداس تھا۔ آنکھیں نم تھیں۔ پر اسے رونا نہیں تھا۔ خوش ہونا تھا اپنوں کی خوشی میں۔ وہ رو کر دوسروں کو پریشان نہیں کر سکتی تھی۔

پہلے ہی وہ اپنوں کو بہت رولا چکی تھی اب مزید نہیں۔

"آپ کے ہاتھوں میں گجرے بہت اچھے لگتے ہیں روز پہنا کریں۔"

اس کا ہاتھ تھامے کلائیوں میں پڑے گجروں کے پھول کی خوشبو سانسوں میں بساتے وہ ان پر انگلی پھر رہا تھا۔

"روز لا کر دے دیا کریں۔"

"پہننا شرط ہے۔"

"اچھا اب پھیلیں نہیں اور ہاتھ چھوڑیں۔"

"کیوں چھوڑوں۔"

گرفت زرا مضبوط کی گئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"کیا کر رہے ہیں ماہیر کوئی دیکھ لے گا ہاتھ چھوڑیں میرا۔"

وہ دھیمی آواز میں سرگھول رہی تھی۔

"زویا میرا دل کر رہا میں اس وقت آپ کے منہ پر ٹیپ چپکا دوں۔"

زویا کی آنکھیں کھل گئیں ابھی تو تعریف ہو رہی تھی اور اب۔۔

"اور میرا دل کر رہا کہ آپ کے منہ پر ایک چپکا دوں۔ نہیں سمجھ کیا لیا ہے آپ نے مجھے آپ میرے منہ پر ٹیپ چپکا دیں گے اور میں کچھ بھی نہیں کہوں گی چوڑیاں نہیں پہنی ہوئیں میں نے۔"

"جھوٹ تو نہیں بولیں۔" ماہیر نے اس کا چوڑیوں سے بھرا ہاتھ آگے کیا۔

زویا خجل سی ہو گئی۔"

امم وہ میرے کہنے کا مطلب تھا کہ اگر آپ میرے ساتھ کوئی ایسی ویسی حرکت کریں گے ناں تو میں نے چپیڑ لگانی ہے۔ پاکستانی لڑکی نہیں ہوں اور سمجھنا بھی مت لنڈن کی کڑی ہوں۔"

ماہر کو ساکت چھوڑ کر وہ تن فن کرتی وہاں سے نکلی۔

کون ساجوگ لگ گیا ہے۔ہم آوازوں پر آوازیں دیے جارہے ہیں اور توسن سپٹ کھڑا ہوا ہے۔ہمان نے اسے گھوراوہ کب سے آواز دے رہا تھا اسے مگر مجال ہے وہ سن لیتا۔

"جوگ نہیں شاک لگا ہے مجھے۔آخر یہ بیویاں ہوتی کیا چیز ہیں۔"

وہ جھلا اٹھا تھا۔زویا نے رومینس کی ہڈی پسلی ایک کردی تھی۔

"یہ تو پراوئیٹ میٹر ہے۔"

ماہیر نے اسے آنکھیں دکھائیں۔ہمان منہ نیچے کرکے آگے نکل گیا۔یوں اس خوبصورت پر اداسیوں میں گھلی شام کا اختتام ہوا۔

اگلی صبح شاہ ہاؤس میں جہاں زین کی بارات کی تیاریاں عروج پر تھیں وہیں مسز فاروقی اور صارم کی آمد نے چار چاند لگادیے تھے۔

نازنین نے کھلے دل سے انہیں ویلکم کیا تھا۔زین نے صارم کو اچھا خاصا پروٹوکول دیا تھا۔

"کونگریجزبرو۔"صارم نے زین کو مبارک باد دی۔

"خیر مبارک۔"

"مجھے یقین تھا آپ لوگ آئیں گے۔"خوشی اس کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی۔عاشی کب سے ان کا انتظار کر رہی تھا۔

"کیوں نہ آتے اتنی محبت سے تم نے بلایا تھا۔"

مسز فاروقی نے پیار سے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔

"آیئے میں آپ لوگوں کو روم دکھا دوں۔"

انہیں لیے وہ اوپر کی جانب چل دی۔

آپ لوگ ریسٹ کیجیے میں کچھ کھانے پینے کے لیے بھجواتی ہوں۔

"اتنی جلدی تھی جانے کی کہ مل کر بھی نہیں گئیں آپ۔ناٹ فیئر کبری۔"

"کبری نہیں عائشہ۔"

عاشی نے تصیح کی۔

https://classicurdumaterial.com/

"آپ نہیں سمجھیں گے صارم اپنوں کے ملنے کی خوشی کیا ہوتی ہے۔ان اپنوں کے ساتھ کے لیے میں نے اپنی عبادتوں میں نہ جانے کتنی ہی دعائیں کی ہیں۔بہت صبر کیا ہے۔میں نے تو ہر امید چھوڑ دی تھی کہ میری زندگی میں کبھی یہ دن آئے گا۔"

عاشی نے آنکھوں میں آئی نمی صاف کی۔

"اففف! کہاں سے آتے ہیں آپ خواتین کے پاس اتنے آنسو۔"

وہ عاجزانہ انداز میں گویا ہوا۔عاشی نے گھورا اور واپسی کے لیے پلٹ گئی۔

"ہمان پتر عالیہ کو پار کر لے جاوہ پار کر جانے کے لیے بیٹھی ہے۔"

ہمان نے ایک نظر چائے پیتی عالی پر ڈالی۔

"چاچی جان چڑیلیں بھی تیار ہوتی ہے۔"

وہ حیران ہوا۔

عالی نے کپ ٹیبل پر پٹخا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"چل بدمعاش۔"

ہادیہ بیگم نے اس کے کندھے پہ ایک دھپ رسید کی۔

"امی میں اس بھوت کے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گی پارلر۔"

وہ چلا اٹھی تھی۔

"ہاہائے میرے اتنے ہینڈ سم بھائی کو تم نے بھوت کہا۔عالی! ستیاناس ہو تمہارا۔"

سارہ نے علیزے کو صوفے پر بٹھایا اور کڑے تیور لیے اسے گھورا۔

"تمہارے بھائی نے بھی مجھے چڑیل کہا۔"

"کیا تم نے سنا سارہ۔"

دوسری طرف معصومیت ہی معصومیت تھی۔

"سنا نہیں تو کیا تم نے بولا ہی نہیں۔"

"بس کر جا عالی۔ ہمان جا تو اسے لے کر جا پارلر۔"

ہادیہ بیگم نے اسے چپ کروا کر ہمان سے کہا۔

"سوری چچی میں بہت مصروف ہوں آپ نین کو فون کر کے بلا لیں وہ لے جائیگا۔"

"چل میں اسے فون کر دیتی ہوں۔"

ہادیہ بیگم لاؤنج میں لگے لینڈ لائن کی طرف بڑھ گئیں۔

"تم جان بوجھ کر نہیں لے کر جا رہے نہ مجھے۔"

اس دفعہ اس کا لہجہ مدھم تھا۔وہ ناراض سی تھی۔باہر جاتے ہوئے ہمان کے قدم پلٹے۔

"پاگل لڑکی ایسا نہیں ہے میں واقع مصروف ہوں تمہاری شادی کی تیاریوں میں۔سارہ کی شادی جیسے دھوم دھام سے ہوئی تھی تو تمہاری شادی میں کسر چھوڑیں گے۔"

ہمان نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

"یہ دن یاد آئیں گے۔"

وہ ہمان کے گلے لگ کر رونے لگ گئی تھی۔ہمان سے اس کی اسی طرح بات چیت رہتی تھی۔وہ ہمان سے اٹیچ بھی تھی۔

"بس کرو عالیہ ابھی رخصتی نہیں ہو رہی تمہاری۔"

سارہ نے اس کا موڈ ٹھیک کرنا چاہا۔ہمان نے اسے خود سے الگ کیا۔

"میری بیوی غلط سمجھ لے گی۔ سمجھا کرو لڑکی۔پھر اسے منانا وہ بھی اس وقت۔کانٹ افورڈ یار۔"

اس کے انداز پر وہ ہنس دی۔

"بس تم لوگوں کا ایک ہی کام رہ گیا ہے۔لیپا پوتی۔"

بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے دونوں ہاتھ سر کے نیچے ٹکائے وہ اس وقت عالیہ کے کمرے میں آرام فرما رہا تھا۔کن نظروں سے عالیہ کو دیکھ کر طنز کیا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے ہی ہادیہ چچی نے اسے بلایا تھا۔

وہ جو اپنا برائیڈل ڈریس جیولری اور دیگر ضروری اشیاء بیگ میں ڈال رہی تھی۔ اسے کشن کھینچ کر مارا۔

"بے فکر رہو تمہاری دلہن کو میں لیپا پوتی کرنے ہی نہیں دوں گی تمہاری دلی مراد بر آئے گی۔"

وہ سیخ پا ہوتی بولی تھی۔

"ایک تو لے دے کر تم سب میری والی کے پیچھے لگ جاتے ہو جو ابھی سرے سے ہے ہی نہیں۔"

نین نے کشن کینچ کر کے بانہوں میں دبا لیا تھا اور کوفت سے گویا ہوا۔

عالیہ کے چہرے پر ایک سایہ سا گزرا۔ عاشی اور نین کے درمیان کشیدگی تو وہ دیکھ ہی چکی تھی۔ اب نین کی زبانی بھی سن رہی تھی۔ اس نے ایک لمبی سانس خارج کی۔ ان دونوں کا اللہ ہی حافظ تھا۔ پتا نہیں نین نے کیا سوچ رکھا تھا۔ اسے عاشی سے بات کرنی تھی۔

"ایک بار یہ شادی نبٹ جائے پھر عاشی سے اس سلسلے میں بات کروں گی۔"

دل میں مصمم ارافہ لرتی وہ اپنی ہی سوچوں میں مستغرق تھی جب پریشے نے اسے چونکا دیا۔

"عالیہ میں بھی تمہارے ساتھ پارلر جاؤں گی۔"

اس گویا اسے نئی اطلاع دی۔

"تم زرا پہلے ہمان سے پرمٹ لے کر آؤ۔"

وہ اسے چھڑنے کی غرض سے بولی تو پریشے نے آنکھ ءں گھمائیں۔

"وہ گھر پر ہی نہیں ہیں۔"

مزے سے کہتے اس نے گویا قغہ ہی ختم کر دیا تھق۔

"اٹس ناٹ مائی فالٹ میری جان۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

عالیہ نے اس کا گال پیار سے تھپتھپایا۔

نین سیدھا ہو کر بیٹھا اور کشن ایک طرف پھینکا۔

"وہ ہوتا کون ہے پرمٹ دینے والا۔میں لے کر جاؤں گا تمہیں۔"

نین نے عالیہ کی گل افشانی پر اسے گھورا اور پھر بیڈ سے اٹھتا پریشے کے قریب آکر اس کے کندھے پر بازو پھیلا کر محبت سے بولا۔

"موصوف شوہر ہوتے ہیں تمہاری ایک عدد بہن کے اور تمہارے بہنوئی۔"

عالی نے اسے کی عقل پر ماتم کرتے جیسے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"تم تو چپ ہی رہو کلو ملائی۔"

وہ کلس کر رہ گئی۔

پریشے کی ہنسی نکل گئی۔

عالیہ نے اپنی جوتی اتارلی۔ نین نے باہر دوڑ لگا دی۔

"پریشے اپنا سامان لے آنا۔ یہ القاعدہ کی بندی ڈران حملے کر رہی مجھ پر۔"

دروازے سے نکلتے ہوئے اس نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

وہ دونوں ہی ہنس دیں تھیں پھر نیچے آئیں تو نین نے گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔

"زویا میرے شوز کدھر ہیں اور میرا اتار کشی والا کاٹن کا کرتا بھی نہیں مل رہا۔"

https://classicurdumaterial.com/

وہ الماری میں منہ دیے ساری چیزیں ادھر ادھر کر چکا تھا۔کچھ فرش کو سلامی دے رہی تھیں۔کچھ خانوں سے باہر جھانک رہی تھیں۔

"ماہیر آپ غور سے دیکھیں وہیں ہو گا آپ کا کرتا اور آپ کے شوز نیچے والی ڈرا میں سفید باکس میں ہوں گے۔"

وہ وہیں سے تیز آواز میں اڈے بتا رہی تھی۔

"زویا آپ خود کیوں نہیں آجاتیں۔ایک میرا ہی کام نہیں ہو رہا آپ سے۔باقی تو سارے کام کر رہی ہیں آپ۔"

وہ عاجز آ گیا تھا۔کوئی اور کام ہوتا تو وہ باخوشی انجام دے لیتا لیکن یہ خالصتاً زنانہ کام اس کی سمجھ سے پرے تھے۔شادی سے پہلے چچی اس کی چیزیں سنبھالتی تھیں۔

"میں باباجان ہادیہ چچی اور چاچو کے کپڑے استری کر رہی ہوں۔آپ خود ڈھونڈیں۔آپ کو بھی پتا چلے کام کیسے ہوتے ہیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ تنگ کر بولی۔

"کیا آپ دومنٹ کے لیے بھی نہیں آسکتیں۔"

وہ سفید بنیان اور سیاہ ٹراؤزر میں ملبوس دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے تقریبا جھنجھلایا ہوا تھا۔

زویا نے استری سٹینڈ پر ٹکائی۔ماتھے میں بل نمودار ہو چکے تھے۔

"حد کرتے ہیں آپ۔شادی سے پہلے بھی تو اپنے سارے کام خود ہی کرتے تھے۔"

زویا نے اسے گھورا اور نیچے جھک کر شوز نکال کر باہر رکھے۔پھر ماہیر کا ہینگ ہوا ڈریس نکال کر بیڈ پر رکھا۔

"یہ دیکھیے یہ سامنے ہی لٹکا ہوا تھا۔"

"شادی سے پہلے میری ہر چیز کا خیال چچی جان رکھتی تھیں۔اب آپ اپنی مرضی سے رکھتی ہیں بھلا مجھ غریب کو کیا علم۔"

وہ معصومیت سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"آپ اور غریب! اتنا بڑا بزنس امپائر جو کھڑا کیا ہے وہ کیا کرائے کا ہے۔"

استری کا پلگ دوبارہ لگاتے وہ سلگ کر طنز کر گئی۔ماہیر نے سر جھٹکا۔

"اس وقت آپ سے بات کرنا بیکار ہے زویا کیونکہ آپ کا اور استری ایک ہی ٹمپریچر ہے۔"

وہ اطمینان سے گویا ہوا۔

زویا کی باچھیں کھل گئیں۔ماہیر شرٹ پہن کر جلدی سے کمرے سے نکلا تھا۔

"واپس تو اسی کمرے میں آئیں گے ناں۔" وہ پیچھے سے چلائی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

مسز فاروقی اور نازنین مل کر جہیز میں رکھے جانے والے عالیہ کے سوٹ پیک کر رہیں تھیں۔انہوں نے لاکھ منع کیا پر مسز فاروقی نے ایک نہیں سنی اور ساتھ ساتھ کام کرواتی رہیں۔

"آپ مجھے کسی کام سے منع کر کے پرایا کریں گی۔" نازنین ان کے اخلاق پر مسکرا دیں۔

زین اور صارم مل کر شادی کے انتظامات دیکھ رہے تھے۔عاشی اپنی تیاریوں میں مصروف تھی۔ابھی اسے زین کا کمرہ بھی ڈیکوریٹ کروانا تھا۔سب کے کپڑے پریس کر کے اپنی جیولری سینڈلز ایک طرف نکال کر اس نے روم ڈیکوریٹرز کو کال کر کے بلایا۔

تھوڑی ہی دیر میں چار بندوں پر مشتمل پوری ٹیم شاہ ہاؤس پہنچ چکی تھی۔

"یہ والا روم ہے۔فرنیچر قالین بک ریک اور کمرے کی کوئی چیز آپ لوگوں نے موو کیے بغیر ڈیکوریٹ کرنا ہے۔"

وہ ہدایت دینے لگی

"میم کینڈلز یوز کرنی ہیں؟ ایکچولی بہت سے کلائینٹ منع کر دیتے ہیں فائر کی وجہ سے۔"

ان میں سے سینئر ورکر نے پوچھنا ضروری سمجھا تھا۔

"نہیں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے کنڈلزیوز کر لیں۔ میں چائے بھجواتی ہوں آپ لوگوں کے لیے۔"

وہ کہتی ہوئی پیچھے آ گئی تو وہ لوگ بھی کام میں جت گ ئے۔

ملازمہ کے ہاتھوں وہ چائے بھجوا چکی تھی۔

"عاشی عالیہ کے ولیمے کے ڈریس کے ساتھ جو گولڈ نیکلیس بنوایا تھا وہ نہیں مل رہا ہمیں۔

"نازنین نے پریشانی سے کچن میں کام کرتی عاشی کو مخاطب کیا۔ ان کے لہجے میں تفکر نمایاں تھا۔

"ماما آپ پریشان نہیں ہوں میں دیکھتی ہوں آپ کے لاکر میں ہی تو رکھا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

انہیں تسلی دے کر وہ اوپر کمرے میں آکر لاکر چیک کرنے لگی۔ واقع وہاں جیولری باکس غائب تھا۔ وہ خود بھی پریشان ہو گئی تھی۔

"دیکھا آپ نے ہم کہہ رہے ہیں نہ کہ نہیں ہے ادھر۔"

اب وہ حقیقتاً پریشان ہو گئی تھیں۔

"آپ پریشان نہ ہوں عائشہ بیٹے زین بھائی کو فون کر کے پتا کرو۔"

مسز فاروقی نے انہیں تسلی دی اور عاشی کو زین کو فون کرنے کا مشورہ دیا۔ تو عائشہ موبائیل پر زین کا نمبر دائل کرنے لگی۔

"پر زین کو کیا پتا ہو گا اس بارے میں۔"

"ماما آپ حوصلہ رکھیں۔ میں زین بھائی سے بات کرتی ہوں۔"

https://classicurdumaterial.com/

وہ انہیں حوصلہ دیتی موبائل کان سے لگا گئ۔

زین نے کال ریسیو کی۔

"ہیلو زین بھائی یہاں ایک گڑبڑ ہو گئ ہے۔"

"کیسی گڑبڑ عاشی۔"

وہ ٹھٹھک گیا۔

"عالیہ کی گولڈ جیولری نہیں مل رہی۔"

زین نے سر پکڑ لیا۔

"عاشی عالیہ کے نیکلیس کی ایک کڑی ٹوٹ گئ تھی۔ماما نے مجھے خود کہا تھا کہ اسے ٹھیک کروانے کے لیے جیولر کو دے آؤ۔میں اس وقت وہی لینے آیا ہوں جیولر کے پاس"

اس نے سکھ کی سانس لی۔

"ٹھیک ہے مما تو پریشان ہی ہو گئ تھی۔"

اس نے شکر ادا کرتے کال کاٹ دی۔

"ماما آپ نے زین بھائی کو جیولری ٹھیک کروانے کے لیے دی تھی ناں۔"

عاشی نے خفگی سے ماں کو دیکھا۔

"اوہ ہم تو بھول ہی گ ئے۔ پتا نہیں کیسا دماغ ہے۔ یاد ہی نہیں رہا۔ اپنے ساتھ ساتھ سب کو پریشان کر دیا۔"

ماتھے پر ہاتھ مارتیں وہ قدرے تاسف زدہ دکھائی دیتی تھیں۔

"کوئی بات نہیں شادی والا گھر ہے ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔"

https://classicurdumaterial.com/

مسز فاروقی نے ان کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔

"پورا اٹیچی تیار ہے بس جیولری بوکس رہ گیا ہے۔زین آجائیں تو میں وہ بھی رکھ دوں۔"

اب وہ مطمئن تھیں۔

"عاشی اپ نے کمرہ تیار کروادیا۔"

"ارے ہاں اچھا ہوا یاد کروادیا میں دیکھتی ہوں۔"

وہ جلدی سے وہاں سے نکل کر روم کی طرف بڑھی تھی۔

"ٹائم کم ہے اور کام زیادہ۔"

خود سے بڑبڑاتے ہوئے وہ روم میں آئی۔

"واؤاٹس ! اٹس امیزنگ۔"

https://classicurdumaterial.com/

پورا روم دیکھ کر وہ حیران رہ گئی تھی۔ کتنی خواہش تھی اس کی عالیہ کے لیے کمرہ سجانے کی۔ اس نے بچپن سے اپنی بھابھی کے روپ میں دیکھا تھا۔ آج یہ خواب پورا ہونے جا رہا تھا۔

خوشی سے نمی آنکھوں میں بسیرا کرنے لگی تھی۔

"یہ آپ لوگوں کی پیمنٹ۔" اس نے ان کی طرف چیک بڑھایا۔

"مجھے اب اپنی تیاری کرنی چاہیے۔"

اپنے کمرے میں آ کر وہ خود کے حلیے پر غور کرتی ہوئی بڑبڑائی

"سارہ یار اور کتنی دیر ہے جلدی کرو ہم لیٹ ہو جائیں گے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

سارہ کے حلیے پر وہ افسوس کرتی ہوئی کوئی تیسری بار بولی تھی۔

"یار بس علیزے کو تیار کر دوں۔"

علیزے ہاتھ پاؤں مارتی اپنی ماں کو ستانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

سارہ نے بھی اسے سفید فیری فراک پہنا کر ہی دم لیا۔ پھر اس کے چھوٹے بالوں میں سفید گلاب کے پھولوں والا بینڈ لگایا۔ موزے پہنا کر اسے سینڈلز پہنائیں۔

ہاتھ میں چار چار چوڑیاں پہنائیں۔ جنہیں علیزے بار بار ہلاتی تو کمرے کی خاموش فضا میں آواز پیدا ہوتی اور اب پورے کمرے میں لیزو کی کھکھلاہٹیں تھیں۔

"دیکھو زرا اسے کیسے خوش ہو رہی ہے۔

"آئینہ دوپٹہ سنبھالتی اس کے برابر میں ہی بیٹھ گئی۔ دونوں گالوں کو پیار کرتی وہ مسکرا کر کہنے لگی۔

"یہ میری جان ہے۔ میرا کل جہان ہے۔"

اسے گود میں زرا اوپر کو اٹھا کر سارہ نے محبت سے کہا۔ پھر گود میں لیے ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔ کان کے پیچھے کاجل لگایا۔ وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔

"اب بس تم جلدی سے تیار ہو جاؤ۔"

"ہاں بس ہو رہی ہوں۔ تم اس کو سنبھالو میں جب تک شاور لے لوں۔"

اسے لیزو کا دھیان رکھنے کا کہتی اپنے کپڑے لے کر وہ باتھروم چلی گئی۔ آئینہ لیزو کے ساتھ مگن ہو گئی۔

"سارہ یہ میری شیروانی کا کرتا پریس کر دو۔۔"

رافع اپنے ہی دھیان میں بولتا ہوا اندر آیا۔ آئینہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"سارہ تو شاور لے رہی ہے۔"

"اوہ! چلیں کوئی بات نہیں میں خود ہی کر لیتا ہوں۔"

وہ خفیف سا مسکرایا۔

"پریس میں بھی بہت اچھی کرتی ہوں۔"

آئینہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"تو پھر اچھی سی پریس کر دیں۔"

وہ کرتا اسے تھما کر لیزو کی طرف بڑھ گیا۔لیزو رافع کی شرٹ کے بٹن سے کھیل رہی تھی جبکہ رافع کی نظریں آئینہ کا طواف کر رہی تھیں۔جامنی رنگ کے کامدار شارٹ فراک میں کیپری پہنے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

دوپٹہ کندھے پر کھول رہا تھا جسے وہ بار بار ٹھیک کر رہی تھی۔

"یہ لیں ہو گیا۔" آئینہ نے استری شدہ کرتا اسے تھمایا۔

"شکریہ مادام۔"

وہ جھک کر شکریہ بجالایا۔ ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ تھی۔

"یو ویلکم سر۔"

وہ ہنس دی تھی۔ باتھروم سے نکلتی سارہ کی آنکھوں نے یہ منظر مقید کر لیا تھا۔

تیار ہو کر سارہ نے رخ آئینہ کی طرف کیا۔

"بیوٹیفل! یو لوکنگ سوہاٹ۔"

وہ کھکھلائی تھی۔ سارا نے آنکھیں سکیڑیں۔

"حماد بھائی تو گئے کام سے۔ آج نہیں بخشنے والے تمہیں۔ خیر منانا تم اپنی۔"

وہ شرارت سے کہہ کر ایک دم خاموش ہو گئ تھی۔

دروازے کے فریم میں حماد کھڑا تھا۔سارہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔آئینہ نے سیدھی ہو کر اپنا دوپٹہ درست کیا۔

"السلام وعلیکم ! حماد بھائی۔"

حماد نے سر کے اشارے سے اسے جواب دیا اور اندر آیا۔

"چلو لیز وہم باہر چلتے ہیں۔"

اسے گود اٹھائے وہ کمرے سے نو دو گیارہ ہو گئ کہ فا کحال انہیں تنہائی درکار تھی۔

سارہ نے سر جھٹکا اور ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی چوڑیاں اٹھا کر پہنیں۔حماد کو اس کی خاموشی کسی طوفان کا پیش خیما لگ رہی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ سارا کو کیسے مخاطب کرے۔

بغیر دوپٹے کے فون رنگ کی کامدار میکسی میں اس کا حسن دو آتشہ لگ رہا تھا۔اس پر تضاد نفاست سے کیا گیا میکپ کانوں میں پڑے جھمکے لشکارے مار رہے تھے۔

چوڑیوں کی کھن کھن پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔وہ کم ہی تیار ہوا کرتی تھی جب ہوتی تھی تو روپ بھی چڑھ کر آتا تھا۔حماد نے جی بھر کو سا خود کو۔

مایوں کا دن مس کر گیا تھا۔نہ جانے کتنی خوبصورت لگ رہی ہو گی اس دن بھی۔اس نے گلا کھنکارا۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔"لٹھ مار جواب آیا تھا۔وہ گڑبڑا گیا مگر پھر سنبھلا جو بھی تھا اب اوکھلی میں سر دے ہی دیا تھا تو موسلوں سے کیس ڈرنا۔

"کیسی ہو سارہ۔"

شیشے میں سے سارہ نے جن نظروں سے حماد کو دیکھا۔وہ جذبذ ہو گیا۔

"اچھی لگ رہی ہو تم۔"

عجب بے تکے انداز میں تعریف کی گئی تھی۔سارہ کے تیور اسے ہرگز ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔وہ مسلسل اس کی لبوں پر لگے قفل توڑنے پر آمادہ تھا جبکہ دوسری طرف ہنوز خاموشی تھی۔

"سارہ خاموش کیوں ہو کچھ تو بولو۔"

حقیقتاً وہ سارہ کے رویے سے چڑ گیا تھا۔سارہ نے باقی ماندہ چوڑیاں کھینچ کر دور پھینکیں۔حماد اس کے شدید رد عمل پر ششدر رہ گیا۔

"کیا بولوں میں۔کیا سننا چاہ رہے ہو تم۔"

وہ غصے میں یونہی آپ سے تم پر اتر آتی تھی۔

"تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کیسی ہوں میں۔"

وہ اپنی طرف انگلی اٹھا بولی۔

"کیسی ہو سکتی ہے وہ عورت جسے اپنے ہی گھر کی شادی اپنے شوہر کے بغیر اٹینڈ کرنی پڑے۔ جس کے آنے کی کوئی خبر ہی نہ ہو۔ تمہیں اندازہ ہے حماد تمہارے پیچھے کیا سہنا پڑا مجھے۔

کتنے ہی لوگوں نے تمہاری غیر موجودگی پر کتنی باتیں بنائی ہیں۔ کیا کچھ نہیں کہا لوگوں نے۔"

وہ چیخ پڑی تھی کب کا اندر بھرا اغبار وہ اب حماد کے سامنے نکال رہی تھی۔

"تم لوگوں کا منہ بند کروا دیتیں سارہ۔ میں تمہیں چھوڑ کر تو نہیں گیا تھا ناں۔"

وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔

"کس کس کا منہ کرواتی۔" آنکھوں میں لبالب پانی بھر آیا تھا۔

"تم بہت برے ہو حماد میری سوچ سے بھی زیادہ برے۔ کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں شادی میں شامل ہونے کی۔ سمجھے تم۔" وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرنے لگی۔ لہجا نم تھس مگر لفظوں میں سختی نمایاں تھی۔

حماد نے اس کے آنسو پونچھے۔سارہ نے بری طرح اس کے ہاتھ جھٹک دیے۔پر حماد نے ہار نہیں مانی۔اس بار وہ غلطی پر تھا۔

"آئی ایم سوری یار میں کام کے سلسلے میں ملک سے باہر تھا۔اب میں آ گیا ہوں ناں سب کے منہ اپنے آپ بند ہو جائیں گے۔"

حماد کے وجود سے اٹھتی دلفریب خوشبو اسے پگھلا ئے دے رہی تھی مگر وہ اس بار اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

سارہ نے اس کے حصار سے نکل بیڈ پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھایا۔

اس نے بے چارگی سے سارہ کو دیکھا اور بیڈ پر چت لیٹ گیا اگر ایسا ہے تو پھر ایسا ہی صحیح۔

سارہ نے اپنا غصہ ضبط کیا۔اب بھلا یوں پڑ جانے کی کیا تک تھی۔ایک تو یوں بھی موصوف پہنچے لیٹ تھے اور پر سے ناز برادریاں اٹھوانے کے خواہاں تھے۔یہاں حد ختم تھی۔

حماد نے ترچھی نظر سے اس کے سراپے پہ نظر کرم کی۔وہ اس کے سر پر کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

"کیوں بلی کی طرح گھور رہی ہو۔میں کوئی مچھلی یا دودھ تھوڑا ہی ہوں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ ٹانگ ٹانگ رکھے دونوں ہاتھ سر کے نیچے دیے مزے سے کہتا اسے سلگا گیا تھا۔

"اتنی آرام سے جو لیٹے ہوئے ہیں آپ۔سب کے منہ ایسے بند ہوں گے۔"

وہ کڑے تیور لیے چیخ کر بولی۔

"اوہ تو تم مجھے شادی میں لے کر جانا چاہتی ہوں۔"

وہ کچھ حیران ہوتا ہوا بولا۔اس نے دانت پیسے۔"الماری میں آپ کے پریس ہوئے کپڑے رکھے ہیں۔"

وہ کہہ کر واک آؤٹ کر گئی۔حماد نے سانس بحال کی۔جان بچی تو لاکھوں پائے۔

ابھی اسے منانے کا مرحلہ باقی تھا۔

"بھوتنی نے گھونگٹ کیوں ڈالا ہے ہوا۔ کہیں پارلر والی نے ڈریکولا تو نہیں بنا دیا۔"

ڈرائیونگ کرتے ہوئے مسلسل وہ عالی کو تنگ کر رہا تھا۔ جو دلہن بنی چادر اوڑھے گھونگنٹ کی اوٹ میں تھی۔

"نین بھیا اتنی پیاری لگ رہی ہے عالی۔ ایسے نہیں کہیں۔"

پریشے نے محبت سے عالی کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے۔

"لو بھلا کیا بھوتنیاں پیاری نہیں ہوتی۔"

گاڑی حال کے سامنے رکی تھی۔

"نین بھیا اگر اب آپ نے عالی کو بھوتنی کہا تو میں ناراض ہو جاؤں گی آپ سے۔"

"او کے پر صرف تمہاری خاطر۔"

شرارت سے مسکراتے ہوئے وہ باہر نکلا۔

"پریشے اندر سارہ اور زویا بھی ہونگی انہیں بلا کر لاؤ۔"

"بلانے کی ضرورت نہیں ہے وہ لوگ یہیں آرہی ہیں۔"

زویا اور ہادیہ بیگم عالی کو اندر ہال میں ایک جانب بنے برائیڈل روم کی طرف لے گئیں۔

نین پریشے کی طرف گھوما۔

"تم گئ کیوں نہیں پھپھو کی طرف۔ تمہیں زین کی طرف سے شرکت کرنی چاہیے تھی۔ وہ بھائی ہے تمہارا اور آج تمہارے بھائی کی بارات ہے۔ بہنیں تو کتنی بے صبری سے اس لمحے کا انتظار کرتی ہیں۔"

نین نے بے حد نرمی مگر سنجیدگی سے کہا۔

"وہ بھائی ہیں میرے۔ میں نے اس بات سے کب انکار کیا ہے۔ پر جو بات آپ میں ہے وہ زین بھائی میں نہیں۔ وہ آپ کی جگہ کبھی نہیں لے سکتے اور مجھے ہے ناں بے صبری سے انتظار آپ کی شادی کا۔

میں سہرا باندھوں گی آپ کا۔ گھوڑی پر سوار ہو کر میرے نین بھیا بارات لے کر جائیں گے۔"

https://classicurdumaterial.com/

خوشی سے چہکتی وہ نین کو اپنے خواب بتا رہی تھی۔ نین کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ تھی۔ یہ لڑکی جب گلابی کمبل میں لپٹی اس کے گھر آئی تھی۔ تب سے اس کے ویران اور تنہا دل کی اداسیاں اور تاریکیاں چھٹ گئی تھی۔

نین کا بس چلتا تو وہ اس کے قدموں میں دنیا ڈھیر کر دیتا۔ قدم زمین پہ نہ پڑنے دیتا۔ محبت کا ایک روپ بہن بھائی کی صورت بھی تھا۔ وہ کتنی محبت کرتا تھا اس سے۔ وہ بھی اتنی ہی محبت کرتی تھی نین سے۔ لاڈ اٹھانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔

"بس کرو لڑکی پہلے زین کی شادی تو ہو لینے دو۔"

نین نے مسکراتے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔

"اس کے بعد آپ کی باری۔"

وہ قہقہہ لگا کر اندر بڑھ گئی۔ پیچھے اس کی پشت کو دیکھ کر وہ اداسی سے مسکرا دیا۔

وہ نیچے لاؤنج میں علیزے کو گود میں لیے ٹہل رہی تھی۔ کتنا خوبصورت منظر تھا۔

"ہم سے تو لیز وہی خوش نصیب ٹھہری۔"

آئینہ نے نا سمجھی سے اسے گھورا۔لیزو نے اپنی چاڑیوں والا ہاتھ آگے کیا۔اب وہ رافع کے پاس جانا چاہ رہی تھی۔

رافع نے اسے گود میں پکڑا۔

"لیزو جانی آپ کی آئینہ آنٹی بہت پیاری لگ رہی ہیں ناں۔"

آئینہ کا دل دھڑکا تھا۔نہ جانے کس احساس کے تحت پلکوں کی جھالر اٹھائی تو وہ اسی سمت دیکھ رہا تھا۔مدھم سی مسکراہٹ چمکتی آنکھیں چھلکتے جذبات کی عکاسی کر رہی تھیں۔آئینہ کا وہاں کھڑے رہنا مشکل ہو گیا۔ہونٹوں پہ کھلتی مسکراہٹ کہیں دھیرے سے کوئی بھید ہی نہ کھول دے۔وہ وہاں سے جانے لگی تھی۔مگر جانہ سکی۔

دل دھک دھک کی تان پہ دھڑکے جارہا تھا۔پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کے دوپٹے کا کونا رافع کی گرفت میں تھا۔

"اس طرح تنہا چھوڑ کر چلے جانا اچھی بات تو نہیں۔"

وہ مبہم مگر مدھم لہجے میں سروں میں بولا۔

"پر کبھی نہ کبھی تو مسافر کو جانا ہی پڑتا ہے۔"

اس نے دھیرے سے رافع کی گرفت سے اپنا دوپٹہ آزاد کروایا۔

"ہو سکتا ہے جسے آپ راہ سمجھ رہی ہوں وہی آپ کی منزل ہو۔ ہو سکتا کہ کوئی چاہتا ہو آپ ہمیشہ آنکھوں کے سامنے رہیں کہ ہر کوئی ان آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں ہوتا۔"

اسے ساکت چھوڑ کر رافع باہر جا چکا تھا۔ آئینہ نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ نہ فہم انداز میں دل پر ہاتھ رکھا۔ اس کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے جو رافع کہہ کر گیا۔

وہ کیوں نہ سمجھتی۔

اسے اکیلے میں یوں ہنستے مسکراتے عجیب حرکتیں کرتے دیکھ کر اندر آتے ہمان نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"خیر تو ہے۔ یہ بیٹھے بٹھائے پاگل پن کے دورے کب سے پڑنے لگے تم پر۔"

آئینہ نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازہ اور پھر بولا۔

"تم نہیں سمجھو گے۔"

وہ ہنس کر آگے بڑھ گئی۔ رافع شاید ہارن پر ہاتھ رکھ کر بھول چکا تھا۔

"یہ گلال عشق یہ ملال عشق۔"

پیچھے سے ہمان کی آواز نے اسے جھینپنے پر مجبور کر دیا تھا۔

رافع کے بدلے بدلے انداز آئینہ کے چہرے پر الوہی سی چمک۔ پھر ان کا ساتھ آفس جانا اسے بہت پہلے ہی سمجھ آگیا تھا۔وہ اس پاگل سے لڑکی کے لیے بہت خوش تھا کہ اسے سنبھالنے والا کوئی ہے۔

آئینہ کی زندگی آج نین کی مرہون منت تھی۔اس دن اگر وہ جان نہ بچاتا تو پتا نہیں کیا ہو جاتا۔

نین سے اسے پریشے یاد آئی تو اس نے برا سا منہ بنایا۔وہ اسے اکیلا چھوڑ کر چلی گئی تھی۔اس نے بھی سوچ لیا تھا وہ لڑکے والوں کی طرف سے شرکت کرے گا۔

حماد شیشے کے کھڑا کفلنگ لگا رہا تھا۔کن انکھیوں سے اس نے سینڈل کے سٹریپ باندھتی سارہ کو دیکھا۔

فون رنگ کی میکسی میں دوپٹہ گلے میں ڈالے سوفٹ میک اپ کے ساتھ سیدھی اس کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی۔کانوں کے آویزے ہاتھوں کی چوڑیاں کے سنگ مل کر ایک مدھر سا ساز چھیڑ رہے تھے۔

نظروں کی تپش پر سارہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو غصے سے ناک پھول گئی۔ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔

"پہلے کبھی لڑکی نہیں دیکھی۔"

اس کا تپا تپا سا روپ حماد کے دل میں ہلچل مچا رہا تھا۔

"وہی تو دیکھ رہا ہوں۔"

آنکھوں سے چھلکتے جذبوں سے سارہ انجان تو نہ تھی۔ جل کر خاک ہوئی۔ دوسری طرف اس کا یہ روپ یہ انداز اتنے دنوں کی مسافت اور تھکن کے بعد جیسے عصاب پر پھوار بن کر برسا تھا۔

"مجھے ایسے مت دیکھیں۔"

اس کے مسلسل ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر وہ تنگ کر بولی۔

"کیسے نہ دیکھوں۔"

وہ فاصلہ مٹاتا قریب آگیا۔

"جیسے ابھی دیکھ رہے تھے۔"

وہ اس کے پاس کھڑا تھا۔ اس کے کلون کی خوشبو سارہ کو بے بس کر رہی تھی۔

"اور میں کیسے دیکھ رہا تھا۔"

اس کے بالوں کی نرمی محسوس کرتے وہ مدھم لہجے میں گویا ہوا۔ سارا کی جان ہوا ہوئی۔ وہ غلط وقت پر غلط بندے سے الجھ بیٹھی تھی۔

دوسروں کے ناک میں دم کرنے والی کا بس اس شخص کے آگے نہیں چلتا تھا۔یہیں آکر وہ بے بس ہو جاتی تھی۔

"غصہ ہو اب تک۔"

وہ بے حد لگاوٹ سے پوچھ رہا تھا۔سارا کے دل کو کچھ ہوا۔

پر خاموش رہی۔

"میرا آنا اچھا نہیں لگا؟"

کتنا مان تھا اس کی باتوں میں۔پر وہ سر جھکا ئے کھڑی تھی۔دل بھر آیا۔آنکھیں جھپک جھپک کر نمی اندر اتارنی چاہی۔

"میں واپس چلا جاتا ہوں اور جب تک تم نہیں کہو گی نہیں آؤں گا۔"

سنجیدگی سے کہتا وہ پلٹ گیا۔

"میں سر پھاڑ دوں گی اگر واپس گ ئے تو۔"

وہ زور سے روتے ہوئے بولی تھی۔"

ہاں نئ تو۔۔۔۔"

بچوں جیسا انداز تھا اس کا۔ جھیل سی آنکھوں سے موتی ٹوٹ ٹوٹ کر رخسار بھیگو گئے تھے۔

حماد نے اسے خود سے لگا کر بازوؤں کا گھیرا تنگ کیا تو اس کے رونے میں شدت آ گئی۔

"چپ ہو جاؤ بس۔"

اس کے بالوں پر لب رکھتے وہ بولا مگر وہ ہنوز اس کی بات کا اثر لیے بنا اپنے شغل میں مگن رہی۔

"سارہ بس کرو میک اپ خراب ہو جائے گا۔"

اسے خود سے الگ کرتے وہ پوروں پر آنسو چنتے محبت سے بولا مگر نہ معلوم حماد کو سامنے دیکھ وہ کیوں رو ئے جا رہی تھی۔ اب بھی سوں سوں کرتی اپنا لائنر خراب کر چکی تھی۔ کتنی پیاری لگ رہی تھی۔ رو دھو کر کر بیڑا اغرق کر لیا تھا۔

"اٹس انف سارا۔ اب یہ بہت ہو رہا ہے۔ اگر اب رونا بند نہیں کیا نا تو میں شرمانے پر مجبور کر دوں گا۔ پھر بھول بھال جاؤ گی رونا۔"

سارا جہاں تھی وہیں دھک رہ گئی۔ یہ شخص عجیب تھا اس کی دھمکیاں عجیب تھیں۔

"شکر ہے میک اپ خراب نہیں ہوا۔"

اس کے آنسو نرمی سے صاف کرتے وہ اسے بول رہا تھا۔

"بس لائنر ٹھیک کر لو۔"

وہ ڈریسنگ میز تک آئی تو حماد نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

"چلیں! دیر ہو رہی ہے۔"

اسے مزید خود پر جھکتے دیکھ کر وہ جلدی سے بولی۔ حماد نے مسکراہٹ ضبط کی اور اس لیے باہر نکلا۔

عجلت میں دوپٹہ لیتی وہ پرس اٹھا کر نیچے کی طرف بھاگی تھی جہاں سب اس کا انتظار کر رہے۔

گولڈن کرتی اور سیاہ لہنگے میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ صارم نے یوں سجے دھجے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔ اس کی نظریں پلٹنے سے انکاری ہو گئی تھیں۔

"آئی ایم سوری تھوڑی سی دیر ہو گئی۔"

ہمان نے اسے سر تا پیر گھورا۔

"اسے تم تھوڑی سی دیر کہتی ہو۔ پھپھو زرا ٹائم تو بتائیں محترمہ کو کب سے ان کے منتظر ہیں ہم۔"

وہ تیکھے چتون لیے بولا تو عائشہ سلگ اٹھی۔

"اب بھائی کی شادی ہے تیار بھی نہ ہوں۔"

"چل بھئ دیر ہو رہی ہے۔"

زین نے سہرا اوپر اٹھا کر بے زاری سے کہا۔

ماہیر سمیت سب کا قہقہہ لگا۔

"بڑی تجھے جلدی ہے بھئ۔" ہمان نے اسے کاندھے پر دھپ رسید کی۔

ہنستے مسکراتے ہمان اور ماہیر اسے کار تک لائے۔

وہ اسے کچھ کہنا چاہتا تھا تعریفی کلمات کچھ شوخ سے جملے مگر کچھ بھی نہیں کہہ سکا۔ عاشی کے چہرے کی خوشی اور رونق قابل دید تھی۔ یہ اس کے اپنے تھے۔ وہ کیوں نہ خوش ہوتی۔

اسے مسلسل خود کو تکتے پا کر عاشی نے استہفامیہ نظروں سے اسے دیکھا تو وہ نفی میں گردن ہلا کر آگے بڑھ گیا۔

دلہن بنی عالی زویا اور پریشے کی باتوں پر جھینپ تو کیا رہی تو بس مسکرائے جا رہی تھی۔

"اس کو کہتے ہیں نری ڈھیٹ ہڈی۔"

زویا نے دروازے کی اور دیکھا۔اس کی بات کے مفہوم پر آئینہ کا قہقہہ نکل گیا۔

"دلہن ہوتی ہے شرماتی لجاتی ہے اسے دیکھو زرا اگر گز ہنس رہی ہے۔"

عالی نے اسے گھورا۔

"تم شرمائی تھیں جو میں شرماؤں۔"

وہ خود ڈھیٹوں کی ڈھیٹ تھی۔"دیکھ رہی ہیں زویا بھابی کیا گز بھر کی زبان فراٹے بھر رہی ہے۔"

"تم فکر ہی مت کرو رات تک زبان تالو سے نہ چپک جائے تو نام بدل دینا میرا۔"

ان کی باتوں پہ عالی تو کیا ہی شرماتی پریشے حیا سے سرخ پڑتی پلکیں جھکا گئی۔

"یا میرے اللہ پریشے کو دیکھیں۔"

وہ ہنس ہنس کر بے حال ہو رہی تھی۔

"وہ ابھی سے شرما رہی ہے۔عاشی کو آنے دو پھر بتاؤں گی کہ میری بھابھی دیکھو اور اپنی بھابھی کو دیکھو۔"

سارہ نے تفاخر سے کہہ کر گردن اکڑاتے پریشے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ساتھ لگایا۔

وہ گھورنے پر ہی اکتفا کر گئی۔

"جب تک بارات نہیں آرہی کوئی محفل ہی لگا لو۔بھابھی نے سارہ کو آگے کیا کہ وہ ان کاموں میں خاصی پھرتیلی تھی۔

"لو بھلا ایسی بھی کیا بات ہے میری بہن کی شادی ہے اب دیکھو زرا۔"

وہ کمر کستی میدان میں اتری۔

"آئینہ نے دروازے کی چٹخنی چڑھادی کہ کوئی اندر نہ آئے۔

میری بنو کی آئے گی بارات کہ ڈھول بجاؤ جی

میری لاڈو کی آئے گی بارات کہ ڈھول بجاؤ جی

آج ناچوں گی میں ساری رات کہ ڈھول بجاؤ جی

میری بنو کی آئے گی بارات کہ ڈھول بجاؤ جی

میری لاڈو کی آئے گی بارات کہ ڈھول بجاؤ جی

گجرا کھلا ہے بالوں پہ سرخی لگی ہے گالوں پہ

گجرا کھلا ہے بالوں پہ سرخی لگی ہے گالوں پہ

بندیا چمکتی ماتھے پہ نینو میں کجرا

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

سجا ہے تن پہ کہنا آہا لگے کیا خوب تو پہنا آہا

کھلی ہونٹوں پہ لالی سجی کانوں میں بالی

لگی مہندی دہنیا کے ہاتھ کے ڈھول بجاؤ جی

میری بنو کی آئے گی بارات کہ ڈھول بجاؤ جی

میری لاڈو کی آئے گی بارات کہ ڈھول بجاؤ جی

آج ناچوں گی میں ساری رات کہ ڈھول بجاؤ جی

لے لوں بلائی تیری سبھی دے دوں تجھے میں اپنی خوشی

مانگوں دعائیں رب سے یہی تو خوش رہے

کوئی چاہت رہے ناں ادھوری تیری ساری تمنا ہو پوری

میں نے کہدی میرے دل کی بات کہ ڈھول بجاؤ جی

میری بنو کی آئے گی بارات کہ ڈھول بجاؤ جی

میری لاڈو کی آئے گی بارات کہ ڈھول بجاؤ جی

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

آج ناچوں گی میں ساری رات کہ ڈھول بجاؤ جی

اس کی سانس پھول گی تھیا ئینہ نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا۔اس کا بس چلتا تو وہ اپنی شادی پر بھی ضرور کرتی پر کسی نے پیر ہی نہیں لگنے دیے۔عالی کے آنسو یہ خوشی اور رخصتی کا ماحول تو نہ نکلوا سکے۔سارا کی اتنی محبت اپنوں کے پیار نے اس کی آنکھیں بھیگو دیں۔

"پاگل ہو کیا عالی سارا میک اپ خراب ہو جائے گا۔"

زویا نے پیار سے اسے ٹوکا اور ٹشو سے اس کا نمی جذب کی۔

"مجھے یقین ہے اگر آج میری سگی بہن بھی ہوتی تو اتنا پیار نہیں کرتی مجھ سے۔"

ٹیشو سے پلکیں صاف کرتے وہ نم لہجے میں بولی۔

"بس کر دی پرایوں والی بات۔ تم نے کہا تھا میں تمہاری بہن ہوں۔"

پریشے نے منہ بسورا۔عالی نے محبت سے اسے دیکھا۔ گرین لہنگا کرتی پہ اس کا نازک سا سراپہ کس قدر غضب ڈھا رہا تھا۔

عالی نے اشارے اسے اپنے پاس بلایا۔

"تم تو میری جان ہو۔"

اپنے ہاتھ سے اس کا سر اپنے شانے پر رکھا۔

آئینہ کو یوں ہی تو اس فیملی سے اتنی محبت نہیں تھی۔ کتنا اپنا پن تھا سب میں۔ ایک وہ تھی ہر رشتے سے محروم ہر پیار سے دور۔

اس کی آنکھیں بھی نم ہو گئی تھیں۔

یک دم شور مچا تھا۔ غالباً بارات آ گئی تھی۔ سارہ اور پریشے زور سے چیخی تھیں۔

"تم یہیں انتظار کی سولی پر لٹکو ہم چلے تمہارے سیاں جی کے پاس۔"

وہ اسے انگوٹھا دکھا کر چڑاتی ہوئی باہر چل گئی۔ پیچھے ہی زویا اور آئینہ بھی باہر نکلیں۔

"اری لڑکیوں گلاب کے پھولوں والی پلیٹیں کدھر ہیں اور وہ ہار بھی رکھوائے تھے میں نے۔"

"چاچی جان آپ فکر مت کریں پلیٹیں سب کو تھما دی ہیں اور ہار اس ٹیبل پر رکھے ہیں۔"

"چلو شکر ہے مجھے تو فکر ہی لگ گئی تھی۔"

وہ سب لوگ بارات کے سواگت کے لیے حال کے گیٹ پر کھڑے تھے۔ رافع کے سامنے آئینہ تھی۔ سارہ کے سامنے حماد تھا اس کی گود میں لیزو تھی۔ سارہ کے برابر میں پریشے تھی۔ اس کے سامنے زویا تھی۔ پریشے کے ساتھ ہی نین ہاتھ میں پلیٹ لیے کھڑا تھا۔

ایک مخصوص دھن کے ساتھ وہ لوگ داخل ہوئے تھے۔ زین کے ایک طرف پھپھو تھیں دوسری طرف عاشی تھی۔ پیچھے ہمان ماہیر صارم اور مسز فاروقی اور باقی رشتہ دار تھے۔ اس کا سہرا ہٹا دیا گیا تھا۔ آف وائٹ شیروانی میں سر پر کولہہ سجائے وہ کس قدر خوبصورت لگ رہا تھا کوئی عاشی سے پوچھتا۔

پریشے کی نظر ناز نین پر پڑی تو اس نے ہاتھ ہلایا۔وہ اس کے انداز پر مسکرادیں۔ان کے تینوں بچے آج بہت خوش تھے۔

سب نے باراتیوں پر پھول نچھاور کیے۔عاشی اور نین کی نظریں پل بھر کو ملی تھیں۔پھر وہ نظریں سختی سے پھیر گیا۔وہ خود کو نارمل ظاہر کرتی آگے بڑھی۔

ہادیہ بیگم اور ابرار صاحب نے پھپھو کے گلے میں ہار ڈالے رواج کے مطابق باراتیوں کو ہار پہنا ئے گ ئے تھے۔میسم فواد اور ممتا بھی وہیں کھڑے تھے۔پھپھو کو دیکھ کر مسکرائے اور آگے بڑھے۔

پریشے نے ہمان کو دیکھا تو شرارت سوجھی سارے پھول ایکدم ہی ہمان پر اچھال دیے۔ہمان نے آسمان کی طرف دیکھ کر پھر اس کی طرف دیکھا۔سب لوگ ادھر ادھر ہوچکے تھے۔وہ دونوں ہی ادھر کھڑے تھے۔

اچھا بچو! ہم سے چالا کی۔وہ آگے بڑھا تو پریشے کھلکھلا کر مسکرادی۔اس کی مسکراہٹ تھی یا فضا میں بکھرا کوئی جلترنگ۔

سنہرے بالوں میں ہمان کی نظریں کہیں الجھ سی گئ تھیں۔پریشے نے اس کے آگے چٹکی بجائی تو وہ ہوش میں آیا۔

"اتنا مت سجاسنورا کرو کبھی جو دل بے ایماں ہو گیا تو شکوہ نہ کرنا۔"

سرگوشیانہ انداز میں وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سحر پھونک رہا تھا۔

"دل تھام کر رکھیے جناب کیونکہ ہم سجیں گے بھی اور سنوریں گے بھی۔"

ہمان اس کی ادا پہ غش کھا کر گر جاتا جو ستون کا سہارا نہ لیا ہوتا۔ آج اس کے انداز ہی نرالے تھے۔

"سوچ کر کرنا جو بھی کرنا اٹھا کر لے جاؤں گا تمہیں۔" ایک ہاتھ اس کے دائیں طرف رکھ کر دوسرے سے اس تھوڑی پکڑے وہ آنکھیں دکھاتا اسے بولا۔

"یونہی لے جائیں گے اندھیر تھوڑی مچ رہی ہے۔"

وہ اس کی گرفت سے نکل کر آگے بڑھ گئی۔

زین اسٹیج پر بیٹھا تھا اس کے برابر کی کرسی نین نے سنبھال رکھی تھی جیسے سر والا ہو۔ پھپھو ممتا چچی اور ہادیہ چچی بھی وہیں بیٹھی نین کی گفتگو انجوائے کر رہی تھیں۔

ایک کنوارہ پھر گیا مارا

اس کو دیکھو یہ بیچارا

چار دن کی ہے یہ چاندنی

پھر وہی کالی رات ہے

تو مان جا دولہے راجا

"ابے مان جا ابھی وقت ہے۔"

گنگناتے ہوئے نین نے اسے شرارت سے آنکھ ماری۔رافع کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"رہنے دے اب نہیں مانتا اب تو جان جائے تو جائے پر یہ دلہن لے کر جائے۔"

ماہیر نے لقمہ دیا۔

سب ہنسی ٹھٹھہ کر رہے تھے۔

پریشے سٹیج کے سامنے والی ٹیبل پر کرسی گھیٹ کر بیٹھ گئ۔پوری ٹیبل خالی تھی کیونکہ سب لوگ سٹیج پر تھے۔

ہمان نے اس کے برابر والی نشست سنبھالی۔ٹانگ پر ٹانگ رکھے ادائیں دکھاتی اس کی چھب ہی نرالی تھی۔ہمان کا دل اس کی طرف ہمک رہا تھا جو آج چہرے پر نو لفٹ کا بورڈ لگائے پھر رہی تھی۔

"آج تو لوگوں کے مزاج ہی نہیں مل رہے۔"

ہمان نے اس کا ہاتھ تھامہ پریشے نے چہرہ موڑ کر مسکراہٹ ضبط کی اور کچھ دیر کی تک و دو کے بعد اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

"آپ باراتی کچھ زیادہ ہی نہیں پھیل رہے۔"

وہ تیکھے چتون لیے بولی۔ ہمان اس کے گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے پر کڑھ کر رہ گیا۔ ایک تو لگ اتنی پیاری رہی تھی۔ اوپر سے بھاؤ الگ کھا رہی تھی۔

ہمان نے جواب گنگنا کر دیا تھا۔

آئے ہم باراتی بارات لے کے

جائیں گے تجھے بھی اپنے ساتھ لے کے

ہمان نے اسے گویا یاد دلایا کہ وہ اس کی ہے بس چلا تو وہ ابھی اٹھا کر لے جائے گا۔ پریشے نے اس کے ہاتھ پر ہلکا سا تھپڑ مارا تو وہ تحیر زدہ رہ گیا۔

آئے ہو دلہن لینے

دلہن کو لے کے جاؤ

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

مانوں میرا کہنا

تم ہم سے نہ ٹکراؤ

تم ہم سے نہ ٹکراؤ

"اوہ اچھا۔"

ہمان نے جیسے سمجھنے والے انداز میں کہا۔پریشے مسکرا دی۔ہمان نے رش بڑھتے دیکھ کر اس سے فاصلہ قائم کیا۔پھر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"چلو سٹیج پر چلیں سب کے پاس۔"

وہ سٹیج کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی جب ہمان کی سرگوشی نے اس کے ہوش اڑا دیے۔

ادا قاتل,نگاہ قاتل,زباں قاتل,بیاں قاتل

بتا قاتل کہاں جاؤں جہاں جاؤں وہاں قاتل

اگر ہمان نے تھام نہ رکھا ہوتا تو وہ یقیناً گر کر بے ہوش ہو جاتی۔ چہرے پر شرمگیں مسکراہٹ لیے وہ ہمان کے ہمراہ سٹیج پر آئی۔

سٹیج پر سارہ اور نین نے اچھا خاصا ہنگامہ مچا رکھا تھا۔ پھپھو اور ممتا چچی نیچے ہال میں لگی کرسیوں پر بیٹھی تھیں۔ہادی بیگم مہمانوں مسز فاروقی لے ساتھ تھیں۔

ینگ پارٹی نے سٹیج گھیر رکھا۔

عالی کے ساتھ نین بیٹھا تھا۔زین کے ساتھ سارہ۔سائیڈ صوفوں پر ماہیرا ورزویا براجمان تھے۔ہمان پریشے حماد آئینہ اور رافع صوفے کے پیچھے کھڑے تھے جبکہ صارم ایک طرف مدھم مسکراہٹ چہرے پر سجائے ان کی نوک جھونک انجوائے کر رہا تھا۔

مسز فاروقی بڑوں بھی بہت انجوائے کر رہی تھیں۔ان کی اپنی کوئی بڑی فیملی نہیں تھی۔اس لیے یہ سب ان کے لیے بالکل نیا اور انوکھا سا تھا۔

اسے اب سمجھ آیا تھا عائشہ کیوں اپنی فیملی کو خود سے چھوڑنے کے بعد بھی اتنا یاد کرتی تھی۔

وہ لوگ تھے ہی اتنی محبت کرنے والے اور ملنسار کے انہیں یاد کیا جاتا۔

سارہ نے زین کو اشارہ کیا تو وہ سمجھ کر مسکراہٹ ضبط کرتا سر ہلا گیا۔

"زین تیرے منہ پر بارہ بجے ہوئے ہیں میرا مطلب ہے کہ اتنا گندہ منہ لگ رہا ہے۔ "سنجیدگی سے اس کے کان کے پاس کہتے وہ اسے پریشان کر گیا۔

"گندہ کہاں سے اور کیسے یار میں تو مین سیلون سے تیار ہو کر آیا ہوں۔"

وہ متفکر سا اس کی اور دیکھ کر بولا۔

"مجھے لگتا ہے سیلون والوں نے تیرے منہ پر کالک میرا مطلب کہ کوئی ایسی کریم لگا دی ہے جس سے تیرا چاند سا چہرہ چاند گرہن میں بدل گیا ہے۔"

نین نے اس کے چہرے کو نظروں میں لیتے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

"اب کیا کروں یار عالیہ تو میری طرف دیکھے گی بھی نہیں"

اسے شدید قلق ہوا۔

ایک کام کر تو باتھ روم میں جا کر منہ دھولے۔"

نین نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا۔ وہ مان بھی گیا۔ نین کے ہمراہ وہ حال میں بنے باتھروم کی طرف آ گیا۔

"ابے یہ کیا کر رہا ڈفر۔"

نین نے اسے کھوسوں سمیت باتھروم میں جاتے دیکھ کر ٹوکا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"کیا کر رہا ہوں۔" وہ جاتے جاتے رک کر نا سمجھی سے مستفسر ہوا۔

"اتنے مہنگے شاندر کھوسے تو باتھروم میں لے کر جا رہا ہے۔" نین کو صدمہ ہوا۔

"خراب ہو جائیں گے۔ تو اسے باہر اتار اور باتھروم کی چپل پہن لے۔"

نین نے ایک اور مشورہ دیا۔

"کہہ تو تو ٹھیک رہا ہے۔" تھوڑی پر ہاتھ رکھے وہ سمجھنے والے انداز میں بولا پھر کھوسے اتار کر باتھروم کی چپلیں پہن کر اندر بند ہو گیا۔

نین نے ادھر ادھر دیکھر تسلی کرتے باتھروم کی کنڈی لگائی۔ پیچھے سے سارہ بھی آ گئی۔

"کام ہو گیا۔" چہرے پر خریر سی مسکان سجائے دوپٹہ سنبھالتی وہ سر گوشیانہ انداز میں پوچھنے لگی۔

"ہاں ہو گیا۔"

نین نے اوکے کا سگنل دیا۔

"کہاں ہیں اس کھوتے کے کھوسے۔"

"یہ رہے۔"

نین نے کھوسے شاپر میں ڈال کر سارہ کے حوالے کیے۔

وہ جانے لگی تھی نین کی آواز پر رکی۔

"شرط یاد ہے نا۔"

سارہ نے مڑ کر اسے گھورا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ہاں ہاں یاد ہے۔" وہ جان چھڑا کر چلی گئ۔اس نے کنڈی کھولی اور خود منظر سے غائب ہو گیا۔زین جو پہلے ہی غصے میں تھابقول نین کے اس کا چہرے پہ بارہ بجے ہو ئے تھے۔پر باتھروم میں لگے شیشے میں اپنا چہرہ دیکھا تو ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔اب اسے باتھروم کے باہر اپنے کھوسے نہ پا کر وہ مزید سیخ پا ہو گیا۔

نین جو دور کھڑا سب دیکھ رہا تھا اچانک اس کے پاس چلا آیا۔

"کیا ہوا؟تو غصے میں کیوں ہے؟"

"میرے کھوسے کدھر ہیں۔"وہ شدید غصے کے زیر اثر تھا۔

نین بوکھلا گیا۔"

مرواِئے گی سارا آج تو۔زیر لب بڑبڑاتا وہ تھوڑی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"یار شادی ہے کتنے مہمان آئے ہوئے ہیں۔کسی نے چوری کر لیے ہوں گے۔"

نین کے سکون سے بولنے پر اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"ایسے کیسے لے گئے وہ دولہے کے میرا مطلب ہے میرے جوتے تھے۔"

وہ زچ ہو کر چیخا۔

"تیرے کھوسے تھے ہی اتنے خوبصورت کہ کسی کا بھی دل آجاتا۔"

نین نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر مزے سے کہا۔زین سوچ میں پڑ گیا۔

"یار خوبصورت تو تھے پر میں اب کیا پہنوں گا۔" وہ بے بسی سے بولا۔

"ابے تو چل ویسے بھی اتنی لمبی شیروانی ہے کھوسے کہاں نظر آیئے گے۔"

زین نے اسے یوں دیکھا جیسے اس کی عقل پر شبہ ہو اور اس کے کچھ بولنے سے قبل اسے گھسیٹتا ہوا وہاں سے لے گیا۔

سٹیج پر بیٹھا وہ بار بار اپنے پاؤں کو چھپانے کی تگ ودو میں لگا ہوا تھا کہ کہیں کوئی ننگے پیروں والا دولہا دیکھ کر مذاق ہی نے اڑانے لگے۔

مہمان سٹیج پر آکر دولہا دلہن کو سلامی دے کر جا رہے تھے۔عالی نیچے منہ کیے ہنسی ضبط کر رہی تھی۔سارہ کی کارستانی پریشے اسے بتا چکی تھی۔

کھانا کھل چکا تھا۔ساری ینگ پارٹی ایک ٹیبل پر قبضہ کیے بیٹھی بریانی سے انصاف کر رہی تھی۔

"جو بات ہے زین کی شادی کی بریانی کا ذائقہ ہی الگ ہے۔"

بھرے منہ کے ساتھ نین نے چٹخارے لیتے بریانی کی داد دی۔

"اصل ذائقہ تو تیری شادی کی بریانی میں آئے گا بیٹا اس کے بعد تیرا نمبر ہے تیار ہو جا۔"

لمحے بھر کو نین کا ہاتھ رکا تھا۔پھر وہ اپنے خول میں سمٹ گیا۔اس نے عاشی کو دیکھنے سے گریز کیا۔

"بے فکر رہ پتر میں اپنی شادی میں کدو لوکی ٹنڈے مولی شلجم کی بھجیا کھلاؤں گا۔"

سیٹ سے ٹیک لگائے وہ کولڈ رنگ کے سپ لے رہا تھا۔

"پھر تو تجھے سلامی میں انڈے ٹماٹر ہی ملنے ہیں۔"

ہمان نے لطیف سا طنز کیا۔

"سر آنکھوں پر۔"

نین نے جھک کر سر تسلیم خم کیا۔

"کچھ کھل نہیں رہی اتنی فرمانبر داتی۔"

سارہ نے تمسخر سے کہا۔

"کیا کریں سارہ بی بی! اپنی بہن دی ہوئی ہے ورنہ تو۔۔۔۔۔!"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ گیا۔

ہمان نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

کھانے سے فارغ ہوتے ہی سب بڑوں سمیت وہ لوگ سٹیج پر موجود تھے۔

"یہ کیا ہے؟"

اپنے سامنے کھڑی آئینہ کے ہاتھ میں سجی ہوئی پلیٹ میں موجود گلاس کو دیکھ کر زین نے آبرو اچکائے۔

"اسے دودھ کہتے ہیں۔"

"وہ تو مجھے پتا ہے پر کرنا کیا ہے اس کا۔"

"اسے پینا ہے۔"

آئینہ نے کہا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"وہ تو مجھے پتا ہے۔"

"تو پھر لیجیے بہنوئی صاحب۔"

آئینہ نے ہنس کر کہا۔

"نہ بابا نہ۔ اتنا مہنگا دودھ کا گلاس۔ مجھے معاف کرو بی بی۔"

بیچارہ زین گھبرا گیا۔

"اب پینا تو پڑے گا۔ ایسے بھی اور ویسے بھی بہتر یہی ہے کہ پی لیا جائے کیوں بھئی۔"

آئینہ نے سب سے تائید چاہی تو سب نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"ابے پی لے اور پیسے منہ پہ مار جان چھڑا۔"

https://classicurdumaterial.com/

نین نے اسے اکسایا۔

"تو میری طرف ہے کہ ان کی طرف۔" گردن ترچھی کر کے زین نے گہرا طنز کیا۔

"افکورس تیری طرف ہوں جبھی اچھا مشورہ دے رہا ہوں۔ پی پلا کے دے دلا کے جان چھڑا۔"

ناچار اسے دودھ کا گلاس ختم کرنا پڑا۔ اب پیسے بھرنے تھے کیوں نہ پورا ہی پی لیا جائے۔

"اب نکالیں میری دودھ پلائی۔"

وہ اٹھلا کر بولی۔ ہاتھ میں پلیٹ پکڑی ہوئی تھی۔ زین نے جیب سے پانچ کا سکہ نکال کر مٹھی میں بند کیا اور آئینہ کی ہتھیلی پر مٹھی کھول دی۔

"ہا۔۔۔۔ یہ یہ کیا ہے زین؟ ناٹ فیئر یہ تم ہی رکھو بلکہ ایک کام کرو ہنی مون پر جاؤ تو کسی دریا میں ڈال کر منت مان لینا کہ تمھاری شادی شدہ زندگی اچھی گزرے۔"

وہ تنگ کر بولی۔

سب بچوں سمیت بڑوں کا بھی قہقہہ نکل گیا تھا۔

"دے دے یار کیوں بچی کو رلائے گا۔"

رافع نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

زین نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا۔

"اماں دیکھ ہاں دیکھ تیر امنڈا اِبگڑی جاوے۔ بے بے ویکھ ہاں ویکھ تیر امنڈا اِبگڑی جاوے۔"

نین نے رافع کی ٹانگ کھینچی۔ وہ بیچارہ جھینپ گیا۔ ساتھ ہی آئینہ کا چہرہ بھی مارے حیا کے گلنار ہو گیا تھا۔

ہادیہ مامی نے گنگناتے نین کی پیٹھ پر مسکرا کر دھپ رسید کی۔

"موقع بھی ہے اور محل بھی لگے ہاتھوں منڈے داویاہ کر دیے۔ کی کیندے او تسی۔"

نین کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یہ باتیں سوچ سمجھ کر طے کرنے والی ہیں۔"

میسم نے تحمل سے کہا۔

"ارے بڑے پاپا جد منڈا منڈی راضی تے کی کرسی کاضی۔"

وہ ترنگ میں بولا۔

"تو چپ کر جب بولتا ہے کنڈا کھولتا ہے۔"

رافع نے اسے جھاڑ پلائی۔

جبکہ آئینہ کے نام پر پریشے نے منہ بنا کر آنکھیں سکیڑیں۔پاس کھڑے ہمان نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"سندر سے مکھڑے پہ شکنیں کیسی ہیں۔"

پریشے نے گھور کر اسے دیکھا۔کیا وہ اتنا انجان تھا۔

"میرے پیسے۔"

آئینہ نے سب کی توجہ اصل مدعے کی جانب مبذول کروائی۔

"ماہیر یار دیکھنا آج کہیں جمعرات تو نہیں۔"

آئینہ نے گلا دبانے کے لیے ہاتھ آگے کیے۔سب کا قہقہہ فلک شگاف تھا۔

"اچھا اچھا میری ماں دیتا ہوں۔"

جیب سے پانچ پانچ ہزار کے دس نوٹ نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھے۔

"جاؤ کیا یاد کرو گی کس سخی سے پالا پڑا ہے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ شیروانی کالر کھڑا کرتا ایک ادا سے بولا۔

کافی دیر یہ شور شرابہ ہلا گلا چلتا رہا پھر رخصتی کا وقت آن پہنچا۔ان سب میں زین اپنے کھوسے جو بھلا بیٹھا تھا اب اسے فکر لاحق ہو گئی تھی۔

"چلیں زین دیر ہو رہی رخصتی کا وقت ہے۔آپ ابھی تک جم کر بیٹھے ہیں۔"نازنین دوپٹہ سنبھالتی ہوئی سٹیج تک آئی تھیں۔

"پھپھو اب دولہا ننگے پیر جاتا اچھا تھوڑی لگے گا۔" نین نے تفکر سے کہا۔

"آپ کے جوتے کدھر ہیں زین۔"

پھپھو نے پوچھا۔

"میرے پاس ہیں۔"

https://classicurdumaterial.com/

سارا نے اطمینان سے جواب دیا۔

"واٹ! میرے جوتے تمہارے پاس ہیں۔ جلدی سے دو مجھے۔"

"پیسے دو جوتے لو۔"

اپنی سیٹ کے نیچے سے کھو سے نکال کر زین کے سامنے لہراتی وہ گنگناتے ہوئے بولی۔

"بڑی بری ہوئی تمہارے ساتھ چچ چچ۔"

نین نے تاسف سے کہہ کر پاس زویا بھابھی کی گود میں بیٹھی لیزو کے ہاتھ سے لیز کا پیکٹ لے کر کھولا اور اب وہ چپس کھا رہا تھا۔

زین کا میٹر گھوم گیا۔

"تجھے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ سب تیرا کیا دھرا ہے اور تم۔۔۔۔۔" اس نے سارہ کی طرف اشارہ کیا۔

https://classicurdumaterial.com/

"میرے کھوسے واپس دو مجھے۔"

"ہمت کرو میاں یوں بھڑکنے سے تو تمہیں ملنے سے رہے۔ زرا میٹھا بولو۔ جیب ہلکی کرو۔"

سارا نے بولتے ہی ہنس کر نین کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔

عاشی جو سارہ کے برابر میں کھڑی تھی۔ موقع دیکھتے ہی اس نے سارا سے جوتے جھپٹنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا پر نین کی نظر پڑ گئی تھی۔ بہت پھرتی سے اس نے جھک کر عاشی کا ہاتھ پکڑا۔

"تم سے نہ ہو پائے گا لڑکی۔"

ہنس کر نین نے اسے کہا۔

بڑوں سمیت سب ساکت رہ گ ئے تھے۔ عاشی کے ساتھ نین کا رویہ پچھلے دنوں سب بڑوں نے محسوس کیا تھا۔ اب یوں اچانک اس کا فرینک ہونا باعث حیرت تھا۔

ماحول میں ایک سکوت سا محسوس کر کے نین کی مسکراہٹ سمٹی۔بیک وقت دونوں کی نگاہیں ملی تھیں۔

"آئی ایم سوری۔"

جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر نین وہاں سے نکلتا چلا گیا۔بغیر یہ دیکھے کہ اس کے ہاتھ پر نین کی گرفت سے چند چوڑیاں ٹوٹ چکی تھیں۔کلائی میں سرخ لکیر بن کر بہہ رہی تھی۔جو اس نے دوپٹے کی اوٹ میں کر کے چہرے پر جبراً مسکراہٹ سجائی۔صارم نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ماتھے پر بل ڈالے وہ نین کی تھوڑی دیر پہلے والی حرکت کے بارے میں سوچ کر غصہ ضبط کر رہا تھا۔

اس نے تو گزرے ماہ وصال میں عاشی کو ایک خراش تک آنے نہیں دی تھی۔

"چلو بیٹا زرا فاصلے سے کھڑی ہو جاؤ۔"

سارا نے اسے سیدھا کیا۔

"اور تم! چلو نکالو جو تا چھپائی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ایک پھوٹی کوڑی نہیں ملنے والی تمہیں چلو پھوٹو یہاں سے۔"

وہ کسی قیمت پر جیب ہلکی کرنے کو تیار نہیں تھا۔

"زرا تمیز سے بات کرو آرمی کے بندے کی بیوی سے بات کر رہے تم یہ نہ ہو مہنگا پڑ جائے۔"

سارا کی باچھیں کھل گئیں۔

"رہنے دو بیچارے کے پاس پیسے ویسے نہیں ہے خوامخواہ تم نے تنگ کیا ہوا ہے۔"

حماد کی اگلی بات سارا کے ہوش اڑا گئی۔سارا نے کن انکھیوں سے اسے دیکھا۔حماد نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"اللہ کا شکر ہے ویل سیٹلڈ ہوں۔کماتا دھماتا ہوں کنگلا نہیں ہوں۔"

زین کو تاؤ آ گیا۔

سب نے مل کر اسے تنگ کر رکھا تھا۔ پھر جیب سے پیسے نکال کر سارہ کے آگے کیے۔ سارہ نے جھپٹنے کے انداز میں اس سے لیے۔"

"تم بیچاری کو خرچہ پانی نہیں دیتے جبھی تو دیکھو کیسے چھینے ہیں مجھ سے۔"

حماد نے سارا کو گھورا پر وہ نوٹ گننے میں لگی پڑی تھی۔

"بہن میرے جوتے دے دو۔"

زین کی دہائی پر سارہ نے احسان کرنے والے انداز میں اسے جوتے دیے۔

"اب تو کوئی رسم نہیں ہے بچی تھک گئی ہو گی بیٹھے بیٹھے۔"

میسم صاحب نے عالی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"نہیں چاچو۔"

رافع نے کہا اور آگے بڑھ کر عالی کو سہارہ دے کر سٹیج سے نیچے اتارا۔ دوسری طرف زین تھا جس کے برابر میں نازنین تھیں وہ عاشی کو متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھیں۔ آئینہ نے قرآن پاک لا کر دیا۔ جس کے سائے تلے وہ اسے گاڑی تک لایا۔

پیچھے سارہ تھی۔

"بے شرم رو لے تھوڑا رخصتی ہے تیری۔"

عالی بیچاری کیا بولتی کہ اسے تو رونا آ ہی نہیں رہا تھا۔ وہ تو خود توپ چیز تھی۔ رلا دیتی تھی پر روتی نہیں تھی اب بھی گھونگٹ کے نیچے سارہ کی بات پر وہ ہنسی ضبط کر رہی تھی۔

"انجی میری عالیہ کا خیال رکھنا۔ کوئی بھول چوک ہو جائے تو درگزر کرنا۔" ہادیہ بیگم نے عالی کو سینے سے لگا کر انجی کا ہاتھ تھامتے کہا۔

"بھابھی کیا آپ کو یہ کہنے کی ضرورت ہے۔ عالی تو ہماری بیٹی ہے۔ اس معاملے میں بے فکر رہیں آپ۔"

ابرابر صاحب نے آگے بڑھ کر عالی کے سر پر پیار کیا۔ہادی بیگم سے زیادہ وہ ابرار صاحب سے اٹیچڈ تھی۔ہر بات میں وہ عالی کا ساتھ دیتے تھے۔ہادی بیگم کی ڈانٹ سے بچاتے تھے۔

وہ رو نہیں رہی تھی پر دل میں اداسی نے گھر کر لیا تھا۔رافع نے اسے سینے سے لگایا۔

"زین مجھے عالی کے معاملے میں کبھی بھی شکایت کا موقع مت دینا۔ہم تمہیں اپنے جگر کا گوشہ دے رہے رہیں۔بیٹیاں پالنا پال کر بڑا کرنا پھر انہیں کسی اور کو دے دینا۔آسان نہیں ہوتا۔گھر میں اگر جانور پال لیں تو اسے دور کرنا بھی کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔یہ تو پھر بیٹیاں ہیں۔جب خود ایک بیٹی کے باپ بنو گے تو سمجھ سکو گے۔"

عالی رافع کی باتوں پہ ڈھے سی گئی تھی وہ جو تھوڑی دیر پہلے ہنستی مسکراتی گاڑی تک آئی تھی۔اب رافع کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رو دی تھی۔رافع نے اس کا سر سہلایا۔

"ڈونٹ وری رافع۔"

زین نے اسے تسلی دی۔

سارہ زویا بھابھی پریشے سب باری باری عالی سے گلے ملی تھیں۔ماہیر نے اسے ڈھیروں دعائیں دی تھیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ہمان نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔

"خوش رہو آباد رہو۔اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔"

رافع اور ہمان نے اسے گاڑی میں بٹھایا۔

ہال کے باہر لان میں لائٹنگ سے مدھم روشنی ہو رہی تھی۔کچھ چاند اپنے جوبن پر تھا۔ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔یوں بھی موسم تبدیل ہونے لگا تھا۔

نرم گھاس پر کھڑی وہ اپنی کلائی سے بہتے خون کو دیکھ رہی تھی۔یہ سوغات تھی اس شخص کی جسے وہ اپنے دل میں بسائے بیٹھی تھی۔

"ایک ڈاکٹر پر یہ حرکتیں زیب نہیں دیتیں۔"

صارم نہ جانے کب وہاں آیا تھا۔عاشی نے ہاتھ پہلو میں گرا لیا۔خون کے قطرے گھاس کو بھگو رہے تھے۔نین کے جانے کے بعد اس کا دل بھی اچاٹ ہو گیا تھا۔

اس کا لمس اس کا لہجہ پل بھر کو اسے وہی نین یاد آیا تھا پھر اس کا یوں جھٹکے سے ہاتھ چھوڑ کر محفل سے چلے جانا۔ عاشی کے لیے وہاں رکنا محال ہو گیا تھا۔ اسے وہ شادی کی رونق بھی لبھا نہیں سکی تھی۔

"جو آپ چھپا رہی ہیں وہ میں دیکھ چکا ہوں۔"

"کیا دیکھ چکے ہیں آپ۔"

نظریں چرا کر وہ مستفسر ہوئی۔

"یہ! یہ دیکھ چکا ہوں میں۔"

صارم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا۔ اسے غصہ آ رہا تھا عاشی کا خون بہہ رہا تھا اور اس نے اپنی ڈریسنگ تک نہیں کی تھی۔

جیب سے رومال نکال کر صارم نے اچھی طرح اس کی کلائی پر لپیٹنا شروع کیا۔

"مجھے آپ کے اس کزن کی یہ حرکت زرا پسند نہیں آئی۔ اگر ہاتھ تھام ہی لیا تھا تو آرام سے چھوڑ دیتا۔"

عاشی کی تکلیف کہاں صارم سے برداشت تھی۔ وہ تو اسے رونے بھی نہیں دیتا تھا۔

"ہاتھ تھاما ہی کہاں تھا۔ جو چھوڑ دیتا۔"

وہ نہ جانے کس رو میں بول گئی تھی۔ صارم نے زیادہ غور نہیں کیا اگر کرتا تو ضرور سمجھ جاتا کہ وہ بھی اسی راہ کی مسافر ہے جس کا وہ خود ہے۔

"آپ کا وہ کزن خاصا بد دماغ واقع ہوا ہے۔" وہ ضبط کرتے بامشکل بول پایا تھا۔

"میں تمہاری سوچ سے بھی زیادہ بد دماغ ثابت ہو سکتا ہوں اگر تم اگلے دو سیکنڈ میں یہاں سے رفو چکر نہ ہوئے تو۔"

نین ہال کے پچھلے حصے میں تھا۔

وہ عالی کی رخصتی تک وہاں جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا کہ رخصتی ہوتے ہی عاشی کو بھی چلے جانا تھا۔ فالحال وہ عاشی کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ جب باہر نکلا تو مسز فاروقی کو کار کے پاس صارم کا انتظار کرتے پایا۔ نین انہیں کار میں بٹھا کر ہال کی طرف بڑھ گیا۔لان میں جو منظر اس نے دیکھا اسے لگا کسی نے اس کی آنکھوں میں مرچی بھر دی ہو۔

عاشی کا ہاتھ تھامے وہ کچھ بول رہا تھا ساتھ ہی پٹی بھی کر رہا تھا۔ نین کے اعصاب تن گ ئے۔وہ غصے میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے سر پر پہنچا۔

صارم اور عاشی اسے یہاں دیکھ کر حیران ہوئے۔عاشی نے جلدی سے صارم کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔ نین کو غصے میں دیکھ کر اس کے ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمکی تھیں۔

صارم نے دانت پیسے۔غصہ ضبط کیا۔وہ کوئی سخت جملہ کہنے لگا تھا پر عاشی کی فیملی سے تھا یہ شخص اور عاشی اپنی فیملی سے بے حد محبت کرتی تھی۔

نین کو کچھ کہہ کر وہ عاشی کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا۔دوسرا لڑائی جھگڑا اس کی فطرت میں نہیں تھا۔

تیسرا یہ کہ وہ یہاں مہمان تھا اس لیے بدنظمی نہیں چاہتا تھا۔

خاموشی سے نین کی سائیڈ سے نکلتا چلا گیا۔

نین اس کی طرف مڑا۔اس کا ہاتھ تھام کر کلائی سے صارم کا رومال نکال کر دور پھینکا اور جیب سے اپنا رومال نکال کر اس کی کلائی پر لپیٹا۔عاشی جہاں تھی وہیں رہ گئی۔اسے لگا وہ دوسرا سانس نہیں لے سکے گی۔

اس شخص کی اتنی سی مہربانی پہ اس کی دل کی دھڑکنیں ساکت پڑ گئی تھیں۔

"درد بھی دیتے ہو مسیحائی بھی کرتے ہو۔"

اس کی حیرت زدہ نگاہیں نین کو خود پر جمی محسوس ہو رہی تھیں۔

"درد میں نے دیا تھا تو دوا بھی مجھے ہی کرنی تھی۔"

وہ سنجیدگی سے سرد لہجے میں کہہ کر جانے کے لیے پلٹ گیا۔

"اور اس درد کا کیا اس کی تکلیف کا کیا۔ جو میرے دل میں ہے۔ اس کی دوا کون کرے گا۔ بولو نین ! کون کرے گا اس درد کی دوا؟"

وہ رندھی ہوئی آواز میں یاسیت سے بولی۔

نین نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ اس کے چہرے پر ازیت ہی اذیت رقم تھی۔

"آخر کو وہ درد بھی تو تمہارا ہی دیا ہے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ چیخ کر وہیں نرم گھاس پر گھٹنوں کے بل گری تھی۔

"مت کرو نین ایسا مت کرو میرے ساتھ۔ مجھ سے تمہاری بے رخی اور تمہارے طنز نہیں سہے جاتے۔ میرے کیے کی مجھے اتنی بڑی سزا مت دو کہ میں جینا بھول جاؤں۔

مجھے معاف کر دو نین! مجھے معاف کر دو۔ تمہیں پریشے کا واسطہ ہے مجھے معاف کر دو۔ میں دن رات اس ازیت کی بھٹی میں جلتی ہوں۔ میرے شب و روز ماضی کے اوراق میں لکھی میری غلطیوں پر شرمندہ ہوتے گزر جاتے ہیں۔ میں خود سے نظریں نہیں ملا پاتی نین۔

تمہاری یہ بے رخی مجھے میرا ماضی نہیں بھولنے دیتی۔ ہر روز میں خود کو ضمیر کی عدالت میں کھڑا پاتی ہوں۔ مت کرو میرے ساتھ ایسا۔"

اس کی آنکھوں سے آنسو ں بہہ رہے تھے۔ یہ ندامت کے آنسوں تھے۔ جو نین نیم اندھیرے میں بھی پہچان سکتا تھا۔

چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ زر زور سے رو دی تھی۔ زندگی میں شاید ہی وہ کبھی اتنا روئی ہو گی۔ نین ہق دق رہ گیا تھا۔

اس کے لہجے میں آنسوؤں میں کہیں سے بھی تو بناوٹ کی بو نہیں آرہی تھی۔

خود ہم اللہ سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے کبیرہ گناہ معاف کردے۔ جبکہ ہم کسی کی زرا سی خطا معاف کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

اللہ بے شک معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ نین نے لمبی سانس کھینچی۔ وہ عاشی کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا۔ دھیرے سے اس کے ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹائے۔

"میں نے تمہیں پریشے کے صدقے معاف کیا۔"

اس کے آنسو نرمی سے اپنے پوروں پر چن لیے۔

ولیمے کا فنکشن اپنے عروج پر تھا۔زین اور عالی دونوں ہی بہت خوش نظر آرہے تھے۔عالیہ کے چہرے پر کھلتے رنگ گزری شب اس کی جھولی میں سمٹی خوشیوں کا پتا دے رہے تھے۔

جہاں نازنین ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر خوش تھیں وہیں ہادیہ بیگم عالی کو دیکھ کر مطمئن ہو گئ تھیں۔

وہ ایک بیٹی کی ماں تھیں۔کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی دل میں ہزار وسوسے جنم لے رہے تھے۔مگر آج اسے زین کے پہلو میں بیٹھے دیکھ کر دل کو یک گونہ سکون میسر آیا تھا۔

"دروازہ رکائی کے کتنے پیسے ملے عاشی۔"

"چھوٹی کوڑی بھی نہیں ملی ہو گی۔"رائل بلوڈنر سوٹ میں ملبوس ہمان پوری محفل پر چھایا ہوا تھا۔ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ سجائے وہ محفل کی شان لگ رہا۔

"پورے پچاس ہزار ملے ہیں ماہیر بھائی۔"

عاشی نے جتاتی نظروں سے ماہیر کو دیکھا۔زویا اور سارا کا منہ کھل گیا۔

"ہم کیسے یقین کر لیں۔"

"لیز وزرا اپنی ماما کو یقین تو دلاؤ۔"عاشی نے اس کے پھولے پھولے گالوں پر پیار کیا۔سارہ کو اس کا مغرورانہ انداز ایک آنکھ نہیں بھایا تھا

"چلو اب مل ہی گ ئے ہیں تو ہمیں ہمارا حصہ دے دینا۔"

قدرے توقف سے وہ اطمینان سے اسے اچھلنے پر مجبور کر گئی۔

"کون سا حصہ بھئی۔"

وہ کھانے سے ہاتھ روک کر چھوٹی آنکھیں کیے بولی۔"

میں سارا اور پریشے سب ہی زین کی بہنیں ہیں۔ آئینہ نے گویا جتلایا تو وہ آنکھیں گھمانے لگی۔

"کھانا کھا کر چلتی پھرتی نظر آؤ۔"

عاشی نے سنجیدگی سے انہیں لتاڑا۔ کل جو اس کے ساتھ ہوئی تھی وہ بھولی نہیں تھی۔

"اپنے ہوئے پرائے دشمن ہوا زمانہ۔"

صارم نے اسے چھیڑا۔ نین نے جو خاموش بیٹھا تھا گھور کر صارم کو دیکھا۔ وہ کیوں خوامخواہ فری ہوتا تھا عاشی سے۔

"آپ سے یہ توقع نہیں تھی۔ آپ میری پارٹی میں یا ان کی۔" عائشہ نے بتا مناتے کھانے سے ہاتھ روک اس کی اور دیکھا۔

"کچھ لوگ کسی پارٹی کا حصہ نہیں ہوتے۔ان کی مثال بیگانی شادی میں عبداللہ دیوانے جیسی ہوئی ہے۔"

سفید تھری پیس میں ملبوس ہاتھ میں گلاس پکڑے وہ بڑے سکون سے گویا ہوا تھا۔پل بھر کو ٹیبل پر سکوت چھا گیا۔اتنا کہ ہمان بات کا رخ موڑ گیا۔صارم نے لب بھینچ لیے۔

"یہ دراصل اپنی بات کر رہا۔خاصا شوق ہے محترم کو اپنے منہ میاں مٹھو بننے کا۔تھالی کا بینگن کہوں یا بنا پیندے کا لوٹا یا پھر عبداللہ کہوں۔"

ہمان نے گہری طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا اس کی بات سمجھتے سب کا قہقہہ نکل گیا تھا۔

"ہنسنا ہنسانا بعد میں پہلے یہ پرس کھولو پیسو نکالوں اور ساری بہنوں میں برابر تقسیم کرو۔"

"سوری! میرا تعلق الخدمت فاؤنڈیشن سے ہے نہ ہی سیلانی ویلفیئر سے۔حماد ٹرسٹ سے رابطہ کرو۔"

عائشہ نے مسکراہٹ دبائی اور پرس پر گرفت مضبوط کرلی۔اس چیل کا کوئی بھروسہ نہ تھا۔

"اتنا غرور مت کرو میرا بھی وقت آئے گا۔"

سارہ نے اسے گھورا۔

پریشے بات کا مفہوم سمجھ کر سرخ پڑ گئی۔

نظریں جھکائے وہ چہرے کے تاثرات چھپانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔

"ارے ہاں ہمان اور پریشے کی شادی باقی ہے نا ابھی تو۔" عاشی نے شرارت کہتے اسے ٹہوکا دیا۔

"رخصتی بنتی تو نہیں ہے محترمہ کی۔ دن رات دھڑلے سے ہمان کے ساتھ کبھی شاپنگ کبھی ڈنر کبھی لانگ ڈرائیو۔

زویا نے ٹشو سے ہاتھ صاف کیے۔

"ابھی تک سسرال میں براجمان ہے۔ رخصتی کس نام کی۔" عاشی نے زویا کی بات کی تائید کی۔

پریشے پہلو بدل کر رہ گئی۔ نظر اٹھا کر خفگی سے ان سب کو دیکھا جو اسے موضوع بنا کر اس کی جان مشکل میں ڈال چکے تھے۔ اب بھلا وہ کیا بتاتی کہ ہمان کے کہنے پر ہی تو وہ اس پورشن میں ٹھہری ہوئی تھی۔

ہمان نے بھی عین اسی وقت اس کی جانب نگاہ اٹھائی۔ تصادم ہوا اور پلکوں کی چلمن دوبارہ گر گئی۔

ہمان کی پر تپش نگاہیں اس کے صبیح چہرے پر جمی تھیں۔ اس کا وہاں بیٹھنا دوبھر ہو گیا۔ ہتھیلیاں پسیج سی گئی تھیں۔ وہ اٹھی اور کرسی دھکیل کر ایکسکیوز کرتی وہاں سے اٹھ گئی۔

"اسے کیا ہوا۔" عائشہ حیران رہ گئی۔

"شرما گئی ہے۔" زویا نے ہنس کر کہا۔

"وہ تمھاری نہیں میری بابھی ہے۔" سارہ نے فخریہ بتایا۔

"اس بات سے کیا مراد ہے۔"

وہ نا سمجھی سے مستفسر ہوئی۔

"عالی رہی سدا کی بے شرم ایک آنسو تک نہیں بہایا شادی میں۔ وہ تو بھلا ہو رافع کا جو عین رخصتی کے وقت جذباتی تقریر کر کے اسے رلایا۔ ورنہ اس نے تو ناک ہی کٹوادی تھی۔"

علیزے کو بریانی سے چکن پیس نکال کر صاف کر کے کھلاتی سارہ نے عاشی کا دماغ روشن کر دیا تھا جبکہ رافع کا منہ کھل گیا۔ باقی سب کا بلند و بانگ قہقہہ گونجا تھا۔

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ وہ تقریر نہیں تھی۔ میرے دل سے نکلے الفاظ تھے۔"

"لو بھلا الفاظ دل سے بھی نکلتے ہیں۔ بھئی ہمارے یہاں تو زبان سے نکلتے ہیں۔"

رافع نے دانت پیسے۔

"بال کی کھال نکالنا تو کوئی تم سے سیکھے۔"

حماد نے سر پکڑ لیا۔

ان سب کی ہلکی پھلکی نوک جھونک کے ساتھ یہ حسین شام اختتام کو پہنچی تھی۔ماہیر زویا اور میسم صاحب کو لے کر گھر روانہ ہوا تھا جبکہ آئینہ ہادیہ بیگم اور ابرار صاحب رافع کی گاڑی میں تھے۔

پریشے ہمان کے ساتھ تھی۔

ہمان نے کوٹ اتار کر پریشے کی گود میں رکھا اور گاڑی سٹارٹ کی۔وہ بالکل خاموش تھی۔ہمان نے ہی اس خاموشی کو توڑا تھا۔

"اتنی خاموش کیوں ہو۔"

"بس ایسے ہی۔"

وہ بلاوجہ ہی بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔پھر دونوں ہاتھ باہم ملائے انہیں مسلنے لگی۔دراصل کچھ دیر پہلے ہال میں ہونے والی گفتگو اب تک اس کے ذہن میں سمائی ہوئی تھی۔

وہ تو تھی بھی سدا کی شرمیلی۔اس پہ اب ہمان کی نذدیکی اس کی جان نکال رہی تھی۔

اس کا سامنا کرنے کی ہمت کہاں تھی اس میں۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہیں چھپ جائے۔

ہمان نے اسے دیکھا وہ جانتا تھا وہ نروس ہو رہی ہے۔ کمفرٹیبل فیل نہیں کر رہی اور وہ اس کی وجہ بھی باخوبی جانتا تھا۔

"پریشے ایزی ہو جاؤ۔ میں تمہیں کھا نہیں جاؤں گا۔ "مسکراہٹ دبائے اس نے کہا۔ اس حال میں بھی وہ اس کے دل کی دنیا زیر و زبر کیے ہوئے تھی۔

"اگر کھا گئے تو۔"

پریشے نے یونہی سرسری سا پوچھ لیا۔

"تو تمہارا بھائی میرا کفن تیار کر دے گا۔"

اس نے ہنس کر کہتے موڑ کاٹا۔

پریشے دھک سے رہ گئی۔ اس کا ذہن لفظ کفن پر اٹک گیا۔

اس کے ہاتھ پیر سن ہو گئے تھے۔ گاڑی میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی تھی۔ پریشے نے منہ پھیر لیا۔ وہ حد درجہ حساس تھی۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی گہرائی میں جا کر محسوس کرتی تھی۔

"پریشے آر یو اوکے۔"

ہمان کو وہ ٹھیک نہیں لگی۔اس نے کوئی جواب نہیں دیا تو اسے بھی مزید کریدنا مناسب نہیں لگا۔

گھر پہنچ کر گاڑی پورچ میں روک کر وہ گاڑی سے اترا۔پریشے اس سے پہلے جا چکی تھی۔

وہ بھی اندر کی طرف بڑھ گیا۔اسے آئینہ سے ضروری بات کرنی تھی اور یہ بہترین موقع تھا۔

کپڑے چینج کرکے وہ آرام دہ لباس پہن کر سونے کے لیے لیٹ تو گئی تھی مگر بھوک نے اسے سونے نہیں دیا تھا۔سارہ لوگوں کی گل افشانیوں کے باعث وہ ٹیبل سے بغیر کچھ کھا ئے ہی اٹھ گئی تھی اور اب پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔

سلیپر پہن کر وہ کمرے سے باہر نکلی۔رات کے دو بج رہے تھے۔لاؤنج میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔وہ کچن میں آئی۔لائٹ جلائی تو پورہ کچن روشن ہو گیا۔فریج کھول کر دیکھا تو کھانے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔

"میری تو قسمت ہی ماڑی ہے۔کچھ بنانا بھی نہیں آتا۔اب پیٹ میں کیا ڈالوں۔"

فریج بند کرکے وہ روہانسی ہوتی اپنی قسمت کو کوسنے لگی۔پسلیوں پر دونوں ہاتھ ٹکائے وہ متلاشی نگاہوں سے کچن پر نگاہ ڈال رہی تھی کہ شاید کہیں کچھ کھانے کو مل جائے۔دفعتا نگاہ شیشے کے مرتبان پر پڑی۔جس میں بھنے ہوئے چنے رکھے تھے۔لمبا ہاتھ کرکے مرتبان اتارا اور ڈھکن کھول کر پلیٹ میں چنے نکالنے ہی لگی تھی کہ ہمان اور آئینہ کی آواز پر بوکھلا کر پلیٹ واپس ریک میں رکھی اور مٹھی چنوں سے بھر کر مرتبان واپس جگہ پر رکھا۔وہ

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

کمرے میں جانے کے لیے جونہی آگے بڑھی دونوں کو اسی سمت آتے دیکھ کر گھبرا کر کچن کے وسط میں لگی چولہے کی سلیب کے نیچے چھپ گئی۔ اسے آئینہ کا خوف نہیں تھا۔ مسئلہ ہمان کا تھا۔ وہ اسے اب تک جاگتے دیکھ لیتا تو خوب عزت افزائی ہونی تھی۔

"ہم صبح بھی بات کر سکتے ناں۔"

"ہاں مگر تم پریشے کو جانتی تو ہے۔ آج کل تو تجسس میں رہتی ہے۔ میں اس لڑکی کی وجہ سے پریشان ہوں۔ پڑھائی پر توجہ دینے کے بجائے اوٹ پٹانگ حرکتوں میں لگی رہتی ہے۔"

سلیب کے نیچے بیٹھی پریشے کا منہ صدمے سے کھل گیا۔

"ہمان آپ کو شرم نہیں آتی میرے راز فاش کرتے۔ اللہ آپ کو پوچھے گا اور خوب کہی تجسس کی بھی جب کچھ نہیں بتائیں گے تو میں بیچاری تو کھوج میں لگوں گی ناں۔"

وہ خاصی دلبرداشتہ ہو گئی۔ پر کیا کر اسکتی تھی۔ خاموشی سے بیٹھی چنے چبانے لگی۔

"کافی پیو گے؟"

آئینہ اس سے پوچھا۔

"بنالو گی تو پی لوں گا۔"

دو کپ بنا لیتی ہوں۔

"فریج سے سینڈوچ بھی نکال لو۔"

ہمان نے اسے مشورہ دیا۔

وہ کافی پھینٹ کر سینڈوچز سینڈوچ میکر میں رکھ کر ریڈی کر چکی تھی۔ پھر کافی دو مگوں میں ڈال۔ کر ایک کپ ہمان کو پکڑایا اور ایک کپ خود تھام لیا۔

"ڈونٹ یو وری آئینہ تمہارا مسئلہ حل ہو چکا ہے۔اب فکر کی کوئی بات نہیں ۔ تصویریں کسی بھی ویب اور میڈیا پر اپلوڈڈ نہیں تھیں۔"

"مگر اس نے مجھے دھمکی۔۔۔۔!"

"صرف گیدڑ بھبھکیاں تھیں۔"

ہمان نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی کاٹ دی۔

"باقی اس کے پاس سے سارا ڈیٹا اور تصاویر کی نیگیٹو میں نے لے کر ضائع کر دی ہیں۔ معاملہ پولیس تک ہے ابھی۔ کوٹ تک پہنچنے سے پہلے ہی میں اسے جڑ سے ختم کر دوں گا۔"

کافی کا سپ لیتے ہوتے ہوئے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"حق ہا۔ آدھی رات کو غیر عورت کے ساتھ کافی پی جا رہی ہے۔ آپ کا تو الگ سے حساب ہو گا ہمان مگر اس چنڈالن کو بھی میں بخشوں گی نہیں جو ہر مسئلہ آپ سے شیئر کرتی ہے۔ ڈائینہ نا ہو تو۔۔۔"

وہاں بیٹھی وہ مسلسل کڑھ رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ چنے بھی پھانک رہی تھی۔ اب پیٹ کی آگ بھی تو بجھانی تھی۔

"سمجھ نہیں آ رہا تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں۔ تمہاری فیملی کے بہت احسان ہیں مجھ پر۔"

وہ مشکور ہوتی کافی کے مگ کے کناروں پر انگلیاں پھیرتی مدھم لہجے میں کہنے لگی۔

"یہاں سے دفعہ ہو کر مہربانی کا موقع دو۔ جونک کی چپک گئی ہے۔"

پریشے نے اسے دل ہی دل میں اسے کوسا۔

"ہمیشہ کے لیے یہاں رک کر شکریہ کا موقع دے سکتی ہو۔"

ہمان کی بات پر جہاں آئینہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی وہیں پریشے کا منہ کھل گیا۔

"تورک بیٹا تیرا ٹیٹو اتو میں اپنے ہاتھ سے دباؤں گی میرے بندے کو ورغلا رہی ہے اپنی گھٹیا اداؤں سے۔ پتا نہیں کافی میں کیا ملا دیا ہے کمبخت نے۔"

سلیب سے سے زرا سی گردن باہر نکال کر دیکھتی اسے برا بھلا کہتی وہ ہمان کو دیکھ کر قدرے تیکھے لہجے میں بولی۔

ان دونوں کی اس طرف پشت تھی۔

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہمان مڑا تو اس نے گردن فوراً نیچے کر لی۔

چنے کے آخری ساتھ آٹھ دانے منہ میں ڈالتے وہ یوں چبا رہی تھی جیسے دانتوں کے نیچے چنے نہیں آئینہ ہو۔

"تمہیں آواز آ رہی ہے کچر کچر کی۔"

طویل خاموشی کے باعث آئینہ نے فوراً محسوس کیا تھا۔

"چوہا ہو گا کہیں کسی کونے میں بیٹھا کچھ کتر رہا ہو گا۔"

کافی کے سپ لیتے وہ اطمینان سے گویا ہوا۔

پریشے نے دانت پیسے۔

"مجھے چوہا بنا دیا۔"

صدمے سے اس کی چودہ طبق روشن ہو گئے۔

"اب یہ چوہا تمہارا سینڈوچ کترے گا ڈائینہ۔"

"تو چوہے مار دوا ڈالنی چاہیے ناں ادھر۔"

"چوہے مار نہیں آئینہ مار دوا ڈالنی چاہیے ادھر۔"

پریشے نے دانت کچکچائے۔

"ناحق انہیں کیوں مارا جائے وہ بیچارے تو آدھی رات کو اپنی بھوک مٹانے کو کونوں کھدروں سے نکلتے ہیں۔"

"تم سے کوئی جیت نہیں سکتا۔"

وہ خفگی سے گویا ہار مان گئی تو وہ ہنس دیا۔

وہ کبڑی ہو کر چلتی ہوئی دیوار کے ساتھ ساتھ ہمان کے پیروں میں آ بیٹھی۔ وہ لوگ سامنے کی طرف کھڑے تھے۔ اس کے بیک سائیڈ پر سلیب پر پلیٹ رکھی ہوئی تھی جس میں دو عدد سینڈوچ تھے جو شاید باتوں باتوں میں وہ ٹھنڈے کر چکے تھے۔ پریشے نے زرا سی گردن ترچھی کر کے دیکھا۔ وہ ا پنی باتوں میں مگن تھے۔ لمبا ہاتھ کر کے اس نے پلیٹ میں ہاتھ مارا۔ سینڈوچ ہاتھ لگتے ہی اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ ہمان نے اس کے ہاتھ کھینچنے سے

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پہلے ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔پریشے کا دل۔اچھل کر حلق میں آگیا۔وہ اتنا بھی انجان نہیں تھا۔فریج کے گلاس ڈور میں وہ اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔

"تم چلو آئینہ میں زرا اس چوہے کا انتظام کر کے آتا ہوں۔"

مگ ایک طرف رکھ کر وہ کچن سے نکل گئ تو وہ فوراپلٹ کر پنجوں کے بل اس کے نزدیک بیٹھا۔

پریشے نے حلق تر کیا۔دل ڈوب کر ابھرا تھا۔وہ گھٹنوں کے بل دیوار کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔وہ ہاتھ ا ب بھی ہمان کے ہاتھ میں تھا۔

"کیا کر رہی ہو اتنی رات کو کچن میں؟"

خو شمگیں نظروں سے اسے گھورتے وہ سخت لہجے مستفسر ہوا۔

وہ نرمی سے پوچھتا تو شاید وہ بتا بھی دیتی مگر اس کے سخت لہجے پر جھٹکے سے ہاتھ چھڑوا کر وہ کھڑی ہوئی۔

"میری مرضی میرا گھر ہے۔رات کو آؤں چاہے دن کو۔"

ناراض نظروں سے اسے دیکھتے وہ ضدی لہجے میں بولی۔

"کتنی بری بات ہے۔اس طرح کسی کی جاسوسی کرنا چوری چھپے کسی کی باتیں سننا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ تاسف زدہ رہ گیا۔پریشے نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"میں ایسا کچھ بھی کرنے نہیں آئی تھی۔"

"ہاں جیسے میں تمہیں جانتا نہیں ہوں۔"

اسکے طنز پر وہ سلگ اٹھی تھی۔قدرے خفگی سے اسے دیکھا۔کس قدر بے اعتبار ہو رہا تھا وہ۔

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی اور خبردار مجھ سے مخاطب ہونے کی کوشش بھی کی تو۔"

وہ جونہی باہر کو لپکی کرنٹ کھا کر مڑی۔

"کیا ہوا بھوت دیکھ لیا؟"

وہ جو اس کا بازو دبوچے کھڑی تھی۔ہمان نے مسکراہٹ دبائی۔یونہی خان بہادر بنی دھمکیاں دیتی رہتی تھی۔

"وہ وہ۔۔۔بھابھی۔۔۔بھابھی ادھر ہی آرہی ہیں۔"

وہ حواس باختہ سی بولی۔ہمان نے سر تھام لیا۔

"یہ آج ہی سب کو آدھی رات میں بھوک پیاس لگنی تھی۔"

اس نے کچن کی لائٹ بند کی اور اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگاتے دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔

چوراں نوپہ گ ئے مور۔

وہ اپنی قسمت کو کوس رہی تھی جس وقت وہ کچن میں آئی۔

"ہائے رے دوزخ تجھے بجھانے کو کیا کیا نہ سہنا پڑا۔"

"یہ تو ہونا ہی تھا۔ کس نے مشورہ دیا تھا آدھی رات کو جاسوسی کرنے کا۔"

اس پر گرفت مضبوط کرتے وہ ڈپٹنے لگا۔

"شٹ اپ ہمان! میں جاسوسی کرنے نہیں پیٹ پوجا کرنے آئی تھی۔"

اس کے کندھے پر دھپ رسید کرتی وہ سچ بتانے لگی تو ہمان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

زویا نے کچن کے لائٹ آن کی اور فریج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکالنے لگی۔

اس کے ساتھ لگی پریشے کی دھڑکنوں کی آواز ہمان کی دھڑکنوں میں شمار ہو گئی تھی۔ اس کا کانپا وجود اس کے چوڑے سینے میں سما گیا تھا۔ اسے اپنی گردن پر پریشے کی سانسوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔ اس کی زلفوں سے اٹھتی خوشبو اس کے حواسوں پر چھا رہی تھی۔

وہ بے بی پنک کلر کی فل آستینوں کی شرٹ اور بے بی پنک کلر کا کھلا ساٹراؤزر پہنے ہوئے تھی۔

ہمان نے حصار مزید تنگ کر لیا۔پریشے کو لگا وہ سانس نہیں لے سکے گی۔زویا جگ میں پانی ڈال کر لائٹ آف کر کے جا چکی تھی۔

پریشے نے الگ ہونا چاہا مگر بے سود۔وہ اپنے حواسوں میں ہوتا تو اس کی مزاحمت سمجھتا۔وہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی تھی۔جھک کر اس کے کان کی لو کو معطر کرتے وہ اس کے چہرے کے ہر ہر نقش کو مہکاتا چلا گیا۔اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔اس نے مزاحمت ترک کر دی۔اس کی زلفوں میں چہرہ دیے وہ جیسے ان لمحوں میں مسحور ہو گیا تھا۔ہوش تو تب آیا جب اس نے پریشے کی مدھم سسکیاں سنی۔اپنی شرٹ کو کندھے سے بھیگتا محسوس کیا۔

"پری آر یو اوکے؟"

دوسری طرف کوئی ندامت نہیں تھی۔کوئی شرمندگی نہیں تھی۔اس کا وہی ازلی انداز تھا۔

"ہاتھ مت لگائیں مجھے۔کوئی بات نہیں کرنی مجھے آپ سے۔آپ! آپ بہت عجیب ہیں۔"

وہ سوں سوں کرتی سرخ گال رگڑ رہی تھی۔

ہمان نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر خود کے قریب کر لیا۔اس کا انداز بے حد نرم مگر لہجہ جنونی تھا۔

"تمہیں ہاتھ نہ لگاؤں تو کسے لگاؤں۔ بہت چھوٹ دی ہوئی ہے میں نے تمہیں۔ چچی جان سے آج کہوں تو آج وہ تمہاری رخصتی کے لیے تیار ہو جائیں گی۔ اپنے بچپنے سے باہر نکل کر دیکھو میری جان۔ یہ رشتہ کس قدر خوبصورت ہے۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے پری تم کیا گنوار ہی ہو۔ کوئی اتنا معصوم بھی کیسے ہو سکتا ہے۔ تمہاری یہ معصومیت میری نیاڈبو دے گی۔

میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ باتوں سے ہی نہیں اپنے عمل سے بھی تم پر واضح کرنا چاہتا ہوں۔ تمہیں دیکھ کر جس ضبط کا مظاہرہ میں کرتا ہوں وہ صرف میں او رمیرا خدا جانتا ہے۔ بارہا کوشش کی کے میرے جذبوں کی تھوڑی بہت آنچ تو تم تک بھی پہنچے مگر مجھے ڈر رہتا ہے کہ کہیں ان دہکتے جذبوں کی آنچ سے یہ موم کی گڑیا کہیں پگھل نہ جائے۔ ان خلوت بھرے مسحور کن لمحات میں تمہاری نزدیکی نے میرے منہ زور جذباتوں پر بندھے سارے بند توڑ دیے۔ قصور صرف تمہارا ہے۔ صرف تمہارا۔"

انچ بھر کا ہی تو فاصلہ تھا۔ وہ اس کہ سمعتوں میں دھیرے دھیرے لفظوں کی چاشنی گھول رہا تھا۔ وہ حجاب سی ہوئی تھی۔ کسمسا کر بازو آزاد کروا کر دور ہوئی۔

اسے جانے کے پر تولتے دیکھ وہ اسے اٹھا کر سٹول پر بٹھا چکا تھا۔ اس کی ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔ "نیچے اتاریں مجھے۔ مجھے جانا ہے۔"

"بھوک لگ رہی ہے۔"

اس کی چیخ وپکار کو وہ کسی خاطر میں ہی نہیں لایا تھا۔

اس کے نظریں چرانے پر مستفسر ہوا تو وہ خاموش رہی اس نے سینڈچ اوون میں رکھے اور یہیں موقع پا کر وہ سٹول سے اتر کر کچن سے بھاگی تھی۔

ہمان اسے دیکھ کر رہ گیا۔پھر دفعتاً ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ دوڑ گئ تھی۔

گرمی کے موسم نے کروٹ لی تھی۔ٹھنڈی ہوائیں سردیوں کے آنے کا پتا دے رہی تھیں۔

سورج کی ہلکی ہلکی کرنیں بادلوں کی اوٹ میں سے جھانک کر آنکھ مچولی کھیل رہی تھیں۔

شاہ ہاؤس میں آج قدرے انوکھی سی صبح اتری تھی۔ پھپھو ناشتہ بنا رہی تھیں۔عاشی ان کی مدد کروا رہی تھی۔

صارم اور مسز فاروقی اب تک وہیں ٹھہرے ہوئے تھے ناز نین اور عاشی نے انہیں جانے ہی نہیں دیا تھا کہ ابھی تو فرصت ملی تھی انہیں ٹھیک سے بات کرنے کی ورنہ شادی میں تو مصروفیات کے باعث وقت ہی نہیں مل سکا تھا۔

زین جاگنگ کرکے سیدھا کچن میں آیا۔عاشی نے مسکرا کر اسے جوس کا گلاس پکڑایا۔وہ دو گھونٹ میں گلاس خالی کرکے اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔وہ کمبل میں مزے سے بہت ہی میٹھی نیند سو رہی تھی۔اپنے بہت قریب ایک مانوس سی خوشبو سے وہ بیدار ہوئی مگر آنکھیں نہیں کھولیں۔

زین نے کمرے میں آکر ایک نظر اسے دیکھا جو کروٹ لیے سو رہی تھی۔زین کی طرف اس کی پشت تھی۔اس کے پاس بیٹھ کر زین نے جوتے اتارے اور اس کے کان کے پاس ہولے سے سرگوشی کی۔

"اٹھ جاؤ جھانسے کی رانی۔اب کتنا سونا ہے اور۔"

عالی کسمسا کر رہ گئی تو وہ تھوڑا دور ہوا۔

"مجھے پتا ہے جاگ رہی ہو تم۔"

مسکراہٹ دبائے وہ گویا ہوا۔

عالی اپنی جگہ چور سی بن کر سیدھی ہو کر اٹھ بیٹھی۔

"میری نیند اور میرا سکون کسی سے برداشت نہیں ہوتا۔"

وہ بڑبڑا کر رہ گئی۔

https://classicurdumaterial.com/

"اتنی آہستہ آواز میں بولو گی تو مجھے تمہارے قریب آنا پڑے گا اور مجھے ڈر ہے کہ میرے قریب آنے پر تم بے ہوش ہی نہ ہو جاؤ۔پہلے ہی ملکہ عالیہ کی طبیعت ناساز ہے۔"

وہ گزری رات کا حوالہ دیتے شوخ لہجے میں کہتے ہوئے ہنس پڑا۔

عالی نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"اچھا سوری۔"

اس کے اس طرح دیکھنے پر وہ مسکراہٹ دبا کر سیز فائر کر گیا۔

"طبیعت کیسی ہے اب؟"

وہ اس کے ماتھے اور گردن پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کرنے لگا۔

"میں ٹھیک ہوں زین۔"

وہ اس کے لمس پر کانپ سی گئی۔آنکھیں میچ کر خو کو ریلیکس کیا۔

"لگ تو نہیں رہیں۔"

وہ اس کے کانپنے اور آنکھیں میچنے پر چوٹ کر گیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"تمھاری آنکھیں خراب ہیں تو میں کیا کر سکتی ہوں۔"

وہ گھور کر دوپٹہ اٹھا کر بیڈ سے اتری۔

"ہاں اب لگ رہا ہے میری عالیہ ٹھیک ہے۔ ورنہ تم نے تو قسم کھا رکھی تھی نہ بولنے کی۔ اوپر سے ولیمے کی رات بخار چڑھا کر بیٹھ گئیں۔ کیا کیا نہیں سوچا تھا میں نے۔ میرے سارے ارمانوں پر پانی پھیر دیا تم نے۔"

وہ تاسف سے کہتا الماری سے اپنا لباس نکالنے لگا۔

عالی کی مسکراہٹ عود آئی۔ جسے چھپاتی وہ اپنے کپڑے لیے باتھ ورم میں چلی گئ۔

وہ باتھ سے تولیے میں بال لپیٹے باہر نکلی۔ ابھی پہلا قدم ہی رکھا تھا کہ سردی کی ایک لہر اس کے جسم میں سرایت کر گئ۔

"زین اے سی بند کرو کون سی گرمی کھا رہی ہے تمہیں۔"

دونوں ہاتھوں کو باہم مسلتے باتھروم کے باہر کھڑی وہ اس پر بن بادل برسات کی طرح برس پڑی تھی۔

"یار میں تو باہر سے آیا ہوں جاگنگ کر کے۔ مجھے تو گرمی لگ رہی تھی۔"

رموٹ اٹھا کر اس نے اے سی بند کیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ہاں تو کس نے کہا تھا دوڑنے کا تم نے کونسا میراتھون ریس میں حصہ لینا تھا۔"

اسے شدید غصہ نے آلیا۔ایک تو پہلے ہی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔اوپر سے نہاتے ساتھ ہی اے سی کی ٹھنڈک سے واسطہ پڑ گیا۔وہ بالوں کو تولیے سے آزاد کرتی ڈریسنگ میز کی کرسی پر بیٹھ کر ڈرائیر سے بال خشک کرنے لگی۔

زین نے کپڑے چینج کیے۔وہ کف کے بٹن بند کرتے ہر تھوڑی دیر بعد ایک نظر اٹھا کر عالیہ کو بھی دیکھ رہا تھا۔وہ بار بار ہاتھ مسل رہی تھی۔

اب تک کمرہ ٹھنڈا تھا۔ہلکا سا میک اپ کر کے وہ بال باندھنے لگی۔کھلے بال اسے ہمیشہ الجھن دیتے تھے۔باقول ہادیہ بیگم کہ وہ کھلے بالوں میں چڑیل لگتی تھی۔بس تب سے ہی اس نے بال کھلے رکھنا چھوڑ دیے تھے۔ایک بار تو خود زین نے بھی اسے بھوتنی کہا تھا۔تب سے تو اسے ضد سی ہو گی تھی۔

شیشے میں ابھرتے زین کے عکس کو فراموش کیے وہ اپنے کام میں مشغول رہی۔

وہ کھڑی ہو کر بال سنوا ر رہی تھی۔زین نے اس کے ناتواں کندھے پر تھوڑی ٹکا کر اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا یوں کہ وہ اس کے وجود میں چھپ سی گئ۔

ہیر برش عالیہ کے لرزتے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گرا تھا۔وہ ہڑبڑا سی گئ تھی اور جی جان سے کانپ گئ تھی۔

"ایسے چھپالوں تمہیں خود میں۔ پھر تو ٹھنڈ نہیں لگے گی ناں۔"

زین کی گھمبیر آواز میں کی گئ سرگوشی نے اس کے ہاتھ پسیج دیے تھے۔اس نے اس کے بازوؤں پر ہاتھ پھیر کر اس کے وہی ہاتھ تھام لیے۔

زین کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ تھی۔ٹی پنک رنگ کا کامدار سوٹ پہنے وہ ہلکاسامیک اپ کیے ڈھیلے سے جوڑے میں عام دنوں سے خاصی منفرد اور خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔

وہ تو سادگی میں بھی زین کو بہت بھلی لگتی تھی۔اب تو پھیر کیل کانٹوں سے لیس تھی۔

"زین پھپھو بلارہی ہیں مجھے۔"

سر جھکائے وہ نرم سی آواز میں بولی۔ یہ روپ اس کا انوکھا ساتھا ورنہ تو مردمار منڈی بنی رہتی تھی۔

"مجھے تو نہیں سنائی دیا۔"

وہ اب بھی مسکرارہاتھا۔اس نے عالی کارخ اپنی طرف کیا۔

"تمھارے کان خراب ہیں۔"

وہ گھور کر بولی۔

"نہیں میرا دماغ خراب ہے۔"

وہ بدمزہ ہو کر پیچھے ہٹا اور گھڑی اٹھا کر پہنی۔

"وہ کیوں؟"

عالی نے حیرت سے پوچھا۔وہ اچانک ایسا کیوں کہہ رہا تھا۔

"ایک جذبات سے عاری لڑکی سے رومانس جو کر رہا تھا۔ویسے سوری ہاں! میں غلط پتے پر آ گیا تھا۔"

وہ چڑ کر بولا۔عالی ہنس دی۔وہ اپنا بریف کیس لیے چند ضروری فائلز ڈھونڈ رہا تھا۔عالیہ دوپٹہ اوڑھتی نیچے آ گئی۔پھپھو اور عاشی نے بیک وقت اسے دیکھا۔

"ماشااللہ اتنی پیاری لگ رہی ہیں ہماری عالی۔"

اس کا ماتھا چوم کر وہ مسکرائیں۔

"جاؤ عاشی مرچیں لے کر آؤ میں اپنی بہو کی نظر تو اتاروں۔"

متبسم لہجے میں کہتے وہ گویا ہوئیں تو وہ جھنیپ گئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس کی نظر اتار کر پھپھو نے اسے کرسی پر بٹھایا۔وہ آج اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔بخار نے ایسا جکڑا تھا کہ اس کی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی باہر نکلنے کی۔

"واہ بھئی خوب پروٹوکول دیا جارہا ہے تمہیں تو۔"

اشی نے اسے چھیڑا۔

"تم بھی شادی کرلو تمہیں بھی ایسا ہی پروٹوکول ملے گا۔"

عالیہ نے مزاق سے کہا۔عاشی جھینپ گئی۔

"میری چھوڑو اپنی بتاؤ زین نے کیا گفٹ دیا منہ دکھائی میں۔"

"کنجوس نے کچھ بھی نہیں دیا۔"

وہ منہ پھلا کر شکایتی انداز میں بولی۔

"چلو کوئی بات نہیں بعد میں مل جائے گا۔تمھارے معاملے میں تو کنجوس نہیں ہے۔"

"رہنے دو جیسے مجھے پتا نہیں۔"

"عالیہ نے طنز کیا تو عائشہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

کام مندا چل رہا ہو گا آج کل۔"

عالیہ نے آنکھیں سکیڑیں۔

صارم اور مسز فاروقی بھی ناشتے کی ٹیبل پر آ گئی تھیں۔

"زین کہاں رہ گ ئے۔"

نازنین نے مستفسر ہوئیں۔ان کے کہنے کی دیر تھی کہ زین بھی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے آیا۔

"گڈ مارننگ ایوری ون۔"

وہ عالیہ کے برابر والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"آج آفس جانے سے پہلے عالیہ کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا۔"

"میں بالکل ٹھیک ہوں پھپھو۔"

عالیہ نے انہیں مطمئن کیا۔

"آپ دونوں مذاکرات کر لیں جانا ہے کہ نہیں۔"

وہ چائے کی گھونٹ بھرتا بولا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"موصوف کے مزاج کافی گرم ہیں۔"

صارم نے کہا۔

"ہیں نہیں بس لوگ گرم کر دیتے ہیں۔"

وہ عالی کی طرف دیکھ کر آہ بھرتا بولا۔عالی کڑھ کر رہ گئی۔

"ویل زین یہ غلط بات ہے۔آپ کو آج تو آفس نہیں جانا چاہیے تھا۔ ابھی نئی نئی شادی ہے اسے گھوماؤ پھراؤ۔یہی تو دن ہوتے ہیں۔"

مسز فاروقی نے اپنے پن سے کہا۔

"میں آپ کی بات سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔دراصل میری ایک ضروری مٹنگ ہے اسی لیے جانا پڑ رہا ہے۔"

وہ سب ناشتے سے فا رغ ہو کر اب لاؤنج میں رکھے صوفوں پر بیٹھے تھے۔عاشی بھی سب سمیٹ کر وہیں آ گئی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

موقع بھی درست تھا اور جگہ بھی مناسب تھی۔ انہیں یہی وقت درست لگا تھا پھپھو سے بات کرنے کا۔ وہ تو شروع سے ہی عاشی کو اپنے صارم کے لیے پسند کرتی تھیں اور اب اس کی فیملی سے ملنے کے بعد تو وہ اور بھی زیادہ دل کے قریب ہو گئ تھی۔

اس کی فیملی سے مل کر انہیں پتا چلا تھا کہ صرف عاشی ہی نہیں بلکہ اس کی فیملی بھی بہت اچھی اور ملنسار تھی۔

وہ نازنین سے بات کرنے کے لیے صحیح وقت کے انتظار میں تھیں۔ اسی لیے وہ بعد میں آنا چاہتی تھیں مگر انہوں نے روک لیا تھا کہ چند دن اور رک جائیں۔ یوں مسز فاروقی کو بات کرنے کا موقع بھی مل گیا۔

"نازنین! مجھے آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔"

وہ مسکرا کر ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔ ان کے تمہید باندھنے پر ٹھٹھک ضرور گئ تھیں۔ زمانہ شناس عورت تھیں۔ عمر یونہی تو نہیں گزاری تھی۔

"کہیے! ہم سن رہے ہیں۔"

انہوں نے مسکرا کر سامنے بیٹھی عاشی کو دیکھا۔ وہ جس طرح دیکھ رہی تھیں۔ عاشی کو کھٹکا سا لگا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"مجھے اللہ نے بیٹی سے نہیں نوازہ مگر میں نے کبھی ملال نہیں کیا۔ لیکن جب عاشی مجھے ملی تھی تو میری ساری ادھوری حسرتیں پوری ہو گئی تھیں۔ اس کی صورت اللہ نے مجھے ایک بیٹی دے دی تھی۔ عاشی کے آنے سے ہمارے گھر میں رونق سی ہو گئی تھی۔

میں چاہتی ہوں وہ آگے بھی ہمارے گھر کی رونق بنی رہے۔"

انہوں نے قدرے نا سمجھی سے عاشی کی طرف دیکھا۔ وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں لاعلمی کا اظہار کر گئی۔

"میں اپنے صارم کے لیے آپ کی عائشہ کا ہاتھ مانگ رہی ہوں۔"

مسز فاروقی کے الفاظ نہیں تھے گویا دھماکہ تھا۔

وہ ساکت رہ گئیں۔ عاشی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

زین نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

اگر وہاں کوئی سکون سے بیٹھا تھا تو وہ عالیہ تھی۔ وہ انکار کرنا چاہتی تھیں۔ انہوں نے ہمیشہ سے عاشی کو نین کے لیے سوچا ہوا تھا۔ بلکہ ان کا ارادہ تھا زین کی شادی کے بعد ممتا بھابھی اور افی بھائی سے باقائدہ بات کرنے کا۔

وہ کیا کہتیں کیا نہ کہتیں سب سمجھ سے باہر تھا۔ انہوں نے زین کی طرف دیکھا۔ وہ بہت سخت الفاظ کہنا چاہتا تھا مگر وہ احسان مند تھا عاشی کی وجہ سے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

مسز فاروقی نے ماحول میں گرما گرمی محسوس کر لی تھی۔

"شاید مجھے یہ بات نہیں کہنا چاہیے تھی؟"

وہ شرمندہ ہوتی کہنے لگیں۔

"کیوں نہیں کہنے چاہیے تھی؟"

"بیٹھے بٹھائے اتنا اچھا رشتہ مل گیا ہے۔ بھلا اور کیا چاہیے۔"

عالیہ نے چہرے پر مسکراہٹ سجائے کہا۔عاشی فوراسے بیشتر وہاں سے اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔عالی اٹھ کر نازنین کے پاس آئی۔

انہوں نے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجا کر انہیں دیکھا۔

وہ ان کے احسان تلے دبی ہوئی تھیں اور یہ سچ بھی تھا اگر وہ عاشی کو نہیں سنبھالتی تو نہ جانے وہ آج کہاں خوار ہو رہی ہوتی۔زندہ بھی ہوتی کہ نہیں۔

"ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے اگر عاشی راضی ہے تو۔" مسز فاروقی کی جان میں جان آئی تھی۔صارم کب کا اٹھ کر جا چکا تھا۔

"عاشی سے پوچھ لیں۔ آخر کو زندگی تو اسی نے گزارنی ہے۔۔"

وہ اثبات میں سر ہلا کر رہ گئیں۔

وہ زویا کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی تھی۔ رات ہمان کی وارفتگی اور شدت جذبات نے اس کے اندر کی بچی کو کہیں دور سلا دیا تھا۔ اس نے ہمان کو ہمیشہ دوستوں کی طرح پایا تھا مگر کل ! کل کی اس گستاخیوں کے بعد اسے واقعی دونوں کے درمیان موجود رشتے کا احساس ہوا تھا اور اب جب احساس ہوا تھا تو وہ خود سے بھی نظریں چرائے پھر رہی تھی۔ ناشتے کے بعد کمرے سے نکل کر وہ نیچے لاؤنج میں آ گئی۔

زویا صوفوں کے کشن تبدیل کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"ہو گئی تمہاری صبح؟"

"سوری ! فجر پڑھ کر ایسا سوئی کہ پھر آنکھ ہی نہیں کھلی۔"

وہ شرمندہ سی گویا ہوئی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ ٹیبل سے میگزین اٹھا کر سامنے کر لیا کہ کہیں بھابھی اس کے چہرے پر چھائے رنگ نوٹ ہی نہ کر لیں۔

"آج کوئی اٹھانے جو نہیں آیا تھا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بھابھی کی معنی خیز بات پر وہ پہلو بدل کر رہ گئ جبکہ وہ ہنستی ہوئی اوپر چلی گئیں۔

"ناشتہ بنادوں؟"

ممتا بیگم نے پیار سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئ تو وہ کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

پندرہ منٹ بعد وہ ناشتہ ٹیبل پر لگا چکی تھیں۔

"پریشے ناشتہ لگا دیا ہے میں نے۔"

ان کی آواز پر وہ میگزین سائیڈ پر رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

ہمان نے گھر کے اندر قدم رکھا تو کچن سے آتی کھٹر پٹر کی آواز پر کچن کا رخ کیا۔ پریشے کے ہاتھوں میں پسینہ پھوٹ پڑا۔ وہ جتنا اس شخص سے بچنا چاہ رہی تھی وہ اتنا ہی سامنے آجاتا تھا۔

"اسلام و علیکم! چچی جان۔"

کن نظروں سے اس نے پلیٹ پر جھکی پریشے کو دیکھ کر چچی جان کو مخاطب کیا تھا۔

"واعلیکم اسلام! میری جان۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ محبت سے اس کی پیشانی چوم کر بولی تھیں۔

"مما میں روم جا رہی ہوں۔"

پلیٹ پرے کھسکا کر وہ کرسی دھکیل کر اٹھی۔

"ناشتہ تو کرتی جاؤ۔"

اس کی لاپرواہی پر متفکر سی ہوئیں کہ ابھی تو دو نوالے ہی لیے تھے۔ پورے کا پورا ناشتہ ہی ایسے چھوڑ گئ تھی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔"

تیزی سے کچن سے نکلتے وہ جواب دے گئ تو وہ سر تھام کر رہ گئیں۔

عجیب لڑکی ہے نہ کھانے کی ہوش رہتی ہے نہ پینے کی۔ پتا نہیں کیا بنے گا اس لڑکی کا۔ دیکھو زرا ایک تو اٹھی دیر سے ہے اوپر سے کچھ کھایا بھی نہیں۔ پھر چکراتی پھری گی سارا دن۔

ناشتہ سمیٹتیں وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھیں۔

"لائیں یہ ٹرے مجھے دیں میں ناشتی کرواتا ہوں اسے۔"

ان کے ہاتھ سے ٹرے لے کر وہ اوپر چلا آیا۔ پریشے جو کمرے سے نکل کر ریلنگ سے جھانک رہی تھی۔ اسے اوپر آتے دیکھ کر کر خاص کر اس کے ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے دیکھ کر گھبرا کر پلٹی۔ ہمان سیڑھیاں عبور کر کے نہ صرف راہداری میں داخل ہو چکا تھا بلکہ اسے وہاں کھڑا دیکھ بھی چکا تھا۔ اس اڑا اڑا رنگ دیکھ کر ہمان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

پریشے نے دماغ کا استعمال کرتے فوراً سے پیشتر کمرے میں جا کر دروازہ اندر سے لاک کر لیا۔

وہ پیچ و تاب کھاتا ماتھے میں بل ڈالے بولا تھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے پریشے دروازہ کھولو۔"

وہ بیڈ پر بیٹھ کر ناخن کترتی رہی۔

"پریشے آئی سیڈ اوپن دی ڈور۔"

اس بار لہجے میں سختی در آئی تھی۔

"آپ بیکار کوششیں کر رہے ہیں۔ میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔"

کل رات کی اس کی چھچھوری حرکتیں یاد کرتے جہاں وہ سرخ پڑی تھی وہیں غصہ بھی عود آیا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"میری جان مجھ سے دور جانے کا سوچنا چھوڑ دو کیونکہ ایسا کر کے خود پر ظلم کرو گی۔"

وہ اطمینان سے گویا ہوا۔

بھلا کوئی اصلی میں بھی عمران ہاشمی بن سکتا ہے۔ نہیں ! میں کمرے میں تو ہرگز نہیں آنے دوں گی۔ جس بندے نے کچن میں نہیں بخشا تھا وہ کمرے میں کیا کرے گا۔

"آپ اپنی توانائی خرچ مت کریں۔ میں مظلوم ہی صحیح۔"

اس کی ضد پر ہمان نے ہاتھ کا مکا بنا کر دروازے پر زور سے مارا تھا کہ اندر وہ اچھل کر رہ گئی تھی۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں دروازہ کھول دو کیونکہ اگر میں نے اپنے تئیں کھولا تو میں وہ کروں گا کہ تمہاری سوچ ہو گی۔"

"ارے جائیں جائیں بہت دیکھیں ہیں آپ جیسے۔"

اس کی بات کو ہوا میں اڑاتی وہ خس کم جہاں پاک کہتی دھپ سے صوفے پر گری تھی۔

"تو تم دروازہ نہیں کھولو گی ؟"

وہ ایک بار پھر تائید چاہ رہا تھا۔ ماتھے میں بے شمار بل واضح تھے مگر پھر بھی انداز ہنوز نرم تھا۔

"اب کیا سٹامپ پیپرز پر لکھ کر دوں۔"

"تو ٹھیک ہے پھر اب مجھ سے رحم کی امید مت رکھنا۔"

وارننگ دیتے لہجے میں وہ کہہ کر پلٹ گیا۔اس کے قدموں کی آواز پر بھی اس نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔شام تک وہ کمرے میں یونہی بند رہی تھی۔ نین آفس سے ویسے ہی تھکا ہارا آیا تھا۔اوپر سے پریشے کی صورت نہیں دیکھی تھی اڈے مزید کوفت ہونے لگی۔

"مام پریشے کدھر ہے؟"

"اوہو بھئ کیوں چیخ وپکار مچا رکھی ہے آرام سے بولا کرو۔"

وہ حسب عادت گھرکتی ہوئی بولیں۔

"آپ کو معلوم ہے جب تک مجھے میرا بڈی نظر نہیں آتا مجھے تب تک مجھے ڈکون نہیں ملتا۔"

پانی کا گلاس غٹا غٹ چڑھاتے وہ مسکرا کر ان کے گرد بازو حائل کر گیا۔

"اپنے کمرے میں بند ہے صبح سے۔ناشتہ بھی نہیں کیا۔لنچ پر بھی باہر نہیں نکلی۔خدا جانے کیا ہو گیا لڑکی کو۔صبح تو ہمان خود ناشتے کی ٹرے دینے گیا تھا۔دروازہ ہی نہیں کھولا۔"

"ماں وہ صبح سے بھوکی ہے۔ آپ نے مجھے فون کر کے بلالیا ہوتا۔پتا تو ہے اسکی نازک مزاجیاں۔ بھوک برداشت نہیں ہوتی اس کو۔"

وہ تیزی سے اوپر بھاگا تھا۔ دروازے پر دستک دی تو اندر بیٹھی پریشے چونک گئی۔

"کون ہے؟"

"میری جان۔ میرا چندا بھائی ہیں دروازہ کھولو۔"

نین کی آواز سن کر اس کی باچھیں کھل گئیں۔ تیزی سے بیڈ سے اتری اور جھٹ سے دروازہ کھول دیا۔

"آریو اوکے میری جان۔ یہ بھوک ہڑتال کیوں کی ہوئی ہے۔

اسے اپنے ساتھ لگاتے وہ اندر آیا تو اس کی آنکھیں ابل پڑیں۔

بیڈ پر ڈیری ملک اور لیز کے خالی ریپرز جا بجا بکھرے پڑے تھے۔ کہیں کینڈیز تو کہیں سونف سپاری کے ریپر پڑے ہوئے تھے۔ سنیکس کا ادھ کھایا ایک پیکٹ سائیڈ ٹیبل پر پڑا تھا۔

"اوہ! میں بھی بولوں اس بلی کا بھوکے پیٹ گزارہ ہو کیسے گیا۔"

اس کی ناک کھینچ کر وہ ہنس پڑا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اوفو بھیا یہ تو وقتی سامان تھا پیٹ پوجا کا مگر مجھے اب صحیح معنوں میں بھوک لگی ہے۔"

وہ بیچارگی سے بولی تو نین کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔وہ اسے لیے باہر کی سمت بڑھا۔

نیچے میسم اور ابرا صاحب کے ساتھ ہمان کو بیٹھے دیکھ کر اس نے دانستہ نگاہیں چرائیں۔

"شکر ہے قفل ٹوٹا۔اسے زرا ایک ڈرپ لگوالاؤ۔کہیں بیہوش نہ ہو جائے۔"

ممتا بیگم نے تبصرہ کیا۔ساتھ ہی نین کو مشورہ بھی دیا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے وہ وقتا فوقتا ڈوز لیتی رہی ہے۔"

نین نے اطمینان سے جواب دیا جبکہ وہ ہمان کی پر تپش نظروں سے خائف ہوتی کچن میں بھابھی کے پاس چلی گئی۔

"نیچے کیا کہا تم نے فاروقی آنٹی سے۔"

وہ ماتھے میں بل ڈالے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"زین میں نے۔۔۔"

"کس سے پوچھ کر تم نے ہاں کی؟ مماچپ تھیں میں چپ تھا۔ جس کی بات چل رہی تھی حتی کہ وہ خود بھی چپ تھی پھر تمہیں کیا ضرورت پیش آئی تھی بولنے کی۔"

وہ اس کی بات کاٹ کر غصیلے لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"میں بھی اس گھر کی فرد ہوں۔ کیا ہو گیا اگر کہہ دیا تو۔ عاشی میری بھی بہن ہے۔ کیا میں اس کا برا سوچوں گی۔"

وہ بھی جواباً غصے میں بولی تھی۔

"بات اچھا یا برے سوچنے کی نہیں ہو رہی عالیہ۔ جب مماوہاں موجود تھیں تو تم بڑوں کے بیچ میں کیوں بولیں۔ ابھی اس کے بڑے زندہ ہیں۔ مرے نہیں ہیں جو تم اس کی زندگی کا فیصلہ کرنے لگو۔"

وہ درشت لہجے میں بولا۔ عالی دنگ رہ گئی۔ اس کا صبح والا رویہ اب کے رویے سے کتنا مختلف تھا۔ بات کو سمجھنے کے بجائے وہ اپنی ہی کہے جا رہا تھا

"زین میری بات سنو تم جیسا۔۔۔۔"

"کیا بات سنوں میں تمھاری۔ سن کر آ تو رہا ہوں نیچے سے۔"

وہ اس کی بات کاٹ کر کاٹ دار لہجے میں بولا۔

"ہم سب جانتے ہیں عاشی اور نین کی ایک دوسرے کی پسندیدگی کے بارے میں۔ شروع سے ہم سب نے عاشی کو نین کے لیے سوچا ہوا تھا۔ ایسے میں کوئی باہر والا رشتہ کیسے قبول کر لیں ہم۔ رافع نے تو تمہیں تمھاری من چاہی جگہ بیاہ دیا تم سکون سے بیٹھو۔"

وہ طیش کے عالم لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل کر دروازہ زور سے بند کر گیا۔ عالی نے دہل کر دل پر ہاتھ رکھا۔ زین کا لب ولہجہ اس کے لیے بالکل نیا تھا۔

اس کا رویہ عالی کے سمجھ سے بالاتر تھا۔ صبح جب وہ مخاطب تھا تو یوں لگ رہا تھا جیسے پھول جھڑ رہے ہوں۔ کتنا میٹھا اور نرم لہجہ تھا اس کا۔

بس یہی رنگ ہوتے ہیں شادی کے۔ اسے ہی شادی کہتے ہیں۔ واقع بہت فرق ہوتا ہے میکے اور سسرال میں۔

شادی سے پہلے تو کبھی اس نے اس لہجے میں بات نہیں کی اور شادی ہوتے ہی رنگ دکھا دیے۔ بیڈ پر بیٹھ کر وہ اپنے آنکھوں سے بہنے والے اشک صاف کرنے لگی۔

اسے امی یاد آ رہی تھیں۔ پاپا یاد آ رہے تھے جو امی کی ڈانٹ سے بچا لیتے تھے۔۔ رافع یاد آ رہا تھا جو ساتھ ہوتا تو ڈھال بن کر رہتا تھا مجال ہے کوئی ڈانٹ لیتا عالی کو۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"زین مجھے عالی کے معاملے میں کبھی بھی شکایت کا موقع مت دینا۔ ہم تمہیں اپنے جگر کا گوشہ دے رہیں۔ بیٹیاں پالنا پال کر بڑا کرنا پھر انہیں کسی اور کو دے دینا۔ آسان نہیں ہوتا۔ گھر میں اگر جانور پال لیں تو اسے دور کرنا بھی کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ یہ تو پھر بیٹیاں ہیں۔ جب خود ایک بیٹی کے باپ بنو گے تو سمجھ سکو گے۔"

اسے رخصتی کے وقت کی رافع کی باتیں یاد آ رہی تھیں۔

"تم آرام سے بھی تو بات کر سکتے تھے زین۔ تم نے میری ایک بات تک نہیں سنی کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں۔"

وہ دوپٹے کے پلو سے آنکھیں صاف کرتی اس ہرجائی سے شکوہ کر رہی تھی۔

نین اور زین لان میں فٹبال کھیل رہے تھے۔

فواد صاحب کئی دنوں بعد آج چھٹی ہونے کے باعث بہن کے گھر چلے آئے تھے۔ پانچ سال کی پریشے نازنین کی گود میں چڑھی ہوئی تھی بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر تھا کہ انہوں نے پریشے کو گود میں بٹھا رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں

بے حد خوبصورت سی سنہرے بالوں والی گڑیا تھا تھی جو جو صلاح الدین اس کے لیے جرمنی سے لا ئے تھے۔وہ ان کی بہت لاڈلی تھی جبکہ عائشہ کے پاس گڑیا پہلے سے موجود تھی۔وہ گڑیا انہوں نے اسے اٹلی سے لا کر دی تھی اور اس بار وہ عائشہ کے لیے اس کی فرمائش پر ڈول ہاؤس لے کر آ ئے تھے مگر وہ مطمئن نہیں ہوئی تھی۔پریشے کے ہاتھوں میں موجود سنہرے بالوں اور نیلی آنکھوں والی بڑی سی گڑیا دیکھ کر اسے غصہ آنے لگا تھا۔اسے وہ گڑیا چاہیے تھی کیونکہ وہ گڑیا اس کے بابا لائے تھے۔

"پھپھو مجھے بھی عاشی جیسا ڈول ہاؤس چاہیے۔میری ڈول کہاں رہے گی۔"

پریشے کی معصوم سی خواہش پر نازنین کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"میری جان۔میرا بچہ پھپھو کل ہی آپ کو ڈول ہاؤس لا کر دیں گی۔آپ فکر کیوں کرتی ہو۔تب تک آپ عائشہ کا ڈول ہاؤس شیئر کر لو۔"

اس کا سرخ سیب جیسا پھولا پھولا گال چوم کر وہ اسے ھود سے اتار گئیں۔

جاؤ میرا بیٹا بہن کے ساتھ کھیلو جا کر۔

صلاح الدین نے عائشہ کے سر پر پیار کر کے اسے تاکید کی۔

سات سالہ عائشہ کی آنکھیں چمکنے لگیں۔اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ روم میں لے آئی۔

عائشہ کا روم اس کی فرمائش پر مبنی تھا۔گلابی رنگ کی تھیم سے مزین بے تحاشہ خوبصورت۔

واؤ! سو بیوٹیفل۔پریشے جونہی آگے بڑھنے لگی عائشہ نے اسکے ہاتھ سے گڑیا چھین لی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یہ میرے بابا لائیں ہیں سمجھی تم۔اپنے لیے اپنے بابا سے کہولا کر دیں۔"

"پر انکل میرے لیے لائے ہیں۔"

وہ معصومیت سے بولی تو عائشہ نے اسے گھور کر دیکھا۔

"وہ میرے بابا ہیں اور وہ جو بھی چیز لائیں گے اس پر میرا حق ہو گا سمجھی تم آئندہ بعد اگر تم نے میرے بابا کی لائی ہوئی چیز پر حق جتایا تو میں تمہیں ماروں گی۔"

عائشہ کی بات پر رونے لگی۔

"میں تمہاری کمپلین کروں گی پھپھو سے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بے تحاشہ روتے وہ وہ دوپونیاں ہلاتی ہوئی باہر کو بھاگی تو عائشہ گھبر اگئی اور اس کے پیچھے ہی لپکی۔

"یہ تو مما کی چہیتی ہے اگر مما کو پتا چلا تو وہ مجھے بہت ڈانٹیں گی اور نین بھی مجھ سے ناراض ہو جائے گا اور پھر سٹڈی میں میری کوئی ہیلپ بھی نہیں کرے گا نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔"

پریشے ہتھیلی کی پشت سے دونوں ہاتھوں کی مدد سے چہرہ رگڑتی سوں سوں کرتی جونہی پہلی سیڑھی پر پہنچی۔عائشہ نے اسے زور سے دھکا دیا اور گڑیا بھی پھینک دی۔

پریشے کی چیخوں پر وہاں بیٹھے چاروں نفوس سمیت باہر کھیلا نین بھی تیزی سے اس کی طرف آیا تھا۔

خون سے تر بتر چہرہ لیے وہ نیچے نین کے قدموں میں اوندھے منہ گری تھی۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر نازنین کا بی پی شوٹ کر گیا تھا دوسری طرف ممتا بے حال ہو گئیں۔ وہ ان کی بے حد لاڈلی بیٹی تھی۔ فواد نے پریشے کو گود میں اٹھایا اور ہاسپٹل کا رخ کیا۔ سچویشن کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ کسی کا بھی دھیان عائشہ کی طرف نہیں گیا۔

بدلتے موسم کے ساتھ سورج نے بھی رنگ بدلے تھے۔ آگ برسانے والے سورج کی تپش جہاں گرمیوں میں بندوں کو جھلسا کر رکھ دیتی تھی اب وہی تپش بھلی لگ رہی تھی۔

سردی کی پہلی لہر نے دھا وا بولا تھا تو لوگوں نے اسے کھلے دل سے خوش آمدید کہا تھا۔ سرما کی کھلتی دھوپ کی نارنجی کرنیں ملک ولا کے لان میں اتری تھیں۔

سرسبز و شاداب پیڑ پودے سرد ہواؤں کے دوش پر جھوم رہے تھے۔ سنہرے ریشم کے کام والی سیاہ شال اوڑھے وہ لان میں کرسی پر دھوپ سینکنے بیٹھی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

تھوڑی دیر پہلے ہی خوش قسمتی سے شاور لیا تھا ورنہ سردی میں پانی کو ہاتھ لگاتے پریشے کی جان جاتی تھی۔

داخلی دروازے سے اسے بھابھی آتی دکھائی دیں۔ان کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی شاید وہ کوئی سبزی کاٹنے کے لیے لا رہی تھیں۔

"یہ لو گرم گرم دھوپ میں ٹھنڈے مالٹے کھاؤ۔"

قریب آتے زویا نے مالٹوں سے بھری پلیٹ جو ٹرے میں رکھی تھی اس کے آگے رکھ دی۔

"کہاں سے گرم گرم دھوپ۔ تپش تو نام کی بھی نہیں۔ گھنٹہ ہونے کو ہے یہاں بیٹھے اب تک ایک انگلی بھی گرم نہیں ہوئی۔"

وہ شال درست کرتی بولی۔

"بحر حال کینیڈا سے یہاں کا موسم لاکھ درجہ بہتر ہے۔"

بھابھی نے حمایتی تبصرہ کیا ساتھ ہی پلیٹ سے مالٹا اٹھایا اور پلیٹ پریشے کی اور کھسکا کر اسے بھی کھانے کا اشارہ کیا۔

"کینیڈا کا حال نہ پوچھیں وہاں تو غضب کی ٹھنڈ ہوتی تھی مزے کی بات ہے وہاں کی ٹھنڈ برداشت بھی ہو جایا کرتی تھی۔"

"غضب کی ٹھنڈ میں بیما ر بھی تو غضب کی ہوئی تھیں اور پھر ہمان نے غضب کا غصہ کیا تھا کہ سب کی عقل درست ہو کر رہ گئ تھی۔"

وہ معنی خیزی سے ہنستے ہوئے ٹکڑا جوڑنے لگیں۔

مالٹے کھاتی پریشے جھینپ کر رہ گئ۔

صبح زین کے ساتھ ہوئی بحث کی وجہ سے اس کا موڈ اب تک خراب تھا۔اسے زین کے رویے پر بے حد افسوس تھا۔کتنی ہی دیر تک مارے شرمندگی کے کمرے سے باہر بھی نہیں نکلی تھی۔

نہ گھر میں سے کسی نے اسے آکر پوچھا تھا۔اسے پھر بھی برا نہیں لگا۔وہ جانتی تھی صبح مسز فاروقی کی رشتے والی بات کی وجہ سے گھر میں سب پریشان ہیں۔

کمرے کی حالت درست کر کے عالیہ نے اپنا حلیہ درست کیا اور باہر کا رخ کیا۔پھپھو کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔عالیہ کو دکھ ہوا۔ان کے کمرے کا دروازہ کبھی بھی بند نہیں ہوا کرتا تھا۔

"تو کیا وہ واقع ناراض ہیں بالکل ویسے جیسے زین ناراض تھا۔نا جانے وہ کیا سوچ رہی ہونگی میرے بارے میں۔"

دروازے کے باہر کھڑی وہ عجیب وسوسوں میں گھری ہوئی تھی۔

اب رشتہ بدلا تھا تو محسوسات بھی بدل گئے تھے۔ وہ ایک بہو کے نظریے سے ہی سب سوچ رہی تھی۔

"جو بھی ہو اب مجھے ہی سب ٹھیک کرنا ہے۔"

گہری سانس خارج کرتی خود میں ہمت پیدا کرتی وہ دروازہ کھول کر اندر آئی۔

روشن کمرے میں ٹانگوں تک کمبل اوڑھے آنکھیں موندے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں۔ عالیہ کو وہ ٹھیک نہیں لگیں۔ اس نے ان کے پاس بیٹھ کر ان کی گود میں سر رکھ دیا۔

صبح مسز فاروقی کی کہی گئی باتوں سے وہ شاکڈ ہی تو رہ گئی تھیں۔ وہ کیسے عائشہ کے بارے میں ایسے سوچ سکتی تھیں۔

"بے شک ان کا اتنا بڑا احسان تھا مگر پھر بھی۔ کیا وہ اس احسان کا بدلا پورا کرنا چاہ رہی تھیں اگر ہاں تو یہ کونسا طریقہ تھا احسان پورا کرنے کا۔ وہ ان کی بیٹی تھی۔ اس کی زندگی کے بارے میں اتنا اہم فیصلہ لینے کا حق تھا انہیں۔

"ایسے کیسے میں صارم کا پرپوزل قبول کرلوں۔ عائشہ کو تو ہم نے شروع سے ہی اپنے نین کی امانت سمجھا ہے اور پھر نین کا جھکاؤ میں عائشہ کی طرف محسوس کرچکی ہوں۔ یہ الگ بات ہے کہ پچھلے دو سال کے عرصے میں یہ جھکاؤ کم ہو چکا ہے مگر ختم تو نہیں ہوا۔ پھر ہماری عائشہ! وہ تو نین سے محبت کرتی ہے۔ ضروری تو نہیں کہ ہر بات

عیاں کر دی جائے۔کچھ چیزیں کہنے کی تھوڑی ہوتی ہیں۔بس محسوس کی جاتی ہیں۔۔ماں تو اپنے بچوں کا چہرہ دیکھ کر بتا دیتی ہے کہ اسے کس چیز کی چاہ ہے۔

میں نے خود نین کے نام پر ان کی آنکھوں میں محبت کے جگنو روشن ہوتے دیکھے ہیں۔پھر کیسے میں صارم کا پرپوزل ایکسیپٹ کر کے ان آنکھوں سے محبت کے جگنو نوچ پھینکوں۔مجھ سے یہ نہیں ہو سکے گا۔"

صبح سے ایک ہی سوچ ان کے دماغ میں کسی ہتھوڑے کی مانند برس رہی تھی۔دماغ شل ہو چکا تھا۔دوسرا عالیہ نے اس رشتے سے اعتراض ہٹا کر ان کے لیے مزید مشکلات پیدا کر دی تھیں۔اب وہ کس منہ سے مسز فاروقی کو خالی ہاتھ لوٹا دیتیں۔

"پتا نہیں عالیہ آپ نے کیا سوچ کر وہ سب کہا۔"

دل میں وہ خود سے مخاطب تھیں۔وہ یہی سب سوچ رہی تھیں جب انہیں اپنی گود میں وزن سا محسوس ہوا۔

انہوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔وہ عالیہ تھی۔پیار سے اس کے ریشمی بالوں میں اپنا لمس چھوڑتے وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیں۔

عالیہ نے گود سے سر اٹھا لیا۔

"کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں۔"

وہ انہیں کے کمبل میں ٹانگیں گھسا کر بیٹھ چکی تھی۔

"نہیں۔"

انہوں نے سر کو نفی میں ہلایا۔"

ماں بھی کبھی اپنے بچوں سے ناراض ہوتی ہے۔"

وہ پیار سے اس گال پر ہاتھ رکھ گویا ہوئیں۔

"ہاں!تب جب بچے غلطی کرتے ہیں۔"

وہ شرمندہ سی بولی۔

"یعنی کے آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہے۔"

وہ بہت نرمی سے بول رہی تھیں۔ان کے لہجے میں کہیں سے بھی طنز کا شائبہ نہ تھا۔

"پھپگو آئی ایم سوری! مجھے بڑوں کے بیچ میں نہیں بولنا چاہیے تھا۔"

نازنین کو وہ واقعی شرمندہ دکھی تھی۔

"کوئی بات نہیں عالیہ! آپ ہماری پریشے اور عائشہ کی طرح ہیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

شائستگی سے کہتے انہوں اسے اپنے ساتھ لگا یا۔

"آپ نے کیا سوچا ہے صارم والے رشتے کے بارے میں۔"

عالیہ نے جانچتی نظروں سے انہیں دیکھ کر استفسار کیا۔

"مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا عالیہ! میرے آگے تو مسئلوں کی پوری خندق ہے۔ کس کس مسئلے کو سلجھائیں۔"

وہ ماتھا مسلتی گویا ہوئیں۔ لہجے میں پریشانی صاف ظاہر تھی۔

"ایک طرف صارم ہے تو دوسری طرف نین۔ مسز فاروقی کا احسان ہمارے سر پر ہمیشہ رہے گا۔ ہم واقع نہیں چکا سکتے مگر یہ رشتہ ہمیں ٹھیک نہیں لگ رہا عالیہ۔ عاشی اور نین کے بارے میں پورا خاندان جانتا ہے۔ پھر وہ ہماری بچی ہیں اس کی رضا کہاں ہے یہ ہم باخوبی سمجھتے ہیں پھر جانتے بوجھتے اس کی خوشیوں کا گلا کیسے گھونٹ دیں۔"

وہ کہہ کر خاموش ہو گئیں۔

"آپ کو کس نے کہا کہ آپ اس کی خوشیوں کا گلا دبا دیں۔"

وہ اب ٹھیک سے ذرا آگے کو ہو کر بیٹھ گئی۔

"ممتاچچی سے بات کریں نین اور عاشی کے رشتے کی۔"

انہوں نے ایک نظر اسے خاموش نظروں سے دیکھا پھر ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کی۔

"اتنا آسان نہیں ہے یہ سب عالیہ۔ ممتابھابھی کبھی نہیں مانیں گی۔ عاشی نے جو پریشے کے ساتھ کیا وہ ممتا بھابھی بھلا نہیں پائی ہیں۔ انہوں نے اب تک عاشی کو معاف نہیں کیا ہے۔ وہ تو شاید عاشی کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتیں کجا کہ اسے نین کی دلہن کے روپ میں دیکھیں۔

ہم کچھ بولتے نہیں ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں کچھ پتا نہیں ہے۔ ممتابھابھی کا کھینچا کھینچا رویہ کچھ نہ بول کر بھی بہت کچھ عیاں کر چکا ہے ہم پر۔ دوسری طرف نین کا رویہ بھی خاص نہیں ہے عاشی کے ساتھ۔ کس بنا پر ہم رشتہ لے کر جائیں۔"

انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا تو لب بستہ ہو گئی۔

"ہم کشکول لے کر ان کے در پر اپنی بیٹی کی محبت بھیگ میں مانگنے جائیں جبکہ ہمیں یقین ہے کہ ہمارا کاسا خالی ہی لوٹایا جائے گا۔ اپنی بیٹی کی محبت کی اتنی تذلیل برداشت نہیں ہو گی ہم سے کبھی بھی نہیں جبکہ کبھی میرے در پر بھی وہ جھولی پھیلا کر آئی تھیں مجھ سے میری سب سے قیمتی شے مانگنے مگر ہم نے دل پر پتھر رکھ کر ان کی جھولی بھر کر خود کو تہی دامن کر لیا تھا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ان کی آنکھوں میں نمی تھی جسے وہ چھپانے کی کوشش کر رہی تھیں۔انہوں نے تو اپنی پوری زندگی میں اپنی بھابھیوں کو دیا ہی تھا لیا تو کبھی تھا ہی نہیں۔

"پھپھو ممتا چچی دل کی بری نہیں ہیں۔وہ تو بہت صاف دل اور اچھی ہیں۔یہی تو خوبی ہے ان کی کہ وہ دل میں بغض نہیں رکھتیں منہ پر کہہ کر دل صاف کر لیتی ہیں۔

وہ عاشی سے خفا ہیں۔دلوں میں دوریاں ضرور ہیں مگر رستے ابھی جدا نہیں ہوئے۔ناراضگی کی دھند نے ان کے دل پر ڈیرہ جما رکھا ہے اور اسے ہمیں ہی ہٹانا ہے اور رہی بات نین کی تو اس کی تو آپ فکر ہی نہ کریں یوں منٹوں میں اس کی اکڑ نکلے گی۔"اس نے عادتاً چٹکی بجا کر کہا۔

"دیکھیے گا کسی الٹے پیروں دوڑتا آئے گا۔"

وہ ہنس کر بولی۔انہوں نے خوشگوار حیرت لیے اسے دیکھا۔وہ کتنی پر امید تھی۔کیا کوئی راستہ تھا ایسا جس سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے۔

"اتنا حیران مت ہوں بس آپ بے فکر ہو جائیں اور میرا ساتھ دیں ہم مل کر سب کچھ پہلے جیسا کر دیں گے۔"

ان کو تحیر میں ڈوبے دیکھ کر وہ انہیں تسلی دینے لگی۔

"مگر عالیہ سب کچھ کیسے ٹھیک ہو گا۔ہمیں تو فکر ہو رہی ہے عاشی کی۔"

وہ اب فکر مند کے ساتھ ساتھ متجسس بھی تھیں۔

"آپ صارم کے پرپوزل کے لیے ہاں کہہ دیں پھپھو۔ صارم اور عاشی کا یہ رشتہ ہی سب کچھ ٹھیک کر سکتا ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔"

وہ شاکڈ رہ گئیں۔

"میں نے رشتے کے لیے کہا ہے شادی کے لیے نہیں۔ جب اس رشتے کا نین کو معلوم ہو گا تو شدید رقابت کا احساس ضرور جنم لے گا۔ عاشی کی دوری ہی اسے احساس دلا سکتی ہے کہ وہ کیا کھو رہا ہے۔

سب کچھ اپنے آپ ٹریک پر آجائے گا اور صارم سے میں خود بات کر لوں گی۔"

وہ ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر تسلی آمیز لہجے میں گویا ہوئی۔

"اور مسز فاروقی! ان کا کیا۔ جب انہیں یہ سب پتا چلے گا تو۔"

عالی نے لمبی سانس کھینچی۔

"مجھے امید ہے انہیں صارم خود سنبھال لے گا۔"

وہ بہت سلجھا ہوا بندہ ہے اور پھر کسی نہ کسی کو تو خسارے میں رہنا ہی ہے نا۔"

"تو آپ نے یہ سوچ کر ہاں کی تھی۔"

وہ دل سے مسکرائی تھیں۔ایک بوکھ تھا جو سرکا تھا۔عالیہ کی باتوں سے وہ کافی حد تک ریلیکس ہو چکی تھیں۔عالی نے مسکرا کر اثبات میں گردن ہلائی۔انہوں نے محبت سے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

دن چھوٹے اور راتیں بڑی ہونے لگی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے دن یونہی کام کرتے گزرتے پتہ ہی نہیں لگا اور رات کی سیاہی نے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

"یہ لیجیے آپ کی چائے اور یہ میڈیسن۔یاد سے دوا لیجیے گا میں آؤں گی دوبارہ چیک کرنے ہاں۔"

زویا نے چائے کا کپ بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور دراز سے دوائی نکال کر وہیں چا ئے کے ساتھ رکھ دی۔ میسم صاحب کو ہدایت دیتی وہ عجلت میں باہر نکلی۔

پیچھے میسم صاحب اس کے اس انداز پر مسکرا دیے۔کتنے کم وقت میں زویا نے پورا گھر سنبھال لیا تھا

ماہر کی کار کے مخصوص ہارن سے اسے پتا لگ گیا تھا کہ پورچ میں ماہیر کی گاڑی رکی ہے۔

کان میں بلوٹوتھ لگائے وہ کسی سے کال پر محو گفتگو تھا۔سفید شرٹ سیاہ پینٹ پہنے دائیں ہاتھ میں کوٹ لٹکائے دوسرے ہاتھ میں کار کی کیز پکڑے وہ مصروف سا اندر داخل ہوا۔

زویا اس کے استقبال کے لیے کھڑی تھی۔ماہر نے کال ڈسکنی کٹ کی۔

"السلام علیکم۔"

زویا نے پہل کی۔

"وعلیم السلام۔"

"یہ کوٹ سردی سے بچنے کے لیے پہنا جاسکتا ہے۔پتا ہے کتنی ٹھنڈ ہے باہر اور آپ ہیں کہ یہ کاٹن کی پتلی سی شرٹ میں جان سینا بن کر گھوم رہے ہیں۔"

ماہیر نے مسکرا کر ایک نظر زویا کو دیکھا۔

"کچھ نہیں ہوتا زویا آپ خوامخواہ فکر کرتی ہیں۔"

"خوامخواہ نہیں کرتی آپ بیمار پڑ جائیں گے۔"

زویا اس کے ہاتھ سے کوٹ لے کر اس کے ہم قدم ہو گئ۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"تو اچھا ہے نہ اسی بہانے کچھ دن گھر پر تو رہوں گا اور آپ میری فکر میں میرے پاس رہیں گی۔"

اس کے کندھوں کے گرد بازو پھیلا کر اسے مزید قریب کرتے ماہیر نے چھیڑا۔

"آپ بچپن سے ہی فلرٹی ہیں یا مجھے دیکھ کر دورے پڑتے ہیں۔"

ماہیر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

صوفے پر بیٹھ کر اس نے اپنے پیروں کو جوتوں سے آزاد کیا۔

"ٹھنڈ ہونے لگی ہے ماہیر جلدی گھر آجایا کریں۔رافع تو پانچ بجے ہی گھر آگیا تھا۔"

وہ خفا خفا سی وارڈراب میں گھسی اس کے کپڑے نکال رہی تھی۔

"وعدہ نہیں کرتا پر کوشش کروں گا جلدی آنے کی۔"

اس کے پیچھے سے ہی ماہیر نے اس کے ہاتھ سے ہینگر لیتے اس کے گال پر بوسہ دے کر کہا اور واشروم چلا گیا۔ پیچھے وہ مارے حیا کے دل پر ہاتھ رکھے اپنی دھڑکنے شمار کرتی رہی۔

"کیا پریشے سو گئی ہے۔"

واشروم سے باہر آتے ماہیر نے پوچھا۔

"ہاں کب کی سو گئ وہ تو۔"

زویا نے کھانا بیڈ پر رکھتے ہوئے جواب دیا۔خاموشی سے کھانا کھا کر زویا کمبل میں گھس گئ جبکہ ماہیر لیپ ٹاپ میں مصروف تھا۔

"حد ہے ماہیر جان چھوڑ دیں اس موئے لیپ ٹاپ کی ورنہ مجھے غصہ آ گیا تو شکوہ مت کیجیے گا۔"

وہ جو کب سے ماہیر کے لیٹنے کا انتظار کر رہی تھی اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ چلا اٹھی۔ماہیر نے گھور کر اسے دیکھا پھر قریبا دو منٹ بعد وائنڈ اپ کر کے اسے مسکراہٹ دباتے ہوئے اپنے حصار میں لے کر کمبل اوڑھ گیا۔

صبح سے شام گھر کے کام کرنے کے بعد اتنا تو اس کا حق بنتا تھا کہ رات اس کی اپنی ہو اور اپنے شوہر کی سنگت میں خوبصورت گزرے۔

عالیہ کی بکواس کی وجہ سے پہلے ہی اس کا موڈ آف تھا۔گھر آنے کے بعد صبح کی نسبت ماحول کافی خوشگوار معلوم ہوا تو اس کے اعصاب بھی قدرے ہلکے ہوئے گویا سب کچھ ٹھیک ہو چکا تھا۔یہ صرف اس کی سوچ تھی۔مطابق اس کے کہ ماما ہر پوزل ریجیکٹ کر چکی ہیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس کے اندر گھسنے کی دیر تھی کہ انہوں نے اسے لاؤنج میں ہی گھیر لیا اور مسکراتی ہوئی کچن میں گئیں جب واپس آئیں تو ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا۔

"یہ لیجیے منہ میٹھا کیجیے۔"

"پر کس لیے مام۔"

وہ بھرے منہ سے بامشکل بول پایا تھا۔

"صارم اور عائشہ کا رشتہ پکا ہونے کی خوشی میں۔"

زین کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔اس کے چہرے سے مسکراہٹ یوں غائب ہوئی جیسے کبھی تھی ہی نہیں۔جو انہوں نے صاف محسوس کی۔

"آپ ایسے کیسے رشتہ پکا کر سکتی ہیں۔مجھ سے ایک بار بھی نہیں پوچھا۔آپ نے را ئے لینے کی زحمت ہی نہیں کی۔"

غصے سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔شدت ضبط کے باوجود وہ چیخ اٹھا۔

"ایسے کیسے کا کیا مطلب ہے زین۔ہمیں رشتہ ٹھیک لگا تو ہم نے کر دیا۔لڑکا پڑھا لکھا ہے ڈاکٹر ہے۔ویل سٹیلڈ ہے۔سب سے بڑی بات ہے سلجھا ہوا انسان ہے۔" وہ پلیٹ ٹیبل پر رکھ قدرے سنجیدگی سے گویا ہوئی تھیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"مجھ سے بنا پوچھے بغیر مشورہ کیے بنا کسی رائے کے آپ نے رشتہ بھی پکا کر دیا بہت خوب مام۔"

وہ پیچ و تاب کھاتا غصے سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے کی طرف چل دیا۔

وہ جو کمبل میں بیٹھی مونگ پلی کی پلیٹ بھرے ٹانگوں پر رکھے بیٹھی کوئی مووی دیکھ رہی تھی۔ دھاڑ سے دروازہ کھل کر بند ہونے کی آواز پر اچھل پڑی۔ اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

بیگ صوفے پر پھینک کر الماری سے کپڑے لے کر وہ اسے بغیر مخاطب کیے واشروم میں گھس گیا۔ عالیہ کو افسوس ہوا۔ اس نے سلام تک نہیں کیا تھا۔ اسے نئی نئی شادی میں کیا کچھ دیکھنا پڑ رہا تھا۔

زین نے اسے خود کو گھورتے پایا تو ٹاول زور سے ٹیبل پر پھینک مارا۔ وہ واشروم سے باہر نکل کر تولیے سے بال رگڑ رہا تھا۔

پھر بنا اس پر ایک بھی نگاہ ڈالے وہ سٹڈی میں گھس گیا۔ عالی نے سکھ کی سانس لی اور کب کی منہ میں رکھی مونگ پھلی اندر نگلی۔ اس بندے نے اس کا مونگ پھلی کھانا حرام کر دیا تھا۔ کیا ہو جاتا جو وہ ایک گھنٹہ لیٹ آ جاتا۔ کم از کم وہ ٹھیک سے مونگ پھلی تو کھا لیتی۔ اب تو یہی دھڑکا لگا رہے گا کہ ابھی باہر آیا تو ابھی باہر آیا۔

رات کھانے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔وہ منشاء سے فون پر بات کر کے کسی حد تک اچھا محسوس کر رہی تھی مگر پھر نہ معلوم کیا ہوا اسے عالیہ بے تحاشہ یاد آنے لگی۔جب سے شادی ہوئی تھی تب سے وہ یہاں نہیں آئی تھی اور ممتا بیگم کی سخت تاکید تھی کہ کہ جب تک وہ خود نہ آجائے اسے پریشان نہ کیا جائے۔جتنے دن صبر ہو سکتا تھا اس نے کیا مگر اب نہیں۔

شال خود کے گرد لپیٹ کر وہ باہر آئی تو سوچ میں پڑ گئی۔چھت پر اکیلے جانے سے جان جاتی تھی۔بیرونی گیٹ سے باہر چوکیدار اسے نکلنے نہیں دیتا۔

اس نے ٹیرس کا رخ کیا۔

پھپھو لوگوں کے گھر کی اور ان کی ایک ہی دیوار تھی جو زیادہ اونچی نہ تھی۔ہاتھ منڈیر پر رکھ کر چھت پھلانگی اور دوسری طرف کود گئی۔پھر تیزی سے سیڑھیاں اتر کر راہداری میں مڑ گئی۔

زین کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔قریب پہنچ کر سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔جھجک کر دستک دینے کے لیے بڑھایا ہوا ہاتھ کھینچ لیا۔

"کتنی پاگل ہوں میں۔اتنی رات کو بے دھڑک دروازہ بجانے لگی تھی۔کیا سوچیں گے زین بھائی۔"

شرمندگی سے پانی پانی ہوتی وہ جونہی پلٹی نازنین کو دیکھ کر چونک گئ۔انہوں نے بڑی خوبصورت مسکراہٹ اس کی سمت اچھالی تھی۔

"دل نہیں لگتا تمہارا عالیہ کے بغیر۔"

"پتا نہیں کیا ہو گیا تھا۔کبھی کبھی اپنے سے جڑے رشتوں کے لیے یونہی جنونی ہو جاتی ہوں۔"

وہ گہری سانس خارج کرتی ان کے ہمقدم ہو گئ۔

"جبکہ میں تو ہرگز بھی جنونی نہیں ہوں۔صلاح الدین بھی بڑی ٹھنڈی طبیعت کے مالک تھے۔"

وہ مسکرائیں۔

"ایک بات پوچھو آپ سے۔"

پریشے نے تائید چاہی۔

"بالکل میری جان تمہیں کب سے اجازت لینا پڑ گئ۔"

اس کے بال سنوارتیں وہ شفقت سے بولیں۔ان کے لہجے میں ممتا کی آنچ تھی۔پریشے کا دل ان کی طرف ہمکنے لگا۔

"مجھے مما کی جھولی میں ڈالنے کے بعد ایک بار بھی دل نہیں کیا کہ بیٹی واپس لے لوں۔"

پریشے کا سوال اس قدر عجیب اور غیر متوقع تھا کہ وہ پل بھر کو ساکت رہ گئیں۔ پھر سنبھل کر گویا ہوئیں۔

"تم میرے جسم کا حصہ ہو۔ نو ماہ اپنے خون سے تمہیں سینچا ہے۔ تمہاری خاطر تکلیفیں سہی ہیں یونہی تو دنیا میں نہیں آئی ہو میری جان۔ ہمارے جسم میں جتنا بھی کچھ ہے اگر اس سے ہٹ کر کوئی چیز جسم کے کسی حصے میں پیدا ہو جائے یا بن جائے یا وقوع پذیر ہو جائے تو جسم کی تکلیف حد سے سوا ہو جاتی ہے۔ دور کیوں جاتی ہو۔ پھانس کو دیکھ لو جب تک نکال نہ دو سکون نہیں ملتا۔ رسولی ہو جائے یا پتھری۔ جب تک جسم سے نکل نہ جائے تب تک بندہ اذیت میں مبتلا رہتا ہے مگر جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا جو جنم لیتا ہے وہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔ تکلیف بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اتنی کے قابل برداشت نہیں ہوتی لیکن فطرت بھی کتنی عجیب ہے۔ یہ واحد ایسی تکلیف ہے کہ جس کا انجام موت بھی ہو سکتا ہے۔ نہیں پتا ہوتا اس ماں نے بچے کی شکل دیکھنے کے لیے زندہ بھی رہنا ہے یا نہیں۔ اس معصوم جان کو دنیا میں لانے کے لیے جان جوکھم میں ڈال بیٹھتی ہے۔ جنت یونہی تو نہیں ملتی۔ واحد تکلیف عورت کے لیے زندگی کی سب سے بڑی خوشی اور فتح ہوتی ہے اور جب یہ خوشی کسی اور کی جھولی میں چلی جائے تو ماں کا کلیجہ چاک ہو جاتا ہے۔ تم تو میری منتوں سے مانگی ہوئی اولاد ہو۔ رشتوں کی بقاء کے لیے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ تم ان سب کے لیے بہت چھوٹی ہو یوں بھی ہمان تمہیں کسی بھی کرائسس سے گزرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے۔ وہ ایک بہترین ہمسفر ہے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس کا ماتھا چومتیں وہ مسرت سے بولیں تو پریشے ان کے سینے سے لگ گئ۔

"اگر آپ مجھے مما کو نہ دیتیں تو نین بھیا کیسے ملتے۔"

وہ بڑی آسانی سے موضوع بدل کر انہیں ہنسنے پر مجبور کر گئ تھی۔

"چور رستے سے نہ آیا کرو میری جان۔ڈر لگتا ہے کہیں چوٹ نہ لگوا بیٹھو۔ نین اور ہمان تو جان کو آ جائیں گے۔"

"چوکیدار اس وقت گیٹ نہیں کھولتا ناں۔اچھا میں چلتی ہوں۔کسی کو بتایئے گا مت خاص کر مما کو وہ برا منائیں گی۔"

وہ ٹیرس کی طرف بڑھتے ہوئے از حد فکر مند تھی۔

"نہیں بتاؤں گی بھئی۔"

وہ مسکرا دیں۔

کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے وہ بری طرح چونکی ۔ہمان کافی کا مگ تھامے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔سکھ کی سانس لیتی وہ بھی تیزی سے کمرے میں آئی۔ گھبراہٹ اتنی تھی کہ کمرہ لاک کرنا بھی یاد نہ رہا۔نائٹ ڈریس

تبدیل کر کے وہ باہر نکلی تو ہمان کو دیکھ کر گھبراہٹ کے مارے دوبارہ ڈریسنگ روم میں گھسی مگر ہمان نے اس کا ارادہ بھانپتے سرعت سے اس کی کلائی پکڑ کر اپنی اور کھینچا۔وہ اس کے کشادہ سینے سے ٹکراتی بچی۔

سارے اعصاب شل ہو گئے۔اس کے ارادے جان لیوا مسکراہٹ اور آنکھوں میں اترا خمار دیکھ کر ہاتھوں میں پسینہ پھوٹ پڑا۔پیشانی نم ہو گئی۔

"تمہاری اس بھاگ دوڑ اور لکا چھپی نے تھکا مارا ہے یہ اور بات ہے کہ اس تھکاوٹ نے تھکایا نہیں آج تک۔"

اس کے گرد حصار تنگ کرتے ہمان نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"سوچیپ پلیز لیو می۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

حیاسے بوجھل پلکیں جھکائے وہ جھنجھلاسی گئ تھی۔ہمان نے ٹریک ہی بدل لیا تھا۔دوستی سے اچانک میاں بیوی والے رشتے کی شاہراہ پریوٹرن لیتے وہ تو زرا بھی نہیں چونکا تھا مگر پریشے کو لینے کے دینے پڑگ ئے تھے۔

"تاکہ تم مزید حماقتیں کرتی رہوں۔ہوں۔"

"دوررہ کر بھی بات کی جاسکتی ہے۔چپکنے کی کیاضرورت ہے۔"

روہانسی لہجے میں بولتے وہ بے بس سی ہوگئ تھی۔

"توتم چاہتی ہو میں تم سے دور چلا جاؤں؟"

ہمان نے گرفت ڈھیلی کرتے چار قدم پیچھے لیے۔چہرے پہ بلا کی سنجیدگی تھی۔

"ٹھیک ہے آئندہ تم مجھے خود سے اتنا ہی دور پاؤ گی جتنا کہ سمندر کا ایک کنارہ دوسرے کنارے سے۔"

پریشے کی سانسیں تھم گئیں۔

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا۔ پریشے کی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔ وہ تیزی سے اس تک پہنچی اور بازو سے پکڑ کر روکا اور ڈر کے مارے دروازے کی بولٹ چڑھادی۔

"میں نے ایسا تھوڑی کہا تھا۔ آپ مجھے غلط کیوں سمجھ رہے ہیں۔ میں تو بس کہہ رہی تھی کہہ۔۔۔۔"

مارے حیا کے وہ جملہ بھی مکمل نہیں کر سکی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

ہمان کی دلکش ہنسی پورے کمرے میں گونج گئی تھی۔پریشے نے حیرت سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بس اتنا ہی دم تھا۔کل کتنی منتیں کی تھیں دروازہ کھولنے کے لیے اور آج جب میں دور جا رہا تھا تو جان پر بن آئی۔میرا تمہیں ذرا خیال نہیں ہے۔لڑکیاں جان چھڑکتی ہیں ایسے شوہروں پر۔تمہیں تو بن مانگے مل گیا۔"

مسکراہٹ دبا کر وہ گویا ہوا تو پریشے کے عارض تمتما اٹھے۔

"اپنے کمرے میں جائیں شرافت سے اور مجھے بھی سونے دیں۔"

"میرا تو یہیں سونے کا پروگرام ہے۔آجاؤ تم بھی مل کر سوئیں گے تو نیند اچھی آئے گی۔"

ہمان کی بات پر پریشے کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا۔

ہمان نے اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر بازوؤں میں اٹھایا اور احتیاط سے بیڈ پر لٹا دیا۔

وہ ہوش میں آتی بری طرح سٹپٹائی تھی۔

"اپنے ررم میں جائیں ناں۔"

دھیمے لہجے میں وہ بے بسی سے ملتجی ہوئی تھی۔

"آج کا پروگرام تمہارے ساتھ سیٹ ہے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اطمینان سے کہہ کر وہ بلینکٹ میں گھس گیا۔اس سے قبل کہ وہ بیڈ سے نیچے اترتی ہمان نے اس پر گرفت مضبوط کرتے واپس لٹا دیا۔

"شرافت سے لیٹی رہو۔فالحال تو کچھ کرنے کا ارادہ نہیں ہے لیکن اگر ٹس سے مس بھی ہوئیں تو یادر کھنار خصتی کروانے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

گھور کر کہتے وہ اس پر لحاف درست کرنے لگا تو پریشے یوں آنکھیں میچ کر پڑ گئ جیسے سوئی ہوئی ہو۔

ہمان کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

جھک کر اس کی بے داغ پیشانی کو معطر کرتے وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا رہا۔

"ہمان پلیز آپ اپنے کمرے میں چلے جائیں۔"

نیم اندھیرے میں وہ بند آنکھوں سے گویا ہوئی۔

"میرے بغیر نیند آجائے گی۔"

"ہر کام اپنے وقت پر ہوتے زیب دیتے ہیں۔وقت سے پہلے اگر کر لیے جائیں تو تکمیل تو ہو جاتی ہے مگر جلد بازی کے باعث خوبصورت ماند پڑ جاتی ہے اور ضروری نہیں کے کوئی فزیکلی ساتھ ہو کچھ لوگ دل کے اتنے قریب ہوتے ہیں کہ ہمہ وقت ساتھ محسوس ہوتے ہیں۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔دوپٹہ شانوں پر پھیلا ئے وہ نظریں جھکا ئے بہت آسانی سے اسے وہ نقطہ سمجھا گئی تھی جو سمجھانا چاہ رہی تھی۔

"اتنی سمجھدار کب سے ہو گئی ہو؟"

وہ شرارت سے ہنس دیا۔

"میں سمجھدار ہی ہوں۔سب کے لاڈ پیار نے لاابالی بنا رکھا ہے۔کچھ انسان پیدائشی سمجھدار ہوا کرتے ہیں کچھ زمانے کے سرد و گرم میں رل کر زندگی میں ٹھوکر کھا کر ہو جاتے ہیں۔"

ہمان نے اسے خود میں بھینچ لیا۔

"خدا نہ کرے کہ تمہیں زندگی میں کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔ہمارے لیے تم نادان اور لاابالی ہی ٹھیک ہو۔"

نہ معلوم کیوں کسی انجانے خدشے کے تحت وہ خوف زدہ ہو کر اسے خود میں بھینچ گیا تھا یوں جیسے ڈر ہو کہ زندگی واقعی اس نادان لڑکی کا امتحان لینے پر نہ تل جائے۔

عالی نے دل پر ہاتھ رکھا اور مونگ پھلی کی پلیٹ سائیڈ ٹیب پر رکھی۔جو بھی تھا وہ اس کا کزن تھا اب تو جناب شوہر محترم کے عہدے پر فائز ہو چکے تھے۔وہ آفس سے تھک کر آیا تھا۔اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا اور غصے میں سٹڈی میں گھس گیا۔

دوپٹہ سنبھالتی وہ پیروں میں سلیپر پہنتی سٹڈی روم کی طرف چلدی۔

سامنے ہی رائٹنگ ٹیبل کے گرد رکھی کرسی پر وہ آنکھیں موندے پڑا تھا۔عالیہ نے دھیرے دھیرے قدم اس کی طرف بڑھا دیے دل میں کہیں ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ ڈپٹ ہی نہ دے۔

"زین طبیعت ٹھیک ہے تمھاری۔؟"

وہ خاموش رہا تو وہ دوبارہ بول اٹھی۔

"کھانا لاؤں؟"

زین نے آنکھیں کھولیں تو عالی سہم سی گئ۔اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھی۔

"تم اتنی معصوم ہو یا صرف ڈھونگ کرتی ہو؟"

وہ سنجیدگی سے تائید چاہ رہا تھا۔انداز خاصا طنزیہ تھا۔

"پتا ہے عالیہ ! اتنا عرصہ تمھارے ساتھ رہنے کے بعد بھی میں نہیں جان سکا کہ تم انتہائی خود غرض اور ایک شاطر عورت ہو۔"

وہ ضبط کی انتہاؤں پر تھا۔عالی نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔وہ کیا کہہ رہا تھا اور کیوں۔وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔زین کی باتوں نے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی مفلوج کر دی تھی۔بہت "خوش ہو نا تم ! تمھاری تو دل کی مراد پوری ہو گئی ہے۔"

وہ استہزائیہ ہنسا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"پر میں ہر گز بھی خوش نہیں ہوں اور نا ہی اس شادی کے حق میں ہوں اور میں اس شادی میں قطعی شامل نہیں ہوں گا۔جب لوگ سوال کریں گے ناں کہ لڑکی کا بھائی شادی میں کیوں شریک نہیں ہوا تو عالیہ بیگم ! اس کے لیے جوابدہ تم ہوں گی۔"

وہ انگلی اٹھائے درشتی سے بولا۔

وہ تیزی سے عالیہ کہ پاس سے گزرا تھا۔

"انسان جب غصے میں ہوتا ہے ناں تو بہت کچھ کہہ اور کر جاتا ہے۔احساس اسے تب ہوتا ہے جب اس کے کہے اور کیے کا نتیجہ سامنے آتا ہے لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔وقت ہاتھ سے ریت کی مانند پھسل جاتا ہے اور ہم! ہم مگر چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتے۔"

زین کے قدم لمحے بھر کو ساکت ہوئے تھے پھر سر جھٹک کر وہ سٹڈی سے نکل گیا۔وہ اندر کمرے میں آئی تو لائٹ آف تھی۔وہ بغیر کھانا کھائے سو گیا تھا۔

وہ بھی بیڈ کی دوسری سائیڈ پر جا کر لیٹ گئی۔خود پر کمبل درست کرتے اس کا ذہن کہیں اور ہی تھا۔

"تم اتنی معصوم ہو یا صرف ڈھونگ کرتی ہو؟"

"پتا ہے عالیہ ! اتنا عرصہ تمھارے ساتھ رہنے کے بعد بھی میں نہیں جان سکا کہ تم انتہائی خود غرض اور ایک شاطر عورت ہو۔"

اس کی آنکھوں سے ایک آنسو نکل کر تکیے میں جذب ہو گیا۔رات کی تاریکی میں نہ تو کوئی اس کے آنسو پونچھنے والا تھا نہ ہی اسے رونے کے لیے کندھا دینے والا تھا۔

"تم بہت پچھتاؤ گے زین اپنے الفاظوں پر بہت گے۔"

دل اس ہرجائی سے سخت خفا تھا۔ناچاہتے ہوئے بھی وہ بہتے اشکوں کو روک نہیں سکی تھی۔یوں بھی اپنی جگہ بنا ہی لیتا ہے پھر چاہے وہ سمندر رو دریا کی صورت ہو یا آنسوؤں کی صورت۔

"آفس سے جلدی آیئے گا۔"

ڈائننگ ٹیبل پر ماہیر نیپکن سے منہ تھپتھپا کر صاف کر رہا تھا۔شرارت سے زویا کو دیکھا۔پریشے دھیرے دھیرے گرم گرم چائے کے سپ لے رہی تھی۔

میسم صاحب ایک ہاتھ میں چا ئے کا کپ اور دوسرے میں اخبار پکڑے ہو ئے سرخیاں پڑھنے میں مگن تھے۔ آئینہ بلیک ٹی کے سپ لے رہی تھی۔ ممتا بیگم بیگم اور ہادیہ بیگم ناشتہ کرتے ہوے اپنی باتوں میں مگن تھیں۔

ابرار صاحب اور فواد صاحب بزنس کی باتیں کر رہے تھے۔

"جرمانہ لگے گا۔"

"لوگ بھتہ خوری پر اتر آئے ہیں۔"

نین نے ہنس کر کہا۔

"ہاں بھئی حالات بڑے خراب چل رہے ہیں۔"

میسم صاحب نے اخبار رول کر کے ایک طرف رکھا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

یک لخت ماحول میں سب کا مشترقہ قہقہہ گونجا۔وہ حیرت سے مڑ کر ان سب کو گھورا۔

ماہیر نے معنی خیزی سے ٹکڑا لگایا۔

زویا نے پلٹ کر اسے ایک آئیبر واچکا کر یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہو واقعی۔

"میرے شوہر کے پاس گھر گاڑی بنگلہ سب کچھ ہے جرمانے کے لیے براہ کرم انہیں سے رابطہ کیجیے۔"

مسکراہٹ دباتی وہ کچن میں گھس گئ۔

آئینہ نے مسکرا کر ماہیر کو دیکھا۔

"بھابھی آپ سے دو ہاتھ آگے ہیں۔"

آئینہ نے ہنسی دبائی۔

"جو چیز مطلوب ہے وہ صرف آپ کے پاس ہے۔"

ٹیبل صاف کرتی زویا نے گھور کر ماہیر کو دیکھا پریشے کی ہنسی چھوٹ گئ۔

"ایکسکیوز می! مجھے لگتا ہے ادھر پرائویسی کی اشد ضرورت ہے۔"

وہ کپ وہیں رکھتی ہنستی ہوئی واک آؤٹ کر گئ۔"آپ کو کوئی اٹھا بیٹھا نہیں دکھتا۔"

دبے دبے لہجے میں وہ غرائی تھی۔

"آپ کے آگے سب بلر ہو جاتا ہے بس آپ پر ہی میری آنکھوں کا فوکس ہوتا ہے۔"

"ٹھرک پن میں پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے آپ نے۔"

"میں ٹھرکی بھی بس آپ کے لیے ہوں۔شکر کیا کریں کہ میرا شوہر مجھ سے ٹھرک کرتا ہے۔"

اس سے پہلے کہ ماہیر اپنا جملہ مکمل کرتا زویا نے بیچ سے ہی اس کی بات اچک لی۔یہی کہنا چاہ رہے ہیں ناں۔زویا نے مسکرا کر شرارت سے کہا۔

"بالکل بھی نہیں۔"

ماہیر نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ۔۔۔۔۔۔"

وہ کرسی سے اٹھ کر اس کے قریب آ رہا تھا۔زویا کی ہنسی فوراغائب ہوئی۔ماہیر کے چہرے پر کہیں سے بھی شرارت کا شائبہ تک نہ تھا۔وہ کس انداز میں اس کے نزدیک آ رہا تھا سوچ کر ہی زویا کی جان ہلکان ہونے لگی تھی۔

اسے دونوں کندھوں سے تھام کر ماہیر نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔جو خود کو کسی حد تک سنبھالے کھڑی تھی۔وہ ہرگز بھی اس پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ گھبرا رہی ہے جبکہ سچ تو یہ تھا ماہیر کو پتا تھا کہ اس وقت وہ کسی چھوٹے سے بچے کی طرح گھبرا رہی ہے۔

"آپ چاہتی ہیں کہ میں جلدی آجایا کروں اس کے لیے جرمانہ لگے گا۔جب میں دروازے سے اندر داخل ہوا کروں تو سب سے پہلے آپ کی صورت دکھے۔میرے استقبال کے لیے ایک نرم سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے جب آپ میری راہ دیکھتے میری منتظر ہوں گی تو آپ کو دیکھ کر میری دن بھر کی ساری تھکان دور ہو جائے گی۔بس اتنا سا جرمانہ ہے۔"

زویا نے جھکی نظریں اٹھائیں۔اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ان میں چمک تھی۔احساس تھا چاہے جانے کا اور یہ احساس ہی کتنا خوش کن ہوتا ہے کوئی آپ کو اس قدر چاہتا ہے کہ صرف آپ کا چہرہ دیکھ کر اس کی تھکان دور ہو جاتی ہے۔

کتنا خوبصورت سا احساس ہے یہ۔زویا نے محسوس کیا تھا اس احساس کو اپنے ماتھے پر۔ایک نرم سا گلاب سا لمس تھا جو اس کی روح تک کو معطر کر گیا تھا۔

اس کی آنکھیں بند تھیں۔وہ کھولنا ہی نہیں چاہتی تھی۔یہ لمحے ہی اتنے خوبصورت تھے۔کسی نے اس کا کندھا ہلایا زویا نے ایک دم آنکھیں کھولیں۔ماہیر کب کا جا چکا تھا۔آئینہ سامنے کھڑی اس کی حالت پر ہنس رہی تھی۔

"پریشے یہ ہمان کے کپڑے تو استری کر دو۔"

ممتا بیگم نے اسے تہہ شدہ سوٹ پکڑایا۔صدمے سے وہ انہیں دیکھنے لگی۔

"مگر مجھ تو استری کرنی آتی ہی نہیں۔"

اس میں کون سی بڑی بات ہے۔پلک لگاؤ۔استری پر درج شدہ ہدایت مطابق اسے مطلوبہ نمبر پر کے آہستہ آہستہ کپڑوں پر کر دو۔ہو گئی استری۔"

"آہاہا بھئی۔باتوں سے ہی کپڑے استری کر دیے۔"

منہ بناتے وہ اٹھی اور ان کے ہاتھ سے کپڑے لیے۔

جل گ ئے تو میری ذمہ داری نہیں ہے۔

وہ خبر دار کرتی گویا ہوئی۔

"تھوڑی بہت گھر داری بھی سیکھو۔پڑھنا تم نے آگے ہے نہیں۔رزلٹ آنے والا ہے۔جلد ہی رخصتی کر دوں گی تمہاری۔مردوں کو سگھڑ عورتیں پسند ہیں۔کھانا پکانا گھر کی صفائی کپڑے استری کرنا اور دھونا یہ سب آنا چاہیے۔چاہے گھر میں اس کام لیے ملازم ہی کیوں نہ ہوں۔"

سمجھانے والے انداز میں بول کر وہ کمرے سے نکل گئیں تو وہ گہری سانس خارج کرتی رہ گئی۔

کپڑے پریس تو وہ پہلی بار کر رہی تھی۔نہ تو نازنین اسے کسی کام کو ہاتھ لگانے دیتی تھیں نہ ہو ممتا بیگم خود۔اسے بگاڑنے میں زیادہ ہاتھ بھابھی نین اور ماہیر کا تھا جو اسے فری ہینڈ دے چکے تھے۔اسے میں ممتا بیگم سر پیٹ کر رہ جاتی تھیں مگر اب وقت گزرتے انہیں اس کی فکر ستانے لگی تھی۔

پہلی بار استری کرنے کے نتیجہ یہ نکلا کہ نازک مرمریں بے داغ ہاتھ جھلس کر رہ گیا۔وہ سی کرتی پیچھے ہٹی۔اتنا زیادہ بھی نہیں جلا تھا۔وہ کوئی آئنٹمنٹ لگانے کے خیال کو ترک کرتی کپڑے لیے ہمان کے کمرے کی طرف بڑھی کہ آئنٹمنٹ لگی دیکھ لیتا تو پریشان ہو جاتا۔

وہ پیکنگ کرنے میں مصروف تھا۔اسے دیکھ کر مسکرایا۔

"آپ کے کپڑے۔"

ہمان نے کپڑے لے کر واشروم میں لٹکائے۔اس کا ارادہ شاور لینے کا تھا۔

"تمہیں لانے کی کیا ضرورت تھی۔کسی ملازم کے ہاتھ بھجوا دیتیں۔"

وہ ضروری اشیاہ بیگ میں رکھ رہا تھا۔

"ایسے ہی کسی ملازم کو لانے دیتی۔پریس میں نے کیے اور کریڈٹ لے کوئی اور۔"

ہمان نے حیرت و بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"میرے کپڑے تم نے پریس کیے ہیں۔"

ہمان مستفسر ہوا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اوہ مائے گڈ نیس!"

وہ بے اختیار ہنس دیا۔ کس قدر اپنائیت کا احساس تھا۔ وہ اسے کے دونوں ہاتھ تھام کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"تم جانتی ہو یہ احساس میرے لیے کتنا خوبصورت ہے کہ میرا کام تم نے اپنے ہاتھوں سے کیا ہے۔"

"آپ کو میرا کام کرنا اچھا لگتا ہے۔"

پریشے سے اشتیاق سے پوچھا۔

انہوں! کام نہیں صرف میرا کام۔ میرے کپڑے پریس کرنا۔ میرا کمرہ ترتیب دینا۔ میرے لیے کھانا بنانا۔ میری وارڈراب سیٹ کرنا اور میری ہر ضرورت کا خیال کرنا۔ مجھے اچھا لگے گا"

وہ گھمبیر لہجے میں بولتا ہولے سے اس کے ہاتھ دبا کر چھوڑنے لگا تو پریشے کی چیخ نکلی۔ ساتھ ہی دو موتی ٹوٹ کر سرخ عارضوں کو تر کر گئے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

جس انداز سے وہ چیخی تھی۔ ہمان کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی۔ اس کی ہتھیلی کی پشت پر چھالا بنا دیکھ کر اس کا دماغ کھول گیا۔

"بیٹھو ادھر۔ ضرورت کیا تھی تمہیں کام کرنے کی۔ پہلے سارا گھر ماشااللہ تم سنبھالتی ہو نہ۔"

"طعنہ مت دیں مجھے۔"

"طعنہ نہیں دے رہا غصہ آرہا ہے تمہاری کم عقلی پر۔ کام دھیان سے کیا کرو۔ کتنی تکلیف ہو رہی ہے اب۔ فالحال تو یہ ٹیوب لگا رہوں۔ واپس آکر سکن ڈاکٹر کو دکھائیں گے۔ مجھے تمہارا جسم پر داغ بالکل نہیں پسند۔"

ٹیوب لگا کر میڈیکل باکس واپس رکھتے وہ گویا ہوا تو پریشے اس کے برجستہ کہنے پر بری طرح سٹپٹا گئی۔ تیزی سے بیڈ سے اٹھ کر قدم باہر کی طرف بڑھائے مگر ہمان نے پھر اسے جالیا۔

"یہ حیا کی گلابیاں چھلکاتا چہرہ بے حد قدر حسین لگتا ہے۔"

اس کے رخساروں کو چھوتے وہ دلکشی سے کہتا مسکراہٹ دبا گیا۔

پریشے گھبرا کر پیچھے ہٹی اور خوف زدہ نگاہوں سے اسے دیکھتی کمرے سے نکل گئی۔ ہمان ہنس دیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"پنڈی سے واپسی کب کی ہے۔"

"وہ ایئرپورٹ جارہا تھا۔ آئینہ اس کے ہمراہ تھی۔

دو چار دن لگیں گے۔"

تم نے بتایا نہیں کہ یہاں کو کسے گھیرا۔ مطلب وہ اتنی آسانی سے ہتھے نہیں چڑھیا۔ آئی جی کا بیٹا ہے"

"میرے لیے زرا بھی مشکل نہیں تھی۔ دشمن کو اس کے ہی بنے جال میں پھنسایا ہے۔"

"پھر بھی زرا بتاؤ تو تاکہ میرے دل کو بھی ٹھنڈک پہنچے اس کی گرفتاری کا احوال سن کر۔"

آئینہ کی بات پر وہ ہنستا ہوا اسے اس رات کے بارمیں بتانے لگا۔

وہ ہوٹل میں کارنر کی ٹیبل پر سر پر ہڈ گرائے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے ہی ٹیبل پر لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔ پاس ہی ایک نیلے رنگ کی فائل پڑی تھی۔

اس کی انگلیاں تیزی سے کی پیڈ پر حرکت کر رہی تھیں جبکہ نظریں سامنے گلاس وال کے ساتھ والی ٹیبل پر بیٹھے شخص پر تھیں۔اس شخص کے سامنے قدرے ماڈرن قسم کے جدید تراش خراش والے لباس میں ملبوس ایک لڑکی چہرے پر مسکراہٹ سجائے بیٹھی تھی۔

وہ شخص اس لڑکی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مسکرا کر کچھ کہہ رہا تھا۔پھر بیرے کی ٹیبل پر آمد پہ اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور پاکٹ سے پیسے نکال کر پیمنٹ کر کے اس لڑکی کو لیے وہاں سے باہر نکلا۔

اس کے نکلتے ہی ہمان نے سر سے ہڈ اتارا اور لیپ ٹاپ بند کر کے فائل اٹھائی اور تیزی سے باہر کی جانب بڑھ کر کسی کو کال ملانے لگی۔

دوسری طرف سے کال شاید اٹھالی گئی تھی۔

"ہیلو بیرسٹر صاحب! کیسے مزاج۔"

چلتے چلتے وہ محو گفتگو تھا۔پارکنگ پہنچ کر دونوں چیزیں گاڑی میں ڈال کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی۔اب وہ یہان ادیم کی گاڑی کو اوورٹیک کر رہا تھا۔

"جی میں بیرسٹر سبطین بات کر رہا ہوں اور مزاج بھی بہتر ہیں۔آپ کون؟"

موبائل پر انجان نمبر دیکھ کر وہ جو ابھی سٹڈی روم سے چشمہ اتار کر آ کر لیٹنے ہی لگے تھے۔ سیدھے ہو کر کال بیٹھے اور کال اٹھائی۔

"میں کون ہوں یہ جاننا ضروری نہیں ضروری یہ ہے کہ اس وقت آپ کی اکلوتی بیٹی کہاں ہے۔"

اب کے وہ چونک گئے۔ معاملہ اتنا بھی سیدھا نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہے تھے۔

"میری بیٹی اس وقت جہاں بھی ہو تمہیں اس سے کیا۔ نان سینس اتنی بھی تمیز نہیں کہ کسی کے معاملات میں ٹانگ نہیں اڑایا کرتے۔"

معلوم تو انہیں تھا کہ دیبا اپنی ایک دوست سے ملنے گئی ہے۔ مگر وہ غصے میں تھے اور بھلا وہ کیوں کسی انجان کو بتاتے پھرتے کہ ان کی بیٹی کیوں کس لیے اور کہاں گئی ہے۔ غصے میں انہوں بری طرح ہمان کو جھاڑ دیا۔

"گرین ہیون ہوٹل روم نمبر 410۔"

اتنا کہہ کر ہمان نے کال ڈسکنیکٹ کی۔ ایک جوان بیٹی کے باپ کے لیے اتنا بھی کافی تھا۔

وہ اتنے بیوقوف بھی نہیں تھے کہ سمجھ نہ پاتے سب سے پہلے انہوں نے اس کی ساری دوستوں کو کالز کر کے اس کی آمد کا پوچھا پھر خود گاڑی لے کر گرین ہیوین کے لیے نکل گئے۔ ان کی گاڑی ہواؤں سے باتیں کر رہی تھی۔ ان کے ماتھے پر سردی میں بھی پسینے کی بوندھیں چمک رہی تھیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

انجان نمبر سے کال آنا اور پھر ہوٹل کا نام اور روم نمبر بتانا۔ بھلا کسی کو کیا پڑی تھی کہ وہ ان کی بیٹی کے بارے میں جھوٹ بولے۔ ضرور کہیں نہ کہیں کچھ تو گڑبڑ ضرور تھا یوں بھی انہیں دیبا کی سرگرمیاں کئی دنوں سے مشکوک لگ رہی تھی مگر رواں کیس میں وہ بری طرح الجھے ہوئے تھے کہ اس پر دھیان ہی نہیں دے سکے۔

ہمان کی گاڑی یہان ادیم کی گاڑی کے پیچھے ہی ہیون ہوٹل کے پارکنگ لاٹ سے ذرا دور رکی تھی۔ ان کے اند جاتے ہی ہڈ سر پر گرا کر وہ بھی اندر چل دیا۔

ریسپشن سے روم کی چابی لے کر یہان ادیم دیبا کو لیے اوپر روم کی طرف چل دیا۔ ہمان نے تاسف سے اس لڑکی کو دیکھا جو باخوشی اپنی عزت خاک میں ملانے جاری تھی۔ بے اختیار اسے آئینہ یاد آئی۔ اس کی عزت پر حرف نہیں آیا تھا مگر جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا وہ اس پر بھی خود کو جیتے جی مارنے کے درپہ تھی۔ وہ بے شک ماڈرن تھی پر بے حیا نہیں تھی۔ اس کا سوچتے ہی ہمان کی رگیں تن گئی۔

"تجھے تو میں قبر میں گاڑھ دوں گا یہان ادیم۔ تو نے بہت غلط لڑکی سے پنگا لیا ہے تو جانتا نہیں ہے ہمان اپنے سے جڑے رشتوں کے لیے جان دے بھی سکتا ہے اور جان لے بھی سکتا ہے اور تیری یہ جان میں اپنے ہاتھوں سے تڑپا تڑپا کر نکالوں گا۔"

وہ وہیں سامنے صوفے پر بیٹھے عنقریب ہونے والے تماشے کا منتظر تھا۔

تھوڑی دیر بعد بیرسٹر سبطین بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔نہ جانے انہوں نے کیا کہا تھا کہ استقبالیہ پر موجود لڑکی نے روم نمبر 410 کی ایکسٹرا چابی انہیں دے دی تھی۔

مارے غصے کے ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔وہ لفٹ سے تیسرے فلور پر پہنچ کر روم تک گ ئے۔ہمان سیڑھیوں سے گیا تھا۔انہوں نے کی سے دروازے کا لاک کھول کر دھاڑ سے دروازہ کھلا۔

سامنے کا منظر یوں تھا مانوں زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائیں۔

یہاں تو یہان دیبا کا بھی رنگ فق سے اڑ گیا۔حلق کو تر کرتے وہ یہان کو خود پر سے ہٹاتے روتی دھوتی اپنے باپ سے جا کر لپٹ گئی۔

بابا! اچھا ہوا آپ آگ ئے ورنہ یہ ! یہ شخص پتا نہیں میرے ساتھ کیا کرتا۔یہ دھوکے سے مجھے ادھر لے آیا۔آئی سویر بابا میں بے قصور ہوں آپ اسے چھوڑیے گا نہیں۔"

روتے دھوتے وہ سارا الزام یہان پر ڈال گئی۔اس کے ماتھے پر پسینہ پھوٹ پڑا تھا۔ڈر اس بات کا تھا کہ وہ شہر کے مشہور بیرسٹر کی بیٹی تھی اور وہ خود آئی جی کا بیٹا تھا۔

غضب ناک تیور لیے وہ فالوقت تو دیبا کو اپنے حصار میں لیے اسے قہر برساتی نظروں سے دیکھتے رہے۔

"گھٹیا کمینے پنچ آئی جی کا بیٹا ہو کر شرم نہیں تجھے کسی کی عزت پر ہاتھ ڈالتے۔ میں تجھے چھوڑوں گا نہیں کوٹ تک گھسیٹوں گا۔ اب تک تو تجھے ہر کیس سے بچاتا آیا ہوں اس بار تیرے خلاف لڑوں گا۔ تو نے میری ! بیرسٹر سبطین کی بیٹی پر ہاتھ ڈالا ہے۔ حرام خور۔"

دیبا کے ایک طرف کھڑا کر کے وہ اس کی طرف بڑھے اور زوردار طمانچہ اس کے منہ پر دے مارا۔

اس سے پہلے کہ وہ اس کا چہرہ تھپڑوں سے سرخ کر دیتے پولیس نے عین موقع پر یہان کو اریسٹ کر لیا۔

"یو آر انڈر اریسٹ یہان ادیم۔"

اسے ہتھ کڑی پہنائے پولیس گھسیٹتی ہوئی وہاں سے لے گئ۔

"تو کچھ نہیں کر سکتا۔ میرا باپ مجھے چھڑوا لے گا سبطین ! پھر دیکھوں گا تجھے اور تیری اس مکار دھوکے باز بیٹی کو۔"

"اب تو اپنی مرضی سے آئی تھی اور تب میری مرضی سے آئے گی یہ۔"

وہ جبڑے بھینچے انگلی اٹھائے طیش کے عالم میں پیچھے مڑ کر دیبا کے باپ کو وارن کرنا نہیں بھولا تھا۔

پولیس موبائل میں اسے بٹھا کر انسپیکٹر ہوٹل کی انتظامیہ سے بات کر رہا تھا۔ہمان نے انسپیکٹر کو اپنا کارڈ دکھایا اور چند ضروری باتیں کہیں۔انسپیکٹر ہمان کے ہمراہ پولیس موبائل تک آیا اور حولدار کو اشارے سے اپنے پاس بلا کر کلوروفارم والا رومال تھما کر مخصوص اشارے سے سمجھا کر وین میں بھیج دیا۔

پولیس موبائل ہوٹل سے تھوڑی دور جا کر رکی تھی۔ہمان بھی اپنی گاڑی سے اترا اور یہاں کے بے ہوش وجود کو گھسیٹتا ہوا اپنی گاری میں ڈال کر انسپیکٹر کو سلام کرتا وہاں سے گولی کی طرح گاڑی بھگا لے گیا۔

"عالیہ آپ تیار ہو جائیں میسم بھائی کی طرف چلتے ہیں۔عاشی کے رشتے کا بھی بتا دیں گے اور سب منہ بھی میٹھا کروادیں گے۔"

ناشتے کی ٹیبل پر اس وقت وہ چاروں ہی بیٹھے تھے۔

عاشی تو فورا اپنا لیب کوٹ اور پرس اٹھاتی ہاسپیٹل کے لیے نکل گئی۔نازنین اور عالیہ نے قدرے حیرت سے اسے دیکھا۔

"سب کچھ جب آپ پہلے سے طے کر چکی ہیں تو پھر مجھ سے کیا پوچھ رہی ہیں۔آپ کے جو جی میں آئے وہ کریں۔"

وہ سنجیدگی سے بول کر کر نیپکن سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔

"میں تو بس پوچھ رہی تھی یونہی خفا ہو رہے ہو۔"

وہ گھور کر بولیں۔

"مجھ سے کچھ مت پوچھیں بلکہ اسی سے پوچھیں جس نے یہ سب طے کیا ہے۔"

۔وہ طنزیہ کہتا بریف کیس اٹھا کر پورچ کی جانب چل دیا۔تو وہ گہری سانا بھر کر رہ گئیں۔

"سب کچھ اتنا آسان نہیں ہے جتنا لگ رہا ہے۔"

انہوں نے ہارے ہوئے انداز میں کہا۔

"آپ فکر کیوں کرتی ہیں۔زین وقتی طور پر غصہ ہے۔خود ہی ٹھیک ہو جا ئے گا۔اور دیکھیے جب اسے سب پتا چلے گا تب تو وہ خوش اور مطمئن ہو جائے گا۔"

عالیہ نے ٹیبل پر دھرے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی جبکہ خود وہ اندر سے اتنی ہی فکر مند تھی۔

جب سے اس رشتے کا ذکر ہوا تھا عالی اور زین کے رشتے میں عجیب سی خلش پیدا ہو گئی تھی۔

کتناخوش تھاوہ شادی کے دوسرے اور تیسرے دن۔ پر اب تو جیسے نظر ہی لگ گئ تھی اس کی ہنستی کھیلتی زندگی کو۔

"آپ ملازمہ کے ساتھ مل کر یہ سب سمیٹیں تب تک میں ڈرائیور سے مٹھائی منگواتے ہوں۔"

وہ عالیہ کو ہدایت دیتیں وہاں سے اٹھ گئ۔

عالی نے اداسی سے اس کی پلیٹ میں ادھ کھائے سینڈوچ کو دیکھا۔وہ غصے میں ناشتہ بھی ڈھنگ سے کر کے نہیں گیا تھا۔کل رات بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔عالیہ کو اس کی فکر ہونے لگی۔پتا نہیں لنچ بھی کریں گے یا نہیں۔

وہ سوچتی ملازمہ کے ساتھ کچن سمیٹنے لگی۔

وہ ہادیہ بیگم سے سر میں زیتون کے تیل کی مالش کروارہی تھی۔اللہ کتنا سکون ہے آپ کے ہاتھوں میں ہادی چاچی۔وہ پرسکون سے کاؤچ پر بیٹھی آنکھیں موندے مساج کے مزے لیتی بولی۔

"ارے یہ تو کچھ بھی نہیں میری اماں مالش کیا کرتی تھیں میری۔گھٹنوں سے بھی لمبے بال تھے میرے۔یونہی تو نہیں میرے عاشق ہوگئے تھے عالیہ کے ابا۔"

ہادیہ چاچی آج بڑے موڈ میں تھیں۔اپنے پرانے قصے بتا کر وہ بیتے دن یاد کرنے لگیں۔

آئینہ نے اپنی امڈتی ہنسی دبائی۔پریشے تو بڑے مزے سے سن رہی تھی۔پر جہاں تک میرے ناقص علم کی بات ہے تو آپ کی اور چاچو کی تو ارینج میرج ہے پھر وہ کیسے عاشق ہو گ ئے۔پریشے نے مسکراہٹ دبائی۔

"کہیں بات پکی ہونے کے بعد چھپ چھپ کر تو نہیں ملتے تھے چاچو آپ سے۔"

آئینہ نے شرارت سے کہا۔

"چل بے شرم لڑکی۔"

وہ حقیقتاً شرما گئیں۔

"آئے ہائے موا شادی کے بعد والے عشق کی بات کر رہی ہوں میں لڑکیوں۔"

وہ ان کی عقل پر افسوس کرتے بولیں۔

"اوہ اچھا! "

آئینہ اور پریشے نے سمجھتے ہوئے بیک وقت سر ہلایا۔

"ویسے چاچو کیسے تعریف کرتے تھے آپ کے بالوں کی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پری خاموش بیٹھنے والوں میں سے کہاں تھی۔یوں بھی عالی کے جانے کے بعد اب ہمان بھی پنڈی چلا گیا تھا کام سے۔وہ بولائی بولائی پھرتی اس سے بہتر تھا کسی سے مغزماری کر لیتی۔کبھی میسم کا سر کھا رہی ہوتی تو کبھی زویا کا اور آج وہ ہادیہ چاچی کا مغز کھپا رہی تھی اور وہ بیچاری نا سمجھی سے کھپ بھی رہی تھیں اس کے ساتھ۔

"تمہارے چاچو جب میرے سیاہ گھنے لمبے بالوں کی چوٹی کو دیکھا کرتے ناں تو بڑے ترنگ میں گنگناتے تھے۔

اڑیں جب جب زلفیں تیری

اڑیں جب جب زلفیں تیری

کنواریوں کا دل مچلے

کنواریوں کا دل مچلے جند میریے۔

اندر داخل ہوتے ابرار صاحب نے کچھ گنگناتے ہوئے ایک ادا سے ان کی بات بیچ سے اچک لی۔

پریشے اور آئینہ پہلے تو خوشگوار حیرت سے دیکھتی رہیں پھر دونوں کو ہنسی کے دورے پڑے تھے پریشے تو قہقہہ لگاتی بے حال ہو رہی۔

ہادیہ چاچی کی حالت دیکھنے والی تھی۔وہ زمانہ قدیم کی عورتوں کی طرح شرما کر سر پر لیا گیا دوپٹہ پکڑ کر آگے کر چکی تھیں۔مارے حیا کے گال لال ٹماٹر ہو رہے تھے۔

ان کی اس ادا پہ ہی تو پریشے ہنسے جا رہی تھی۔"اے ہے چپ کرو تم دونوں۔"

وہ خفت سے بولیں۔پریشے کی ہنسی تھوڑی تھمی تھی۔البتہ چہرے پہ مسکراہٹ اب بھی تھی۔

وہ دونوں خاموشی سے وہاں سے نکل گئیں۔

ہادی چاچی نے دوپٹہ پیچھے گرا کر خفگی سے انہیں دیکھا۔

"بڑے ہی بے شرم ہو گئے ہیں آپ۔جوان جہان بچیوں کے سامنے ہی شروع ہو گئے۔ارے عمر کا بھی کوئی تقاضا ہوتا ہے۔اس عمر یہ سب چیزیں نہیں جچتیں۔"

وہ انہیں ڈپٹتی ہوئی بولیں اور تیل کی بوتل ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر ہاتھ دھونے چلی گئیں۔

"اب تو موئے چار بال رہ گئے سر پر۔"

ابرار صاحب نے انہیں اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

"تو یوں بولیے نہ بیگم آپ کو بال نہ ہونے کا قلق ہے۔یوں بھی چار بالوں میں کنوارے کا دل کہاں مچلے گا۔"

وہ ایک سرد آہ بھرتے بولے تو ہادیہ بیگم نے زور سے کہنی ماری ان کے پیٹ میں۔

"ارے جانے دیجیے جب لمبی ناگن جیسی چٹیا تھی۔تب مچل گیا تھا یہ کنوارہ۔اب مچلے نہ مچلے مجھے نہیں فرق پڑتا اور اس عمر میں آپ کو گھاس کس نے ڈالنی۔ہنہہ!"

وہ بھنا گئیں۔

جواب میں ابرار صاحب کا قہقہہ گونج اٹھا۔

ممتا بیگم گھر کے کاموں سے فارغ ہو کر بیٹھی تھیں۔ مرد حضرات آفس جا چکے تھے۔ زویا اور وہ اکیلی ہو جایا کرتی تھیں یوں انہوں نے کل پریشے کو گھر سنبھالنے کی تاکید کی تھی مگر اس کی نازک مزاجیاں دیکھ کر انہیں اچھا خاصا اندازہ تھا کہ گھر کے کام اس کے بس کی بات نہیں۔

یونہی بیٹھے بیٹھے انہیں نین کی شادی کا خیال آ گیا۔

"مجھے یہ خیال پہلے کیوں نہیں آیا۔ ماشااللہ نین قابل ہے۔ بزنس سنبھا ل رہا ہے۔ اس کی شادی کر کے میں بھی اب اپنی ذمہ داریوں سے ناز نین کی طرح فراغت لوں۔ جلد ہی کوئی اچھی لڑکی دیکھ کر اس کی شادی کر دیتی ہوں۔ یوں بھی پریشے کو بہت جلدی ہے نین کی شادی کی۔"

نین کی شادی کا سوچتے یک بار بھی انہیں عاشی کا خیال نہیں آیا تھا۔ یہ شاید کوئی اتفاق ہی تھا۔

انہوں نے نین کو فون کرنے کے لیے رسیور اٹھایا تو لاؤنج میں نین آتا دکھائی دیا انہوں نے ایک محبت بھری نظر نین پر ڈالی۔

"میں ابھی تمہیں ہی فون کر رہی تھی۔"

انہوں نے رسیور واپس رکھ دیا۔

"خیریت میری یاد کیسے آ گئی جبکہ آپ کو یاد تو میرے ابا حضور کی آنی چاہیے تھی۔"

ممتا بیگم نے اسے ایک دھپ رسید کی۔

"بہت بد تمیز ہو گیا ہے۔"

وہ جھنیپ کر ہنس دیں۔

زویا اور پریشے لاؤنج میں بیٹھی لانڈری والے کپڑے نکال رہی تھیں۔ رافع اور ماہیر بھی خلاف معمول آج جلدی آگئے تھے۔

"زہے نصیب آج آپ لوگ اتنی جلدی گھر کی راہ کیسے بھٹک گئے۔"

"کسی کا حکم سر آنکھوں پر۔"

ماہیر نے لودیتی نظروں سے مسکرا کر زویا کو نظروں کی حصار میں لیا تو وہ سٹپٹا کر کپڑے ملازمہ کو تھماتی ماہیر کا بیگ لے کر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

رافع ہنس دیا۔ماہیر وہیں صوفے پر ٹک گیا۔

"پریشے اداس تو نہیں ہو ناں؟"

انداز صاف چھیڑنے والا تو۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ہامیں کیوں اداس ہوں بھلا۔"

پریشے نے نافہمی سی استفسار کیا۔

"تمہارا نصف بہتر جو ادھر نہیں ہے۔"

ماہیر نے معنی خیزی سے جواب دیا تو وہ سرخ پڑتی جھینپ گئ۔

"السلام علیکم !"

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی نازنین اور عالی ایک ساتھ اندر آئی تھیں۔

"وعلیکم اسلام !"

ماہیر نے جواب دیا۔نازنین نے مٹھائی کا ڈبہ پریشے

کے ہاتھ زویا کو بھجوادیا۔

"سرپرائز کردیا عالی تم نے۔پتا ہے میں بہت خوش ہوں تمہارے بغیر گھر بہت سونا ہو گیا ہے عالی۔پھر سے آجاؤ نہ واپس۔"

وہ لجاجت سے بولی۔نازنین مسکرادیں۔

یونہی تو وہ نازاں نہیں تھی اپنے بچوں پر ہر کسی کے دل میں ایک دوسرے کے لیے کتنی محبت تھی وہ بھی بے لوث۔

"نہ جی میں نہیں آتی اب واپس بڑی مشکل سے پیچھا چھڑوایا ہے اس گھر سے۔ ہر وقت اماں ہاتھ دھو کر پیچھے پڑی رہتی تھیں یوں جیسے میں سوتیلی بیٹی ہوں۔"

وہ نفی میں گردن ہلاتی بولی۔

"ہاں اب تو پیا گھر ہی بھائے ہے۔"

نین نے تان اڑائی۔

"آج تو سب ہی ادھر ہیں عالیہ ایک کام کرو سارہ کو فون کر کے یہیں بلا لو۔"

نازنین چاہتی تھیں کہ سب کو ہی عائشہ کے رشتے ہی خبر ہو جائے۔

"میرے منہ کی بات چھین لی۔ بھئی اس سے تو بڑی رونق لگ جاتی ہے گھر میں۔"

ممتا بیگم ہنس دیں۔ سارہ گھر کی رونق تھی۔ عالی نے فوراً موبائل کان سے لگایا۔

"مل گئی تمہیں فرصت ہم سے بات کرنے کی۔ ہر وقت میاں کے پلو سے چپکی رہتی ہو۔ مجال ہے جو شادی کے بعد خاک چھانی ہو میرے گھر۔"

سارہ کال ملتے ہی نان سٹاپ شروع ہو چکی تھی۔ خفت سے اس کا چہرہ لال پڑ گیا تھا۔

"تم چپ کرو گی یا میں فون کاٹ دوں۔"

وہ خفت مٹاتے غصیلے لہجے میں بولی۔

"نا میں نے تمہاری چونچ بند کر رکھی ہے کیا۔ بولو جو دل کرے بولو۔"

وہ شاید غصہ تھی۔ شادی کے بعد اس نے زین اور عالی دونوں کو اپنی طرف دعوت پر مدعو کیا تھا مگر جو حالات تھے وہ سامنے تھے۔ پہلے وہ بیمار پڑ گئی تھی پھر عاشی کے رشتے والی بات پر زین سے منہ ماری ہو گئی۔ اس بیچ وہ کیسے دعوت پر جاتی۔ وہ تو معذرت بھی نہیں کر سکی تھی۔

"ابھی اسی وقت تم ملک ہاؤس آجاؤ۔"

"واللہ خیر تو ہے اتنی ایمرجنسی میں بلا رہی ہو۔"

"تم منہ بند کرو اور یہاں دفعان ہو شرافت سے بصورت دیگر ہمیں حماد بھائی سے رابطہ کرنا پڑے گا۔"

اس نے بول کر کھٹاک سے فون رکھ دیا کوئی بعید نہیں تھی کہ وہ ریپڈ فائر کھول کر بیٹھ جاتی۔

"رافع بھائی امی اور بابا کہاں ہیں نظر ہی نہیں آ رہے۔"

رافع نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ بدلی بدلی سی کتنی پیاری لگ رہی تھی وہ۔ ہاتھوں میں چوڑیاں سلیقے سے لیا دوپٹہ۔ ان چند دنوں میں اس میں واضح تبدیلی رونماں ہوئی تھی۔

"وہ اپنے پورشن میں ہیں۔ تم یہاں تھیں تو وہ بے فکری سے پورے گھر میں گھومتی تھیں۔ اب نہیں ہو تو وہ بس اپنے پورشن تک ہی محدود رہتی ہیں۔ ویسے بھی موسم سرد ہے وہ کم ہی کمرے سے باہر آتی ہیں۔"

"میں ان سے مل کر آتی ہوں۔"

زویا اور آئینہ نے گرما گرم چائے کے ساتھ دیگر لوازمات سے بھری ٹرے ٹیبل پر رکھی۔ سفید آنچل کندھے سے ڈھلکا تھا۔ سلکی براؤن بال جھکنے سے کچھ اور آگے آ گئے تھے۔

آئینہ جھک کر چائے کے کپ سب کو تھما رہی تھی۔ رافع کی بولتی نگاہوں کو وہ سے خائف ہوتی وہ مسلسل لرز رہی تھی۔

"سب کو چائے دے دی تم نے آئینہ۔ رافع سے کون سا بیر ہے تمہیں۔"

نین بھی پھر نین تھا۔ ترنگ میں گویس ہوا تو آئینہ سٹپٹا گئی۔

"نن۔نہیں تو میں بھول گئ تھی۔"

"کمال ہے بندہ آنکھوں کے سامنے ہے اور تم بھول گئیں۔یا تو تمہاری نظر کمزور ہے یا حواس گم ہیں۔"

چائے پیتے ہوئے معنی خیزی سے بولا تو وہ بدقت مسکرا کر رافع کو چائے تھماتی واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئ۔

اگلے آدھے گھنٹے میں سارہ بھی آچکی تھی۔

گلابی کپڑوں میں علیزہ کو گود میں لیے حماد کے ہمراہ جب وہ اندر آئی تو ممتا چچی اور پھپھو نے بلائیں لے ڈالیں۔تینوں کتنے مکمل لگ رہے تھے۔

"ہائے اللہ بھلا کرے زویا بھابھی۔بھلا یہ سموسے بھی میرے بغیر کھانے کی چیز ہے۔میرا انتظار تک نہ کیا آپ لوگوں نے۔ایسی کون سی بھوک پڑی تھی۔"

آخری جملہ نین پر اچھالتی وہ پھپھو اور چچی سے مل کر قدرے خفگی سے منہ پھلا کر بولی۔

حماد نے سر پیٹ لیا۔یہ پیس اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

"تم کون سا پرائم منسٹر لگی ہو جو تمھارے آنے پر ہی سوڑاسڑائی شروع کریں۔"

وہ شرارت مگر سنجیدگی سے گویا ہوا۔

سارہ کو تپ چڑھ گئی۔

"پرائم منسٹر نہ سہی تمھاری بہن تو ہوں۔"

نین نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"لاحول ولا قوۃ کیوں دن دھاڑے جھوٹ بول رہی ہو۔میری صرف ایک ہی بہن ہے۔"

وہ مصنوعی اداکاری کرتے گھور کر اس کی معلومات میں اضافہ کر گیا۔

"لو شروع ہو گئے یہ دونوں۔"

پھپھو نے مسکرا کر دیکھا۔

"ہا دیکھا پھپھو کیا کہا اس میسنے نے۔"

سارہ نے کشن اسے پھینک کر مارا۔

"ہاں تو کون سا غلط کہا تم میرے سالے کی بہن ہو۔بڑی دور کا رشتہ ہے اور اتنی دور والوں کو ہم آئیں بائیں شائیں کر دیتے ہیں۔"

سارہ کا منہ کھل گیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اچھا بیٹا ایسی بات ہے۔"

سارہ نے آستینیں چڑھائیں۔

"ہو لینے دو زرا میرے بھائی کی شادی۔"

"وہ غالباً ڈھائی سال پہلے ہی ہو چکی ہے۔"

نین نے اطمینان سے کہس۔

"اور میری بہن کا یہاں رہنا اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔"

پریشے کے چہرے پر شرمگیں مسکراہٹ دوڑ گئ۔ہمان نہ سہی اس کا ذکر ہی سہی۔

وہ زرا سیدھا ہوا اور سارہ کو چڑایا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم۔"

جب کچھ نہ سوجھا تو سارہ نے بھنا کر کہا۔نین کا چھت پھاڑ قہقہہ لگا تھا۔

"امی جان!"

عالی نے کمرے میں جھانکا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ارے عالی تم کب آئیں؟"

وہ کپڑے الماری میں رکھت کر خوشی سے اس کی طرف پلٹیں۔ ابرار صاحب نے اس اپنے ساتھ لگا کر ماتھا چوما۔

"میری عالیہ!"

ہادیہ بیگم کی آنکھیں چھلک پڑیں۔ یہ دن تو جیسے صدیاں لگنے لگے تھے۔ اس کے بغیر آنگن سونا ہو گیا تھا۔ وہ ہوتی تھی تو چڑیاں کی طرح چہکتی۔ کسی جنگجو کی طرح کبھی کسی سے بھڑتی تو کبھی کسی سے۔ اپنے روبرو اسے دیکھ کر دل کی تہا گہرائیوں تک اطمینان اتر آیا تھا۔

اس کا ماتھا چوم کر اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر ہادیہ بیگم نے کس قدر محبت سے اسے دیکھا۔ عالی کو خوشگوار حیرت نے آن گھیرا۔

"آپ مجھ سے اتنے لاڈ چونچلے کریں گی شادی کے بعد گر مجھے پتا ہوتا تو بچپن میں ہی شادی کر لیتی۔"

وہ شرارت سے گویا ہوئی۔ ہادی بیگم نے اسے چپت رسید کی۔

"لاڈ چونچلے نہیں اسے پیار کہتے ہیں۔"

وہ اسے خفگی سے دیکھ کر بولیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"نیچے چلیں ناں آپ لوگ۔ پھپھو بھی ساتھ آئی ہیں۔ سارہ اور حماد بھائی بھی آئے ہوئے ہیں۔"

"ارے پہلے کیوں نہیں بتایا کب سے آئی ہوئی ہیں۔"

وہ سب کچھ چھوڑ کر اگلے پورشن کی طرف چل دیں ابرار صاحب بھی وہیں آ گئے۔

ہادیہ بیگم سب سے مل کر وہیں بیٹھ گئیں۔

"اس بار تو بڑے دن لگا دیے سارہ۔"

"نہ پوچھیں چچی علیزے گھٹنوں گھٹنوں چلنے لگی ہے۔بڑا پریشان کرتی ہے۔کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ کہیں خود کو نقصان نہ پہنچا لے۔بس اسی میں مصروف رہتی ہوں۔"

سارہ نے محبت سے علیزے کو دیکھا جو اس کی چوڑیوں سے کھیل رہی تھی۔

"زین بھی آ جاتا تو کیا ہی بات تھی۔کیوں عالی۔"

سارہ نے اسے کہنی ماری وہ گھور کر رہ گئی۔

"زین کے بنا محفل ادھوری ہے۔ماہیر آپ اسے فون کر کے بلا لیں۔"

زویا نے التجائیہ لہجے میں کہا تو ماہیر نے اس کا نمبر ڈائل کیا۔

بیل جاتی رہی پر کال رسیو نہیں ہوئی عالی کا چہرہ اتر گیا جو اور کسی نے تو نہیں مگر سارہ نے ضرور نوٹ کیا۔

"کوئی بات نہیں کسی میٹنگ میں ہو گا۔ کام والا بندہ ہے فارغ الوقت نہیں۔"

سارہ نے کن نظروں سے نین کو دیکھا۔

"ویلے بندے سمجھالے اپنی لگائی کو میں پھر کچھ کہوں گا تو بھنا جائے گی۔"

نین نے شکایتی نظروں سے حماد کو دیکھا جو علیزے کو گود میں لیے مگن ہو چکا تھا۔

"پہلی بات تو میں ویلا نہیں ہوں۔"

سارہ کی باچھیں کھل گئی۔ جتلا کر نین کو دیکھا۔

"دوسرا یہ میرا درد سر نہیں تم جانو اور سارہ جانے مجھے دور ہی رکھو۔"

سارہ کا منہ لٹک گیا سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"لو تمہارا اپنا میاں ہی ساتھ چھوڑ گیا۔"

نازنین نے کن نظروں سے عالی کو دیکھا پھر نین کو۔ کتنا خوش تھا وہ۔ اب جو وہ کہنے جا رہی تھیں پتا نہیں نین کا کیا رد عمل ہوتا۔

"ادھر دو لیزو کو۔"

نین نے جھپٹنے کے انداز میں حماد سے علیزے کو لیا۔

"آرام سے وہ میری بیٹی ہے۔سارہ چلائی۔"

شکریہ مجھے لگا پڑوسن کی بیٹی ہے۔"

وہ چڑا کر بولا۔

"پاری لیزو ماموں کی جان ماموں کا مان۔"

اسے اپنے حصار میں لیے نین نے اس کے دونوں گالوں پر بوسہ دے ڈالا۔"

ماموں کے ساتھ چلے گی لیزو۔"

لیزو اس کی رسٹ واچ پکڑ کر کھینچ رہی تھی۔ نین نے مسکرا کر اس کا وہی ہاتھ چوم لیا۔پھر جیب سے ہزار کا نوٹ نکال کر لیزو کی پینٹ کی پاکٹ میں ڈال دیا۔

"ہانین یہ کیا کر رہے ہو تم۔"

سارہ نے اسے ٹوکا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یار مجھے نہیں پتا تھا تم بھی آؤ گی۔ ورنہ یقین کرو چیز واور کھلونو ں کی پوری مارکیٹ خرید لاتا میں۔ اب کچھ نہیں لایا تو پیسے دے دیے میں نے لیز و کو اسے چیز دلوا دینا۔"

وہ محبت سے چور لہجے میں بولا۔

"نین یار یہ سراسر پاگل پن ہے۔"

حماد نے برا منایا۔

"حماد لیز و میری بھانجی ہے یار پیسے دینا کوئی بری بات نہیں ہے۔ چیز نہ سہی پیسے سہی۔"

"کوئی بات نہیں حماد پتر وہ پیار سے دے رہا ہے۔"

ہادیہ بیگم نے حماد اور سارہ کو سمجھایا۔

سارہ مطمئن سی مسکرا دی یہ سچ تھا نین واقع بہت پیار کرتا تھا لیز و سے۔ کبھی کبھی وہ کہتا تھا۔

"پری اور ہمان کے ہاں بھی کوئی بیٹی یا بیٹا ہوا ناں تو میں اس میں اور لیز و میں ذرا برابر بھی فرق نہیں کروں گا۔"

"ارے بھائی صاحب! بڑی دیر کر دی آنے میں بچوں نے اچھی خاصی محفل جمار کھی ہے۔"

"ہاں بس زرا طبیعت ناساز تھی۔"

"اچھا ہوا میسم بھائی آگ ئے۔زویا ہم نے مٹھائی کا ڈبہ دیا تھا نہ زرا لے کر تو آئیے۔"

وہ دوپٹہ درست کرتی کچن سے مٹھائی کا ڈبہ لے آئی۔سب تعجب سے دیکھ رہے تھے۔

"یہ مٹھائی کس خوشی میں۔خیریت تو ہے۔"

ماہیر نے تعجب سے پوچھا۔

"اے عالی کی بچی یہ تین دن میں کون سا گل کھلایا ہے کہیں آنگن میں پھول تو نہیں کھلنے والا۔"

وہ رازدانی سے اس کی اور جھک کر پوچھنے لگی۔عالی جھینپ گئی۔

"بے شرم لڑکی ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔"

وہ سرخ پڑتی اسے دھپ رسید کر گئی۔

مٹھائی کا ڈبہ کھولتے انہوں نے زویا کو تھمایا کہ سب کا منہ میٹھا کروائے۔

"میسم بھائی! ہم نے عاشی کا رشتہ طے کر دیا ہے۔"

الفاظ تھے یا بارود۔نین کو لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔

"مسز فاروقی نے اپنے بیٹے صارم کا پرپوزل بھیجا تھا۔ ہمیں تو لڑ کا ہر لحاظ سے ٹھیک لگا۔ اسی خوشی میں سوچا سب کا منہ میٹھا کروادیں۔"

نین سمیت سب کا یہی حال تھا۔ پل بھر کو ممتا بھی حیران رہ گئیں۔ نین کے سر پر گویا پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ پل بھر میں اس کا چہرے کا رنگ متغیر ہوا تھا۔ چہرے سے مسکراہٹ یوں غائب ہوئی گویا تھی ہی نہیں۔ غصہ ذلت تحقیر اور کم مائگی کے احساس سے دوچار ہوتے اس نے مٹھیاں بھینچی تھی ۔ سارہ نے پہلے حماد کو گھبرا کر دیکھا پھر نین کو۔

نازنین اور بھی بہت کچھ بول رہی تھیں۔ علیزے کو برابر میں بیٹھی پریشے کی گود میں ڈال کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا تھا۔ لمحے میں لاؤنج میں سکوت چھا گیا۔ میسم صاحب نے سر جھکا لیا۔

"عاشی تمہاری بیٹی ہے تم ماں ہو اس کی۔ تم زیادہ جانتی ہو اس کے لیے کیا بہتر ہے اور پھر رشتوں کے تقدس اور پائیداری کی لیے یہی بہتر ہے۔"

وہ جس نقطہ نظر سے کہہ رہے تھے نہ صرف ممتا بلکہ ہادیہ بیگم اور ابرار صاحب بھی سمجھ چکے تھے۔

ماہیر نے تاسف سے دروازے کو دیکھا جہاں سے تھوڑی دیر پہلے نین نکلا تھا۔ رافع کو بھی یہ فیصلہ ہرگز درست نہیں لگا مگر ان میں سے کسی کا بھی بس نہیں تھا۔

"بھئی کیوں سب کے بوتھوں پر بارہ بجے ہیں ارے میں تو کہتی ہوں خوشیاں مناؤ بھنگڑے ڈالوں عنقریب ہی شہنائی کا بجنا متوقع ہے۔"

ہادیہ بیگم نے ماحول کا اثر زائل کرنے کو کہا۔

"مبارک ہو نازنین۔"

ممتا بیگم نے مسکرا کر مبارک دی۔

"خیر مبارک بھابھی۔"

وہ بامشکل تمام مسکرائی تھیں۔

سب کا منہ میٹھا کروا کر زویا نے مٹھائی کچھ بجھے دل سے کچن کی سلیب پر رکھ دی۔ آئینہ بھی وہیں آ گئی۔ در حقیقت وہ رافع کی بولتی نظروں سے خائف تھی۔

"بھابھی یہ کیا ہو رہا ہے۔ عاشی کا رشتہ کسی اور سے طے کر دیا پھپھو نے۔ جہاں تک میرا خیال ہے عاشی تو نین کو۔ میرا مطلب ہے آپ کی جب شادی کے فنکشنز چل رہے تھے تب میں نے واضح طور پر محسوس کیا تھا کہ ان دونوں کا رحجان ایک دوسرے کی جانب ہے اور میرے خیال سے گھر والے بھی اس بات سے لاعلم تو نہیں تھے۔"

وہ الجھی الجھی سی تھی۔اسے کافی افسوس ہوا تھا۔

"ہاں مگر ضروری نہیں کہ جیسا ہم چاہیں ویسا ہی ہو۔گر سب ہماری منشاء کے مطابق ہوتا چلا جائے تو خدا کو یاد کرنے کی زحمت کون کرے۔"

زویا نے آسودہ سی سانس خارج کی۔

علیزے رونے لگی تھی۔سارہ موقع غنیمت جان کر بڑوں کے بیچ سے اٹھ کر اوپر کمرے میں آ گئی۔اسے اب الجھن ہو رہی تھی پھپھو کی باتوں سے۔عالیہ بھی اس کے ساتھ ہی اوپر آئی تھی۔

علیزے کو چپ کروا کر اسے فیڈر تھما کر سارہ نے کن انکھیوں سے عالی کو دیکھا جو نظریں چرا گئی تھی۔

"کہہ دو تم نہیں جانتی تھیں یہ سب پہلے سے۔"

وہ تنے نقوش لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

چہرے پر حد درجہ سنجیدگی تھی۔

"جانتی تھی سارہ مگر میں کیا کر سکتی ہوں یہ پھپھو کا فیصلہ ہے عاشی ان کی بیٹی ہے۔"

وہ چور سی بن گئی۔

"کیا مطلب تم کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔عالیہ تم منع تو کر سکتی تھیں پھپھو کو اور زین !اس نے نہیں سمجھایا۔کیا ان سب کی آنکھیں بند ہیں۔یا جانتے بوجھتے نہیں دیکھنا چاہتے۔"

کمرے میں آتی آئینہ اور زویا نے سارہ کو ٹھنڈا کرنا ہے۔

"اٹس اوکے سارہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔وہ بھلا کیا کر سکتی تھی۔"

"نہیں بھابھی ابھی کچھ نہیں ہوا۔سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔آپ نے دیکھی تھی نین کی حالت وہ کس کرب سے گزر رہا ہے اندازہ ہے کسی کو۔"

سارہ نے اذیت سے سوچا۔نین کی تکلیف پہ اس کا دل چاہا تھا اس صارم کو ہی شوٹ کر دے نہ وہ ہوتا نہ سیاپہ پڑتا۔

"سارہ تمہارے خیال میں میں کچھ کر سکتی ہوں تو تم بھی تو کر سکتی ہو۔تم کیوں نہیں کہتیں پھپھو کو کچھ۔تم کیوں نہیں سمجھاتیں زین کو۔تمہیں لگتا ہے مجھے خوشی عزیز نہیں ہے عاشی کی۔کیا میں نے کوشش نہیں کی ہو گی۔مگر سچ تو یہ ہے صارم ہر لحاظ سے نین سے بہتر آپشن رہا ہے۔"

سارہ تو سارہ اس کی بات پر بھابھی نے بھی تحیر سے اسے دیکھا۔سارہ کے چہرے پر ناگواری چھا گئ۔

"کیا بات ہے ! شادی ہوتے ہی اصل رنگ دکھا دیے۔بدنام زمانہ تو عاشی تھی۔پر سدھرنے والے سدھر گئے جنہیں بگڑنا تھا وہ بگڑ گئے۔"

وہ لہجے میں حد درجہ تلخی سموئے بولی۔

"سارہ کول ڈاؤن۔"

اندر آتے حماد نے اسے بازو کے گھیرے میں لے کر خاموش کروانا چاہا۔

عالی کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"واٹ! میں کیسے کول رہوں حماد میرا بھائی نین وہ کس آگ میں جل رہا ہے اندازہ نہیں اسے۔ارے یہ کچھ نہیں کر سکتی تھی ایٹ لیسٹ اس کے حق میں تو کہتی۔پر سنا آپ نے اس نے کیا کہا کہ صارم ہر لحاظ سے نین سے بہتر آپشن ہے۔"

وہ بپھر ہی تو گئی تھی۔نین اسے ہمیشہ سے عزیز رہا تھا۔ہمان اور ماہیر سے بھی زیادہ۔

"ارے یار کم از کم بہن ہونے کا کچھ تو حق ادا کیا ہوتا۔اچھا ہوا جو وہ یہاں موجود نہیں ہے تمہارے زہر لے الفاظ سننے کے لیے عالیہ۔ورنہ اس کا اعتبار ہی اٹھ جاتا رشتوں پر سے۔"

وہ نخوت سے بولی تھی اور ایک جھٹکے سے حماد کا حصار توڑ کر صوفے پر جا بیٹھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ماہیر نے ماحول کی گرما گرمی کو محسوس کیا اور عالی کا ہاتھ پکڑے اسے باہر لے آیا۔

"سارہ کی باتوں کو دل سے مت لگانا عالی۔وہ رشتوں کے معاملے میں بہت حساس ہے۔دراصل وہ حقیقت پسند نہیں ہے اگر حقیقت پسند ہوتی تو اتنا واویلا نہیں مچاتی۔جوڑے آسمان پر بنتے ہیں۔ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہی ہوں صارم نین سے بہتر ہو۔"

وہ مسکرا کر اسے سمجھا رہا تھا۔

عالی نے نمی کو اندر دھکیلا۔

وہ شادی کے بعد پہلی دفعہ میکے آئی تھی وہ بھی اپنے شوہر کے بغیر اور ان حالات میں۔کیا ہو رہا تھا اس کے ساتھ۔اس نے یہ تو سوچا ہی نہیں تھا کہ زین کے علاوہ اور کس کس کی نظروں میں برا بننا باقی ہے۔کس قدر اجنبی نگاہیں تھی سارہ کی اتنا سفاک لہجہ تھا۔

دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

خوشی کی وہ مٹھائی اس کی مٹھی میں سے ریزہ ریزہ ہو کر ملک ہاؤس کی پورچ کی روش پر بکھرتی گئ۔ وہ شدید اشتعال میں گھر سے گاڑی لے کر نکلا تھا۔ غصہ حد سے سوا تھا۔ آنکھیں لہو برسا رہی تھیں۔ دماغ کی نسیں پھٹنے کے قریب تھیں۔

گاڑی کی سپیڈ فل تھی۔ ہر دفعہ موڑ کاٹتے گاڑی کے ٹائر بری طرح چرچراتے تھے۔ چھوٹا سا بچہ کتابیں ہاتھ میں لیے سڑک کراس کر رہا تھا۔ نین نے گاڑی کو نہ صورف بریک لگایا بلکہ وہیں سے یوٹرن لے لیا۔ بریک لگنے پر جھٹکے سے گاڑی رکی تھی۔ اس کا سر بری طرح ڈیش بورڈ سے ٹکرایا تھا کتنی ہی دیر وہ تکلیف کے مارے سر نہ اٹھا سکا۔ سٹیرنگ ویل پر خون بہہ کر اس کے ہاتھوں کو سرخ کر گیا تھا۔ مگر اس کا غصہ بدستور قائم و دائم تھا۔

بھاری ہوتے سر کو سنبھالتے وہ گاڑی سٹارٹ کر کے فل سپیڈ پر ڈال چکا تھا۔

بے مقصد سڑکوں پر گاڑی دوڑاتے وہ اپنے اشتعال پر جتنا قابو پانے کی کوشش میں تھا اتنا ہی غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

عالیہ کی برات میں اسے صارم کے ساتھ زرا دیر دیکھنا ہی اس کے اندر آگ لگا گیا تھا کجا کہ ساری زندگی اس کے ساتھ دیکھنا۔ سوچ سوچ کر اس کا دماغ پھٹنے لگا تھا۔

وہ بہت ٹھنڈے مزاج کا بندہ تھا۔

بہت کم غصہ کرتا تھا۔ ہر بات کو مذاق میں اڑا دینے والا مسئلوں کو چٹکیوں میں حل کر دینے والا تھا۔

مگر اب جو ہوا تھا۔ اس سے نا تو اس کا دل قابو میں تھا نہ دماغ۔

اس کا دماغ صحیح معنوں میں گھوم گیا تھا۔

صارم کے تو بعد میں پہلے وہ عائشہ کے ہوش ٹھکانے لگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

گاڑی ایک شدید ترین والے جھٹکے سے بلند بالا ہاسپٹل کی عمارت کے سامنے رکی تھی۔ وہ اگنیشن سے چابی نکال کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہاسپٹل میں داخل ہوا۔ سیکنڈ فلور کی لابی کراس کرتے سامنے ہی اس کا کیبن تھا۔

وہ تھوڑی دیر پہلے ہی او پی ڈی کے مریضوں کو چیک کر کے آئی تھی۔ ڈاکٹر رضا کی ڈیوٹی ہوتی تھی وہاں مگر وہ آج لیو پر تھے تو اسے ہی دیکھنا پڑا۔

سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ دو دن سے گھر میں جو ہو رہا تھا وہ اس کی برداشت سے باہر تھا مگر حد یہ تھی کہ وہ پھر بھی سہہ رہی تھی۔ ماں کو منع کرنے کی ہمت تک نہیں تھی۔ صبح ان کے پرپوزل ایکسیپٹ کر لینے کے بعد سے ہی اس کی حالت خراب تھی۔

شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں دماغ میں۔ ریوالونگ چیئر پر سر سیٹ کی پشت سے ٹکا ئے وہ کنپٹیاں سہلا رہی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے اس نے چائے منگوائی تھی۔ جو ٹیبل پڑی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ آنکھیں شدید سرخ ہو رہی تھی۔ وہ سوچوں کے ایسے گرداب میں پھنسی تھی کہ کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔

کیبن کا دروازہ دھاڑ سے کھلا تھا۔ درو دیوار تک لرز گ ئے تھے۔عاشی نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں۔ حیرت کی زیادتی سے اس کے منہ سے چیخ بر آمد ہوئی تھی۔

کیبن کا دروازہ دھاڑ سے کھلا تھا۔ درو دیوار تک لرز گ ئے تھے۔عاشی نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں۔ حیرت کی زیادتی سے اس کے منہ سے چیخ بر آمد ہوئی تھی۔

اپنے پیچھے دروازہ دھاڑ سے بند کر کے وہ جارحانہ تیور لیے ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔

وہ گھبرا کر سیٹ سے کھڑی ہو گئی۔

کہاں کا سر درد کیسی ٹیسیں سب کچھ بھاڑ میں جھونک کر وہ نین کے سر سے بہتا خون دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی۔

"نین! تمہارے سر سے خون۔۔۔۔! "

الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے۔اس کی تکلیف پر وہ درد محسوس کر رہی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"چپ ایک دم چپ! "

وہ اس کی بات کاٹ کر بولا نہیں تھا دھاڑا تھا۔ عاشی کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا۔

"تمہیں کیا لگا تھا تم اتنی آسانی سے اپنی پوزیشن کلئیر کر کے صارم کی دلہن بن جاؤ گی۔ تمہارا خواب ہی رہ جائے گا۔ مجھے پاگل کر کے میرے دل میں اپنے جذبات کی آگ بھڑکا کر اپنے احساسات جگا کر تم کتنی سفاکی سے دامن چھڑا گئیں۔"

وہ اس کا منہ اپنے آہنی شکنجے میں دبوچے غرایا تھا۔

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا عائشہ! مگر صارم کی دلہن کبھی نہیں بننے دوں گا۔"

نین کا سرد لہجہ اس کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا گیا تھا۔ اسے نین سے خوف آنے لگا تھا۔

"تم نے اب تک نین کو پر سکون ٹھہرے پانیوں جیسا پایا ہے مگر آج کے بعد سے تم نین کو طوفان کی طرح پاؤ گی۔"

ایک جھٹکے سے اس نے اس کا چہرہ جھٹکا۔ وہ لڑکھڑا کر سیٹ پر گری تھی۔

"نین کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ تم! تم ایسا سلوک کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ۔"

وہ خوف سے لرزتی نم آنکھوں سے شکوہ کر بیٹھی اس ہر جائی سے جس کا انجانے میں ہی سہی مگر وہ بہت بڑا نقصان کر بیٹھی تھی۔

"تم اتنی بے خبر بھی نہیں ہو جتنی میرے سامنے بن رہی ہو۔ میرے دل سے کھلواڑ کرنے کی میں تمہیں ہر گز اجازت نہیں دوں گا۔"

وہ ٹیبل پر ہاتھ مار کر چیزیں نیچے پھینک کر چلایا تھا۔

"نین ! کیا کر رہے ہو۔ یہاں تماشہ مت لگاؤ میری ذات کا۔ پلیز میں ہاتھ جوڑتی ہوں تمھارے آگے۔"

وہ باقاعدہ دونوں ہاتھ جوڑ کر رو دی تھی۔

"کتنی خود غرض ہو نا تم عائشہ ! اب بھی تمہیں صرف اپنی اور اپنی عزت کی فکر ہے۔ میں بھلے کفن اوڑھ لوں۔"

وہ تمسخر اڑاتے تلخ لہجے میں گویا ہوا۔

"اللہ نہ کرے نین۔"

دانستہ ہی وہ نین کو ہونٹوں پہ اپنا نازک مرمریں ہاتھ رکھ چکی تھی۔ نین کی باتوں سے وہ اندر تک دہل گئ تھی۔

نین نے بری طرح اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ یہ سراسر ایک ڈھونگ کے سوا اسے اور کچھ نہیں لگا تھا۔

"تمہارے سر سے خون بہہ رہا ہے نین۔"

وہ دوسرے ہاتھ سے اس کے ماتھے سے بہتا خون چھو کر بولی۔

نین نے اس کا وہی ہاتھ پکڑ کر مروڑ دیا۔عاشی نے تکلیف سے سسکی بھری۔ آنسو لڑھک کر گلابی عارضوں پر بہہ گئے۔

"میرے سامنے زیادہ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم کتنے پانی میں ہو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔"

اس پر جھک کر وہ اس کے کان کے پاس جا کر غرایا تھا۔اس کی سانسوں کی تپش اسے جھلسائے دے رہی۔

"نین! مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"

درد کی شدت میں ڈوبی رندھی ہوئی آواز نین کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ جھٹکے سے پیچھے ہو کر اس کی طرف پشت کیے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

عاشی نے اپنا سرخ پڑتا ہاتھ دیکھا جہاں نین کے مضبوط ہاتھ کی انگلیوں نشان ثبت تھے۔عائشہ نے ایک پر شکوہ نظر اس کی پشت پر ڈالی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نہ جانے وہ کیوں اپنی صفائی پیش کر رہی تھی۔

نین اسے غلط سمجھ رہا تھا۔وہ نین کا دل صاف کرنے کا ارادہ رکھتی تھی مگر نین نے پلٹ کر سرد نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ان آنکھوں میں تیرے سرخ ڈورے دیکھ کر وہ اندر تک کانپ گئی۔

"تم نے کچھ نہیں کیا مگر اب میں بہت کچھ کروں گا۔جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔"

غصے کی شدتوں کو ضبط کرتا وہ انگلی اٹھا کر اسے خبردار کر گیا تھا۔کتنا سنگ دل بنا ہوا تھا۔ایسا تو وہ کبھی نہیں تھا۔یہ کون سا روپ تھا اس کا۔

"جسٹ کام ڈاؤن ریلیکس ! تمہارا جو دل کرے کر لینا۔پر تم اس وقت ڈریسنگ کروالو۔تمہارا بہت خون بہہ گیا ہے۔دیکھو کتنی چوٹ آئی ہے تمہیں۔"

وہ ازحد فکرمندی سے گویا ہوئی۔اس کے چہرے سے پریشانی ہویدہ تھی۔

"فکر مت کرو صارم کے ہوش ٹھکانے لگائے بغیر نہیں مروں گا۔"

تلخی سے کہتا وہ پلٹ کر جانے لگا تو عاشی نے اس کی کلائی پکڑلی۔مجبوراً اسے رکنا پڑا۔

"تمہیں پریشے کی قسم ہے نین۔"

وہ جانتی تھی یہ وہ واحد ہستی ہے جو نین سے ہر ناممکن کام کروادیتی ہے۔ نین نے کرب سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ بامشکل اپنے اندر پکتے لاوے کو تھپکا۔ وہ بے تاثر چہرہ لیے سپاٹ انداز میں سر ٹکائے بیٹھ گیا۔ عاشی نے میڈیکل باکس کھولا۔ پائیوڈین اور روئی کی مدد سے پہلے اس کا زخم صاف کیا پھر اس کی پٹی کی۔ اس کے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے۔ وہ سرجن تھی۔ آپریٹ کرتے وقت بھی کبھی اس کے ہاتھ یوں نہیں کانپے تھے مگر نین کی تکلیف ناقابل برداشت تھی۔ آنسو بے آواز بہتے اس کا چہرہ ہی نہیں نین کا چہرہ بھی بھیگو رہے تھے۔ وہ آنکھیں بند کیے پڑا تھا۔ چہرے پر نمی کے احساس سے بھی آنکھیں وا نہیں کیں۔ عاشی کو شدید دکھ ہوا۔

ڈریسنگ ہوتے ہی وہ تیزی سے بغیر کچھ کہے جن قدموں پر آیا تھا انہی قدموں پر واپس چلا گیا۔

عاشی نے تھک کر خود کو ریوالونگ چیئر پر ڈھیلا چھوڑ دیا۔

"تم نے سہی کہا تھا۔ تم واقع طوفان کی طرح آئے تھے اور سب کچھ زیروزبر کر گئے ہو۔"

وہ پریشان سی اپنے کمرے میں موجودہ صورت حال کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ عاشی کو تو وہ کب سے معاف کر چکی تھی۔ غلطی کس انسان سے نہیں ہوتی۔ وہ بھی تو انسان ہی تھی۔ فرشتہ تو نہ تھی جو اس نے کیا تھا وہ ایک فطری عمل تھا۔

یوں بھی انسان خطا کا پتلا ہے۔عاشی اس کی بہترین دوست نہیں تھی تو دشمن بھی نہیں تھی۔ نین کو وہ جانتی تھی۔وہ شروع سے ہی عاشی میں دلچسپی رکھتا تھا۔پر یہ دلچسپی کب محبت میں بدلی اسے خود پتا نہیں چلا۔

اس کے بعد جو عاشی نے کیا وہ نین کے لیے ناقابل یقین تھا۔ اس وقت بھی نین کس اذیت سے دوچار تھا۔کسی کو بھی اندازہ نہیں تھا۔

جب وہ واپس آئی تو نین کے چہرے پر کھلنے والی خوشی جو وہ بظاہر تو سب سے چھپا گیا تھا مگر پریشے سے نہیں چھپ سکی تھی۔اب یہ صارم کا پرپوزل۔

"نین بھیا کے لیے راہیں کتنی دشوار ہوتی جا رہی ہیں عاشی تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے۔"

پریشے نے نین کا نمبر ملایا جو پاورڈ آف جا رہا تھا۔بے چینی سے پہلو بدلتی وہ نین کے لیے ن ئے سرے فکر مند تھی۔اس کا یوں غصے میں بھری محفل سے اٹھ کر جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔

گو کہ وہ ٹھنڈے دماغ کا حامل تھا مگر اپنے سے جڑے رشتوں کے لیے وہ یونہی حساس ہو جایا کرتا تھا۔

ادھر سارہ کو حماد نے بامشکل ٹھنڈا کیا تھا۔ پھپھو تو شام ڈھلتے ہی عالی کے ہمراہ شاہ ہاؤس واپس جا چکی تھیں۔آئینہ سارہ کے پاس ہی بیٹھی اس کا دھیان دوسری طرف لگا رہی تھی۔

گھر کا ماحول چند گھنٹوں میں ہی کیا سوگوار ہو گیا تھا۔

اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کیا مگر بے سود۔

"آپ کہاں ہیں ہمان؟ پلیز جلدی آجائیں۔ دیکھیں کیا ہو گیا ہے آپ کے پیچھے سے۔"

موبائل میں سیو ہمان کی تصویر کو آنکھوں کے رستے دل میں اتارتے وہ آسودگی سے بولی۔ عین اسی وقت موبائل کی سکرین پر ہمان کا لنک بلنک کرنے لگا۔

پریشے نے موبائل کان سے لگایا۔

"السلام و علیکم!"

"وا علیکم السلام! کیسی ہو پریشے؟"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ بولی۔

"میں ٹھیک نہیں ہوں ہمان۔ یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ آپ جلدی سے گھر آجائیں۔"

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں اسے بھی متفکر کر گئی۔ دوسری طرف کال پر موجود ہمان پریشان ہو گیا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ اور گھر میں سب ٹھیک تو ہے۔"

"آپ واپس آجائیں بس۔"

وہ کچھ بھی بتانے پر رضامند نہیں تھی۔ بس ایک ہی ضد لگائے بیٹھی تھی۔

"میری جان! مجھے بتاؤ تو صحیح ہوا کیا ہے۔"

ہمان نے قدرے نرمی سے وجہ معلوم کرنی چاہی۔

"نین بھیا پتا نہیں کہاں چلے گئے۔ میرا فون بھی نہیں اٹھا رہے۔ نمبر پاور آف ہے ان کا۔"

اس نے اپنی آنکھیں رگڑیں۔

ہمان نے ایک لمبی سانس خارج کی۔ وہ تو ڈر ہی گیا تھا کہ پتا نہیں وہ کس بات پر رو رہی ہے۔

"ریلیکس پریشے! وہ کسی کام میں بزی ہو گا۔ کوئی ارجنٹ میٹنگ ہو گی اس کی اور رہی موبائل کی بات تو مے بی اس کی بیٹری ختم ہو گئی ہو یا سگنل پرابلم ہو۔ ہزار مسئلے ہو سکتے ہیں تم پریشان مت ہو۔ ٹیک اٹ ایزی میری جان۔"

اس نے پریشے کو رسان سے سمجھایا۔

"عاشی کے لیے صارم بھائی کا پرپوزل آیا تھا۔ پھپھو نے رشتہ پکا کر دیا ہے عاشی اور صارم بھائی کا۔ وہ آج اسی خوشی میں مٹھائی بھی لے کر آئی تھیں گھر پر۔ نین بھیا بہت غصے میں گھر سے نکلے ہیں۔ دوپہر کے گئے ہیں۔ اب تک کوئی خیر خبر نہیں ان کی۔ فون ملا ملا کر تھک گئی ہوں میں تو۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ ہمان کو تفصیل سے بتانے لگی۔

ہمان ششدر رہ گیا۔

"بھلا پھپھو سب جانتے بوجھتے ایسا کیسے کر سکتی ہیں؟"

"مجھے نہیں پتا ہمان وہ ایسا کیوں کر رہی ہیں۔ کوئی پوچھے اس میں نین بھیا کی کیا غلطی ہے۔ کیا خوشیوں پر ان کا حق نہیں ہے۔"

وہ تلخی سے گویا ہوئی۔

"یو ڈونٹ وری پریشے ! میں جلد ہی یہاں سے فارغ ہو کر گھر آ کر بات کرتا ہوں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم ٹینشن مت لو۔ خود کو ٹینشن فری رکھو۔"

وہاں بیٹھا وہ صرف دلاسہ ہی دے سکتا تھا۔ وہ حقیقت میں پھپھو کی اس حماقت پر چکرا کر رہ گیا تھا۔ وہ جانتے بوجھتے اپنے بچوں کی زندگیاں برباد کرنے جا رہی تھیں۔

ہمان سے بات کر کے وہ تھوڑا ریلیکس ہوئی تھی۔

"فواد پتا نہیں نین کہاں ہے۔ آپ پتا تو کریں ناں۔ میرا تو دل بیٹھا جارہا ہے۔"

رات دیر تک اس کی غیر حاضری پر ممتا بے چین ہو گئی تھیں۔

"دھیرج رکھو ممتا آجائے گا۔ وہ جہاں بھی گیا ہو گا۔"

"ایسے کیسے دھیرج رکھوں۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا فواد۔"

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے جو تم سوچ رہی ہو ایسا نہ ہو۔ اللہ سے اچھے کی امید رکھو۔ سب ٹھیک ہو گا۔ آجا ئے گا نین۔"

"فون بھی بند جارہا ہے اس کا۔"

وہ پریشانی سے داخلی دروازے پر نگاہ لگائے بیٹھی تھیں۔ درحقیقت انہیں نین کا عاشی اور صارم کے رشتے کی خبر پر اس طرح کا ردعمل کھٹک رہا تھا۔

وہ جانتی تھیں نین جذباتی نہیں ہے مگر معاملہ یہاں دوسرا تھا اور اس معاملے میں اچھے اچھوں کی کھوپڑی گھوم جاتی ہے۔

انہیں لگا تھا نین کا عاشی سے جزباتی لگاؤ بس وقتی ہے۔ اب بھی وہ دل میں یہی سوچ کر خود کو جھوٹی تسلی دے کر مطمئن کر رہی تھیں لیکن کب تک۔

https://classicurdumaterial.com/

"چچی فکر نہ کریں ماہیر اور رافع گ ئے ہیں دیکھنے۔"

ادھر سے ادھر چکر کاٹتے انہیں کسی گھڑی سکون نہیں تھا۔زویا نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گویا تسلی دی۔

"جب تک نین گھر نہیں آجاتا میرے دل کو سکون نہیں ملے گا۔"

وہ نین کے لیے فکر مند تھیں اور کیسے نہ ہوتیں ماں جو تھیں۔

میسم صاحب نے ایک ٹھنڈی سانس بھری۔حالات عجیب صورت اختیار کر گ ئے تھے۔

یک دم گاڑی کے ٹائر بری طرح چرچرانے کی آواز آئی تو ممتا بیگم نے گھبرا کر دل پر ہاتھ رکھا۔

"فواد!"

وہ اتنا ہی بول سکیں۔

نین اندر آیا تو ممتا بیگم اس کے سر پر سفید پٹی بندھی دیکھ کر دہل گئیں۔"

"یہ یہ چوٹ کیسے لگوالی اور یہ ہاتھوں پر خون۔"

وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیے رو پڑیں۔پھر اس کے ہاتھوں پر جما ہوا خون دیکھ کر استفسار کیا۔

نین نے خود کو ریلیکس کیا اور ممتا بیگم کو سینے سے لگا کر ان کے سر پر تھوڑی رکھ دی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"کچھ نہیں ہوا مجھے مام۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ پریشان نہیں ہوں۔"

اس نے ممتا بیگم کے سر پر بوسہ دیا۔

"تو جھوٹ بول رہا ہے۔ دیکھ کتنی چوٹ لگی ہے تجھے۔"

وہ تڑپ ہی اٹھیں تھیں نین کو زخمی دیکھ کر۔

"ریلیکس! مام۔ میری ارجنٹ میٹنگ تھیں۔ یاد آنے پر اچانک اٹھ کر جانا پڑا۔ جانتی تو ہیں جب گھر میں اس قسم کی محفل جمی ہو تو وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔"

وہ لفظ سوچ کر بولتا مسکرایا تھا۔ وہ انہیں ہر طور مطمئن کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور اس میں کامیاب بھی ہو چکا تھا۔

ماہیر اور رافع اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر خوار ہوتے گھر آگ ئے تھے۔ فواد صاحب کی زیرک نگاہوں نے بیٹے کا اندر تک پڑھ لیا تھا۔

وہ آفس میں ہی تو تھے۔ کون سی ارجنٹ مٹنگ۔ آج کے سکیجوئل میں کہیں بھی کسی مٹنگ کا ذکر نہ تھا۔ بیٹے کی حالت اس کے دل کا پتا دے رہی تھی۔

"یار کہاں تھے۔ چند گھنٹوں میں تم ہم سب کا خون خشک کر دیا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ماہیر کو تشویش ہوئی۔

"ملا کی دوڑ مسجد تک۔ ایک میٹنگ میں بزی تھا۔"

وہ بات کو مزح ہارنگ دیتا ہنس پڑا۔

"کتنی بار کہا ہے ریش ڈرائیونگ مت کیا کریں۔ تجھے کچھ ہو گیا تو میں جیتے جی مر جاؤں گی۔"

نین نے ممتا بیگم کے آنسو محبت سے اپنے پوروں پہ چن لیے۔

"ایسے ہی مرنے دوں گا آپ کو۔ ابھی تو میرے سر پر سہرا سجائیں گی۔ میرے بچوں کو گود میں کھلائیں گی۔"

وہ شوخی سے بولا تو رافع سمیت سب کے چہروں پر اطمینان بکھر گیا۔

وہ اپنی پہلے والی ٹون میں واپس آ چکا تھا یا پھر شاید وہ ممتا کو مطمئن کرنا چاہ رہا تھا۔

"بدمعاش کہیں کا۔"

ممتا نے اس کے کان کھینچے۔

"آہ! مام۔ زخمی ہوں پہلے ہی۔"

اس کی دہائی پر ممتا بیگم کی ہنسی چھوٹ گئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"برخوردار بہت ستانے لگے ہو میری بیگم کو۔ زرا خیال کیا کرو نازک جان ہیں۔"

فواد صاحب نے ماحول کو ہلکا پھلکا کیا۔

"تو کمرے میں جاکر آرام کر۔ میں تیرے لیے دودھ لے کر آتی ہوں۔"

اس کا گال تھپتھپا کر وہ کچن میں چلی گئیں۔

فواد صاحب نے فالوقت اسے جانے دیا تھا مگر جلد ہی وہ اس سے بات کرنے کی سوچ چکے تھے۔ نین کا یہ قدم انہیں حقیقتاً پریشان کر گیا تھا۔ ان کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں تھیں۔

"پتا نہیں کہاں اٹھا کر رکھ دیا میرا والٹ جھانسے کی رانی نے۔"

ادھر ادھر درازوں میں ڈھونڈتا ہوا وہ مسلسل اٹھا پٹخ کرتے بڑبڑا رہا تھا۔

ماتھے میں بل بھی نمودار ہو چکے تھے۔

"یہ رہا تمہارا والٹ۔ آنکھوں کے ساتھ ساتھ دماغ کا استعمال بھی ضروری ہے۔"

عالیہ کی طنزیہ آواز پر وہ پیچھے مڑا۔ اسے گھور کر دیکھا اور چھیننے کے انداز میں اس سے والٹ لیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"تم میری چیزوں کو ہاتھ مت لگایا کرو۔"

وہ غصے سے بول کر رسٹ واچ پہن کر لیپ ٹاپ بیگ میں ڈالنے لگا۔

عالیہ نے اداسی سے اسے دیکھا۔

وہ دھیرے دھیرے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے پاس آئی اور بازو تھام کر کندھے پر سر رکھ دیا۔

"اب تک ناراض ہو مجھ سے؟"

عالیہ کی آواز میں اس قدر چاشنی گھلی تھی کہ زین کو اپنا دل ہاتھوں سے پھسلتا محسوس ہوا۔اسے لگا وہ مزید ناراض نہیں رہ سکتا اس لڑکی سے۔

بالوں کو کھلے چھوڑے ٹی پنک رنگ کے امبرائڈڈ سوٹ میں ریشمی آنچل سر پر اوڑھے وہ اس وقت اس کا صبر آزما رہی تھی۔زین کے دل کی دنیا ہی تہ و بالا ہو گئی۔

"تو یہ طے ہوا زین یہ لڑکی تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔"

زین نے ایک لمبی سانس خارج کی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

کچھ ہی لمحوں میں زین کو اپنا کندھا بھیگتا محسوس ہوا۔زین کی خاموشی کو وہ سرد مہری سمجھ کر اپنی قسمت پر رو رہی تھی۔

اس کی بس یہیں تک تھی۔ بچپن سے لے کر اب تک زندگی میں کوئی ایسا دن نہیں آیا تھا جب زین اس سے ناراض رہا ہو۔وہ گھنٹہ پہلے جھگڑتے تھے تو اگلے گھنٹے سر جوڑے ساتھ بیٹھے گپے ہانک رہے ہوتے تھے۔

زین کی ناراضگی وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ مسلسل دوراتیں رو رو کر کاٹی تھیں۔

اب بھی زین کی خاموشی پر وہ بے آواز اشک بہا رہی تھی۔زین بوکھلا گیا۔

"ہے! عالیہ تم رو رہی ہو؟"

زین نے ہاتھوں کے پیالے میں اس کا چہرہ تھاما۔پنک دوپٹے کے ہالے میں میک سے پاک نکھرا نکھرا سا چہرہ رونے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"آئی ایم سوری یار۔ آئی ایم ریئلی ریئلی سوری۔ میں بہت غصہ کر گیا تھا تم پر۔نہ جانے کیا کیا کہہ گیا۔"

اس کے آنسو پوچھتے وہ نرمی سے گویا ہوا۔

"شادی کے جن دنوں میں مجھے تمہیں خوش رکھنا چاہیے تھا ان دنوں میں نے تمہیں دکھ ہی دکھ دیے۔مجھے معاف کر دو عالیہ۔"

اس کے دونوں ہاتھوں کو لبوں سے لگا تا وہ محبت سے بولا تھا۔

لہجے میں شرمندگی کا عنصر نمایاں تھا۔

"اٹس اوکے زین۔"

وہ روہانسی لہجے میں بولی تو زین کی ہنسی چھوٹ گئی وہ اتنی کیوٹ لگی تھی ایسے بولتے ہوئے بالکل کسی بھالو کی طرح۔

زین نے اس کے ماتھے پر ایک خوبصورت سا احساس چھوڑا۔عالیہ کی آنکھیں جھک گئیں۔سیاہ پلکیں گلابی عارضوں پر سجدہ ریز ہو گئیں۔

"میں وعدہ نہیں کرتا۔پر کوشش کروں گا کہ تم پر غصہ نہ کروں۔تمہیں غصے میں الٹا سیدھا نہ بولوں۔"

اس کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر انہیں حدت پہنچاتے وہ صاف گوئی سے کہہ رہا تھا۔

"لیکن اگر پھر بھی میں کچھ الٹا کر جاؤں تو میری طرف سے اجازت ہے دو کان کے نیچے رکھ کر دینا۔چٹاخ چٹاخ۔"

وہ بولنے کے ساتھ ایکٹنگ کر کر کے بھی دکھا رہا تھا۔عالیہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"زین مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔ سوچا تو یہ تھا کہ سب کچھ ٹھیک ہو جانے کے بعد سرپرائز دوں گی مگر ہم دونوں کے درمیان اختلافات زور پکڑتے جا رہے تھے۔ میں اپنی زندگی اپنی خوشیاں داؤ پر لگنے نہیں دینا چاہتی۔"

اس کے پہلو میں بیٹھتے وہ نرم لہجے میں اپنا نقطہ نظر بیان کر رہی تھی۔ اس نے زین کو سب بتا دیا۔ وہ ششدر رہ گیا۔ یکا یک چہرے کے تاثرات بدلے۔

جھک کر اس نے عالیہ کے چہرے کے ہر ہر نقش کو چھوا۔ اس وقت وہ اسے اس قدر خوبصورت اور اپنی اپنی سی لگی تھی کہ بس نہیں چل رہا تھا اسے خود میں چھپا لے ۔ عالیہ اس کی قربت پر گھبرا گئی۔ سرخ چہرہ اس کے سینے میں چھپائے وہ اپنی بے حال ہوتی دھڑکنوں کو شمار کر رہی تھی۔

اس کا ہولے ہولے لرزتا وجود اس کی پناہوں میں تھا۔

"انسان فرشتہ نہیں ہوتا عالیہ۔ جو چیز ظاہر ہو وہ اسی پر ایمان لے آتا ہے۔ اللہ تعالی نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لیے بنایا ہے تاکہ وہ دکھ سکھ بانٹ سکیں۔ ہنس کھیل سکیں۔ اپنی باتیں شیئر کریں۔ مسئلے ایک دوسرے کو بتائیں تاکہ باہمی رائے سے اس کا حل نکالا جا سکے۔ یک طرفہ سوچ اور فیصلے دوسرے فریق کو نہ صرف دکھ پہنچاتے ہیں بلکہ غلط فہمیوں کے میناروں کو بھی بلند کر دیتے ہیں۔ کوئی بھی بات ہو۔ کوئی پریشانی ہو۔ کیسا بھی مسئلہ ہو۔ میں ہوں نا مجھ سے شیئر کرو۔ تمہیں اکیلے کھپنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

بیڈ کروان سے ٹیک لگائے وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔عالیہ کے دل کی گہرائیوں تک سکون اتر گیا۔ایک بوجھ سر سے اترا تھا۔کندھے ہلکے پھلکے ہو گئے تھے۔

زین نے اس کے شانوں پر پڑا گلابی آنچل اتار کر ایک طرف رکھ دیا۔

"تت تم کہیں جا رہے تھے۔"

گھبرا کر وہ مستفسر ہوئی۔مقصد یاد دلانا تھا۔زین کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"تمہارے پاس ہی آ رہا تھا۔پچھلی کئی راتوں سے بے سکون ہوں۔سکون درکار ہے۔"

اسے خود سے قریب کرتے وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اسے معتبر کر گیا تھا۔

منشاء کی برتھ ڈے تھی۔اس نے پریشے کو بھی انوائیٹ کیا تھا۔گھر کے مرد آفس جا چکے تھے۔سوائے نین کے۔

پارٹی کسی ہوٹل میں رکھی گئی تھی۔ممتا اسے بھیجنے پر راضی نظر نہیں آ رہی تھیں۔جب ہی اس نے اپنی عرضی نین کے گوش گزار دی۔پھر کسی کی کیا چلنی تھی۔

رات وہ خود اسے پارٹی میں لے کر گیا تھا۔

گرے رنگ کی شیفون کی ہلکے کام والی فرشی میکسی میں وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔میک اپ بھابھی نے کر دیا تھا۔چھوٹی چھوٹی جھمیکاں کانوں میں ڈالے اور ہاتھ میں گولڈ کا نازک سا بریسلٹ پہنے وہ حسین ترلگ رہی تھی۔

منشاءنے اسے رسیو کیا تو بے اختیار ماشااللہ کہا۔

"صدقے بھئی برتھ ڈے گرل تو تم لگ رہی ہو۔"

پریشے مسکرا کر جھینپ گئی۔

پارٹی تو خیر نہیں تھی۔اس نے چند ٹیبل بک کروائی تھیں۔گنے چنے یونیورسٹی کے چند دوست تھے۔جن میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل تھے۔

سعدی نے ستائشی نظروں سے دیکھا جبکہ شہریار کی پلکیں جھپکنا بھول گیا تھا۔

چھوٹا سا گیٹ ٹو گیدر تھا۔کیک کاٹنے کے بعد کھانے کا دور چلا۔کچھ دیر باتوں اور ہنسی مزاق کے دوران سب نے منشاء کو گفٹس دیے۔

"تم میرا گفٹس نہیں لائیں؟"

پریشے گڑبڑا گئی۔

"وہ تو میں بھول گئی۔"

وہ شرمندہ ہو گئی۔

"میرا گفٹ تم پر ادھار ہے سمجھیں۔معاف نہیں کروں گی۔"

منشاء نے اسے گھر کا تو وہ مسکرا دی۔

"تمہاری نظروں میں کوئی مسئلہ ہے کیا۔یا تم بھینگے ہو۔دیکھنا کہیں چاہتے ہو اور دیکھ کہیں اور رہے ہوتے ہو۔"

کب سے اس کی نظروں کی تپش اسے جھلسا ئے دے رہی تھیں۔بے چینی حد سے سوا تھی۔اس کی نظریں پریشے کو ہرگز بھی اچھی نہیں لگتی تھیں۔تڑخ کر کہتی وہ اسے گڑبڑانے پر مجبور کر گئی تھی جبکہ اس کی درگت بنتے دیکھ کر سعدی سمیت سب کا قہقہہ لگا تھا۔

پریشے کولڈ رنگ کے سپ لے رہی تھی۔بے دھیانی میں ہاتھ میں پکڑا گلاس ٹیڑھا ہوا اور اس کی میکسی داغدار ہو گئی۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔

"اوہ شٹ۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اٹس اوکے ادھر لیفٹ سائیڈ پر واشروم ہے وہاں جا کر واش کر لوں داغ چھوٹ جائے گا۔"

منشاء نے از حد فکر مندی سے کہا۔

وہ میکسی پر ہاتھ پھیرتی جونہی دروازہ دھکیل کر اندر جانے لگی اسے گلاس ڈور کے اس پار ہمان بیٹھا نظر آیا۔

ہوٹل کے دو حصے تھے۔ایک حصہ کپل کے لیے تھا جبکہ دوسرا حصہ فیملی وغیرہ اور پارٹیز کے لیے مختص تھا۔وہ دوسرے حصے میں تھی۔

ہمان کے ساتھ کوئی اور نہیں آئینہ موجود تھی۔پریشے ششدر رہ گئی۔اس کی ساکت نگاہیں ان دونوں پر ٹکی ہوئی تھیں جو اب ٹیبل سے اٹھ کر باہر نکل رہے تھے۔

وہ بے حد تیزی سے بغیر ان لوگوں کو کچھ کہنا کا موقع دیے ہوٹل سے باہر نکلی۔اس نے متلاشی نظروں سے پارکنگ لاٹ پر نظریں دوڑائیں۔وہ دونوں اسے کہیں نظر نہیں آئے۔پریشے ہوٹل کے دوسرے حصے کی سمت بڑھ گئی جس کے باہر چھوٹا سا گارڈن بنا ہوا تھا۔

"جسٹ ریلیکس! چپ ہو جاؤ۔جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں تمہیں رونے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔"

ہمان نے نرمی سے آئینہ کے چہرے پر پھسلتے آنسوؤں کو صاف کیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"رونا تو اب میرا مقدر ہے۔ یہ تنہائیاں میرے نصیب میں بچپن سے لکھی ہیں ہمان۔ پہلے جان سے پیاری مما چھوڑ گئیں۔ پھر جسے چاہا وہ بھی میرا نہ ہوا اور بابا بھی مجھے چھوڑ کر چلے گ ئے۔ کیسا مقدر ہے میرا۔"

ہمان کے سینے سے لگی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"موت برحق ہے آئینہ۔ رہی بات تمہاری محبت کی تو میں اس کی بہت قدر کرتا ہوں۔ تم تنہا نہیں ہوں۔ ہم۔ سب ہیں تمہارے ساتھ۔ میری فیملی تمہاری فیملی بھی ہے اور پھر سب سے بڑھ کر میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

اس کی پشت سہلاتے وہ مدھم لہجے میں بول رہا تھا۔

پریشے نے جلتی نگاہوں سے یہ منظر دیکھا۔ اس کے اندر بھانبڑ جل اٹھے تھے۔ دماغ گویا سلگتی ہوئی بھٹی بن گیا تھا۔ بدن میں شرارے سے دوڑنے لگے تھے۔ بے ساختہ اس نے مٹھیاں بھینچی۔

وہ جھجک کر اس سے الگ ہوئی تو ہمان کی اچانک نظر سامنے کھڑی پریشے پر ٹھہر گئ۔ وہ ششدر رہ گیا۔

اس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ کچھ ہے جو غیر معمولی ہے۔ آئینہ ٹھٹھک گئ۔

"پریشے تم یہاں؟"

وہ خود پر قابو پاتا ہوا نارمل لہجے میں مستفسر ہوا۔

وہ ہنوز خاموش رہی۔ آئینہ کو اس کی خاموشی کسی طوفان کا پتہ دے رہی تھی۔

"تم یہاں ہو اور میں تمہیں کب سے ادھر ادھر تلاش کر رہا ہوں۔ فون بھی اندر بھول آئی ہو۔"

نین اسے لینے آیا تھا۔ اندر گیا تو معلوم ہوا وہ جا چکی ہے تو وہ حقیقتاً پریشان ہو گیا تھا۔ اس کا موبائل لیے وہ باہر آ کر اسے ڈھونڈنے لگا تو بالآخر وہ گارڈن کی طرف اسے دکھائی دی۔

"پنڈی سے کب آئے ہیں؟ یا گئے ہی نہیں؟"

سرد انداز میں چبھتے ہوئے لہجے میں وہ مستفسر ہوئی تو نین چونک گیا۔

"ہم گھر چل کر بات کرتے ہیں۔"

ہمان نے کہتے ساتھ ہی نہ صرف قدم بڑھائے بلکہ اس کا ہاتھ تھام کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

پریشے نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

"دھوکے باز۔ جھوٹی فریبی مکار چال باز میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

وہ بری طرح آئینہ پر جھپٹی تھی۔ وہ چیخ کر ہمان کے پیچھے چھپ گئی۔

"بی ہیو یور سیلف پریشے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ہمان نے ناگواری سے اسے جھڑ کا۔

"ہو کیا رہا ہے یہاں؟"

نین نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"مجھے گھر لے چلیں نین بھیا۔مجھے گھر جانا ہے۔"

وہ سپاٹ انداز میں نین سے مخاطب ہوئی تو وہ اسے گھر لے آیا۔وہ لوگ ایک ساتھ ہی گھر پہنچے تھے۔

ہمان کا دماغ ٹھنڈا ہوا تو لہجے کا احساس ہوا۔وہ پریشے کے پیچھے جانا چاہتا تھا مگر وہ دروازہ اس کے منہ پر دھاڑ سے بند کر گئی تھی۔

اس کا دماغ چکرا رہا تھا۔طنابیں کھینچ گئی تھیں۔طیش کے عالم میں اس نے کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر ڈالی۔ڈریسنگ میز پر ہاتھ مار کر ساری چیزیں فرش پر گرا دیں۔

چیزوں کے ٹوٹنے کی آواز پر ہمان کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔الماری کے سارے کپڑے بکھیر دیے۔پردے کھینچ ڈالے۔

"پریشے دروازہ کھولو۔یہ حماقت تمہیں مہنگی پڑ سکتی ہے۔"

"میری بلا سے خس کم جہاں پاک۔"

وہ دیوانوں کی طرح کمرے کی ہر شے توڑتی جارہی تھی۔

ہمان ازحد فکر مند تھا مگر اس کی بچکانہ حرکت پر جی بھر غصہ بھی آیا تھا۔شور کی آواز پر سب ہی وہاں چلے آئے۔

"الٰہی خیر۔"

"جو چیز میری ہے وہ صرف میری ہے۔سنا آپ نے۔صرف میری ہے۔میں مر تو سکتی ہوں مگر اپنی چیزیں کسی کو نہ تو سونپ سکتی ہوں نہ ہی چھیننے دے سکتی ہوں۔"

کانچ کا جگ فرش پر مارتے وہ چیخی تھی۔

"چندا دروازہ کھولو۔مجھے بتاؤ تو صحیح ہوا کیا ہے۔"

نین کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔ہمان کی پیشانی پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوگئے۔

"دروازہ اندر سے بند ہے۔چابی سے میں کھول چکا ہوں۔چٹخنی لگا رکھی ہے۔"

ماہیر کی کوششوں پر وہ بولا تو وہ بے دم سا ہوگیا۔

زویا گھبرا سی گئی۔ہمان اور نین دروازہ توڑنے میں لگ گئے تھے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پریشے عالم وحشت میں بال نوچنے لگی تھی۔

احساس محرومی اس قدر غالب تھا کہ حد نہیں تھی۔وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوگئ تھی۔کانچ کا ٹوٹا ہوا ٹکڑا اٹھا کر کلائی پر رکھتے وہ جیسے جنونی ہوگئ تھی۔دروازہ دھاڑ کی آواز سے کھلا تھا۔ہمان نے اس کے ہاتھ سے پہلے کانچ کا ٹکڑا لے کر پھینکا۔پھر اس کے زخمی ہاتھوں کو دیکھا جن سے خون رس رہا تھا۔ممتا ساکت رہ گئیں۔

"آپ صرف میرے ہیں۔صرف میرے۔میرے نہیں تو کسی کے بھی نہیں۔"

پہلی بار اسکی آنکھیں بھیگی تھیں۔ہمان نے اسے خود میں بھینچ لیا۔وہ اس کے بازوؤں میں ہی جھول گئ۔ممتا کی چیخ نکلی تھی۔نین کا دل کٹ گیا۔ہمان نے اس کے بیہوش وجود کو بانہوں میں اٹھالیا۔

ہمان اسے اپنے بازوؤں میں اٹھائے برق رفتاری سے پورچ کی جانب بڑھا تھا جبکہ نین ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔ ممتا بیگم پیچھے ہمان کے ساتھ تھیں جبکہ فرنٹ سیٹ پر نازنین براجمان تھیں۔

تیز رفتاری سے چلاتا ہوا وہ پندرہ منٹ میں ہاسپیٹل کے سامنے موجود تھا۔

ہمان اسے اٹھائے ہوئے تیزی سے اندر بڑھا۔ نین کی ایک دھاڑ پر سارا عملہ مستعد ہو گیا تھا۔

سیکنڈ فلور پر موجود عائشہ جو کسی مریض کے اہل خانہ سے گفت وشنید کر رہی تھی۔ غیر معمولی ہنگامے اور شور غل کی آواز پر ایمر جنسی کا کہہ کر فوری طور پر گراؤنڈ فلور پر آئی تھی اور سٹر یچر پر موجود پریشے کو زخمی حالت میں دیکھ کر اس کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔ وہ ڈاکٹر اویس کے کیبن کی طرف بڑھ گئی۔ ممتا اور نازنین آئی سی یو کے قریب ہی راہداری میں لگے بینچ پر بے دم سی ہو کر بیٹھی تھیں۔

چہرے پر چادر کا کونہ رکھے نازنین مسلسل بے آواز رو رہی تھیں۔ ان کے دل میں کھد بد لگ گئی تھی۔ وہ تو گھر کے ملازم کے بلانے پر ادھر گئی تھیں۔ وہاں انہیں یہ قیامت دیکھنے کو ملی تھی۔ ان کا کلیجہ چاک ہو گیا تھا۔ اصل وجہ تو انہیں معلوم نہ تھی بس پریشے کا بیہوش وزخمی وجود ہی دیکھ سکی تھیں۔ ممتا شدت سے رو دی تھیں۔

عائشہ ڈاکٹر اویس کے ہمراہ وارڈ میں داخل ہوئی تھی۔ وقت کی رفتار سست ہو گئی تھی۔ انتظار تھا کہ طوالت پکڑ تا جا رہا تھا۔ نین بے چین سا ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔ تفکر کی گہری لکیریں اس کے ماتھے پر ابھر آئی تھیں۔ مسئلے سے زیادہ اسے فالفور پریشے کی فکر تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ہمان ماتھا مسلتا دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ پریشے کے رد عمل پر وہ بھونچکارہ گیا تھا۔ اس قدر جنون کی اس نے توقع ہی کب کی تھی۔ وہ دھان پان سی نازک سی لڑکی اس قدر شدت پسند ہو سکتی ہے۔ اس کی عقل و فہم میں یہ بات دور دور تک نہیں تھی۔

ایک طویل انتظار کے بعد عائشہ وارڈ سے باہر نکلی۔ سرجیکل گلوز اتارتے ہوئے وہ نرس کے ہمراہ آگے بڑھنے لگی تھی جب ہمان تیزی سے اس کے سامنے آکر رکا۔

"پریشے کیسی ہے؟"

چہرے پر تفکر و پریشانی کے تاثرات تھے۔

"نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔ دونوں ہاتھ بھی کافی زخمی تھے۔ کانچ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نکلے ہیں۔ بینڈج کر دی ہے۔ شدید صدمے کے زیر اثر ہے وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئی ہے۔ دعا کریں کہ اسے ہوش آجائے۔ اگلے چوبیس گھنٹوں میں ہوش آنا بہت ضروری ہے بصورت دیگر پیشنٹ کے قومہ میں جانے کا خطرہ ہے۔"

دل مضبوط کر کے اس نے یہ خبر ان سب تک پہنچائی تھی مگر پھر بھی آنکھوں کے گوشے بھیگتے چلے گئے۔ وہ ہنستی کھیلتی لڑکی بستر سے جا لگی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نین کی آنکھیں سرخ پڑ گئ تھیں۔وہ ضبط کی انتہاؤں کو چھو رہا تھا۔عائشہ کو قہر آلود نظروں سے دیکھتے وہ مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔

"کس قسم کی ڈاکٹر ہو تم۔بجائے اسے ٹھیک کرنے کے اسے ہوش میں لانے کی تدابیر کرنے کے ہمیں دعاؤں کا مشورہ دے رہی ہو۔دعا تو ہماری ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہیں۔تم اپنا فرض نبھاؤ۔مجھے میری بہن چاہیے صحیح سلامت۔سنا تم نے۔پریشے کو ٹھیک کرو۔چاہے زمین ایک کرو یا آسمان مگر سن لو میری پریشے کو اگر کچھ ہوا تو میں اس ہاسپٹل کو آگ لگا دوں گا۔"

کب سے ٹھہرے پانیوں کی طرح چپ نین پوری شدت سے دھاڑا تھا۔

"یا خدا میری بچی کو صحتیاب کر دے۔"

ممتا پھپھک کر رو دیں۔

ناز نین نے زور سے آنکھیں میچیں۔یہ کون سا امتحان تھا۔

"ٹیک اٹ ایزی نین۔وہ اپنی ڈیوٹی کر رہی ہے۔باقی ہم دعا کریں گے۔وہ ٹھیک ہو جائے گی۔تسلی رکھو۔"

ہمان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گویا اسے ٹھنڈا کرنا چاہا مگر وہ اس کا ہاتھ جھٹک گیا۔

"تم اپنی خیر مناؤ۔ایک دفعہ ہوش میں آنے دو اسے۔مجھے وجہ پتا چل جائے زرا۔تمہارا حساب کتاب تو میں خود اپنے ہاتھوں سے کروں گا۔"

"چپ کرو تم دونوں۔میری بچی وہاں موت زندگی کے بیچ جھول رہی ہے اور تم لوگ نہ معلوم کس بحث میں پڑ گئے ہو۔"

ممتا نے آنسو پونچھ کر ہارے ہوئے لہجے میں دونوں کو بعض رہنے کی تلقین کی۔

"ایکسکیوز می!"

چہرے پر پھسلتے آنسوؤں کو ہتھیلی کی پشت سے رگڑتی وہ سائیڈ سے نکل کر کیبن کی طرف چل دی۔

"بد دعا" یہ لفظ ہتھوڑے کی طرح اس کے سر میں لگ رہا تھا۔اسے نہیں یاد پڑتا تھا اس نے اپنی پچھلی زندگی میں کتنی بار پریشے کو بد دعا دی تھی۔وہ بچپن سے ہی اس سے جلتی تھی۔حسد کرتی تھی جبکہ نازنین اور صلاح الدین نے کبھی دونوں بچیوں میں فرق نہیں کیا تھا۔بس عائشہ کا نظریہ یہ ہوتا تھا کہ پریشے کو کم پیار دیا جائے کیونکہ وہ بھتیجی تھی۔اسے ہمیشہ ماں باپ سے شکوہ رہا تھا کہ وہ پریشے کو ویسا پیار کیوں کرتے ہیں جیسا عائشہ کو کیا جاتا تھا۔دونوں کی ہر چیز برابر آتی تھی۔کبھی بھی تفرقہ بازی سے کام نہیں لیا گیا تھا مگر عائشہ کو دل کو تشفی نہیں ہوتی تھی۔وہ پریشے کو ہنستا مسکراتا دیکھ کر جی جان سے جل جاتی تھی اور اس دن بھی یہی ہوا تھا۔وہ نازنین کے ساتھ میسم ماموں کے ہاں آئی ہوئی تھی۔سب بچے چھٹی کا دن ہونے کے باعث لان میں کھیل رہے تھے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پریشے کو چونکہ بخار تھا تو ممتا اسے سوپ پلا رہی تھیں۔ بعد ازاں فواد نے انہیں آواز دے کر بلا لیا تھا وہ سوپ کا باؤل نازنین کو تھما گئیں۔

عائشہ جو بھوک بھوک کا شور مچاتی ادھر آئی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر غصہ سے لال پیلی ہو گئی۔ نازنین تو اسے سوپ پلا کر کمرے سے چلی گئی تھیں جبکہ عائشہ اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"میں نے تمہیں کہا تھا ناں کہ وہ میری مما ہیں۔ دور رہنا ان سے۔ سمجھ نہیں آتا تمہیں۔ بات نہیں مانی تم نے میری اب دیکھو میں تمہیں کیسا سبق سکھاؤں گی اٹھو۔"

اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتی وہ کمرے سے لے گئی۔ پریشے نے سہمی نگاہوں سے ادھر ادھر نین کو دیکھنے لگی۔ شام کا وقت تھا۔ سب لان میں موجود تھی۔ وہ چیخنے لگی تو عائشہ نے گھور کر اسے دیکھو۔ وہ خوفزدہ ہو گئی۔

ٹیرس پر لا کر وہ اسے سٹور روم میں بند کر کے نیچے بھاگ گئی تھی۔ پیچھے وہ خوف سے روتی چیختی رہی۔

نازنین اسے دوا دینے آئیں تو وہ کمرے میں نہیں تھی۔ انہوں نے پورا گھر چھان مارا۔ آن کی آن میں سب گھر والے فکر مند ہو گۓ تھے۔ نین نے ن ئے سرے سے کونہ کونہ چھان مارا۔

رات کو جب ملازمہ کپڑے اتارنے چھت پر گئ تو سسکنے کی آواز پر ڈر کر اچھل پڑی اور فوراً آ کر نیچے سب کو مطلع کیا۔ صلاح الدین نے سٹور روم سے پریشے کو باہر نکالا اور سینے سے لگا لیا۔

دور کھڑی عائشہ بے آواز رو دی۔

"اللہ کرے تم مر جاؤ پریشے۔ تم نے مجھ سے میرے مما پاپا کو چھین لیا۔"

ماضی کی یادوں سے باہر نکلتے ہی عائشہ نے چشم تصور میں ایک بار پھر نین سے معافی مانگی تھی۔

"سارہ کو اطلاع دے دی تھی ناں۔"

"ہاں! میں نے فون کر دیا ہے وہ پہنچتی ہو گی حماد کے ساتھ۔"

زویا کے پوچھنے پر ماہیر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"پتر فون کر کے پوچھ میرا تو دل بیٹھا جا رہا ہے۔"

فواد اور میسم سے تو رہا نہیں گیا تھا۔ جب کافی دیر تک بھی کوئی اطلاع نہ ملی تو وہ زین کے ہمراہ ہاسپٹل کے لیے نکل گئے تھے۔

"چچی جان عائشہ کو فون آیا تھا پریشے کو اب تک ہوش نہیں آیا ہے۔ آپ سب لوگ دعا کیجیے۔ اگلے چوبیس گھنٹے بہت اہم ہیں۔"

وہ بول کر لب بھینچ گیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے میں چلا گیا۔

"چچی جان! "

سارہ کی بھیگی ہوئی آواز پر وہ تڑپ کر اٹھیں۔وہ ان کے بازوؤں میں سما گئی۔

"یہ سب کیا ہو گیا چچی! کیسے ہو گیا؟ وہ تو اتنی ہنس مکھ ہے۔اتنا بڑا اقدم کیسے اٹھالیا۔ماہیر بھائی نے جب مجھے بتایا تو میرا دماغ ہی ماؤف ہو گیا۔حماد کے سہارے یہاں تک آئی ہوں۔دم تو اس پگلی کی حالت کا سن کر ہی نکل گیا تھا۔"

"نہ میری جان! روتے نہیں ہیں۔دعا کرو اس کے لیے۔باقی کیا ہوا اور کیسے ہوا۔ان سوالوں کے لیے تو بعد میں گنجائش نکل ہی آئے گی۔"

وہ اسے اپنے برابر میں بٹھا کر تسلی آمیز لہجے میں بولیں۔عالیہ نے بھیگی آنکھیں رگڑیں اور اٹھ کر حاجت کے نفل ادا کرنے کے لیے چل دی۔

زویا بھی کچن کے کام سے فراغت کے بعد کمرے میں چلی گئی۔

حماد اسے یہاں چھوڑ گیا تھا۔وہ علیزے کو لے کر کمرے میں آ گئی۔عالیہ نفل پڑھ رہی تھی۔آئینہ اپنے کمرے میں بند ہو چکی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

رافع کے لیے بڑے تعجب کی بات تھی۔ وہ پہل کر نہیں سکتا تھا کہ اس کے ساتھ باقائدہ کوئی کمنٹ منٹ نہیں ہوئی تھی۔ سر جھٹک کر سوچوں کے گرداب میں گھرا اپنے پورشن کی طرف بڑھ گیا۔

"طبیعت کیسی ہے پریشے کی؟"

فواد اور میسم زین کے ساتھ ہاسپٹل میں موجود تھے۔

نین ممتا بیگم کو چپ کروا رہا تھا۔ بھائی کو سامنے پاتے ہی ناز نین کے خود پر باندھے سارے بند ٹوٹ گ ئے۔ وہ ان کے کندھے سے لگ کر شدت سے رو دیں۔

"حوصلہ کرو ناز۔ یہ وقت امتحان کا ہے۔ صبر و کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

وہ نم لہجے میں چھوٹی بہن کو حوصلہ دے رہے تھے۔

فواد ممتا کی طرف بڑھ گ ئے۔

زین کے سوال پر آنکھوں کے بھیگے کناروں کو نا محسوس انداز میں صاف کر کے پلٹا۔

"ہوش نہیں آیا ابھی۔ دوا سے زیادہ دعا کی ضرورت ہے۔"

"اتنے سارے لوگ یہاں نہیں رک سکتے۔ کوئی دو لوگ رک جائیں۔ باقی گھر جا کر ریسٹ کریں۔"

عائشہ نے رسان سے کہا۔

"مام آپ اور پاپا گھر جائیں اور پھپھو پلیز آپ بھی جائیں۔ میں یہاں ہوں۔"

"نہیں نین جب تک پریشے کو ہوش نہیں آجاتا تب تک میں گھر نہیں جاؤں گی۔"

وہ بضد تھیں۔

"مامی نین ٹھیک کہہ رہا ہے۔ آپ گھر چل کر آرام کریں اور پریشے کے لیے دعا کریں۔ میں آپ کو اور مام کو گھر لے چلتا ہوں۔ افی ماموں میسم ماموں آپ لوگ بھی گھر چلیں۔"

"نازنین کو یہاں رہنے دو۔ بڑا حوصلہ ہے اس میں۔ میری بچی اکیلی ہو جائے گی ورنہ۔"

وہ افسردہ لہجے میں کہتیں آنسو پونچھ کر اٹھیں۔

ہمان اور زین ان کو گھر لے گئے جبکہ نین اور نازنین وہیں پریشے کے پاس رک گئے تھے۔

"نین ڈاکٹر سے پوچھو کیا ہم پریشے سے مل سکتے ہیں؟"

نمناک لہجے میں تر چہرہ لیے وہ بھرائے لہجے میں اسے متوجہ کر گئیں۔ نین لب بھینچ گیا۔

ڈاکٹر اویس جا چکے تھے۔ پریشے کا کیس عائشہ ہینڈل کر رہی تھی۔ آج اس کی نائیٹ ڈیوٹی تھی۔

وہ مٹھیاں بھینچے سرد تاثرات لیے کیبن کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا۔وہ کسی فائل پر جھکی ہوئی تھی۔ آہٹ پر سر اٹھایا تو نین کو دیکھ کر الرٹ ہو گئی۔

"ازایوری تھنگ اوکے؟ پریشے تو ٹھیک ہے ناں؟"

"ہونہہ! یہ میرے حصے کا سوال تھا۔ڈاکٹر ہو کر اس طرح کے سوالات آپ کو زیب نہیں دیتے۔ قصور تو تمہارا بھی نہیں ہے۔ تمہارے خون میں ہی وفا نہیں۔"

سرد لہجے میں طنز کرتے وہ عائشہ کا دل نہ معلوم کتنے ہی حصوں میں تقسیم کر گیا تھا۔

"افسوس تمہیں انسانی رویوں کی پرکھ نہیں رہی۔"

"پھپھو پریشے سے ملنا چاہتی ہیں۔"

اس کی بات کاٹ کر وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔

عائشہ لب بھینچ گئی۔

"پریشے کو روم میں شفٹ کر دیا ہے۔ آپ مل سکتی ہیں۔"

عائشہ پریشے کو شفٹ کروا کر ناز نین کے پاس بیٹھ کر مدھم لہجے میں مطلع کرنے لگی تو وہ آنسو پونچھتی روم میں آ گئیں۔

وہ ہوش خرد سے بیگانہ پٹیوں میں جکڑی کئ مشینوں میں گھری ان کا دل چیر گئ تھی۔بے اختیار ان کے منہ سے سسکاری نکلی۔ نین اور عائشہ بیک وقت انہیں اپنے حصار میں لے گ ئے تھے۔اس کے مضبوط ہاتھ کا لمس محسوس کرتے ہی وہ جھجک کر پیچھے ہوئی تھی۔

"منتوں سے مانگی ہوئی اولاد کتنا ستاتی ہے نین۔اس نے مجھے بڑا ستایا ہے۔اس کی ہر تکلیف پر اسے معلوم نہیں میرا دل ن ئے سرے سے کئ حصوں منقسم ہو جاتا ہے۔میرے سب بچوں میں سب سے زیادہ تکلیفیں اس نادان کے حصے میں آئی ہیں۔میں ماں ہوں اس کی۔نہیں برداشت ہوتا مجھ سے۔اسے کہوں کیوں مجھے تڑپاتی ہے۔ہوش میں آجائے۔"

وہ بدستور غم ہلکا کرتے ہوئے نین کی شرٹ بھگو رہی تھیں۔

"تکلیفیں انسان خوشی سے مول نہیں لیتا پھپھو۔یہ تکلیفیں بھی کسی کی دین ہوتی ہیں۔پریشے تو یوں بھی ہمیشہ سے کسی کی بددعاؤں کے حصار میں رہی ہے۔"

نین کے کاٹ دار لہجے پر وہ پر شکوہ نظر اس پر ڈالتی وہاں سے نکل گئ تھی۔

"خدانہ کرے میری بچی کسی کی بددعالے۔"

"آپ یہاں بیٹھیں۔"

نین نے انہیں پانی پلایا۔پانی پینے کے بعد وہ روم میں رکھے چھوٹے سے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

اگلی صبح ہادیہ چچی نے پریشے کی صحت یابی کے لیے گھر میں قرآن خوانی رکھوائی تھی۔ممتا کو کل رات ہی بخار نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔وہ اپنے کمرے میں بے بس پڑی تھیں۔عالیہ ان کے پاس بیٹھی ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھ رہی تھی۔

پریشے کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔نین او رنازنین ہاسپٹل میں ہی تھے۔ماہیر اور رافع بھی چکر لگا گ ئے تھے۔

"آپ سب سے التماس ہے میری نند پریشے کی صحت یابی کے لیے دعا کریں۔ڈاکٹر نے کہا ہے کہ آج کا دن بہت اہم ہے۔اسے ہوش آجائے۔"

سارہ قرآن خوانی کے بعد شریک خواتین سے کہہ رہی تھی۔

"ماہیر آپ فون کر کے پتا کریں پریشے کی حالت میں سدھار آیا کہ نہیں۔"

"میں آتا ہوں ابھی۔"

وہ فون پر نین کا نمبر ڈائل کرتا باہر نکل گیا تھا۔

نین جو پریشے کے روم میں ہی مصروف سا کوئی رسالہ پڑھنے میں مگن تھا۔ موبائل ٹون پر متوجہ ہوا۔

نازنین پریشے کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے پلکوں کو جنبش دی۔ پھر سر دائیں بائیں ہلایا۔ اس کی انگلیاں محو حرکت تھیں۔

"نین پریشے کو ہوش آگیا ہے۔"

خوشی اور آنسو سے لبریز ان کی آواز پر وہ ماہیر کی کال کاٹ کر تیر کی تیزی سے اٹھا۔

پریشے نے دھیرے سے آنکھیں واکیں۔

"میں ڈاکٹر کو بلاتا ہو۔"

وہ عجلت میں وارڈ سے نکلا اور اس کی واپسی ڈاکٹر اویس کے ساتھ ہوئی تھی۔ پریشے کا چیک اپ کرنے کے بعد وہ مطمئن انداز میں مسکرا دیے۔

"ناؤ شی از آؤٹ آف ڈینجر اینڈ فائن۔"

پیشہ وارانہ انداز میں کہتے وہ نرس کو کچھ ہدایت دے کے چلے گ ئے۔

"اب طبیعت کیسی ہے؟"

شعور کی منازل طے کرتے ہی ساری فلم اس کی آنکھوں کے سامنے چلنے لگی۔اس کی آنکھوں سے آنسو بے آواز بہنے لگے۔

"چندا! ٹھیک تو ہو ناں؟ کہیں تکلیف ہے تو بتاؤ میں ابھی ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔"

پریشے نے نفی میں سر ہلایا۔

"سر یہ کچھ دوائیاں اور انجیکشن ہیں یہ لے آئیں۔"

نرس نے پرچی اسے تھمائی۔

"میری جان ایسے مت رو۔پہلے ہی بڑی مشکلوں سے تمہیں ہوش آیا ہے۔مزید امتحان مت لو میری برداشت کا۔"

"کیوں بچا لیا آپ نے مجھے۔میں جینا نہیں چاہتی۔"

وہ سسک اٹھی۔نازنین نے اس کے بکھرے بال سنوارے اور پیشانی چوم لی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"مجھے بتاؤ کیا بات ہے۔ کیوں تم نے ایسی حرکت کی۔ ہمان نے مجھے سب کچھ بتادیا ہے کہ کیسے تم نے بات کا بتنگڑ بنا کر خودکشی کی کوشش کی۔ کیوں حرام موت چننے چلی تھیں۔ کوئی بات اگر تھی بھی تو مجھ سے یا بھابھی سے ذکر کرتیں۔"

نازنین پیار سے اسے سمجھا رہیں تھیں مگر ان کے پوچھنے پر وہ شدت سے رو پڑی۔

"پھپھو ہمان نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے۔ محض وقت گزاری کر رہے ہیں۔ وہ اس آئینہ سے پیار کرتے ہیں۔"

نازنین حیرت زدہ رہ گئیں۔

"ایسا نہیں ہے میری جان وہ تو تمہیں دیوانوں کی طرح چاہتا ہے۔"

"ذکر مت کریں ان کا۔ میں نام بھی سننا نہیں چاہتی۔ ہم میاں بیوی ہیں۔ وہ مجھ سے باتیں چھپاتے ہیں۔ چھپ چھپ کر آئینہ سے ملتے ہیں۔ کتنی ہی دفعہ میں نے ان دنوں کو ہوٹلنگ کرتے دیکھا ہے۔ آپ تو شاید میرا یقین بھی نہیں کریں گی بیوی میں ہوں مگر ہمان کی قربت میں وہ رہتی ہے۔ مجھے وہ دو دن پہلے پنڈی کا بول کر گئے تھے مگر سچ تو یہ ہے پھپھو وہ پنڈی گئے ہی نہیں۔ میری نظروں میں دھول جھونک کر دونوں نہ معلوم میرے دل سے کیوں کھیل رہے ہیں۔ منشاء کی برتھ ڈے پارٹی میں میں نے ان دونوں کو ایک دوسرے کے بے حد قریب دیکھا۔ وہ ہمان کی بانہوں میں سمٹی ہوئی تھی اور ہمان اس سے نہ جانے کون کون سے وعدے اور وعید کر

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

رہے تھے۔ میرا دل مر گیا پھپھو۔ کچی عمر کی محبت نے مجھے ذلیل کر دیا۔ میں اس کے لیے ہمان کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔ انہوں نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔"

وہ ان کے شانے سے لگی پوری شدت سے رو دی تھی۔

نازنین ششدر رہ گئیں۔

"نین بھیا کو مت بتایئے گا پھپھو ورنہ وہ اللہ جانے کیا کر گزریں گے۔ میں نہیں چاہتی ہنستے بستے گھر میں میری وجہ سے بدمزگی پھیلے یا رشتوں میں دراڑ آ جائے۔"

نازنین نے زور سے آنکھیں میچیں۔ پریشے کی باتوں میں گر سچائی تھی تو یقین انہیں ہمان کے کردار پر بھی تھا۔ دونوں بچے ان کے ہاتھوں میں کھیلے تھے۔ کیا سچ تھا کیا جھوٹ وہ اندازہ لگانے سے قاصر تھیں۔

نین جو دوائیاں لے کر آیا تھا وارڈ کے باہر ہی پریشے کی ساری باتیں سن چکا تھا۔ ہوٹل کے باہر گارڈن میں اسے ہمان اور آئینہ دکھے تھے۔ پھر گھر آ کر پریشے کا یہ جنونی انداز اور خودکشی کا قبیح فعل وہ مٹھیاں بھینچ گیا۔ کنپٹی کی رگیں ابھر گئیں۔ آنکھوں میں گویا لہو اتر آیا تھا۔

وہ دوائیاں نرس کو پکڑا کر گھر فون کرنے لگا۔

"ادھر دیکھو میری جان ! یہ بھی تو ہو سکتا ہے تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔ بات دراصل کچھ اور ہو۔ بعض اوقات ہم جو دیکھتے ہیں وہ سچ نہیں ہوتا۔"

"بات جو بھی ہو پھپھو۔ قصوروار ہمان ہیں۔"

وہ قطعی انداز میں بولی۔

"ٹھیک ہے اگر ہمان قصوروار ہے تو میں خود اسے سزا دوں گی میری بیٹی کو اذیت پہنچانے کی جرأت بھی کیسے کی اس نے۔"

وہ اس کے آنسو پونچھ کر اس کا دل بہلانے لگیں۔

کچھ ہی دیر میں زین ممتا بیگم کو اس سے ملوانے ہاسپٹل لے آیا تھا۔ ہمان اور آئینہ بھی چلے آئے تھے۔

وہ تو پریشے کے صدقے اتار رہی تھی۔ بار بار اس کا ماتھا چومتیں وہ قدرے خفا بھی تھیں۔ نین سے دوبارہ سامنا نہیں ہوا تھا۔ زین بھی اس کی خیریت پوچھ کر اسے پیار کرتا باہر نکل گیا تھا۔ ممتا بھی وارڈ سے باہر آ گئیں۔ نرس نے ایک وقت میں کئ لوگوں کو ملنے سے منع کیا تھا سو وہ لوگ دو دو کر کے ملاقات کے لیے روم میں جا رہے تھے۔

نازنین البتہ وہیں تھیں۔

زین ممتا کو چیک اپ کروانے لے گیا تھا۔

ہمان جس وقت روم میں آیا وہ نازنین کے ہاتھوں سوپ پی رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی یکایک تاثرات بدلے تھے وہ فوراً نظروں کا زاویہ بدل گئی تھی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے پھپھو۔"

"چندا تھوڑا سا اور پی لو۔ دوائیاں خالی پیٹ نقصان دیں گی۔"

وہ پیار سے پچکارنے لگیں۔

"لائیں پھپھو! باؤل مجھے دے دیں۔"

ہمان نے ان سے باؤل لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو پریشے نے باؤل چھین کے فرش پر دے مارا۔

"کیوں آئے ہیں آپ یہاں؟ میری بے بسی کا تماشہ دیکھنے یا یہ دیکھنے کے آپ کے دھوکا دینے کے بعد میں زندہ ہوں یا مر گئی ہوں۔"

ہمان لب بھینچ گیا۔

"جائیں یہاں سے آپ۔ مجھے بالکل ضرورت نہیں ہے آپ کی ہمدردی کی۔ سنا آپ نے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

آنکھیں لباب لب پانیوں سے بھر گئ تھیں۔وہ چیخ کر اپنی بھڑاس نکال رہی تھی۔

"پریشے آئی ایم سوسوری۔جیسا تم سمجھ رہی ہو ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔میں اور ہمان تو۔۔۔!"

"شٹ اپ! جسٹ شٹ اپ۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔یہ سارا فساد ہی تمہارا پھیلایا ہوا ہے۔مجھ سے میرے ہمان کو چھین لیا تم نے۔میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔"

ہاتھ میں لگی ڈرپ کی پرواہ کیے بغیر وہ غصے کی شدت سے سیخ پا ہوتی بیڈ سے نیچے اترتی اس کی سمت بڑھی تھی۔اس کی چیخوں پر ناز نین گھبرا گئیں۔آئینہ ہلکی سی چیخ کے ساتھ روتی ہوئی دیوار سے جا لگی تھی۔

"ری لیکس پریشے! تم یہاں سے جاؤ آئینہ۔"

"مگر ہمان مجھے پریشے سے معافی۔۔۔۔۔!"

"آئی سیڈ گیٹ آؤٹ ڈیم۔۔۔۔۔!"

وہ ناگواری سے دھاڑا تھا۔

کھنچاؤ پڑنے سے اس کے ہاتھ سے نڈل نکل گئ تھی۔وہ درد سے بلبلا اٹھی۔تکلیف سے سسکاری نکلی تو ہمان نے اسے خود میں بھینچ لیا۔پھپھو باہر چلی گئ تھیں۔وہ مزید شدت سے رونے لگی۔

"آئی ہیٹ یو۔ آئی ہیٹ یو ہمان۔ آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے۔ مجھ سے جھوٹ بولتے رہے۔ مجھے دھوکا دیتے رہے۔ مجھ پر کسی اور کو ترجیح دیتے رہے۔ میں اس آئینہ کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ آپ کو بھی معاف نہیں کروں گی۔ میری خوشیوں کو مٹی میں ملا دیا آپ دونوں نے۔"

ہمان اس کے بال سہلاتا رہا۔ وہ چاہتا تھا وہ اپنا سارا غبار نکال لے۔ جب وہ خاموش ہو گئی تو ہمان نے اسے بیڈ پر بٹھایا۔

"جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔ مجھے بیمار دلہن نہیں چاہیے۔"

اسے لٹاتے وقت چادر اوڑھاتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا تو پریشے نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"اب تمہاری رخصتی بے حد ضروری ہے۔ تمہاری اس بات کا جواب کہ میں تم سے پیار نہیں کرتا رخصتی کے بعد میں عملی طور پر ثبوت کے ساتھ دوں گا۔"

اس کا نرم گداز ہاتھ تھام کر اس پر محبت کی مہر ثبت کرتے وہ گویا ہوا تو وہ آنکھیں بند کر گئی۔

"مجھے اکیلا چھوڑ دیں ہمان۔"

بند آنکھوں سے وہ بولی تھی۔

"اکیلا چھوڑنے کے لیے تو تمہارے پاس نہیں آیا تھا۔"

"آپ آئینہ کو جا کر چپ کروائیں۔ اسے آپ کے کندھے کی اشد ضرورت ہے۔"

تلخی سے کہتی وہ رخ موڑ گئ تو ہمان لب بھینچ گیا۔ اسی وقت نین اندر آیا۔

اس کے سرد و سپاٹ تاثرات دیکھ کر کچھ بھی کہے بغیر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا۔

اسے شام تک ڈسچارج مل گیا تھا۔ نین اور ناز نین اسے گھر لے آ ئے تھے۔ سب نے اسے ہتھیلی کا چھالہ بنا لیا تھا۔ ناز نین آرام کی غرض سے گھر جا چکی تھیں۔ در حقیقت تھکن تو انہیں پریشے کی مستقبل کی وجہ سے چڑھ گئ تھی۔ زین اور عالیہ بھی اس سے مل کر گھر چلے گ ئے تھے۔ سارہ اس کے روم میں اسے سوپ پلا رہی۔ علیزے بھابھی کے پاس تھی۔ اسے دوائیاں دے کر وہ کمرے سے باہر نکلی تو نین اندر آیا۔ پریشے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی گلابی رنگت میں اب زردیاں گھل گئ تھیں۔

پریشے نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے اسے دیکھا۔

"طبیعت کیسی ہے اب؟"

نین کی جانچتی نظریں اسی پر تھیں۔

"پہلے سے بہتر ہے۔"

نہیف سی آواز میں وہ بامشکل تمام بولی تھی۔

"اس سارے ہنگامے وجہ؟"

پریشے کے حلق میں پھندہ سا لگا۔ اسی بات کا اسے ڈر تھا۔ نین کی خاموشی کے پیچھے یہ طوفان تھا۔

"میں معذرت خواہ ہوں نین بھیا۔"

آنکھیں اس ہرجائی کی بے وفائی یاد کر کے پھر سے بھیگتی چلی گئیں۔

"اگر مجھے تم بتادو گی تو اچھا ہو گا۔ کسی اور سے پتا چلنے پر میں طوفان اٹھادوں گا پریشے۔ میری یہ بات یاد رکھنا۔"

انگلی اٹھا کر تنبیہہ کر تا وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس نے نین کو ہی نہیں گھر میں کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔ اگلے کئی روز تک سب پوچھ پوچھ کر تھک ہار کے خود ہی چپ ہو گئے تھے۔

اس کی طبیعت اب بہتر تھی۔ وہ کمرے سے باہر تازی ہوا کے لیے نکلی تھی۔ ہمان سے اس دن کے بعد اس کا سامنا نہیں ہوا تھا۔

لان میں کھڑی وہ دھوپ سینک رہی تھی۔ ہلکی روپہلی سی دھوپ سرما میں طمانیت بخش رہی تھی۔ دفعتاً مین گیٹ سے ہمان کی گاڑی اندر داخل ہوئی جو سیدھی پورچ میں آکر رکی۔ ڈرائیونگ سیٹ سے ہمان باہر نکلا۔ آئینہ بھی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

دونوں کی بیک وقت نظر پریشے پر اٹھی تھی۔

"تم اندر جاؤ۔ میں تھوڑی دیر میں تم سے سٹڈی میں ملتا ہوں۔"

سن گلاسز بالوں میں اٹکاتے وہ کندھوں پر چادر درست کرتا سنجیدگی سے بولا۔

"میں بھی چلتی ہوں۔"

"پریشے کا اس دن والا رویہ بھول گئی ہو کیا؟"

وہ گھور کر بولا مگر اس پر مطلق اثر نہ ہوا۔

ان دونوں کو اپنی سمت آتے دیکھ کر وہ اذیت سے لب بھینچ کر اندر بڑھ جانا چاہتی تھی مگر اس کی نازک مرمریں کلائی ہمان کی مضبوط گرفت میں آچکی تھی۔ مجبوراً اسے رکنا پڑا۔

"ٹھہرو! آئینہ تم سے کچھ بات کرنا چاہتی ہے۔"

"مگر میں اس کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی۔"

ہاتھ چھڑوانے کی سعی کرتی وہ درشتی سے بولی تھی۔

"تم دن بہ دن بدتمیز ہوتی جا رہی ہو۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"آپ کے بارے میں بھی میرا یہی خیال ہے۔"

ہمان نے گہری نظروں سے اس کا سرخ چہرہ دیکھا جو پچھلے کئی دنوں سے زرد پڑا ہوا تھا۔

"پریشے مجھے معاف کر دو۔ میری وجہ سے تم دونوں کے بیچ کتنی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ سچ وہ نہیں ہے جو تم نے دیکھا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔!"

وہ شرمندہ لہجے میں نظریں چرائے کچھ کہنے لگی تھی کہ پریشے نے اس کی بات تیزی سے کاٹ دی۔

"شوہر میرا ہے پر وہ ساتھ تمہارے ہوتا ہے۔ تمہارا ہاتھ پکڑتا ہے۔ کبھی ہوٹلنگ ہوتی ہے۔ اپنے ہاتھوں سے نوالے بنا بنا کر کھلائے جاتے ہیں۔ اپنے سینے سے لگائے تمہارے آنسو صاف کرتا ہے اور ساتھ ہی ڈھیروں ڈھیر تسلیاں بھی دیتا ہے۔ یہی سچ ہے ناں یا اور بھی کچھ ہے ایسا جو مجھ سے مخفی ہے۔"

اس کا لہجہ کاٹ دار تھا۔

"شٹ اپ پریشے۔"

اس کا چہرہ تپنے لگا تھا۔ خفت سے سرخ پڑتا چہرہ لیے وہ ضبط کے باوجود چیخ پڑا تھا۔ وہ اس کی کردار کشی کر رہی تھی۔ اپنے دامن پر تو اسے ایک چھینٹ بھی برداشت نہیں تھی۔ وہ اس کا ہر الزام سہہ لیتا مگر اب بات کردار پر آ چکی تھی۔

آئینہ ششدر رہ گئی۔ ششدر تو رافع بھی تھا۔

آئینہ اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلانے لگی۔ الفاظ ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ زبان حلق میں ہی کہیں دب گئی تھی۔

وہ تیزی سے رافع کے پیچھے لپکی۔

"تم اس حد تک سطحی سوچ رکھتی ہو مجھے اندازہ نہیں تھا۔ کسی کے بارے میں غلط گمان صرف اعتبار کھو جتنا سچ پتا چلنے کے بعد تمہارے اندر سر اٹھانے کی ہمت ہو۔ ہر کہانی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ہر سکے کے دو رخ ہوتے ہیں۔ تم نے صرف ایک رخ دیکھا ہے۔"

وہ اسے دونوں شانوں سے تھام کر سرد لہجے میں گویا ہوا۔

"ایسا ہے تو پھر مجھے یہ بتائیں کہ تصویر کے اس رخ کو میں کون سے ترازو میں تولوں جو میں نے اس رات دیکھا۔ سچ کیا ہے آپ ہی مجھے بتا دیں۔ اگر دونوں کے بیچ کچھ بھی غلط نہیں ہے تب بھی اس کا آپ کے اس قدر قریب ہونا کہاں کی دانشمندی ہے۔ اگر میں بھی اسی طرح کسی کی بانہوں میں ملوں تو کیسا لگے گا آپ کو۔"

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ دیدہ دلیری سے بولی تھی۔ ہمان کا روم روم ان دیکھی آگ میں سلگنے لگا۔ اس کے خون میں شرارے دوڑنے لگے۔

"تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔ سمجھیں ! شوٹ کر دوں گا تمہیں گر میرے علاوہ کسی اور مرد کا خیال بھی تمہارے ذہن میں آیا تو۔"

ہمان کے لہجے میں شدتیں بول رہی تھیں۔ پریشے ششدر رہ گئی۔ ساکت نظروں سے اسے دیکھے گئی۔

"مرد گند کرے تو اسے کوئی نہیں پوچھتا اور جب عورت کرے تو لوگ شوٹ کر دیتے ہیں۔"

خود کو اس کی گرفت سے چھڑوا کر وہ تمسخر سے طنزیہ لہجے میں بولی تھی۔

لاؤنج میں اس وقت سب ہی براجمان تھے۔ نازنین بھی عالیہ کے ساتھ آئی ہوئی تھیں۔ پریشے کے پیچھے ہی وہ بھی اندر داخل ہوا۔

شام کا وقت تھا تو گھر کے مرد بھی وہاں موجود تھے۔ وہ کمرے میں جانا چاہتی تھی مگر نازنین کی پکار پار ان کے پاس ہی صوفے پر ٹک گئی۔

"طبیعت کیسی ہے بچے؟"

میسم نے پر شفیق لہجے میں پوچھا۔

"کچھ ٹھیک ہے کچھ رخصتی کے بعد ٹھیک ہو جائے گی۔ لہذہ آپ لوگ رخصتی کی تیاری کیجیے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

سنجیدگی سے وہ ایک نظر شال میں لپٹی پریشے کو دیکھ کر میسم کے سوال کا جواب دے گیا تھا۔اس کی ذو معنی بات پر وہ خفت سے چہرہ جھکا گئی تھی جبکہ باقی سب کے چہروں پر دبی دبی سی ہنسی کا شائبہ تھا۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔کافی دن سے گھر کی فضا پر افسردگی چھائی ہوئی ہے۔شادی کے ہنگاموں میں گھر کی رونق بحال ہو جائے گی۔"

"گھر کی رونق بڑھانے کے لیے مجھے تختہ مشق نہ بنایا جائے۔میں رخصتی کے لیے تیار نہیں ہوں۔"

وہ ضبط سے بولی تھی۔

میسم نے حیرت سے پریشے کو دیکھا۔

"رخصتی نہیں چاہتیں تو پھر کیا چاہتی ہو؟"

نین نے بے حد نرمی سے پوچھا تھا۔

"آگے پڑھنا چاہتی ہوں۔آپ مجھے کینیڈا بھجوا دیں ذکا ماموں کے پاس۔"

نظریں جھکائے وہ کپکپاتے لہجے میں بولی۔نازنین دھک رہ گئیں۔

"کنفرم ہے کہ آگے پڑھنے کے لیے جانا چاہتی اور کوئی وجہ نہیں ہے رخصتی سے ٹلنے کی؟"

وہ سنجیدگی سے مستفسر ہوا۔

پریشے نے نفی میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے تم کمرے میں جاؤ اور بے فکر ہو کر پیکنگ کرو۔ میں خود تمہیں چھوڑ کر آؤں گا۔"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کہیں نہیں جا رہی یہ۔"

وہ درشتی سے بولا تھا۔

"مجھے تمہارے مشورے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔"

نین رسانیت سے اس کی بات کاٹ گیا تھا۔

"یہ میری بیوی ہے اور میری اجازت کے بغیر ایک قدم گھر سے باہر نہیں نکال سکتی۔ بہت سکون سے بات کر رہا ہوں رخصتی کی۔ میٹر مت گھماؤ میر اور نہ اٹھا کر لے جاؤں گا بغیر رخصتی کے ہی۔"

غصیلے لہجے میں وہ تیز آواز سے ناگوار لہجے میں اپنی حق ملکیت جتا گیا تھا۔ نین کو چھوڑ کر سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"میں بھی دیکھتا ہوں کیسے لے جا ئے گا۔اس کے پچھلے مر نہیں گ ئے ابھی۔کم سے کم میرے جیتے جی کوئی میری بہن کے ساتھ کوئی نہ انصافی اور بد سلوکی ہونے نہیں دوں گا۔تو بھی یہیں ہے اور میں بھی یہیں ہوں۔تیری نظروں کے سامنے بھیجوں گا اسے۔"

ہمان اگر سیر تھا تو نین سوا سیر تھا۔چلینجنگ انداز میں کہتا وہ ہمان کے غصے کو ہوا دے گیا تھا۔

ہمان نے کسی کو بھی سنبھلنے کا موقع دیے بغیر پر یشے کی کلائی پکڑ کر اسے کھینچا اور اپنے کندھے پر ڈال کر برق رفتاری سے پورچ کی جانب بڑھ کر اسے گاڑی میں ڈال کر زن سے گاڑی بھگا لے گیا۔

نین سمیت سب گھر والے حقابقارہ گ ئے۔نازنین نے سر پیٹ لیا۔سارہ اور ماہیر کا زبردست قہقہہ لگا تھا۔

"میرا بھائی شیر ہے شیر۔بھئی کس گمان میں تھے تم۔"

سارہ کا انداز صاف چڑانے والا تھا۔ممتا تو سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔بھابھی بھی ہنس دی تھیں

https://classicurdumaterial.com/

"آپ مجھے ایسے کہیں نہیں لے کر جا سکتے۔ گاڑی روکیں۔"

غصے و بے بسی سے وہ جھنجھلا کر نم لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"میں تو تمہیں رخصت کروانے پر تیار تھا۔ چوائس از یور اب جھیلو۔ بڑا شوق چڑھا تھا تمہیں ذکا ماموں کے پاس کینیڈا جا کر پڑھائی کرنے کا جیسے پہلے تو یہاں پڑھائی میں تمغے جیت چکی ہو۔"

ہمان کا انداز خاص طنزیہ تھا۔

"آپ کو شاید خوش فہمی لاحق ہے تو میں آپ کو بتا دوں کہ میں ایک دھوکے باز شخص کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔ جتنا میرا دل آپ نے دکھایا ہے ناں کبھی معاف نہیں کروں گی میں آپ کو۔ آپ نہایت خود غرض انسان ہیں۔ جب وہ ڈائینہ ہی پسند تھی تو نکاح بھی اسی سے کر لیتے۔"

"ول یو پلیز شٹ یور ماؤتھ۔"

اس کی تیز آواز پر پریشے سہم کر خفگی سے نظریں پھیر گئی۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔

ہمان ڈرائیونگ سیٹ سے اترا اور اس کی طرف آکر دروازہ کھولا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"باہر آؤ۔"

ہمان نے ہاتھ اس کے سامنے پھیلا یا مگر وہ ہنوز بے حس و حرکت بیٹھی رہی تو اس کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ رینگ گئی۔

"ایزیور وش۔"

اس نے جھک کر اسے بازوؤں میں اٹھالیا۔ وہ بوکھلا کر رہ گئی۔

"مجھے نیچے اتاریں۔ میں خود چل سکتی ہوں۔"

داخلی دروازے پر اسے اتارتے وہ چابیوں کا گچھا جیب سے ٹٹولنے لگا تو پریشے موقع غنیمت جانتے جونہی بھاگنے لگی ہمان نے سرعت سے اس کی کلائی پر گرفت مضبوط کی اور دتوازے کھول کر قدم اندر بڑھاتے ساتھ ہی دروازہ لاک کر دیا۔

"میری جان! میری نظر ہر وقت تم پر رہتی ہے۔ کسی بھول میں مت رہنا کہ ہمان تم سے کبھی غافل بھی ہو سکتا ہے۔"

اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کو کھینچتے وہ سنجیدگی مگر نرم لہجے میں کہہ رہا تھا۔ پریشے نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"آپ مجھ سے غافل ہو چکے ہیں۔"

نم لہجے میں چیخ کر کہتے وہ بھاگ کر سامنے موجود بیڈ روم میں گھس کر دروازہ دھاڑ سے بند کر گئی۔

"خبردار پریشے اس بار کوئی الٹی سیدھی حرکت کی تو۔"

وہ تنبیہہ کرتا باہر صوفے پر جا بیٹھا تھا۔

"کر بھی لوں تو آپ کو کوئی فرق نہیں پڑھنا چاہیے۔ سمجھے آپ۔"

بھیگی ہوئی آواز ہمان کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ تھک کر اٹھا اور دروازے تک آیا۔

"مجھے فرق پڑتا ہے پریشے بی کوز آئی لوو یو یار۔ تمہیں پھانس بھی چبھتی ہے تو تکلیف مجھے ہوتی ہے۔ پھر تم یہ کیسے کہہ سکتی ہے کہ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"آپ کی ذات سے جو تکلیف میں نے اٹھائی ہے اس کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا۔"

وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر آنکھیں بھیگتی جا رہی تھیں۔

"تم دروازہ کھولو میں تمہیں سب بتاتا ہوں۔"

"مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی"

جواب تڑاخ سے آیا تھا۔ہمان نے گہری سانس لی اور وہاں سے ہٹ گیا۔فالحال اس موضوع پر بات کرنے کا چنداں فائدہ نہیں تھا۔

اس نے واچ مین کو بھیج کر رات کے کھانے کے لیے سامان منگوایا اور موبائل جیب سے نکال کر دیکھا جہاں ماہیر رافع اور چاچو کی متعدد کالز آئی ہوئی تھیں۔اس نے موبائل بند کر کے صوفے پر اچھال دیا۔واچ مین کھانا لا چکا تھا۔اس نے کھانا ٹیبل پر لگایا اور ایک بار پھر دروازہ بجایا۔

"پریشے کم آن باہر آ کر کھانا کھالو۔"

"چمچ بھر بھر کے اس ڈائینہ کو کھلا دیں ناں بلکہ چمچ بھی کیوں آپ کے ہاتھ ہی کافی ہیں۔"

دروازہ کھول کر وہ بھوکی شیرنی کی طرح دھاڑی تھی۔ہمان ٹیک لگا ئے دلچسپی سے اس کے غصے سے تمتاتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"ہاتھ سے ہی کھلاؤں گا۔"

صدمے سے پریشے کا منہ کھل گیا۔

"مگر اسے نہیں تمہیں۔"

اس کی لال ٹماٹر ہوتی ناک کھینچ کر وہ پیار سے بولا اور ہاتھ پکڑ اسے ڈائننگ ٹیبل تک لے آیا۔

https://classicurdumaterial.com/

"ہاتھ چھوڑیں میرا۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔"

"بھوک تو تمہیں لگ رہی ہے۔ مانو یا نہ مانو۔"

"میں نے کہاناں مجھے بھوک نہیں ہے۔ سمجھ کیوں نہیں آتا آپ کو۔ میری بھوک آپ کو آئینہ کے قریب دیکھ کر ہی مر گئی تھی۔"

وہ ضبط کے باوجود دونوں ہاتھوں پر چہرہ ٹکائے شدت سے سسک اٹھی۔ ہمان نے اسے کندھوں سے تھام کر کرسی پر بٹھایا اور پانی کا گلاس خود اس کے ہونٹوں سے لگایا۔ وہ دو گھونٹ بھر کر چہرہ پھیر گئی۔

"سو بات کی ایک بات پوچھوں گا۔ یہ مجھ پر بے اعتباری کا رونا دھونا ہے یا مجھے لے کر پوزیسیو ہو۔"

وہ سنجیدگی سے دوٹوک لہجے میں مستفسر ہوا۔

پریشے نے چہرہ رگڑا اور شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔

"مجھے نہیں پتا۔ مجھے کچھ بھی نہیں پتا۔"

وہ گھبرا کر اٹھی اور بھاگ کر کمرے میں چلی گئی۔ اس بار دروازہ بند کرنے کی زحمت نہیں کی گئی تھی۔ ہمان اس کے پیچھے ہی لپکا تھا

"مگر مجھے جواب چاہیے پریشے۔ مجھے بتاؤ کہ میرے کردار کو ترازو کے کس پلڑے میں تولا ہے تم نے۔ تمہارے اس رویے کے پیچھے شک و شبہات ہیں یا پھر کچھ اور۔"

وہ لب بھینچ کر گویا ہوا۔

"تمہاری خاموشی نے مجھے جواب دے دیا ہے پریشے۔ تم سے تو آئینہ ہی اچھی رہی۔ میرے اتنے قریب کبھی نہیں ہوئی مگر پھر بھی مجھے جانتی ہے بالکل ایسے جیسے میں اسی کا ہوں مگر تم نے یوں نظریں پھر کر خاموشی کا لبادہ اوڑھ کے مجھے اجنبی کر دیا ہے۔"

وہ سلگتی لکڑی کی طرح چٹخی تھی۔ شدت گریاں سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔

"نہیں جانتی وہ آپ کو۔ میں جانتی ہوں آپ کو اچھی طرح۔ آپ کے کردار کو ترازو میں تولنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔ میں اپنی چیزوں کے لیے بہت شدت پسند ہو۔ جو میرا ہے وہ صرف میرا ہے۔ اس پر کسی کی نظر بھی کیوں پڑے۔ مجھے شکوہ آپ سے یہ نہیں ہے کہ آپ نے مجھ سے کچھ چھپایا۔ شکوہ یہ ہے کہ اسے اتنا قریب کیوں کیا ہمان کیوں کیا۔ میں تو پہلے ہی اتنی خوفزدہ رہتی ہوں کہیں وہ مجھ سے آپ کو چھین نہ لے۔ اس نے کہا کہ وہ آپ کو چاہتی ہے۔ کیوں کہا اس نے۔ کیسے کہا۔ تم میرے ہو ہمان صرف میرے۔ میں تمہیں بانٹ نہیں سکتی۔ تمہیں بانٹا تو خود کئی حصوں میں بنٹ جاؤں گی۔"

اس کا گریبان اپنی مٹھیوں دبوچے وہ ہزیانی انداز میں سراپہ احتجاج بنی اس کا ضبط آزمارہی تھی۔ہمان نے اس کے گرد حصار باندھ کر اسے خود میں بھینچ لیا۔وہ ہچکیوں اور سسکیوں سے رودی تھی۔

"میں تمہاراہوں اور اور سارا کا ساراہوں۔الٹی سیدھی سوچوں کو دماغ میں جگہ دے کر خود کو ہلکان نہ کرو۔"

اس کا سر تھپکتے وہ محبت سے بولا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔وہ اندر تک شاد ہو گئ۔

"ادھر بیٹھو۔"

وہ پریشے کو بیڈ پر بٹھا کر خود اسکے برابر میں بیٹھ گیا۔

"آئینہ کے بابا رئیس آدمی تھے۔خاندان سے باہر شادی کرنے کی بنا پر انہیں خاندان سے الگ کر دیا گیا تھا۔اسی لیے وہ باہر شفٹ ہو گ ئے تھے۔میری اس سے ملاقات یونیورسٹی میں ہوئی تھی۔یہ بات اول روز سے ہی میرے علم میں تھی کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔بہتے پانی پر کب کوئی بند باندھ سکا ہے پریشے ! اس کی محبت بھی ایسی ہی تھی۔میں نے کبھی کوئی پیش قدمی نہیں کی تو وہ بھی اپنی حدود نہیں بھولی۔دل کی بات دل میں ہی رہ گئ۔

آئینہ کا مسئلہ اس کا امیر ہونا اور اپنے باپ کی اکلوتی اولاد ہونا تھا۔اس کے چاچو نے نہ جانے کیسے سب گھر والوں کو منانے کے بعد آئینہ اور اس کی فیملی کو اپنے بیٹے کی شادی میں مدعو لیا۔وہ بھی راضی ہو گ ئے۔رشتوں کے

پیاسے اور محبت کے ترسے ہوئے تھے۔ بغیر سوچ سمجھے فیصلہ کر لیا۔ شادی میں آئینہ کی ملاقات اس کے چچازاد کزن یہاں عدیم سے ہوئی۔ بظاہر تو وہ ٹھیک تھا مگر اس کا کردار داغدار تھا۔ اس کی گیدر نگ اچھی نہیں تھی۔ باپ پولیس کے محکمے میں تھا سو اسے ہر برائی میں ہاتھ ڈالنے کا فری ہینڈ دے دیا گیا تھا۔

شادی میں اس نے اپنے تئیں آئینہ کو رام کرنے کی کئی کوششیں کیں مگر آئینہ کی چھٹی حس نے اسے کسی بھی قسم کی پیش رفت سے باز رکھا۔ جب اس کے چاچو کو یہ بات پتا چلی تو انہوں نے آئینہ کو اپنے پاس ہی روک لیا۔ اس کی امی بھی مجبوراً رک گئیں کہ بیٹی کو تنہا کرنے پر دل آمادہ نہیں تھا۔ خیر آئینہ کو راضی ہونا تھا نہ وہ ہوئی بلکہ ایک عجیب بات ہوئی۔ وہاں رہتے رہتے اس کی امی کی طبیعت بہت خراب رہنے لگی۔ اس نے اپنے بابا سے رابطہ کرنا چاہا تو گھر والوں نے اس کی گرد گھیرا مزید تنگ کر دیا اور رابطہ کا ہر زریعہ آہستہ آہستہ کر کے ختم کر دیا۔ ان کی نظر آئینہ کی جائیداد پر تھی۔ وہ آئینہ کے ذریعے بڑے بھائی کو بلیک میل کر کے جائیداد ہڑپنا چاہتے تھے اس کے لے انہوں نے آئینہ کو ادھر روکا تھا کہ اسے حراساں کر سکیں مگر انہیں اندازہ نہیں تھا کہ بھاوج بھی بیٹی کے ساتھ ہی رک جائیں گی۔ انہوں نے رات کے وقت دودھ میں انہیں سلو پوئزن دینا شروع کر دیا۔ بالآخر چند دنوں بعد وہ خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اجنبوں میں ایک ماں کا ہی سہارا تھا۔ وہ بھی چھوڑ کر چلی گئیں تو وہ ذہنی طور پر مفلوج ہو کر رہ گئی۔ انہی دنوں جب وہ ذہنی طور پر بیمار تھی تو یہاں اسے اپ

بہانے سے اپنے فلیٹ پر لے گیا تھا۔ اسے نشہ آور چیز کھلا کر ہر ہر زاویے سے اس کی قابل اعتراض حالت میں تصویر کھینچیں۔ جب وہ ہوش میں آئی تو یہاں عدیم کی زبانی اسے سب معلوم ہو گیا۔ اس نے اسے مینٹلی ٹارچر

کیا اور دھمکی دی کہ اگر وہ اپنی ساری جائیداد اس کے نام نہیں کروا ئے گی تو وہ اس کی تصاویر اور ویڈیو سوشل میڈیا پر چھوڑ دے۔

نین نے اسے خودکشی کرنے سے جب بچایا تھا تو اس خودکشی کے پیچھے یہی وجہ تھی۔اس نے مجھ سے ہر بات شیئر کی کہ اگر وہ زندہ بچ بھی گئ ہے تو اس کی عزت بھی محفوظ کی جا ئے۔میں نے اس سے وعدہ کیا تھا۔گھر میں یہ معاملات ڈسکس کرنے کا مطلب اس کی ذات کا اشتہار لگانا تھا۔اسی لیے میں گھر سے باہر جا کر ڈسکس کرتا تھا کہ اوپر والے نے رازوں کے پردے کا حکم دیا ہے اور اس رات آئینہ کو فادر کی ڈیتھ ہوئی تھی۔ ستم یہ تھا کہ اس کے پاس نہ تو پاسپورٹ تھا نہ ہی ڈاکومنٹس تھے کہ نیا بنوا سکتی۔باپ کا آخری دیدار بھی نہیں کر سکی۔اس کی ابتر حالت اور ذہنی کنڈیشن میں مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوئی تھی کہ میں نے اسے رونے کے لیے کندھا پیش کیا تھا۔"

وہ ساری تفصیل بتا کر آخر میں جیسے پشیمان ہوا تھا۔

"تو پھر اس بندے کو آپ نے سزا نہیں دلوائی۔"

پریشے کی حیرت میں ڈوبی آواز پر وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

"وہ پولیس کی حراست میں ہے اور اس کے گھر سے آئینہ کے تمام چیزیں بھی بر آمد ہو گئ ہیں۔ وہ واپس جانا چاہتی تھی مگر پھر تمہارے شدید رد عمل کے باعث خود کو مورد الزام ٹھہرانے لگی اور کہنے لگی کہ تم سے معافی مانگ کر ہی جائے گی۔"

"اگر آئینہ چلی گئ تو رافع بھائی کا کیا ہو گا۔"

دل میں اٹھتے سوال پر وہ گھبرا گئ۔

"مجھے اس سے کوئی شکوہ نہیں ہے اور آپ مجھے یہ بات پہلے بتا دیتے تو میرا اتنا خون خشک نہ ہوتا۔ پتا بھی ہے میں کس اذیت میں رہی ہو۔"

وہ خفگی سے کہنے لگی۔

"میں تمہاری ہر تکلیف کا ازالہ کرنے کو تیار ہوں۔"

اس کے کندھوں پر دباؤ ڈالتے وہ اس کے اوپر جھکا تو پریشے کی چیخ نکل گئ۔ ہمان سرعت سے پیچھے ہوا تو وہ سیدھی ہوتی دھڑکنیں شمار کرنے لگی۔

"یہ کیا بیہودگی تھی۔"

ہمان نے خشمگیں نظروں سے اسے گھورا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یہ سب ایسے ٹھیک نہیں ہے۔بڑے پاپار خصتی کا کہہ رہے تھے۔"

انگلیاں چٹخاتی وہ کچھ نہیں بہت کچھ کہہ گئی تھی۔ہمان نے دانت کچکچائے۔

"میں نے بھی فارسی میں نہیں کہا تھا۔تمہیں شوق چڑھا تھا ذکا ماموں کے پاس کینیڈا۔۔۔۔۔"

"اچھا ناں بس اب طعنے تو مت دیں۔گھر چلیں سب فکر مند ہوں گے۔نین بھیا کا تو غصے سے برا حال ہو گا۔وہ آپ کو چھوڑیں گے نہیں۔"

وہ بھی ماتھے میں بل ڈالے ہاتھ اٹھا کر کہتی اسے آگے کے حالات سے آگاہ کرنے لگی۔

"فالحال میر اایسا کوئی ارادہ نہیں۔"

اسے نظروں کے حصار میں لیے وہ وہیں دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے لیٹ گیا۔

"ارادہ بنانے سے بنتا ہے یوں لیٹے رہنے سے نہیں۔آپ چلیں ناں گھر مجھے عجیب لگ رہا ہے۔"

وہ روہانسی ہو گئی۔

ہمان اٹھ کر اس کے نزدیک آیا۔

"تمہیں اعتبار نہیں ہے مجھ پر۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"بات اعتبار کی نہیں ہے۔وہاں سب فکر مند ہوں گے اور جو کام سلیقے سے ہو جا ئے وہ اچھا ہے۔یہ بد معاشی دکھانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔"

"کام تو میں بھی سلیقے اور طریقے سے چاہتا ہوں۔اتنا الو کا پٹھا نہیں ہوں۔ محض تمہاری عقل درست کرنا مقصود تھا۔"

اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ ڈائننگ ٹیبل تک آیا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"بس الو بنانے کے لیے میں ہی ملی تھی۔"

"اونہوں! تمہیں الو نہیں بنانا دلہن بنانا ہے۔"

وہ کہہ کر ہنس دیا جبکہ پریشے حیا آلود نظریں جھکا کر کھانے میں مشغول ہو گئ۔

"ماہیر فون لگاؤ اس ناہنجار اولاد کو۔"

میسم صاحب غیض و غضب لیے پشت پر ہاتھ باندھے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہے تھے۔

"فون بند جا رہا ہے۔"

"شرم وحیا بیچ کھائی ہے اس لڑکے نے۔ دندناتے ہوئے لڑکی اٹھا کر لے گیا۔ ہے کوئی کرنے والی حرکت۔"

"بھائی صاحب! غصہ نہ کریں بچہ ہے۔"

نازنین نے انہیں ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"نازیہ سب تمہارے بگاڑے ہوئے ہیں۔ بچپن میں دو دو کان کے نیچے رکھے ہوتے ناں تو سیدھے ہو جاتے اور ان لڑکیوں کو دیکھو ذرا کیسے کھی کھی کر رہی ہیں۔ میں پوچھتا ہوں ہنسنے والی کون سی بات ہے اس میں اور تم برخوردار تم! ٹھنڈک پڑ گئی کلیجے میں لڑ جھگڑ کر اور اب ایسے سکون سے بیٹھے ہوں۔ مجھے تو یہ تم دونوں کی ملی بھگت لگ رہی ہے۔"

میسم صاحب نے سخت لہجے میں نازنین کو خفگی سے دیکھا پر لڑکیوں کو گھورا اور آخر میں نین کو آڑے ہاتھوں لیا تو وہ گڑبڑا گیا۔

"لو بھلا میں کیوں اسے دعوت دوں گا میری بہن کو بھگا کر لے جانے کی۔ اتنا بے غیرت نہیں ہوں میں۔"

اچھا بس کرو اپنا یہ غیرت نامہ۔"

فواد صاحب نے بیزاریت سے کہا تو وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

نازنین نے کن نظروں مطمئن بیٹھے نین کو دیکھا۔بھلا وہ اتنا پر سکون کیسے تھا۔پریشے کے معاملے میں کیا تو کچھ دیر پہلے جنگجو بنا ہوا تھا اور ٹھہرا ہوا سمندر۔

"پھر سے فون لگاؤ اسے۔"

میسم نے بگڑے تیوروں سے گرج کر حکم دیا تو ماہیر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے لگا۔اس بار نمبر آن تھا بلکہ کال بھی رسیو کر لی گئی تھی۔

"کہاں ہو تم؟پریشے کو لے کر سیدھی شرافت سے گھر پہنچو۔"

وہ سخت لہجے میں گویا ہوا

"ڈونٹ وری میرے یار۔گھر کے باہر ہوں۔بس آرہا ہوں۔"

فون بند کر کے وہ پریشے کے ہمراہ جس وقت داخلی دروازے سے اندر آیا میسم اسے خاصی ملامتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔پریشے تیر کی تیزی نازنین کے پاس جا کر دبک گئی۔انہوں نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

"کوئی شرم ہوتی ہے کوئی لحاظ ہوتا ہے برخوردار۔"

"پر اس سے اس کا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں۔"

نین نے ہنس کر جونہی تان اڑائی فواد کی سخت تنبیہہ نظروں پر گڑبڑا کر رہ گیا۔

"ایم سوری پاپا ! دراصل میں پریشے کو قریبی ریستوران لے گیا تھا۔ایک مس انڈرسٹینڈنگ ہو گئی تھی ہم دونوں کے بیچ۔"

"تو یہ لے جانے کا کون سا طریقہ تھا۔شریفوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے۔"

وہ برہم ہوتے اسے کھری کھوٹی سنا رہے تھے۔فواد اور ابراہر نے مسکراہٹ دبائی۔

"جب آپ کی بہوا تنے بھرے پرے گھر میں مجھے وقت نہیں دے گی مجھ سے کنی کترا ئے گی اور نظر انداز کرے گی تو یہ تو کرنا پڑے گا ناں۔"

سب کے سامنے دیدہ دلیری سے کہنے پر پریشے سٹپٹا کر رہ گئی تھی۔

"پریشے ایوری تھنگ از آل رائٹ ناؤ؟"

میسم نے محبت سے اس سے پوچھا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"رات زیادہ ہو گئی ہے سب سونے کی کرو چلو۔"

ہادیہ چچی نے سب کو کمروں میں بھیج کر دم لیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اگلی صبح ناشتے کی بعد میسم نے فواد اور ممتا کے رائے لے کر پریشے اور ہمان کی شادی کی تاریخ طے کر دی تھی۔وہ یہ تو نہیں جانتے تھے کہ دونوں کے بیچ کس بات کو لے کر لڑائی ہوئی تھی مگر آئینہ کو گم صم دیکھ کر اور پریشے کے رویے سے وہ بہت کچھ اخذ کر گئے تھے گو کہ ایسا تھا نہیں جیسا پریشے کو نظر آرہا تھا مگر وہ مزید رسک نہیں لے سکتے تھے۔اب رخصتی ضرور ہو گئی تھی سو انہوں نے کچھ سوچ کر شادی طے کر دی۔

ادھر سارہ کو پتا چلا تو اس نے دوپہر میں ہی حاضری دے دی۔اس سمیت سب کی خوشی دیدنی تھی۔

لاؤنج میں سب نے محفل جمار کھی تھی۔آئینہ اپنے کمرے میں جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ہمان اسے سمجھانے آیا تھا۔

"اچھا آخری بار رافع سے مل لو۔"

جب وہ کسی طور بھی رکنے پر راضی نہ ہوئی تو ہمان نے تھک کر گزارش کی۔

"میں اس شخص کا سامنا نہیں کر سکتی ہمان۔ان آنکھوں میں میں نے اپنے لیے پیار محبت عزت احترام کے جزبے دیکھیں ہیں۔اب ان میں نفرت اور حقارت جیسے جذبے کی تاب نہیں لا سکتی۔تم نہیں جانتے وہ مجھے کتنے دن سے نظر انداز کر رہے ہیں۔ان کی یہ بے اعتنائی میری برداشت سے باہر ہے۔یہاں رہوں گی تو پل پل مروں گی۔بہتر ہے ایک مضبوط فیصلہ کر کے انہیں اور خود کو اس دوہری اذیت سے بچا لوں۔"

بھیگی آنکھوں سے وہ نم لہجے میں کہتے بے بسی کے احساس سے رو پڑی تھی۔

"کیا تم ہم دونوں کو کچھ وقت کے لیے اکیلا چھوڑ سکتے ہوں۔"

سنجیدہ تاثرات لیے اسی پل رافع اندر آیا۔ آئینہ کے دل کی دھڑکن ساکت ہو گئی۔

ہمان نے سمجھ کر سر ہلاتے سائیڈ سے نکل ان دونوں کو بات کرنے کا موقع دیا۔

رافع کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کیا میری کوئی اہمیت ہے آپ کی نظر میں؟"

"آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔"

"تو اور کیا کہوں؟"

رافع نے اسے نظروں کے حصار میں لیا۔

"میرے جذبوں کی آنچ جب آپ تک پہنچ ہی چکی تھی تو یہ گریز کیسا تھا آئینہ۔ آپ مجھ سے کہتیں تو سہی۔ آپ کے اس ایک غلط قدم نے ہمیں پھر سے اجنبی بنا دیا ہے۔"

"میری ذات جن خساروں میں ہے میں نہیں چاہتی آپ اس کا حصہ بنیں۔میں تو تہی دامن ہوں۔خالی ہاتھ ہوں۔مر بھی جاؤں تو کوئی مضائکہ نہیں مگر میری ذات جس سے جڑ جائے وہ خسارے میں نہ پڑے ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔"

"یہ صرف آپ کی سوچ ہے۔"

"سوچ نہیں حقیقت ہے رافع۔"

وہ اٹھ کر گلاس ونڈو کے پاس چلی آئی۔

"ہمان اور پریشے کی مثال آپ کے سامنے ہے۔اس نے خودکشی کی کوشش کی میری وجہ سے۔ان دونوں کے رشتے میں کرائسس آئے میری وجہ سے۔اس سے پہلے بھی جب نین نے مجھے بچایا تھا تو وہ خود ہاسپیٹلائزڈ ہو گیا صرف میری وجہ سے۔سچ تو یہ ہے کہ میں کسی کو خوشی دے ہی نہیں سکتی۔ماں کے ساتھ تھی تو ان کی موت کا سبب بنی۔ڈیڈ چھوڑ گئے۔اس سے زیادہ کیا سمجھاؤں آپ کو۔"

لب کاٹتے وہ جیسے کسی بھی لمحے پھر سے رو دینے کو تھی۔

"انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے۔کوئی بھی انسان کسی دوسرے کے لیے برا نہیں ہوتا۔اس کے اعمال برے ہو سکتے ہیں۔اللہ تعالی فرماتا ہے جو گمان کرو گے وہی پاؤ گے۔آپ نے شروع سے اپنے ذہن میں یہ بات

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بٹھالی ہے کہ نعوذب اللہ آپ منحوس ہیں۔ایسا کچھ نہیں ہے آئینہ۔آپ بے حد مایوس ہیں اور مایوسی کفر ہے۔آپ الحمداللہ مسلمان ہیں تو کیس مسلمان کو کفر کرنا چاہیے۔"

"آئینہ تڑپ کر مڑی۔میں نے کوئی کفر نہیں کیا۔مجھے موت بھی آئے گی تو ایمان کی حالت میں۔"

وہ جیسے پور پور زخمی تھی۔

"ہم سے ہماری محبتوں سے مایوس ہو کر جا رہی ہیں۔آپ کو لگتا ہے کے نیچے بیٹھے لوگ اتنی آسانی سے آپ کو جانے دیں گے اور میرے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا۔"

وہ خاموشی سے لب کچلنے لگی۔

وہ قدم قدم چلتا اس کے نزدیک آیا اور اس کا نازک سا ہاتھ تھام لیا۔

"آپ خالی ہاتھ نہیں ہیں۔ان ہاتھوں میں میرا ہاتھ ہے۔میں آپ کو تہی دامن نہیں رہنے دوں گا۔اس دامن میں خوشیاں ہی خوشیاں بھر دوں گا۔یہ بے رنگ دامن میرے رنگ میں رنگ جا ئے گا اور ان شنگرفی لبوں پر میرے نام کی ہنسی ہو گی۔میں جانے سے روکوں گا نہیں کہ زبردستی کا قائل نہیں ہوں۔آپ خود فیصلہ کریں کے آپ کو کیا چنا ہے۔بیگ لے کر نیچے آئیں گی تو خاصی مایوسی ہو گی۔امید ہے کہ اگلے چند سال میں آپ کو کبھی بھول نہ سکوں لیکن اگر خالی ہاتھ نیچے آئیں گی تو خود کو خوش قسمت سمجھوں گا۔"

وہ ایک بھرپور نظر اس پر ڈالتا جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔

وہ دھک دھک کرتے دل کو سنبھالتے وہیں صوفے پر گر سی گئ۔بے اختیار وہ ہاتھ سامنے کیا جو رافع کے ہاتھ میں تھا۔اس کا لمس کس قدر تحفظ اور مان بخش رہا تھا۔کیا واپس جا کر مجھے کوئی رافع مل سکے گا۔ا تنی اچھی پیار کرنے والی فیملی ملے گی۔فیصلہ لمحوں میں ہوا تھا۔وہ اٹھی اور اپنے سارے پیک ہو ئے کپڑے دوبارہ الماری میں رکھ کر فریش ہو کر نیچے چلی آئی۔

نیچے اچھی خاصی رونق لگی ہوئی تھی۔ہادیہ چچی اور ممتا چچی نازنین پھپھو کے ساتھ شادی کے موضوع پر گفتگو کر رہی تھیں۔عالیہ اور زین بھی وہیں آ ئے ہوئے تھے۔ماہیر آفس جا چکا تھا۔بھابھی سارہ اور عائشہ وہیں بیٹھی تھیں۔پریشے بھی جھینپی جھینپی سی ان کے درمیان گلنار ہوئی بیٹھی تھی۔

"آؤ بھئ تمہاری ہی کمی تھی۔یہاں تو انہوں نے لنڈا بازار بنا رکھا ہے۔بھانت بھانت کی باتیں ہیں کہ ختم ہی نہیں ہو رہیں۔"

سارہ کی ہنسی چھوٹی تھی۔بھابھی کی کسی بات کا جواب دیتے اس نے آئینہ کو مخاطب کیا تو وہ مسکرا دی۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟"

رافع نے ممنون نظروں سے اسے دیکھا مگر وہ جھینپ کر نظروں کا زاویہ بدل گئ۔

"باتیں نہیں ہورہیں۔ہم مردوں کی جیب پر حملہ کیا جارہا ہے۔"

"ہاں تو آپ محترم کی بھی جان جارہی ہے دیتے ہوئے یوں جیسے کسی اور کے لیے سینت کرر کھی ہو رقم۔ دیکھ لیں پھپھو! مجال ہے جو مجھے جیب خرچ بھی دی ہو۔"

عالیہ نے بھی موقع پر چوکا مارا تھا۔نازنین نے پاس بیٹھے زین کے کان کھینچے۔

"آہ مام کیا کررہیں ہیں؟"

"کیا سن رہی ہوں میں۔ہاں اب اس طرح شرمندہ کروائے گا مجھے۔ چل ابھی نکال اور خرچی دے اسے۔"

"یہ تو ظلم ہو گیا۔ چچ چچ۔"

نین کا تاسف کرنا تو بنتا تھا۔

"ماچس کی تیلی تو تو منہ بند رکھ جب کھولتا ہے۔ آگ اگلتا ہے۔"

زین نے اسے کشن دے مارا وہ چھپاک سے جھکا تو کشن اندر آتے ماہیر کو کے چہرے کو سلامی دے گیا۔وہ اپنے ایسے استقبال پر بوکھلا کر رہ گیا۔

"ہائے ہائے بچے کو تھوبڑا لال سرخ کر دیا۔ شرم تم مگر نہیں آئی۔ بڑے بھائی پر کوئی ہاتھ اٹھاتا ہے۔ بدتمیز۔ نامعقول۔"

نین نے ماہیر کے لیے اظہار ہمدردی ظاہر کرتے اسے گھورا۔ ہادیہ چچی نے سر پیٹ لیا۔

"ارے میں کہتی ہوں بند کرو یہ ہنسی ٹھٹھول۔ شادی والا گھر ہے زرا اپنی عادتیں سدھار لو۔ ہزار کام پڑے ہیں کرنے والے۔"

"میری بہن کی شادی ہے چچی جان۔ آپ فکر ہی نہ کریں۔ دنیا اس کے قدموں میں لا کر میں ڈھیر کر دوں گا۔ جس چیز پر ہاتھ رکھے گی وہ اس کی جھولی میں ہو گی۔ دنیا دیکھے گی اس کی شادی۔"

محبت سے اسے اپنے حصار میں لیتے وہ بولا تو پریشے کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"رونا کس بات پر آرہا ہے۔ یہ اس کمرے سے اس کمرے میں ہی تو شفٹ ہو رہی ہو۔"

سارہ نے شرارت سے کہا۔

"اوہو پریشے! مجھے چیک تو کرنے دو۔"

اس کی رول نمبر سلپ سے رول نمبر سرچ بار میں ڈالتی وہ جھنجھلائی ہوئی بولی تو پریشے نے اسے کندھے پہ دھپ رسید کی۔

"جلدی چیک کرو میری ہرٹ بیٹ اوپر نیچے ہو رہی ہے۔"

"ہائے میں صدقے جاؤں۔ جسے دیکھ کر ہارٹ بیٹ اوپر نیچے ہونی چاہیے اسے دیکھ کر تو ہوتی نہیں۔"

"اوہنوں! اسے دیکھ کر تو ہرٹ بیٹ تھم تھم جاتی ہے۔"

بھابھی نے سارہ کی بات کی نفی کرتے لقمہ دیا آن کی آن کمرے میں ہنسی کا فوارہ پھوٹ پڑا۔

"آ کیوں نہیں رہا؟"

پریشے کی بے صبری کی انتہا تھی۔

"نام لے کر پکارو ذرا سرپٹ دوڑا آئے گا۔"

بھابھی کی معنی خیزی پر وہ خفگی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"میں ہمان کی بات نہیں کر رہی رزلٹ کی بات کر رہی ہوں۔"

"ہم نے کب کہا کہ ہمان کی بات کر رہی ہو۔"

انہوں نے مسکراہٹ دبائی۔

"مطلب چور کی داڑھی میں تنکا۔"

سارہ کا فلک شگاف قہقہہ گونجا تھا۔

پریشے نے اس کی طرف دوڑ لگا دی۔

"ارے آگیا۔"

"کون! سیاں؟"

سارہ نے پھر تان اڑائی۔

"رزلٹ۔"

عالیہ نے گھور کر دیکھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"کیا آیا۔"

پریشے قریب چلی آئی۔

سکرین پر نظر پڑتے ہی اس کی چیخ نکل گئ تھی۔

اس قدر زور آور چیخ تھی کے نیچے بیٹھے نین اور ہمان برق رفتاری سے اوپر آئے تھے۔

"آئے کانٹ بلیو دس میں سیکنڈ پوزیشن پر ہوں۔"

"اس پر جشن تو بنتا ہے ناں۔"

"بلے بلے"

عالیہ نے خوشی سے اسے خود میں بھینچا۔

ہولی ہولی گیدے وچ نچ پتلونی

تیرا لک نہ مروڑا کھا جاوے

ہولی ہولی گیدے وچ نچ پتلونی

https://classicurdumaterial.com/

تیرا لک نہ مروڑا کھا جاوے

کچ دا سامان بلور کھ سانبھ کے نی

کتھے سو نھڑ یے تڑک نہ جاوے

پورے کمرے میں دونوں نے اچھا خاصا شور ڈالا ہوا تھا۔ان کے بے تکے ڈانس پر بھابھی اور سارا ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھیں کہ یک دم نظر دروازے کے فریم میں ابھرتے ہمان اور نین پر پڑی۔

پریشے نے خجالت چھپانے کو رخ موڑ لیا۔عالیہ نے استہفامیہ نظروں سے دونوں کو دیکھا۔

"کس خوشی میں چیخیں ماری جا رہی تھیں اور تا تا تھیا کرنے کی تمہیں کیا پڑی تھی۔آ نے دو وزرا تمہارے شوہر کا۔بتاؤں گا اسے تمہارے کرتوت۔"

"تم اپنی چونچ بند رکھو۔"

ہمان نے اس ٹوکا۔

"نین بھیا میرا رزلٹ آ گیا ہے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertainment

"اوہ تبھی افسوس کے اظہار پر چیخی تھیں۔ڈونٹ وری سپلی میں پیپر دے دینا۔"

ہمان نے اطمینان سے کہا تو اس کا منہ کھل گیا۔

"دیکھا! دیکھا آپ نے۔کیسے دل ہولانے والی باتیں کر رہے ہیں۔"

وہ شکوہ کناں نظروں سے دیکھتی صدمے سے چور ہوئی۔

"میں نے تو حقیقت بیان کی ہے اور تم! جب بہن کے آنسو پونچھ لو تو نیچے آ جانا۔"

کندھے اچکا کر بے نیازی سے کہتے وہ پلٹ گیا۔

"یہ یہ سمجھتے کیا ہیں خود کو۔آئے بڑے طرم خان۔"

"جسٹ چل میرا بچہ رزلٹ بتاؤ کیا آیا ہے۔"

نین نے اس کی سمت مسکراہٹ اچھالی۔

"سیکنڈ پوزیشن۔"

"اوہ اچھا۔چلو ٹھیک۔"

وہ نارملی انداز میں کہتا ایک دم چونک گیا۔بے یقینی سے پریشے کو دیکھا اور پھر اسے پکڑ کر گھما ڈالا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اتنی اچھی خبر اسے لٹکے ہوئے منہ سے دے رہی ہو۔

اس سڑے ہوئے انسان کو دفع کرو۔پیدائشی خشک مزاج بندہ ہے۔"

اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ خوشی سے گویا ہوا۔

"تم کون سا پیدائشی دماغ میں تراوٹ لے کر پیدا ہوئے ہو۔"

سارہ کے تو سر پہ لگی تلوں پہ بجھی تھی۔ایسا گہرا طنز مارا تھا کہ وہ بلبلا کر رہ گیا۔

"سچ ہمیشہ کڑوہ ہوتا ہے۔"

وہ اس کو سلگا کر چھپاک سے نیچے بھاگ گیا۔

ہادیہ چچی اور ممتا بیگم بازار سے آکر بیٹھی تھیں۔نازنین ان کے لائے ہوئے کپڑے دیکھ رہی تھیں۔

"اگلی بار تم بھی چلی چلنا۔پریشے پر تمہارا زیادہ حق ہے۔اس کے لیے کپڑے جیولری وغیرہ پسند کر لینا۔"

ممتا بیگم نے اپنائیت بھرے لہجے میں کہا تو نازنین ان کی ممنون ہو گئیں۔

"زرق برق لباس میں تو پریشے بہت پیاری لگے گی۔"

بھابھی نے زرتار دوپٹہ اٹھا کر ستائش سے کہا۔

"بری کے کپڑے ہیں یا جہیز کے؟"

"لو اب ایک ہی گھر ہے کیا بری اور کیا جہیز۔ میکہ بھی یہی اور سسرال بھی یہی۔"

ہادیہ چچی نے ایک اور سوٹ کھول کر دکھایا۔

سارہ کو وہ بہت پسند آیا۔

"چچی یہ تو بہت پیارا ہے۔"

"میری جان تمہیں پسند ہے؟"

"اور نہیں تو کیا"

"تو پھر ایسا کرو تم رکھ لو۔"

انہوں نے پورا سوٹ اسے تھما دیا۔

"ارے نہیں نہیں چچی! میرا وہ مطلب تھوڑی تھا۔"

"اب جو بھی مطلب تھا۔ رکھ لو میری طرف سے۔ میرے لیے سب بچیاں سانجھی ہیں۔"

انہوں نے محبت کہا۔

"پریشے کے لائے ہوئے کپڑوں میں سے اگر کسی کو کچھ بھی پسند ہے تو بلا جھجک اٹھالو۔کپڑوں کا کیا ہے اور بن جاتے ہیں۔"

پھپھو نے اعلان خاص کیا تو ان کی محبت پر سب بچیاں کھل اٹھی۔

"مام آج کا دن پریشے کے نام"

"لو بھئی آج کا دن کیوں آج سے سارے دن ہی میری بیٹی کے نام ہیں۔"

چائے پیتی پریشے جھینپ گئی۔

"مام پریشے نے سیکنڈ پوشین سے گریجویشن مکمل کرلیا ہے۔"

"ارے کیا واقعی؟"

وہ بے یقینی سے تائید چاہ رہی تھیں۔پریشے نے اثبات میں سر ہلایا۔

گھر کے سب لوگوں سے اس نے داد وصول کی تھی۔شام سات بجے کا وقت تھا۔لاؤنج میں خاصی گہما گہمی تھی۔میسم ابرار اور فواد خبریں دیکھتے کرنٹ افیئر زیر بحث ومباحثہ کررہے تھے جبکہ خواتین کھانے پکانے میں مشغول تھیں۔

بھابھی کے علاوہ باقی ساری پلٹون گھر کے لان میں ڈیرہ جمائے بیٹھی تھی۔ نین اور ہمان اتفاق سے ایک ساتھ منظر سے غائب تھے۔ماہیر تھوڑی دیر پہلے ہی آفس سے لوٹا تھااور فریش ہو کر کچھ دیر میسم کے پاس بیٹھ کر اب لان میں بیٹھاان لوگوں کی بے سروپہ باتوں کو انجوائے کر رہا تھا۔

دفعتاً بیرونی دروازہ واہوااور پورٹیکو میں نیو ماڈل کی سفید چمچماتی ہونڈا سیوک داخل ہوئی۔ڈرائیونگ سیٹ سے نین بر آمد ہوا تھا۔

کار کو دیکھ کر سب کی آنکھوں میں ستائش ابھری جس پر سرخ رنگ کا ربن بندھا ہوا تھا۔کار کی چھت پر سرخ رنگ کے ربن سے فلاور بنا ہوا تھا۔

وہ سب لوگ اٹھ کر مخملی گھاس والا حصہ عبور کرتے سرخ روش کی طرف چلے آئے۔

"یہ میری بہن کے لیے۔وعدہ کیا تھا تم سے جب پڑھائی مکمل کر لو گی تب گاڑی کی چابی تمہارے ہاتھ میں ہو گی۔یہ رہی چابی۔"

نین نے اس کی آنکھوں کے سامنے گاڑی کی چابی لہرائی تو پریشے نے بے یقینی سے کار کی چابی پکڑ لی۔

"یہ میری کار ہے؟"

"ہاں بابا! تمہاری کار ہے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ جیسے اس کی بے یقینی بھانپ گیا تھا ہنس کر جواب دے گیا۔

وہ خوشی سے چیخی۔

زین نے یاہو کا نعرہ لگایا تو سب نے ہی پورٹیکو میں تالیاں پیٹ ڈالیں۔

شور شرابے کی آواز پر سب وہیں آگئے۔

"بھئی ایک رائڈ تو بنتی ہے۔"

ماہیر کی فرمائش حاضر تھی۔اس کی دیکھا دیکھی سب نے پیچھا پکڑ لیا۔

"مجھے تو ڈرائیونگ نہیں آتی۔"

پریشے نے سنگین مسئلہ بیان کیا۔

"تم سیکھتی رہنا بعد میں۔فالحال یہاں بہت سارے ڈرائیور موجود ہیں۔کسی سے بھی کام چلا لیں گے۔"

سارہ تیزی سے کہتی کار کا دروازہ کھول کر جھٹ سے بیٹھ گئ۔پھر عالیہ بھابھی زین ماہیر اور پریشے نے بھی ان کی دیکھا دیکھی سیٹ سنبھالی۔

"ماشاللہ ٹبر کا ٹبر کا ہے۔غلطی ہو گئ کار نہیں پبلک بس گفٹ کرنا چاہیے تھی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ڈرائیونگ کرتے نین نے طنزیہ کہا تو سارہ سمیت سب ہنس دیے۔

"اب چل پڑے ہیں تو لگے ہاتھوں آئس کریم بھی کھلا دو۔"

بھابھی نے فرمائش کی تو ماہیر نے بیک ویو مرر سے محبت پاش نظروں سے زویا کو دیکھا۔

"چلو بھئ نین مٹکا بعد میں۔پہلے پیسے نکالو۔"

نین بے مروتی کی حد کر دی تھی۔

"کیوں بھئ کس خوشی میں؟"

ماہیر تحیرزدہ سا گاڑی سے اترا۔پیچھے ساری خواتین بھی باہر نکل آئیں۔

"آئس کریم والا کون سا ہمارے ماے کا پتر ہے۔"

زین نے طنز کیا۔

"آئس کریم والا تو نہیں پر میں تیرے ماے کا پتر ہی ہوں۔"

ماہیر نے والٹ نکالتے خاصے جلے ہوئے انداز میں جواب دیا تھا وہ بچارہ خجل سا ہو گیا۔

"اب باقی لوگوں کو بھی لے آؤ۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

سارہ نے جھنجھلا کر کہا۔ مقصد عائشہ کو بلانا تھا۔ بھلا اس کے بغیر ممکن تھوڑی تھا کہ انجوائے کیا جاتا۔

"فون کر دو۔ رافع اپنی گاڑی میں لے آئے گا۔"

نین نے گھور کر کہا۔

"انہیں اسی گاڑی میں آنا ہے۔ بے فکر رہو آج شوفر گیری کر لو گے تو قد نہیں گھٹ جائے گا۔"

سارہ نے اسے گھر کا۔

نین نے دانت پیسے اور گاڑی زن سے بھگا لے گیا چونکہ وہ لوگ زیادہ دور نہیں آئے تھے تو انہیں پندرہ منٹ ہی لگے تھے۔ رافع آگے تھا جبکہ پیچھے آئینہ اور عائشہ بیٹھی ہوئی تھیں۔

آئس کریم پارلر کے سامنے گاڑی روکتے وہ سرعت سے اترا۔ آئینہ پہلے ہی اتر چکی تھی۔ رافع کو باہر آتے دیکھ کر کچھ سوچ کر ایک نظر عائشہ پر ڈالی جو اسے مدد طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا دوپٹہ نہ معلوم کس کونے میں اٹک گیا تھا۔

وہ رافع کے ساتھ اندر بڑھ گئی تو عائشہ تحیرزدہ رہ گئی۔ نین مارے بندھے اسی کے لیے کھڑا تھا۔ جب اگلے دو منٹ بعد بھی وہ نہ نکلی تو وہ حقیقتاً جھنجھلا گیا۔

"کیا مراقبہ کرنے بیٹھ گئی ہو۔ اب نکل بھی آؤ۔ ملازم نہیں ہو تمہارا جو سردی میں کھڑا انتظار کر تا رہوں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"تم سردی میں ضرور کھڑے ہو سکتے ہو مگر میرے انتظار میں نہیں۔ اتنا تو مجھے یقین ہے۔"

وہ بھی طنز کرنے سے خود کو روک نہ سکی تھی۔

"سنو! میں انتظار کرنے کا عادی نہیں ہو۔ جو چیز نہ ملے چھین لیتا ہو۔ کیا سمجھیں۔"

ونڈو میں جھک کر سرد لہجے میں کہتا وہ اسے کے لیے دروازہ کھول چکا تھا۔ صاف اشارہ تھا کہ وہ اب باہر نکل آئے مگر وہ ہنوز اپنا دوپٹہ نکالنے میں مگن رہی۔

اندھیرا ہونے کے باعث نہ تو کچھ واضح دکھائی دے رہا تھا نہ ہی نین نے غور کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ کئی لمحوں تک انتظار کرتا رہا پر اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر رگوں میں گویا لہو دوڑ گیا۔

"یہاں بیٹھی کیا صارم کا انتظار کر رہی ہو کہ وہ آئے گا اور تمہیں اندر لے جائے گا۔"

انگارے چباتے ہوئے جیسے وہ پھٹ پڑا تھا۔

"ہاں کر رہی ہوں صارم کا انتظار۔"

وہ بھی سلگ کر گویا ہوئی تھی۔

"گو ٹو ہیل ڈیم گرل۔۔۔۔!"

وہ بہت زور سے چیخا تھا اور اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا جبکہ عائشہ نے کار سے نکل کر دروازہ بند کیا۔

چھمک چھلو چھمک چھلو

عائشہ دھک سے رہ گئی۔ پارکنگ میں زرا فاصلے پر چند لوفر لڑکے شراب کی بوتلیں ہاتھ میں لیے گاڑی کے بونٹ پر بیٹھے لہک لہک کر خباثت سے شاید نہیں یقیناً اسے ہی دیکھ کر گنگنا رہے تھے۔

زرا دھیرے چلو زرا دھیرے چلو

ورنہ جاؤ گی پھسل

لچک جائے گی پتلی کمر

اور پھر خوف سے واقعی اس کی کمر تو نہیں پیر ضرور لچک گیا تھا اور ان میں سے ایک لڑکا تیزی چھلانگ لگا کر کودا اور عائشہ کی سمت بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

رات کا وقت پارکنگ میں نیم اندھیرا اور ایسے میں وہ تنہا تھی۔ وہ تو پہلے ہی گھبرا رہی تھی۔ اب خوف سے جان ہی نکل گئی تھی۔

"اف ان ہرنی جیسی آنکھوں میں یہ خوف! آئے ہائے بڑا اچھا ہے۔ قسم سے نشے سی چڑھ گئی ہے تو۔"

اس اوباش لڑکے نے اس کے بالوں کو چھونا چاہا تو اس کی چیخ نکلی تھی۔

وہ اندر آ تو گیا تھا مگر سوچ میں پڑ گیا تھا کہ اگر عائشہ اندر نہ گئی تو ماہر نے اسے باہر اکیلے چھوڑنے پر خوب عزت افزائی کرنی ہے۔

وہ دانت پیستا واپس پلٹ گیا۔ گلاس ڈور دھکیل کر جونہی پارکنگ میں آیا سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

"یو باسٹرڈ۔"

وہ حلق کے بل چیخا تھا۔عائشہ کے اندر جیسے آن کی آن میں طاقت دوڑ گئی تھی۔وہ اسے دھکا دیتی نین کی سمت بھاگ کر اس کے پیچھے چھپ گئی۔ نین نے اس بازو سے پکڑ ایک طرف کیا۔گرفت اس قدر سخت تھی کے اسے اپنا گوشت چرتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

وہ ایک ہی جست میں اس لڑکے تک پہنچا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر پشت پر لے جا کر مروڑ دیا۔اس لڑکے کی چیخیں سن کر باقی بھی دم دبا کر بھاگ گئے۔امیر باپ کی بگڑی ہوئی اولادیں تھی۔دم خم تھا نہیں۔سرپٹ دوڑ لگا دی۔ نین نے اسے بھی لاتوں اور گھوسوں سے خوب نوازہ تھا۔وہ بیچارہ گرتا پڑتا جان بچا کر یوں بھاگا کہ کار بھی پارکنگ سے نکالنے کا ہوش نہیں رہا۔

بھینچے جبڑوں اور سرد تاثرات لیے وہ عائشہ کی طرف پلٹا جو حیرت سے گنگ اس کا یہ روپ دیکھ رہی تھی۔

"انسانوں کے ساتھ ساتھ ان جیسے وحشی جانوروں کا علاج کرنا بھی سیکھ لیا ہوتا تو یہ نوبت نہ آتی۔اگر میں وقت پر نہ پہنچتا تو جانتی ہو کیا ہو جاتا۔تمہاری بے جا ضد نے یہ دن دکھایا ہے۔"

وہ سرخ انگارہ آنکھیں لیے اسے بازو سے تھام کر مقابل کھڑا کرتے درشت لہجے میں غرایا تھا۔

"بے جا ضد نہیں تھی۔دوپٹہ پھنس گیا تھا میرا۔"

نین کو یک بار پیشانی ہوئی مگر پھر وہ لب بھینچ گیا۔

"زبان تو ہے ناں منہ میں۔اس وقت بول نہیں سکتیں تھیں۔"

"تمہیں آنکھیں نہیں دیں اوپر والے نے دکھائی نہیں دے رہا تھا کیا۔"

"زیادہ چپڑ چپڑ کر کے میرا دماغ مت کھاؤ اور چلو اندر۔"

"اینگری مین ڈبل آئسکریم کھائے گا تب بھی دماغ ٹھنڈا نہیں ہو گا۔"

اس کی بڑبڑاہٹ پر نین کے نقوش ڈھیلے پڑے تھے۔

"اتنی دیر لگادی آنے میں؟"

ماہیر نے اچھنبے سے پوچھا۔

"ریسلنگ کر رہا تھا تم بھی آجاتے۔"

اسے دیکھتے وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔

"لگتا ہے ہار کر آیا ہے۔بھائی اس کے لیے ڈبل سکوپ منگواتا کہ دماغ ٹھنڈا ہو۔"

زین نے ماہیر کو مخاطب کیا۔عائشہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی جسے وہ لمحوں میں چھپا گئی۔

واپسی پر نین انہیں ویسے ہی لے کر گیا جیسے لے کر آیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

رات کے کھانے کے بعد وہ لوگ چا ئے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔پریشے تھک کر کمرے میں چلی گئ تھی۔تھکن کیا تھی بس ہمان سے خفگی کا اظہار تھا۔اس کے گمان میں وہ پڑھائی میں اتنی ڈل تھی کے فیل ہو جاتی۔نہ معلوم وہ صبح سے کہاں غائب تھا۔کوئی خیر خبر نہیں تھی نہ ہی اس نے مبارک دی تھی۔

"کل ہمان سے کہنا پریشے کو ساتھ لے جا کر شادی کے جوڑا لے آ ئے اور اس کے ساتھ جو میچنگ وغیرہ رہتی ہیں۔"

نازنین نے ممتا کو کہا تو وہ چائے کے گھونٹ بھرتیں سر ہلا گئیں۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو۔اگلے ہفتے تو مہندی ہے بھلا اب وقت ہی کتنا رہ گیا ہے۔میں تو سوچ رہی تھی کہ آج ہی ہو جاتا یہ کام بھی مگر نہ جانے یہ لڑکا کہاں نکل گیا ہے۔"

ممتا بیگم نے نازنین کی رائے سے اتفاق کیا تھا۔ساتھ ہی ہمان کی غیر موجودگی پر فکر مند بھی ہوئی تھیں۔

"اس گھر میں ہنگامہ تو ہمیشہ ہی ہوتا ہے مگر شادی والا گھر ہے کچھ سپیشل ہونا چاہیے۔"

کشن پر بیٹھے صوفے سے ٹیک لگائے زین نے کہا۔

"اب کیا سر نیچے ٹانگے اوپر کر لیں۔"

نین نے چڑ کہا تو سب کی ہنسی چھوٹ گئ۔

"ویسے کوئی مضائکہ نہیں ہے اچھے لگو گے ایسے بھی۔"

سارہ نے لقمہ دیا۔

"پھپھو میں زین کی بات سے اتفاق کرتی ہوں۔شادی والا گھر ہے۔کچھ گانا بجانا تو ہونا چاہیے۔گھر کی لاڈلی کی شادی ہے۔"

"کیا خوب کہا ہے تم نے زویا جاؤ کچن سے پرات اٹھا لاؤ اور تم لڑکیوں زرا نیچے اتر آؤ چباروں پر چڑھ گئی ہو۔"

انھوں نے زویا کو حکم دے کر باقی سب کو گھر کا تو وہ سب کی سب نیچے گھیر اڈال کر بیٹھ گئیں۔آئینہ کے لیے یہ سب بے حد دلچسپ تھا۔

"یہ لیں پرات۔کیا چمچ بھی لا کر دوں؟"

زویا کے معصومیت سے پوچھنے پر چچی نے اچھنبے سے اس کی طرف دیکھا۔

"ناں میں تمھیں چاٹ بیچنے والی نظر آرہی ہوں جو چمچ سے پرات پیٹوں گی حد کرتی ہو بھئی۔پرات بجاؤں گی ہاتھ سے دیکھتی جاؤ بس۔"

پہلے انہوں نے پرات کو الٹا رکھ کر بجا کر تھوڑا سا ڈیمو دیا تو زویا اور آئینہ کو خوشگوار سی حیرت ہوئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"بی بنو کو بلا لاؤ۔اس کے بنا محفل ادھوری ہے۔"

نازنین نے ہنستے ہوئے کہا تو زویا سے پہلے آئینہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

پریشے لحاف لیے آنکھوں پر ہاتھ رکھے یونہی لیٹی ہوئی تھی۔

"میں آجاؤں؟سو تو نہیں رہی ہو؟"

"ارے نہیں نہیں بس یونہی لیٹی ہوئی تھی سونے کی کوشش کر رہی تھی۔آؤ نا تم۔"

وہ لحاف ایک طرف کرتی اس کے لیے جگہ بنانے لگی۔

"میں تم سے بات کرنا چاہتی تھی مگر شادی کے ہنگاموں میں وقت ہی نہیں مل سکا۔اچھا ہوا تم ادھر آگئیں نیچے تو انہوں نے ہڑبونگ مچایا ہوا ہے۔"

آئینہ دھیمے سے ہنس دی۔

"یہ سب رشتے بھی کسی نعمت سے کم نہیں۔"

"سچ کہہ رہی ہو آئینہ۔مجھے تنہائیوں سے وحشت ہوتی ہے۔اپنی فیملی کے بغیر نہیں رہ سکتی میں یہاں تک کہ اگر سارہ بھی ہفتے میں ایک چکر یہاں کا نہ لگائے تو دل بے چین ہو جاتا ہے ادھر سب کا۔"

وہ بھی سب کا پیار یاد کرتے مسکرائی۔

"مجھے معاف کر دو آئینہ ! مجھے کچھ بھی نہیں پتا تھا۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ ہمان مجھ سے ناراض ہو گئے تھے کہ میں نے زندگی میں کبھی بھی کسی سے بد تمیزی نہیں کی مگر میں ہمان کو شیئر نہیں کر سکتی۔ جو دیکھتی گئی اس سے اپنے تئیں کہانی اخذ کرتی گئی۔ نتیجے میں اپنا ہی نقصان کر لیا۔"

وہ شرمندہ سی تھی۔ چہرہ جھکائے دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔

"جن سے ہم محبت کرتے ہیں انہیں پانے کے لیے اور کھونے سے بچانے کے لیے کچھ بھی کر جاتے ہیں۔ تمہاری کوئی غلطی نہیں۔ تم نے وہی دیکھا جو سامنے تھا۔ پس پردہ کیا تھا اس کا علم نہیں تھا تمہیں۔ ہاں اگر سب جانتے بوجھتے تم ایسا کرتیں تو تمہارا معافی مانگنا بنتا ہے۔"

اس کے ہشاش بشاش لہجے پر پریشے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تم مجھ سے خفا نہیں ہو؟"

"اونہوں! بالکل بھی نہیں۔"

"شکر ورنہ مجھے تب تک سکون نہیں ملتا جب تک تمہاری خفگی دور نہیں ہو جاتی تھی۔"

وہ مسکرا کر بولی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"نیچے آجاؤ۔ہادیہ چچی بلا رہی ہیں۔"

"اونو کیوں بلا رہی ہیں؟میں بہت تھک گئی ہوں۔"

وہ روہانسی ہو گئی۔

"اب تو شادی تک تھکنا ہی ہے۔ایک ہی بار ساری تھکن اتار دے گا ہمان تمہاری۔"

آئینہ نے معنی خیزی سے کہا تو وہ سرخ پڑتی جھینپ گئی۔پھر بالوں کو لپیٹ کر جوڑے کی شکل دیتی دوپٹہ سینے پر پھیلائے اس کے سنگ نیچے آ گئی جہاں وہ سب لوگ اسی کے منتظر تھے۔

"بی بنو بیٹھو ادھر۔"

بھابھی نے اسے پکڑ کر صوفے پر بٹھا دیا۔

سب کی موجودگی میں وہ شرماسی گئی تھی۔دوپٹہ سر پر اوڑھتے وہ نازنین کے ساتھ لگ گئی۔

ممتا بھی فارغ ہو کر وہیں آ گئیں۔

"چلو بھئی سارہ شروع ہو جاؤ۔"

"چچی جان جہاں یہ شروع ہوئی وہاں ہمارے کان کو پردے پھٹ جائیں گے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نین نے مسکینیت سے کہا تو سارہ خونخوار ہوتی اس پر کشن کی بارش برسا گئی۔زین قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔

"چچی آج آپ سنائیں کچھ۔"

آئینہ کی فرمائش پر انہوں نے پرات بجانی شروع کی اور گلا کھنکار کر شروع ہو گئیں۔

بنو تیری انکھیاں سرمے دانی

بنو تیری انکھیاں سرمے دانی

بنو تیرا مکھڑا لاکھ کا رے

بنو تیرا مکھڑا!

بنو تیرا مکھڑا لاکھ کا رے

بنو تیرا کنگن ہے ہزاری

بنو تیری انکھیاں سرمے دانی

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بنو تیری انکھیاں سرمے دانی

بنو تیرا جھمکا لا کھ کارے

بنو تیرا جھمکا!

بنو تیرا جھمکا لا کھ کارے

بنو تیری جھانجھر ہے ہزاری

بنو تیری انکھیاں سرمے دانی

پریشے سر جھکا ناز نین اور ممتا کے نرغے میں بیٹھی بامشکل اپنے آنسو ضبط کیے بیٹھی تھی۔ دل بھر بھر آ رہا تھا۔ ہمان کچھ دیر پہلے ہی آیا تھا اور ادھر رنگا رنگ محفل جمی دیکھ کر وہیں ماہیر کے ساتھ ٹک گیا بلکہ رافع اور زین نے زبردستی کھینچ کر بٹھا لیا تھا۔ اس نے بھابھی کو اشارہ کیا تو وہ اسے چائے کا کپ پکڑا کر دوبارہ سارہ کے ساتھ بیٹھ گئیں۔

ہمان کی پر تپش نظریں پریشے کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔ وہ شرمائی لجائی سی کس قدر اپنی اپنی سی لگ رہی تھی۔ سیدھا دل میں اتر رہی تھی۔ پریشے نے کسی کی نظروں کی تپش خود پر محسوس کی تو زرا کی زرا نظریں

اٹھائیں اور ہمان کو دیکھ کر دوبارہ جھکالیں۔وہ ان نظروں کی تاب کیسے لاتی۔دل دھڑک دھڑک گیا تھا۔اس کی بولتی نظریں اس کی ہتھیلیاں نم کر گئ تھیں۔

اس پر چچی کی آواز اور ما حول بناتا گانا وہ دل تھام کر رہ گئ۔سارہ سمیت سب تالیاں بجاتی چچی کا ساتھ دے رہی تھیں۔

بنو تیری انکھیاں سرمے دانی

بنو تیری مندری لاکھ کی رے

بنو تیری مندری!

بنو تیری مندری لاکھ کی رے

بنو تیری نتھنی نے ہزاری

بنو تیری انکھیاں سرمے دانی

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بنو تیری انکھیاں سرے دانی

بنو تیرا جوڑا لاکھ کا رے

بنو تیرا جوڑا

بنو تیرا جوڑا لاکھ کا رے

بنو تیرا ٹیکا ہے ہزاری

بنو تیری انکھیاں سرے دانی

بنو تیری انکھیاں سرے دانی

بنو تیرا بنّا لاکھ کا رے

بنو تیرا بنّا

بنو تیرا بنّا لاکھ کا رے

بنو تیری جوڑی ہے ہزاری

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بنو تیری انکھیاں سرمے دانی

ہادیہ چچی کے آخری جملوں پر وہ حیا سے کٹ کر رہ گئ تھی۔پلکوں کی چلمن رخساروں پر گرا ئے وہ نازنین کے کندھے میں منہ دیے دوپٹہ سرکا گئ تھی۔نازنین مسکرادیں۔

وہ اس کا گریز اچھے سے سمجھ رہی تھی۔

"چچی زرا دکھائیں تو بنو کی آنکھوں میں سرمہ ہے بھی کہ نہیں۔"

ہمان کی شوخیاں عروج پر تھیں۔

"میاں زیادہ شوخے نہ بنو سیدھا اپنے کمرے میں جاؤ ورنہ دو جوتے لگاؤں گی۔"

چچی نے اسے گھرکا تو زین اس کی درگت پر ہنس دیا۔کم و بیش وہاں سب ہی ہنسی ٹھٹھول کر رہے تھے۔

"سرمے کا تو پتا نہیں مگر جوڑا لاکھوں کا ہی ہو گا اور نتھنی بھی ہزاری ہو گی۔"

"اور میری جوتی بھی سات نمبر کی ہو گی میاں دولہے۔"

پھپھو ہنس پڑیں اور پریشے کو کمرے میں لے گئیں۔

نین کتنی ہی دیر اسے اوپر جاتے گم صم دیکھتا رہا۔اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔اس کا جی چاہا وہ پریشے کو سینے سے لگا کر ڈھیر سارا رو دے۔

نہ معلوم وہ اس کی انگلی پکڑ کر چلنے والی کب اتنی بڑی ہو گئ تھی۔وہ اس کی بے تہاشہ لاڈلی تھی فواد صاحب سے اتنی مانوس نہیں تھی جتنی نین سے تھی۔

"ارے میری پری کیوں رو رہی ہے؟"

"نین بھیا میری گڑیا کی شادی ہے۔مجھے ڈول ہاؤس چاہیے۔عاشی نے میرا ڈول ہاؤس توڑ دیا۔"

معصوم سی باریک سی آواز میں شکایت پنہاں تھی۔

"بس اتنی سی بات میں کل لے آوں گا مگر اس میں رونے والی کون سی بات ہے۔"

"میری گڑیا کی شادی عالیہ کے گڈے سے ہو جائے گی ناں۔اسی لیے مجھے رونا آرہا ہے۔"

"بری بات ہے روتے نہیں ہے۔کل کو میری پری بڑی ہو گی پھر میں اس کی شادی کروں گا۔یہ تو اللہ کا بنایا ہوا رول ہے ناں بچے۔"

"جب میں چھوڑ کر چلی جاؤں گی تو آپ کو رونا نہیں آئے گا۔"

سات سال کی پریشے کی بے ساختہ بات پر نین اسے خود میں بھینچ گیا تھا۔

"اونہوں! میں اپنی پری کو دور بھیجوں گا ہی نہیں۔ وہ ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے رہے گی۔"

نین کی آنکھ سے ایک موتی ٹوٹ کر نیچے گرا تھا۔

وہ تیزی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ سارہ نے گہری سانس خارج کی۔

"اسے کیا ہوا۔ اچانک اٹھ کر چلا گیا۔"

ماہیر نے اچھنبے سے پوچھا۔

"کچھ نہیں! پریشے کو لے کر جذباتی ہے وہ۔ جانتے تو ہیں آپ ماہیر بھائی۔ کتنی محبت کرتا ہے اس سے۔"

ماہیر مسکرا دیا۔

"سارہ ایک کپ چائے بنا دو اپنے چاچو کو۔ سر درد کا کہہ رہے تھے۔ ایک پیناڈول بھی دے دینا۔"

وہ علیزے کے لیے فیڈر تیار کر رہی تھی۔لاؤنج میں بیٹھیں ممتا نے اسے مخاطب کیا۔

"کیا کر رہی ہیں آپ؟ یہ کس قدر خوبصورت ہے۔"

آئینہ حیران کن نظروں سے انہیں زرد رنگ کے دوپٹے پر گوٹے کا کام کرتے دیکھ کر ستائش سے کہنے لگی۔

"پریشے کے لیے مایوں کا دوپٹہ تیار کر رہی ہوں۔"

"ہاں مگر اتنی محنت۔ابھی تو کافی کام رہتا ہے اس میں۔"

بھابھی نے تعجب کا اظہار کیا۔

"میری خواہش ہے کہ اپنے ہاتھوں سے اس کے لیے دوپٹہ تیار کروں۔"

"ماشاللہ چچی جان آپ کے ہاتھ میں تو بڑا ہنر ہے۔"

آئینہ نے بے ساختہ کہا۔

"ویسے نکاح کا دوپٹہ تیار کرنا چاہیے تھا۔"

"لو وہ تو ہو بھی گیا۔"

ہادیہ چچی ہنس دیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"تم نے کپڑے بنا لیے؟"

"نہیں! بھابھی لوگوں کے ساتھ جانے کا سوچ رہی ہوں۔"

جوڑا لپیٹتی وہ زویا کے ساتھ مل کر کھانے کا انتظام دیکھنے لگی۔

"یہ لوگ دوپہر کے کھانے کے بعد نکلیں۔ تم بھی ساتھ ہی چلی جانا۔علیزے کو میں یا تمہاری چچی سنبھال لیں گی۔

اور پریشے کی شاپنگ کا کیا بنے گا۔"

آئینہ مستفسر ہوئی۔

"ارے اچھا یاد دلایا زرا اسے فون لگاؤ۔لڑکا دنیا جہاں کی خاک چھانتا پھرتا ہے مگر مجال ہے جو گھر میں ٹک کر بیٹھ جائے۔"

ماتھے پر ہاتھ مارتے انہوں نے آئینہ کو کہا تو وہ لینڈ لائن نمبر سے اسے کال ملانے لگی۔ عین اسی وقت داخلی دروازے سے ہمان اندر آتا دکھائی دیا۔

سلام کرتے ساتھ ہی وہ صوفے پر ٹک گیا۔

"کہاں مغزماری کرتے پھر رہے ہو۔ پریشے کو ساتھ لے جاؤ شادی کے کپڑوں کی خریداری کر لے گی۔ یہ لڑکیاں بھی جا رہی ہیں۔ ایک ساتھ ہی چلے جانا۔"

"ماشااللہ گنتی کریں کتنی ہیں۔ بھابھی سارہ عالیہ عائشہ آئینہ پریشے کیا سب ایک ہی گاڑی میں پوری آجائیں گی۔"

وہ مصنوعی طنز کرتے گویا ہوا۔

"نین کو فون کر دیا تھا میں نے دو بجے تک گھر آجائے گا۔ فکر نہ کرو۔ چائے بنواؤں تمہارے لیے؟"

وہ اس کے لیے متفکر تھیں دوپٹہ ایک طرف رکھ کر اٹھتے ہوئے استفسار کرنے لگیں۔

"سٹرونگ سی چائے میرے کمرے میں بھجوا دیں۔"

وہ ایک گہری نظر دوپٹے پر ڈالتا مسکراتا ہوا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ہمان کو چائے دینے کے بعد دوپہر کا کھانا تقریباً وہ تیار کر چکی تھیں۔ ایک بجتے ہی ٹیبل لگا دی گئ تھی۔ پریشے نے سیر ہو کر کھایا تھا۔ سارہ نے چچی کے کہنے پر اس کی پسندیدہ ڈشز تیار کی تھیں۔ ہمان البتہ کھانے پر موجود نہیں تھا۔ بھابھی اسے بلانے گئیں تو وہ نیند میں غرق تھا۔

کھانے کے بعد وہ آئینہ کے ساتھ پھپھو کی طرف آ گئ۔ وہ لوگ بھی کھانے سے فارغ ہوئی تھیں۔ عائشہ ہاسپٹل سے رات میں آتی تھی۔ کل وہ جلدی آ گئ تھی مگر آج انہیں اسے ہاسپٹل سے پک کرنا تھا۔

عالیہ اور پھپھو لاؤنج میں مل گئی تھیں۔

"نین آفس سے نکل گیا ہے۔ تیار ہو جاؤ۔ علیزے بھی سو رہی ہے۔ تب تک ہمان بھی جاگ جائے گا۔"

"تم لوگ نکلو گے تو میں بھی بھابھی کے پاس چلی جاؤں گی۔"

نازنین نے سارہ کے جواب میں کہا۔

عالیہ کچن سے فارغ ہو کر تیار ہو کر نیچے آئی پھر پھپھو لوگوں کے ساتھ ہی ادھر آ گئی۔

ہادیہ چچی پریشے کے کپڑے پیک کر رہی تھیں وہ بھی ان کے ساتھ کام کروانے لگ گئیں۔

"لو آ گیا نین۔ آفس سے تھک کر آیا ہے جاؤ زرا بھائی کو چائے بنا کر دو۔"

ہادیہ چچی نے پریشے کو مخاطب کیا تو وہ گڑبڑا گئی۔ باقی سب بھی قدرے چونک گ ئے۔

"لو اب مجسمہ کیوں بن گئی ہو۔ جاؤ شاباش چائے بناؤ۔"

اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر وہ ٹوک گئیں۔

"چچی مجھے چائے نہیں بنانی آتی۔"

وہ انگلیاں چٹخاتی بے بسی سے روہانسی ہو کر بولی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اس میں کون سی بڑی بات ہے۔ چولہے پر پانی چڑھاؤ جوش آنے پر پتی اور چینی ڈال دو۔"

"یہ جوش کب آتا ہے۔"

وہ حقیقتاً چڑ گئی۔ سارہ سمیت سب ہنس دیے۔

"مما دیکھ لیں انہیں۔"

وہ رو دینے کو تھی۔ اب یہ اس کی غلطی تو نہ تھی کہ بچپن سے اب تک اسے گھر بھر کی لاڈلی ہونے کے باعث کسی کام کو ہاتھ لگانے نہیں دیا گیا تھا۔ اسے نکما بنانے میں زیادہ ہاتھ نین ممتا اور ناز نین کا تھا۔ رہی کسر ہمان پوری کر دیتا تھا۔

"نہ بھئی میری بیٹی پر ہنسو نہیں۔"

ممتا نے ان سب کو گھر کا تو وہ مسکراہٹ دبا گئیں۔

"چلو میں خود تمہیں چائے بنانا سکھاتی ہوں۔ شوہر کے دل کا راستہ معدے تک ہو کر جاتا ہے۔"

وہ سمجھانے لگیں۔

"پر میرے شوہر مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ ان سب چونچلوں کی ضرورت نہیں۔"

"ہاہائے۔شادی قریب ہے اور زبان دیکھ رہی ہو ناز نین۔لڑکیاں ہوتی ہیں شرماتی ہیں لجاتی ہیں۔بھئ قصور اس کا بھی نہیں ہے۔یہاں تو پلٹون کی پلٹون ہی بگڑی ہوئی ہے۔"

وہ کچن میں کھڑیں بڑبڑا رہی تھیں۔

انھوں نے پریشے کو چائے بنانے کا طریقہ بتایا۔ہادیہ چچی کے ہوتے ہوئے مجال تھی دھیان بھٹک جاتا۔پوری دلجمعی سے ان کی ترکیب اور بے پر کی باتیں سنتی رہی۔چائے بنی تو چھان کر کپ میں ڈالتی تیزی سے نین کے کمرے کی طرف بڑھی۔

معاًسیڑھیوں سے بے دھیانی میں ہمان بھی تیزی سے اترا تھا۔پریشے بھی اپنے دھیان میں تھی۔دیکھ نہ سکی اور دونوں کا تصادم ہوتے ہوتے بچا مگر ہاتھ میں پکڑی ٹرے میں موجود کپ سے چائے چھلکی تھی اور ہمان کی قمیض داغ دار کر گئ۔گرم گرم بھاپ اڑاتی چائے میں جلن اس قدر شدید تھی کہ وہ بلبلا اٹھا تھا اور غصے کی شدت سے قمیض کے داغدار غصے کو سہلاتا وہ سر جھکائے چیخا تھا۔پریشے کو تو اس نے ابھی تک دیکھا ہی نہیں تھا

" واٹ دا ہیل۔دیکھ کر نہیں چل سکتی ہو کیا"

وہ غصہ کرنا نہیں چاہتا تھا پر کر گیا کہ تکلیف برداشت سے باہر تھی۔

ممتا تو فورا ہمان کی طرف بڑھی تھیں۔

"پریشے دیکھ کر کام کرتے ہیں بیٹا۔"

وہ متفکر سی ہمان کی طرف متوجہ تھیں۔اچھی خاصی چائے گری تھی۔وہ پریشے کو ٹوکتی ہوئی بولیں۔

"پریشے پتر! سمجھدار ہو جا۔اب تو شادی ہونے جا رہی ہے۔زویا کو دیکھ پورا گھر سنبھال رکھا ہے۔"

پریشے کی نم آنکھوں سے ایک آنسو گرا تھا۔وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔وہ اور بھی کچھ کہہ رہی تھیں مگر ہمان نے انہیں چپ کروا دیا۔

اس کی نظر تو ہادیہ چچی کے پریشے کا نام پکارنے پر ہی ٹھٹھک گئ تھی۔وہ گہرا سانس لے کر رہ گیا۔

ہمان کی ڈانٹ ممتا اور ہادیہ کی باتیں اس کا نازک سا دل چھن سے ٹوٹ گیا۔

نازنین فوری اس کی طرف لپکی۔نہ معلوم کیوں مگر دونوں بھابھیوں کا اس کو۔ڈانٹنا آج انہیں ہرگز اچھا نہیں لگا تھا۔وہ پریشے کو اپنے حصار میں لے گئیں جو چپ چاپ آنسو بہا رہی تھی۔

"چچی جان! غلطی میری تھی۔مجھے دھیان سے چلنا چاہیے تھا۔"

پریشے کے آنسو دیکھ کر وہ رومال سے داغ صاف کرتا ہوا نرمی سے بولا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"رہنے دے ہمان کب تک پردہ ڈالے گا اس کی غلطیوں پر۔لاڈ پیار اپنی جگہ مگر لڑکیاں گھر کا کام کرتی اچھی لگتی ہیں۔ چھوٹے موٹے کام کرے گی تو ہی تو سیکھے گی۔اب تو خیر سے فارغ ہوتی ہے۔گھر میں رہ کر کام کاج میں ہاتھ بٹائے گی تو ان شااللہ جلد ہی سلیقہ مند بن جائے۔شادی میں دن ہی کتنے رہ گئے ہیں۔دھن دولت سب دے سکتے ہیں پر بیٹیوں کے نصیب نہیں لکھ کر دے سکتے ماں باپ۔"

اس وقت ہادیہ بیگم سچائی کا پیکر بنی ہوئی تھیں۔

"ادھر آ میرے پاس میری لاڈو۔"

انہوں نے بازو وا کیے تو پریشے نازنین سے الگ ہوتی ان کے پاس چلی آئی۔

سارہ اور عالیہ کی کب کی رکی سانس بحال ہوئی۔

انہوں نے پیار سے پچکار کر پری کو اپنے پاس بلایا۔

"میری باتوں کا برا نہیں منانا۔بھئی میں تو عالیہ کے پیچھے بھی یونہی ہاتھ دھو کر پڑی رہتی ہوں جبکہ میری عالیہ بڑی سگھڑ ہے۔بس ماں ہوں ناں بیٹی کو ہر طرح سے پرفیکٹ دیکھنا چاہتی ہوں کہ کل کلاں کو کوئی انگلی نہ اٹھا دے اور پھر تو بھی تو میری بیٹی ہے کل کو تجھے کوئی کچھ کہے گا تو تکلیف تو ہمیں ہی ہو گی ناں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ بہت نرمی سے محبت سے اسے سمجھا رہی تھیں۔جو بات کبھی ممتا اور ناز نین اسے نہیں کہہ سکیں کہ ان دونوں کے تو وہ جگر کا ٹکڑا تھی۔ پھر جن نازک حالات سے وہ گزری تھی اسے تو وہ گرم ہوا بھی نہ لگنے دیتی تھیں۔

"جاہمان پتر کو دیکھ جا کے کہیں زیادہ تو نہیں جل گیا۔"

"پر وہ نین بھیا کی چائے۔"

اس کا گریز اور حیا پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئ۔

"وہ بھی کوئی نہ کوئی بنا لے گا۔"

ہمان گہری نظروں سے خاموش سے اپنے ساتھ چلتی پریشے کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ اچھی کی چچی جان نے اچھا خاصا موڈ خراب کر دیا۔اب محترمہ کو منانا پڑے گا۔"

وہ بڑبڑاتا ہوا اندر آیا اور الماری سے کپڑے لے کر جونہی پلٹا تو نظر پریشے پر ٹھہری جو اس کشمکش میں تھی کہ اندر جائے یا نہیں۔

"اندر آجاؤ پریشے میڈیکل باکس بیڈ کی سائیڈ ٹیبل میں ہے۔نکال لاؤ۔"

وہ جل بھن گئ۔کچھ کل کا غصہ تھا اور آج کی ڈانٹ کا جو دانستگی میں وہ کھا چکی تھی۔

پیر پٹختی اندر آئی اور میڈیکل باکس نکال کر بیڈ پر اس کے سامنے آ بیٹھی۔

وہ بغیر قمیض کے بیڈ پر نیم دراز تھا۔

پریشے کو ٹوٹ کر حیا آئی۔ دل اتنی زور سے دھڑکا کے بس نہیں چل رہا تھا کہ پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے۔ ہاتھ کپکپا سے گئے۔

ہمان کے اور اس کے درمیان ہمیشہ ایک پردہ حائل رہا تھا اور اس پردے کو برقرار رکھنے میں ہمان کا زیادہ ہاتھ تھا مگر اب تو سچویشن ہی کچھ ایسی تھی نہ تو وہ بھاگ سکتی تھی نہ ہی کچھ کہہ سکتی تھی۔

ہمان نے بغور اسے دیکھا۔ جو سر تا پیر لرز رہی تھی۔ پلکیں تک محو رقص تھیں۔ ہاتھ میں پکڑی ٹیوب کا ڈھکن کھولتے ہی ٹیوب انگلی پر لگاتی دل کو ڈپٹتی ضبط سے جونہی اس کے سینے پر نظر کی اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ کتنا حصہ جھلس گیا تھا تکلیف کے باعث اس کا غصہ فطری تھا۔

اس کے ٹھٹھکنے پر وہ اس کے آگے چٹکی بجا گیا تو وہ ہڑبڑاتی ہوش میں آئی۔

آئنمنٹ کپکپاتے ہاتھوں سے لگاتے اس نے جیسے کے ٹو کی پہاڑی سر کی تھی۔

جلدی سے میڈیکل باکس بند کر کے وہ واپس الماری میں رکھ آئی۔

"آپ کو اتنی جلدی شرٹ نہیں پہننی چاہیے تھی سارا آئنٹمنٹ اسی پر لگ جائے گا اور جھلسے ہوئے حصے پر شرٹ بار بار لگے گی تو زخم میں مزید تکلیف ہو گی۔"

گو کہ وہ اب اس کے سامنے آرام دہ حالت میں تھی مگر اسے ہمان کی فکر تھی۔

"انہوں! بس زرا سکون ہے یوں بھی ابھی تم لوگوں کو شاپنگ پر لے کر جانا ہے۔"

"شاپنگ کہیں بھاگی نہیں جا رہی پھر کبھی چلے جائیں گے۔"

وہ جھنجھلا سی گئی۔

"میری جان! میں بالکل ٹھیک ہوں"

اس کا گال تھپتھپاتا وہ مسکرایا تو پریشے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"یہ جان جان کہنا چھوڑیں ورنہ۔"

پریشے نے اسے دھمکایا۔

"دھمکی مت دو مجھے۔ یہ کھڑکی دیکھ رہی ہو ناں۔"

پریشت نے گردن موڑ کر لان میں کھلنے والی کمرے کی واحد کھڑکی کو دیکھا۔

"ابھی یہاں سے اٹھا کر لے جاؤں گا تو کون روک سکتا ہے مجھے۔"

وہ دلچسپی سے پریشے کے چہرے پر چھائے گھبراہٹ کے تاثرات انجوائے کر رہا تھا۔

"ایسا کرارہ تھپڑ رکھوں گی ناں ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔اتنا آسان ہدف سمجھ رکھا ہے کیا۔"

غصہ میں اس کی زبان پھسلی تھی اور دوسری طرف ہمان کا قہقہہ فلک شگاف تھا۔

"اوہ! مائے گڈنیس تم!"

وہ ہنسا۔

"تم مجھے تھپڑ مارو گی۔تم! سیریسلی۔"

وہ جیسے ہنسی سے دوہرا ہو رہا تھا۔

"اس میں ہنسنے والی تو کوئی بات نہیں ہے۔"

وہ کندھے اچکا کر گویا ہوئی۔

"تو میری جان! نہ ہنسنے والی بھی تو کوئی بات نہیں ہے نا۔"

اس کی ہنسی پر پریشے خجالت سے سرخ پڑ رہی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ رخ پھیرے خجل سی ہو کر یونہی اپنے بال سنوارنے لگی۔

چاند شرمائے گا چاندنی رات میں

یوں نہ زلفوں کو اپنی سنوارہ کرو۔

"آپ کے پاس تو بیٹھنا ہی فضول ہے۔ عجیب بہکی بہکی شاعری کر رہے ہیں۔"

ہمان نے اس کا ہاتھ تھام لیا گویا جانے کی تمام راہیں مسدود تھیں۔

"بہکی بہکی ہوں یا چہکی چہکی۔ صرف تمہارے لیے ہیں۔"

اس کے چہرے پر آتی زلفوں کے پیچھے کیے وہ مخمور لہجے میں گویا ہوا۔

نین کے فریش ہوتے ہی وہ لوگ دو گاڑیوں میں آگے پیچھے شاپنگ کے لیے نکلے تھے۔ آئینہ تو آ نہیں سکی تھی کے عین موقع پر اس کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ سردی سے نزلہ زکام تو اسے دو دن سے ہو ہی رہا تھا پھر رہی سہی کسر آئس کریم نے پوری کر دی۔ اب وہ صبح سے بخار کی لپیٹ میں تھی ۔ وہ تو ناز نین نے یونہی بیٹھتے وقت

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس کے ہاتھ پر بے دھیانی میں ہاتھ رکھ دیا تو پتا چلا ورنہ وہ تو اب تک خاموش تھی۔ہادیہ چچی اور نازنین نے اس کے خوب لتے لیے اور وہ اسے جانے سے منع کر گئیں۔

سارہ پریشے کے ساتھ پہلے اس کی شاپنگ مکمل کروا رہی تھی۔پریشے کو کوئی تجربہ نہیں تھا جو بھی ڈریس پسند آتی وہ کیجول ہوتی۔سارا نے ماتھا پیٹ لیا۔

"میری بہن شادی کا جوڑا لینا ہے کسی کی شادی میں پہننے کے لیے نہیں۔بھائی آپ برائڈل ڈریس دکھائیں۔"

وہ پریشے کو ٹوکتی شاپ کیپر سے مخاطب ہوئی۔وہ حکم کے مطابق مختلف رنگ اور ڈیزائنز میں طرح طرح کے جوڑے دکھانے لگا۔

"یہ تو اتنے بھاری ہیں سارہ! میں تو گر ہی جاؤں گی۔"

"تو میرا بھائی ہے ناں سنبھالنے کے لیے۔"

کپڑے دیکھتے وہ مسکراہٹ دبا کر گویا ہوئی تھی پریشے جھینپ گئ۔

"ہمان ادھر آنا ذرا۔"

وہ جو قدرے فاصلے پر کھڑا فون پر تیزی سے انگلیاں چلا رہا تھا سارہ کی پکار پر موبائل جیب میں ڈالتا ان کے پاس چلا آیا۔

"پریشے کی شاپنگ خود کرو۔ میری پسند کی ہوئی چیزوں پر تو یہ ناک بھوں چڑھا رہی ہے۔"

وہ شکایتی انداز میں بولی۔

"تم اپنی شاپنگ کرو اس کی فکر چھوڑو اسے میں خود ہینڈل کر لوں گا۔"

سارہ نے عالیہ لوگوں کے ساتھ اپنے بھی کپڑے خریدنے شروع کر دیے۔ ادھر ہمان نے پریشے سے بغیر کوئی مشورہ لیے اس کی ساری شاپنگ مکمل کر لی۔ جیولر سے میچنگ جیولری لیتے وقت جب ہمان نے اسے چند ایک سیٹ دکھائے تو وہ غصے سے اسے دیکھتی کیس سرکاتی شاپ سے باہر نکل گئی۔

ہمان نے جیولری بھی اپنی پسند سے پیک کروالی۔

باہر آیا تو وہ سارہ لوگوں کے ساتھ ایگزٹ ایریا سے باہر نکل رہی تھی۔

گھر آکر بھی اس کا موڈ خراب ہی رہا تھا۔ وہ گاڑی کا دروازہ دھاڑ سے بند کرتی اندر چلی آئی۔

رات ہو گئی تھی۔ کھانا نادیہ چچی اور ممتا چچی نے تیار کر لیا تھا۔ علیزے نازنین کی گود میں تھی۔ گویا پیچھے سے اسے انہوں نے ہی سنبھالا تھا۔

"شکر ہے آ گئی ہو۔ زین بھی آنے والا ہے۔ گھر چل کر کچھ انتظام کرتے ہیں کھانے پینے کا۔"

وہ علیزے کو سارہ کو تھماتی ہوئی عالیہ سے بولیں۔

"اوہ! کچھ کہہ تو نہیں رہے تھے۔"

عالیہ پریشان ہو گئی۔

"نہیں ابھی تک تو وہ آیا نہیں"

"کل کرتی رہنا کھانے کا انتظام آج تو دانہ پانی یہیں لکھا ہے تمہارا۔"

ممتا بیگم نے ٹوک دیا۔

"اچھا نہیں لگتا بھابھی روز روز۔"

"لو بھلا کون سا پڑوسیوں کا گھر ہے خیر سے باپ کے گھر بیٹھی ہو جتنے دن چاہے رہو کھاؤ پیو کسی کا کیا گھٹتا ہے۔"

ہادیہ چچی برا مناتے ہوئے بولیں ان کے اتنے اپنائیت سے بولنے پر وہ نہال ہو گئیں۔

"آپ لوگوں کا پیار ہے بھابھی ورنہ رشتوں کے خون آج کل کے دور میں سفید پڑ گئے ہیں۔ بیٹیاں سسرال کی ہو جائیں تو باپ گھر باپ گھر نہیں رہتا۔"

وہ مشکور لہجے میں گویا ہوئیں۔

"بی بنو کا ہے منہ لٹکائے بیٹھی ہو۔"

ہادیہ چچی نے اس کے غصے سے چپ چاپ بیٹھے دیکھا تو مستفسر ہوئیں۔

"بس کوئی مجھ سے بات نہ کرے۔"

"ہائیں وہ کیوں بھلا۔ کیا حکومت نے ٹیکس لگا دیا اس پر بھی۔"

وہ ہنستے ہوئے گویا ہوئیں۔

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں چچی۔ مجھے بس اتنا بتا دیں جب میری پسند کی کوئی اہمیت ہی نہیں تو پھر مجھے ان کے ساتھ بھیجا ہی کیوں؟"

وہ بھری بیٹھی تھی۔

"کیا بات ہے پریشے؟"

نازنین نے پیار سے پچکارا۔

عالیہ اور عائشہ بھی اس کے انداز و اطوار دیکھ کر بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ پورے رستے موڈ تو اس کا یوں بھی خراب ہی تھا مگر شاپنگ کی خوشی میں کسی نے پوچھنے کی کوشش نہیں کی۔

https://classicurdumaterial.com/

بھابھی کچن میں تھیں۔سارہ علیزے کو لے کر کمرے میں چلی گئی تھی۔

"شادی میری ہے۔کپڑے میں نے پہننے ہیں مگر آپ کے لاڈلے بھتیجے نے مجھ سے پوچھنے کی زحمت تک نہیں کی کہ کس طرح کا ڈریس لیا جائے یا کس رنگ اور ڈیزائن میں۔یہاں تک کہ سینڈلز اور جیولری میں بھی اپنی من مانی کی۔"

"یہ تو سراسر الزام ہے خادم پر۔پھپھو پوچھیں اپنی چہیتی سے جیولری کا پوچھا تھا مگر نخرے آسمانوں پر تھے۔"

ہمان نہ معلوم کب ادھر آیا تھا۔

"احسان ہے آپ کا۔"

وہ کاٹ کھانے کو دوڑی تھی۔

وہ ہنس دیا۔

"بری بات ہے ہمان پوچھنا چاہیے تھا تمہیں۔ہر چیز اس کی پسند کی لینی چاہیے تھی۔بھلا ساتھ کس لیے بھیجا تھا۔"

وہ اسے ٹوک کر سرزنش کرنے لگیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ خوامخواہ واویلا مچار کھا ہے۔ بھئ دلہن تو ہمان کی ہی بنو گی ناں۔ اسی کے نام کی سجو گی سنورو گی تو کیا مضائقہ ہے گر جو اس کی پسند میں خود کو ڈھال لو تو اور پھر ہمان پتر کی پسند تو لاجواب ہے اب خود کو ہی دیکھ لے آئینے میں۔"

اسے سمجھاتیں وہ آخر میں مسکراہٹ دبا گئیں۔

پریشے خفت سے سرخ پڑ گئ۔

ہمان سر جھٹک کر ہنستا ہوا باہر نکل گیا۔

"کھانا لگ گیا ہے ہمان۔"

"ایک کام سے جارہا ہوں ممکن ہے کہ کھا کر آؤں۔"

"کچھ تو لحاظ کر لیا کریں چچی۔ اس قدر واشگاف الفاظ میں کون بات کرتا ہے۔"

وہ حیا کی روشنیوں میں لپٹی جھنجھلا کر بولی تو عالیہ اور عائشہ ہنس دیں۔

"خود کو مضبوط کرو۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر شرماتی رہو گی تو آگے تو ہوش ہی ٹھکانے پر نہیں رہیں کہ بچارے میرے دیور کے ارمانوں پر پانی بہانے کا پورا بندوبست کر رکھا ہے تم نے۔"

بھابھی ٹیبل لگواتی ہوئی معنی خیزی سے بولیں تو وہ خفگی سے انہیں دیکھتی پیر پٹختی کمرے میں چلی گئ۔

عالیہ اور عائشہ پیٹ پکڑ کر اسکی حالت پر کتنی دیر ہنستی رہیں۔

"آپ کہاں چلیں کھانہ تو کھالیں۔"

وہ سب ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے انہیں اٹھتے دیکھ کر بے ساختہ عالیہ نے ٹوکا۔

"میں زرا آئینہ کو دیکھ آؤں۔ بخار تھا اسے۔ دوا تو میں نے دے دی تھی اب اللہ جانے افاقہ ہوا کہ نہیں۔"

کھانا کھاتے رافع کو اچھوا لگا۔

"آپ چیک کرلیں اگر طبیعت زیادہ خراب ہے تو میں ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں۔"

"ہاں میں زرا دیکھ لوں"

وہ اوپر کمرے میں آئیں تو وہ بخار میں پھنک رہی تھی۔

ان کے تو ہاتھ پیر پھول گ ئے۔

"لڑکی تو بخار میں تپ رہی ہے رافع۔"

وہ ہانپتے ہوئے گھبرا کر بولیں۔

https://classicurdumaterial.com/

"الٰہی خیر! میں تو کہہ رہی تھی اس سے کہ چلے ڈاکٹر کے مگر مانی ہی نہیں۔"

"آپ اسے تیار کر کے لے آئیں میں باہر ہوں۔"

وہ کھانے سے ہاتھ روکتا عجلت میں نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا اٹھا اور کار کی چابیاں لیتا باہر کی جانب بڑھا۔

"میں ساتھ چلو رافع۔"

زین کرسی سے اٹھا۔

"ارے نہیں میں لے جاؤ گا تم سکون سے کھانا کھاؤ۔"

"بیٹھے بٹھائے بخار کیسے ہو گیا؟"

"سردی سے نزلہ زکام تھا باقی آئس کریم کا کمال۔"

عالیہ نے سارہ کی بات کا جواب دیا۔

وہ آپس میں ہی لگی ہوئی تھیں۔

"اونہوں! مجھے لگتا ہے گھر والوں کو یاد کر رہی ہے۔"

عائشہ کی زیرک نگاہوں نے جانے سے پہلے ہی بھانپ لیا تھا۔ وہ اوپرے دل سے خوش تھی۔

"شاید۔"

عالیہ کا جواب خاصا مبہم سا تھا۔

"اکیلے سنبھال لو گے دیکھ لو؟ اگر ضرورت پڑے تو ایک فون گھما دینا۔"

ماہیر نے استہفامیہ لہجے میں پوچھا تو سر اثبات میں ہلا کر اس کی پیشکش پر ممنون ہو تا وہ پورٹکیو میں نکل آیا۔

"چل میری بچی تھوڑی ہمت کر۔ میں تو بول رہی تھی دوپہر میں چلی چلتیں ناں تو یہ بخار زور نہ پکڑتا۔"

اسے چادر اوڑھا کر اپنے سہارے نیچے تک لائیں۔

"بھابھی آپ چلی جائیں ساتھ اکیلی ہے گھبرا جائے گی۔"

نازنین کو یوں اس کا اکیلے جانا اچھا نہیں لگا۔ آج اگر اس کے ماں باپ ہوتے تو اسے اس حالت میں دیکھ کر کبھی اکیلا نہ چھوڑتے۔ نازنین ازل سے نرم خو اور ہمدرد دل رکھتی تھیں۔ لمحوں میں آئینے کے چہرے پر پھیلی اداسی بھانپ گئی تھی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم اسے زرا گاڑی تک لے جاؤ میں اپنی چادر اور پرس لے آؤں۔"

"آپ رہنے دیجیے میں لا کر دیتی ہوں۔"

عالیہ اٹھ کر اپنے پورشن سے ان کی چادر اور پرس لے آئی۔

آئینہ کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھے وہ ہاسپٹل کی طرف گامزن تھیں۔ وہ ان کے کندھے پر سر رکھے نڈھال سی کیفیت میں تھی۔

رافع ے ایک نظر سامنے لگے شیشے میں چھلکتے اس کے عکس کو دیکھا اور پھر نظریں دوبارہ ونڈ سکرین پر جمادیں۔

"طبیعت کیسی ہے اب آپ کی؟"

وہ آفس کے لیے نکل رہا تھا۔ راہداری میں اس سے دیکھا تو لمحے بھر کو رکا۔

"بہت جلدی خیال آگیا۔"

آئینہ کے لبوں سے بے ساختہ شکوہ پھسلا تھا۔ ادھر رافع ایک دم ہنس دیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ماہیر گھر میں شادی کے معاملات سنبھال رہا ہے تو آفس کا سارا کام میرے ناتواں کاندھوں پر ہے۔ سر کھجانے تک کی فرصت نہیں تھی۔ ویسے اگر مجھے پتا ہوتا ہے کہ مریض بے صبری سے میرا انتظار کر رہا ہے تو کچھ لمحے تو اس کے لیے وقف کر ہی دیتے۔"

لو دیتی نظروں سے اسے دیکھتے وہ مسکرا کر گویا ہوا۔

"اب میں بہتر ہوں۔"

اس کے بات گھمانے پر وہ مسکرا دیا۔

"شام میں تیار رہیے گا۔"

"مگر کیوں؟

"شاپنگ نہیں کرنی آپ نے؟"

وہ ایڑھیوں کے بل گھوما۔

"جو حکم۔"

وہ سر خم کرتی مسکرا دی۔

شام کو رافع کی واپسی جلدی ہو گئی تھی تو وہ اسے شاپنگ پر لے گیا تھا۔وہ لوگ رات کو دس بجے گھر لوٹے تھے۔

لاؤنج میں ہادیہ چچی کے ہمراہ سارہ اور بھابھی نے سب کو اکٹھا کر کے محفل جمع رکھی تھی۔ڈھولکی کی تھاپ پر پھپھو سر بکھیر رہی تھیں۔انہیں سارہ نے آگے لگایا تھا۔پریشے اپنے کمرے میں بند تھی۔ایک یہی صدمہ لیے بیٹھا تھا کہ کپڑے اور جیولری اس کی پسند کی نہیں تھی۔اس لیے محفل سے غصے کے باعث وہ بائیکاٹ کر گئی تھی۔یوں بھی کسی نے زور نہیں دیا کہ شادی تک اس کا پردہ کروا دیا گیا تھا۔

اگلے روز ہادیہ چچی نے صبح صبح ساری پلٹون کو اٹھا دیا تھا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر مرد حضرات رات میں ہونے والے مہندی اور مایوں کی تقریب کی سجاوٹ میں لگ گئے تھے۔

رات تک سارے انتظامات مکمل ہو گئے تھے۔تقریب گھر کے لاؤنج میں رکھی گئی تھی۔

پورا گھر زرد رنگ کے گیندے کے پھولوں اور گلاب سے سجا ہوا تھا۔فضا میں پھولوں کی خوشبو رچی بسی ہوئی تھی۔

سارہ زرد رنگ کی میکسی میں بالوں کا جوڑا بنائے اس وقت پریشے کے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑی پریشے کو تیار کر رہی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

علیزے کو وہ پہلے ہی تیار کر چکی تھی جو اب حماد کی گود میں چڑھی ہوئی تھی۔وہ باہر مردوں میں تھا۔

نازنین تو میسم کی طرف تھیں۔عائشہ عالیہ کے کمرے میں اس کے ساتھ ہی تیار ہو رہی تھی۔عائشہ گلابی اور زرد رنگ کے امتزاج والے شارٹ شرٹ اور شرارے میں گڑیا سی لگ رہی تھی۔

بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے کپڑوں کے ہم رنگ کی جیولری پہن کر وہ تیار مکمل کر چکی تھی۔پیروں میں کھوسا پہن کر دونوں اطراف سے کھینچ کر دو لٹیں نکالیں اور دوپٹہ کندھے پر ڈالے وہ تنقیدی نگاہ سے خود کو آئینے میں دیکھنے لگی۔

عالیہ نے اپنے لیے زرد رنگ کی شیفون کی ساڑھی کا انتخاب کیا تھا۔بلاوز گہرے سبز رنگ کا تھا۔

سادہ سی ساڑھی کے کناروں پر گولڈن رنگ کی نگوں والی باریک سی پٹی جھلمل کر رہی تھی۔تیاری اس کی بھی مکمل ہو چکی تھی۔

"سینڈل پہن لو جلدی سے۔کیا سوچتی ہو گی پریشے۔اس کی بہن ہونے کے ناتے مجھے اس کے پاس ہونا چاہیے تھا۔صرف تمہاری وجہ سے ادھر رکی ہوں۔"

وہ خفگی سے اسے احساس دلا گئی۔

عالیہ نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا۔

"میرا تو کوئی رشتہ ہی نہیں اس سے۔"

ایک تو زین صبح سے غائب تھا۔ جس وقت وہ تیار ہونے کمرے میں آیا تھا وہ کچن میں مصروف تھی۔ صبح سے اسے دیکھا تک نہیں تھا۔ وہ تپ اٹھی تھی۔ کتنا دل کر رہا تھا اسے دیکھنے کا۔ اس کا سارہ غصہ عائشہ پر نکل رہا تھا۔

اسے ہنسی آ گئی۔

وہ لوگ گھر لاک کر کے جونہی مین گیٹ سے اندر آئیں۔ زین انہیں لان میں ٹہلتا ہوا ملا۔ وہ شاید فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

عائشہ تو اندر بڑھ گئی تھی جبکہ اس کے قدم وہیں تھم گئے۔ زین کی نظر اس پر پڑی تو ایکسکیوز کرتا موبائل قمیض کی جیب میں ڈالتا اس کے قریب چلا آیا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

مسکراہٹ دبا کر وہ گویا ہوا اور اس کی پشت پر پڑے بال کندھے پر ڈال دیے۔

"اب ٹھیک ہے۔"

"مجھے الجھن ہوتی ہے۔"

عالیہ نے بال پیچھے کر دیے۔زین نے گہری سانس لی۔

"صبح سے غائب ہو شکل تک نہیں دکھائی۔"

"بہن کی شادی ہے۔سو کام ہیں اور پھر بہن بھی وہ جسے بہن سمجھا تو سہی پر نین جیسا بھائی نہ بن سکا۔ نین کا مقابلہ تو شاید میں کبھی نہ کر سکوں مگر پریشے کی شادی میں میں کوئی کسر نہیں چھوڑنا چاہتا۔سچ کہوں عالیہ تو میری دلی خواہش تھی کہ اس کی رخصتی میرے گھر سے ہوتی ۔میں خود اسے رخصت کرتا مگر یہ ممکن ہی نہیں ہے۔اس پر نین کا حق زیادہ ہے اور میں اس سے یہ حق چھیننا نہیں چاہتا۔"

عالیہ نے اس کی اداسی بھانپتے ہی اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"کیا فرق پڑتا ہے۔یہ گھر ہو یا وہ گھر۔ معنی تو یہ رکھتا ہے کہ وہ خوش رہے۔ خیر وعافیت سے یہ شادی انجام پا جائے۔"

زین بدقت مسکرایا۔اس کے احساسات عجیب ہو رہے تھے۔پریشے اس کی ماں جائی تھی۔دونوں کی رگوں میں ایک ہی خون دوڑ رہا تھا مگر پھر بھی اسے پریشے میں ایسی کشش محسوس نہیں ہوئی جیسے نین کو محسوس ہوتی تھی۔وہ پریشے کے لیے کبھی بھی نین نہیں بنا تھا اور اس بات کا احساس اسے آج شدت سے ہوا تھا۔

عالیہ اندر بڑھ گئی تھی۔ پریشے انڈین ڈیزائن کے پنچ رنگی لہنگے پر گلابی کرتی پہنے سر پر ممتا بیگم کے ہاتھ کا بنا دوپٹہ اوڑھے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ باریک جالی والا یہ دوپٹہ سارہ نے بڑی نفاست سے سر پر سجایا تھا۔

"عائشہ چچی سے پوچھو پھولوں کے زیور کدھر رکھے ہیں۔"

عائشہ سر ہلاتی باہر نکل گئی۔ ممتا چچی کے پورشن کی طرف جاتے ہوئے اس کی نظر نازنین پر پڑی جو ملازمہ کو پھولوں والا شاپر پکڑا تیں کوئی ہدایت دے رہی تھیں۔

"بس رہنے دو یہ عائشہ لے جائے گی۔"

"یہ پریشے کے کمرے میں ہی رکھوا دینے تھے۔"

عائشہ نے کہا۔

"سارہ کو پکڑائے تھے۔ وہ بچی کے چکر میں یہیں رکھ کر بھول گئی تھی۔"

انہوں نے بتایا اور مہمانوں میں مگن ہو گئیں۔

عائشہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی اوپر آ رہی تھی۔ ادھر سے نین تیار ہو کر عجلت میں راہداری سے مڑا تو دونوں کا زبردست تصادم ہوا۔

عائشہ اس کے سینے سے بری طرح ٹکرائی تھی۔اسے دن میں تارے نظر آگ ئے تھے۔

پھولوں والا شاپر ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔ماتھا مسلتی وہ سیدھی ہوئی تو نین کو دیکھ کر کچھ بول بھی نہ سکی۔

خوشبوؤں میں بساوہ شخص سفید بوسکی کے سوٹ میں گلے میں زرد اور سبز رنگ کے امتزاج والا پٹکا ڈالے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے دل دھڑ کانے کی حد تک خوبرو لگ رہا تھا۔

نین نے اس کی محویت پوری شدت سے نوٹ کی تھی۔جھک کر شاپر اٹھا کر اس کے ہاتھ میں پکڑایا اور اس کی سائیڈ سے نکل کر کف موڑتا باہر مہمانوں میں چلا گیا۔

عائشہ دل مسوس کر کے رہ گئی۔

"اتنے سے کام میں اتنی دیر لگا دی۔"

سارہ نے جھنجھلا کر کہتے شاپر سے گجرے نکال کر اس کی کلائیوں میں ڈالے۔پھر ایک ایک کر کے سارا زیور اسے پہنا دیا۔

"بس بھی کر دو کیا سر سے لے کر پیر تک تم نے مجھے گملا بنا دیا ہے۔"

پریشے نے کوفت سے کہا۔اسے اتنی تیاری سے الجھن ہو رہی تھی۔

"گملا نہیں باغ کہو باغ۔ جہاں کل رات بہار اترے گی اور پھر ایک آدھ پھول بھی کھل ہی جائے گا۔"

اندر آتی بھابھی نے لقمہ دیا۔ وہ جھینپ سی گئی۔

"اس کا گھونگھٹ ڈال دو۔ ہمان کی نیت بے ایمان ہو جاتی ہے۔"

شیشے میں بال سنوارتی عالیہ نے ٹکڑا لگایا۔

"کل کی رخصتی کہیں آج ہی نہ ہو جائے۔"

آئینہ نے مسکراہٹ دبا کر ترنگ میں کہا تو کمرے میں سب کے قہقہے گونج اٹھے۔

پریشے حیا سے سرخ پڑ گئی۔

نظریں جھکائے وہ ان سب کی بے پر کی باتیں سن رہی تھی کہ ممتا بیگم اندر آئیں۔

"ماشااللہ میری جان! کتنی خوبصورت لگ رہی ہے۔ جاؤ عالیہ کچن سے مرچیں اٹھا کر لاؤ۔ میں اپنی بیٹی کی نظر تو اتاروں۔"

محبت سے اس کا ماتھا چوم کر وہ بولیں تو عالیہ ساڑھی کا پلو سنبھالتی نیچے چلی گئی۔

ممتا بیگم نے اسے صوفے پر بٹھا دیا۔

عالیہ نے ان کے ہاتھ میں مرچیں پکڑائیں تو وہ اس کی نظر اتار کر ملازمہ کو پکڑا کر اسے جلانے کی ہدایت دینے لگیں۔

"مہمان آگئے ہیں۔میں زرانین کو بھیجتی ہو۔"

"چچی اس کا ادھر کیا کام ہے۔"

عالیہ کو حیرت ہوئی۔

"بھئی اس کا سختی سے حکم ہے کہ اس کے بغیر پریشے نیچے نہیں آئے گی۔وہ خود اسے اپنے ساتھ نیچے لائے گا۔کہہ رہا تھا کہ تیار ہو جائے تو بتا دینا۔میں بھیجتی ہوں اسے۔"

وہ بول کر کمرے سے نکل گئیں۔

ماہیر ہمان کو تیار کر رہا تھا۔یہ الگ بات تھی کہ وہ اس کی کسی بات کو خاطر میں لا ئے بنا اسے ایک طرف کر چکا تھا۔

سفید کڑکڑاتے شلوار قمیض پر گلے میں گہرے براؤن رنگ کی چادر ڈالے وہ ہمیشہ کی طرح پر وقار اور وجیہہ لگ رہا تھا۔اس کی شخصیت میں ایک ٹھہراؤ واضح تھا۔

ماہیر اسے کہتا رہ گیا کہ یہ گز بھر کی چادر کے بجائے تقریب کی مناسبت سے گلے میں پٹکا ڈال لے مگر وہ کان لپیٹ چکا تھا۔

"اب اگر من مانی کر لی ہو تو میاں نوشے باہر تشریف لے چلیں۔ مہمان بے صبری سے منتظر ہیں۔"

ماہیر کے طنز پر وہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے اس کے ہمراہ نیچے مہمانوں میں چلا گیا۔

نین کمرے میں آیا تو ان سب نے شکر کی سانس لی۔ پیچھے ہی زین بھی تھا۔

نین نے پریشے کو ایک نظر دیکھا تو دل ڈوب سا گیا۔ صرف آج کا دن تھا کل سے اس کے کل اختیارات اس کے ہاتھوں سے نکل کر ہمان کے پاس چلے جانے تھے۔

بچپن سے لے کر اب تک وہ اس کے لبوں سی نکلی ہر بات پوری کرتا آیا تھا۔ وہ بھی کتنے مان سے اپنی باتیں اور ضدیں منوایا کرتی تھی مگر اب وہ بڑی ہو گئی تھی۔ اس کی شادی ہو رہی تھی۔ نیا رشتہ بنانے جا رہی تھی۔ حساس رشتوں کی نزاکتوں کے کچھ تقاضے تھے جو نین کو پورے کرنے تھے۔

اس نے آگے بڑھ کر پریشے کی بے داغ پیشانی چوم لی۔

وہ فرط مسرت سے مسکرایا تھا۔ ان سب نے رشک سے پریشے کو دیکھا تھا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہے میری بہن۔"

زین نے اس کے سر پر دست شفقت رکھا۔

"میں آپ کی بہن ہوں مگر آپ میرے بھائی نہیں ہیں۔اس رشتے میں مجھے شراکت برداشت نہیں ہے۔آپ نے کبھی میری کوئی خواہش پوری نہیں کی۔ کبھی مجھے اپنی آغوش میں نہیں لیا۔میں آپ سے مانوس نہیں ہوں۔میرے صرف نین بھیاہیں۔"

اس کا دل جانے کیوں بھر آیا تھا۔آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔وہ نین کے سینے سے لگ گئ۔زین اداسی سے مسکرادیا۔

وہ دونوں بھائیوں کے ہمراہ سرخ چنری تلے سہج سہج کر قدم اٹھاتی نیچے آرہی تھی۔

وہ سپوٹ لائٹ کی روشنی میں شوٹ کے لیے رک گ ئے تھے۔بیک گراؤنڈ میں جواد احمد کا مہندی سانگ پلے تھا۔

خواب ناک سی روشنیوں میں مدھم سر بکھرے ہوئے تھے۔

گوری کرت سنگھار

گوری کرت سنگھار

بال بال موتی چمکائے

روم روم مہکار

مانگ سیندور کی سندرتا سے

چمکے چندن وار

گوری کرت سنگھار

گوری کرت سنگھار

جوڑے میں جوہی کی بینی

بانہہ میں ہار سنگھار

کان میں جگ مگ بالی پتّہ

گلے میں جگنو، ہار

صندل ایسی پیشانی پر

بندیا لائی بہار

گوری کرت سنگھار

گوری کرت سنگھار

سبز کٹارا سی آنکھوں میں

کجرے کی دو دھار

گالوں کی سُرخی میں جھلکے

ہردے کا اقرار

ہونٹ پہ کچھ پھولوں کی لالی

کُچھ ساجن کے کار

گوری کرت سنگھار

گوری کرت سنگھار

کَسا ہوا کیسری شلوکا

چُنری دھاری دار

ہاتھوں کی اِک اِک چُوڑی میں

موہن کی جھنکار

گوری کرت سنگھار

گوری کرت سنگھار

سہج چلے پھر بھی پائل میں

بولے پی کا پیار

اپنا آپ درپن میں دیکھے

اور شرمائے نار

https://classicurdumaterial.com/

نار کے رُوپ کو انگ لگائے

دھڑک رہا سنسار

گوری کرت سنگھار

گوری کرت سنگھار

عائشہ عالیہ سارہ اور بھابھی نے پریشے کے سر پر سرخ دوپٹہ رکھا ہوا تھے جس کے سا ئے تلے وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

ہمان سٹیج پر بیٹھا تھا۔ محفل میں بے اختیار شور اٹھنے کے باعث نظر بے اختیار ہی لڑکیوں کے نرغے میں چلتی پریشے پر ٹھہر سی گئی۔ سپوٹ لائٹ کی روشنی میں یوں بھی وہ کچھ اور دیکھ ہی نہ سکا تھا۔ دائیں بائیں نین اور زین تھے جو بڑے کروفر سے اس کے محافظ بنے ہوئے اسے سٹیج تک لا رہے تھے۔

ممتا اور نازنین نے بے ساختہ ماشااللہ کہا۔ نین نے اسے سٹیج پر چڑھنے میں مدد دی اور اسے ہمان کے برابر میں بٹھا دیا۔

خاندان کے سب لوگ جمع تھے۔ ممتا بیگم نے نازنین بیگم کو اشارہ کیا تو انہوں رسم کا باقائیدہ آغاز کیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

باری باری سب نے رسم ادا کی تھی۔ پھولوں اور ابٹن کی ملی جلی خوشبو ہمان کے حواسوں پر بے طرح سوار تھی۔ رسم کے بعد سارہ لوگ ہادیہ چچی کے ساتھ نیچے ڈھولکی لے کر بیٹھ گئی تھیں۔ سٹیج تقریباً خالی تھا۔ اس وقت سب کی توجہ کا مرکز ہادیہ چچی تھیں۔

سردی غضب کی تھی۔ اتنی دیر سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے اس کی کمر اکڑ گئی تھی۔ اوپر سے پے در پے مٹھائی کھانے سے دل الگ متلانے لگا تھا۔ اس کا دل چاہا وہ جی بھر کر روئے۔

ہمان نے اس کی گود میں دھرا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا تو پریشے نے محض لمحے بھر کو نظریں اٹھا کر قدرے تحیر سے اسے دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں جذبوں کا تلاطم موجزن تھا۔ وہ نظریں جھکا گئی۔

اپنے ٹھنڈے ہاتھ پر ہمان کا پر حدت لمس اسے لرزائے دے رہا تھا۔

"تمہیں اتنا نہیں سنورنا چاہیے تھا پریشے۔ بخدا! میرا دل بے ایمان ہو چلا ہے۔ کس قدر خوبصورت لگ رہی ہو تم! میرا بس چلے تو تمہیں ابھی اسی وقت اٹھا کر بیڈروم میں لے جاؤں۔"

وہ تاسف سے کہتا اس کے سراپے پر گہری نگاہ ڈالتا مسکراہٹ دبا گیا تھا۔ پریشے کا دل کانپ سا گیا۔

اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کہ سعی کی تو ہمان نے گرفت اور مضبوط کر لی۔

"یہ ہاتھ اور اپنا آپ اب ساری زندگی تم چھڑوا نہیں پاؤ گی۔ بہت ستایا ہے تم نے۔ کل سارے حساب بے باک ہوں گے۔ خود کو مضبوط کر لینا پریشے صاحبہ۔ کوئی بہانہ کارگر ثابت نہ ہو گا۔"

وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔ اس کی بے باک گفتگو پر وہ سرخ پڑ گئی تھی۔ ہمان سے اسے اتنی دیدہ دلیری کی امید قطعی نہیں تھی۔ وہ اس سے خائف سی ہو گئی تھی۔ تھک ہار کر کوشش ترک کر دی کہ اس کا مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

محلے اور رشتے داروں کی عورتوں نے سما باندھا ہوا تھا۔

محلے کی عورتیں اور چند قریبی رشتے دار تو جا بھی چکے تھے۔

نین زین اور رافع ماہیر کو ساتھ لیے وہیں محفل میں شامل ہو گئے۔

"اکیلے اکیلے گا رہی ہو بھئی ہم سے مقابلہ کرو تو مانیں بھی۔"

زین نے کشن پر بیٹھتے ساڑھی میں جھلملاتی عالیہ کو دیکھ کر معنی خیزی سے کہا۔

"مقابلہ ہم اپنے ٹکر کے لوگوں سے کرتے ہیں۔ یہ تم جیسے بے ضرر اور ناتواں لوگ بھلا کہا ہمارے سامنے ٹک سکو گے۔"

عالیہ نے ہاتھ جھاڑتے تاسف کا اظہار کیا تو سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"چچی ادھر دیں یہ ڈھولکی ابھی پتا لگتا ہے ہم بے ضرر ہیں یا ٹکر کے۔"

نین نے چچی کے ہاتھ کے نیچے سے ڈھولکی کھینچتے اپنی گرفت میں لی تو سارے کزنز نے زور و شور سے ہوٹنگ کرنا شروع کر دی۔

قبل اس سے کہ کے نین کوئی پیش رفت کرتا ایک دم ساری لائٹس آف ہو گئیں۔ اگلے ہی لمے ایک سپوٹ لائٹ آن ہوئی۔ سپوٹ لائٹ کی روشنی میں ماہیر چلتا ہوا آرہا تھا۔

بیک گراؤنڈ پر ڈی جے نے سانگ پلے کیا اور اگلے ہی لمحے تمام لائٹس بھی روشن ہو گئیں۔

وہ سب ڈھولکی چھوڑ کر اس کے ساتھ لگ گ ئے۔

ایک کنوارہ پھر گیا مارا

اس کو دیکھو یہ بیچارہ

چار دن کی ہے یہ چاندنی

پھر وہی کالی رات ہے

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

توماں جادو لیے راجا

تک سر کھا جی تک سر کھا جا

کل تیری شادی تیرا انج گیا باجا

تک سر کھا جی تک سر کھا جا

کل تیری شادی تیرا انج گیا باجا

ایک کنورہ پھر گیا مارا

ممتا بیگم اور ناز نین ان کی مستیوں پر ہنس رہی تھیں۔ خود ہمان بھی ان کے انتخاب پر عش عش کر اٹھا تھا۔ پریشے جو کچھ دیر پہلے ذہنی طور پر تھکاوٹ محسوس کر رہی تھی۔ یک دم فریش ہو گئ تھی۔ اس کے لبوں پر دھیمی دھیمی مسکراہٹ تھی۔

لڑکیاں ساری تالیاں بجا کر ان کو داد دے رہی تھیں۔

حماد نین زین اور ماہیر سب ہی فلور پر تھے۔ رافع نے معذرت کر لی تھی۔

انکھیوں کے پنجرے میں بند کر کے

لے گئی تجھ کو پسند کر کے

سوہنی سوہنی میٹھی باتیں چند کر کے

قسمت اپنی بلند کر کے

سچ کیا ہے زرا جان

اس چہرے کو پہچان لے

ان کی گلین میں نہ جا

تک سر کھا جی تک سر کھا جا

کل تیری شادی تیرا نج گیا باجا

تک سر کھا جی تک سر کھا جا

کل تیری شادی تیرا نج گیا باجا

ایک کنورہ پھر گیامارا

ماہیر کے اس نادر مشورے پر ایک نظر گیندے کی پھول کی طرح مہکتی پریشے کو دیکھ کر وہ ہنس دیا تھا۔

ناز نین بیگم اور ہادیہ چچی نے بے اختیار اس کے سر سے پیسے وارے۔

آج ہنس لے تو کل تورونا پڑے گا

سکھ چین تجھے سب کھونا پڑے گا

جب وہ کہے گی اٹھ جائے گا تو

جب وہ کہے گی تجھے سونا پڑے گا

کرنی ہوں گی غلامیاں

تیری ہوں گی سلامیاں

آلوٹ کے بندھو آجا

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

تک سر کھا جی تک سر کھا جا

کل تیری شادی تیرا بج گیا باجا

تک سر کھا جی تک سر کھا جا

کل تیری شادی تیرا بج گیا باجا

ایک کنورہ پھر گیا مارا

زین اور نین پریشے کے بھائی ہی نہیں ہمان کے چچازاد اور پھپھوزاد کزن بھی تھے۔اس حوالے سے وہ اس کی خوب کھنچائی کر رہے تھے۔زین تو باقائیدہ سٹیج پر چڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر نیچے لے آیا تھا اور اب اسے مستقبل کا نقشہ کھینچ کر بتا رہا تھا۔

نازنین بیگم سمیت سب خواتین کی ہنسی چھوٹ گئی۔لڑکیاں ساری ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھیں۔

انہوں زبردستی ہمان کو بھی ساتھ لگا لیا تھا۔وہ نہ نہ کرتا دو تین سٹیپ کر کے سیز فائر کر گیا تھا۔

"آپ نے تو بڑی تیاریاں کر رکھی تھی۔بھنک بھی نہیں پڑنے دی۔"

زویا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ اکیلے کریڈٹ لے کر جانے والوں میں سے ہیں مگر ہم   ایسا ہونے نہیں دیتے دیکھ لیں بغیر تیاری کے محفل لوٹ لی ہے۔"

زین نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"تم لوگوں سے محفل لٹ تو سکتی ہے مگر لوٹی نہیں جا سکتی۔خوامخوہ رنگ میں بھنگ ڈال دیا۔"

عالیہ نے ڈھولکی ان سے جھپٹتے تیکھے لہجے میں ان سب کو گھورا۔

"محترمہ کے مزاج قدرے برہم ہے۔کوئی آئس کیوبز تو لاؤ زرا"

نین نے طنزیہ لہجہ اپنایا اور ڈھولکی چھین لی۔

"تم تو رہنے دو سوکھے ہوئے لسوڑے اور یہ ادھر دو۔"

عالیہ نے سلگ کر اس سے ڈھولک جھنپٹی چاہی جو وہ عالیہ کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی قبضے میں کر چکا تھا۔

"اے مغرور حسینہ خالی خولی غصے سے کام نہیں چلے گا۔ہے دم تو کرو مقابلہ۔"

"مرو تم دونوں۔"

وہ تپ کر ساڑھی کا پلو سنبھالتی قدرے دور ہو کر بیٹھ گئ۔

ان سب کا قہقہہ گونج اٹھا۔

شاوا یہ نخرہ لڑکی کا

واہ واہ یہ نخرہ لڑکی کا

جس اور سے یہ جائے توبہ

ایک شور مچے ہائے توبہ

شاوا یہ نخرہ لڑکی کا

واہ واہ یہ نخرہ لڑکی کا

نیلی ہے اس کی انکھ توبہ

عاشق ہے اس کے لکھ توبہ

گالوں پہ اس کے تل توبہ

میرا لوٹ لے گئی دل توبہ

شاوا یہ نخرہ لڑکی کا

واہ واہ یہ نخرہ لڑکی کا

ایک تو وہ لگ اتنی پیاری رہی تھی اوپر سے فالحال دسترس سے باہر تھی۔زین کا تو دل زیر زبر ہو گیا تھا۔پہلی بار اسے اس لباس میں دیکھا تھا اور وہ جی بھر کر خوبصورت بھی لگ رہی تھی۔آج اس کی چھب ہی نرالی تھی۔کاموں میں وہ اس قدر الجھا تھا کہ دو گھڑی اس کے پاس بیٹھ کر اس کی تعریف میں دو بول بھی نہ کہہ سکا تھا۔وہ اسی بات پر تو خفا خفا سی کچھ تپی تپی سی تھی۔و ہ اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔بے شک وہ زباں سے نہ بول رہی تھی مگر اس کے انداز و اطوار یہی کہہ رہے تھے۔اسے زین کی توجہ چاہیے تھی۔زین نے کچھ سوچ کر اس کے تپے تپے چہرے اور جھلمل کرتے وجود پر گہری نگاہ ڈالتے حسب حال ڈھولک بجا کر گیت گایا تھا۔

نین نے بھی بھرپور ساتھ دیا تھا مگر اس کی توجہ عائشہ پر تھی جو اب اسے گھور رہی تھی۔

وہ یقیناً صارم کو کہہ رہا تھا۔ (عاشق ہیں اس کے لکھ توبہ)۔وہ تلملا کر رہ گئ تھی۔اب اسے جواب دینا تھا۔عالیہ بھی اب سیدھی ہو بیٹھی یوں خاموش بیٹھنے سے کام نہیں چلنا تھا۔

چاہت کے ماروں کا توبہ

لیڈر یہ کنواروں کا توبہ

آہیں بھرتا ہے توبہ

ہر کڑی پہ مرتا ہے توبہ

شاوا یہ نخرہ لڑکے کا

واہ واہ یہ نخرہ لڑے کا

سارہ اور بھابھی کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔

ادھر پریشے کی بھی ہنسی چھوٹ گئ تھی۔وہ نیچے منہ کیے اپنی ہنسی پر قابو پانے میں بے حال ہو رہی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"سب کے سب پاگل ہو گئے ہیں۔"

ہمان نے ہنس کر تبصرہ کیا۔

چھلے کا نگینہ ہے توبہ

بد مست حسینہ ہے توبہ

بندوق کی گولی ہے توبہ

پر لگتی بھولی ہے توبہ

شاوا یہ نخرہ لڑکی کا

واہ واہ یہ نخرہ لڑکی کا

عالیہ کا منہ کھل گیا جبکہ عائشہ ہونق بنی نین کو دیکھ رہی تھی۔

"آج تم لوگوں نے نہیں بچنا اس بندوق کی گولی سے۔"

سارہ نے بے لاگ تبصرہ کیا۔

املی کا بوٹا ہے توبہ

عاشق ہے یہ جھوٹا ہے توبہ

عالیہ نے سلگتی نگاہ زین پر ڈالی۔

تو باز نہ آئے گا توبہ

تو مار بھی کھائے گا توبہ

https://classicurdumaterial.com/

عائشہ نے کہتے ساتھ ہی کشن ہاتھ میں اٹھالیا ادھر سے عالیہ بھی تیار تھی۔ دونوں نے ان پر کشنز کی بارش کر دی۔ بچارے نین اور زین بوکھلا کر رہ گ ےئے۔

بچارے حماد نے بیچ بچاؤ کروایا۔

ناگن سی چلتی ہے توبہ

آنکھوں سے ڈستی ہے توبہ

لیلہ کی نانی ہے توبہ

یہ بڑی سیانی ہے توبہ

شاوایہ نخرہ لڑکی کا

واہ واہ یہ نخرہ لڑکی کا

https://classicurdumaterial.com/

درگت بننے کے بعد بھی وہ ڈھیٹوں کے ڈھیٹ بنے دانتوں کی نمائش کرتے ایک بار پھر ان دونوں کو سلگا کر محفل زعفران زار کر گئے تھے۔

دل پھینک دیوانہ ہے توبہ

مجنوں یہ پرانا ہے توبہ

عائشہ نے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا۔

کالا ہے اس کا من توبہ

ہے مشکل میں جوبن توبہ

عالیہ کے لہجے میں تاسف سا تھا۔زین اور نین ہنسے جارہے تھے۔

محفل سیٹیون اور تالیوں سے گونج اٹھی تھی۔

"میرے پیٹ میں جو ہنس ہنس کر مروڑ اٹھیں ہیں نہ تم چاروں اس کے ذمے دار ہو۔"

سارہ نے بامشکل ہنسی کو قابو کیا تھا۔

"چلو زرا دو دو ہاتھ باقی خواتین سے بھی ہو جائیں۔"

حماد بھی بیچ میں کودا تھا۔سارہ کی ہنسی کو بریک لگا۔

"آہا ایسا کیا ہے۔ہم بھی کسی سے کم نہیں۔"

معنی خیزی سے کہتی وہ بھی بھابھی اور آئینہ کے ہمرہ مدمقابل ہوئی تھی۔ڈھولک وہ بجا رہے تھے کہ سارہ نے تاک کے نشانہ رکھا۔

آلو مٹر پکائے ہوئے نیں

ساڈے نالوں بٹن چنگے

جیڑے سینے نال لائے ہوئے نے

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

حماد نے حسب سابق جواب دے کر محفل کو چار چاند لگا دیے تھے

آلو مٹر پکاواں گے

بٹنانوں پرے کر کے

تانوں سینے نال لاواں گے

سارہ نے سرخ پڑتے اسے گھورا۔ وہ جھینپ سی گئ تھی۔ بھابھی نے بھی پرات الٹی کر کے خوب ماہیر کو بیچ میں گھسیٹا تھا۔

ایتھے پیار دی پچھ کوئی نا

تیری میری نئیں او نبھنی

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

تیرے منہ تے مچھ کوئی نا

مزہ پیار دا چکھ لاں گے

جے تاڈا حکم ہووے

اسی داڑھی وی رکھ لاں گے

ماہیر کے جواب پر محفل میں سب کے قہقہے بکھر گئے تھے۔

کوٹھے تے آ ماہیا

ملنا اے تے مل

نئیں تے کھسما نو کھا ماہیا

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

کی لیناں اے متراں تو

ملن تو آجاواں

ڈرلگ دااے چھتراں تو

عالیہ اور زین کی معنی خیز گیت پر ہنس پڑے تھے۔

"بیٹا تمہیں چھتر ہی پڑنے چاہیے۔"

سارہ نے ہنس کر کہا۔

سارہ اٹھ کر سٹیج پر آ گئی تھی۔وہ جو بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھی۔سارہ کو پاس پاتے ہی رو پڑی۔

"ارے رے۔کیا کیا بھئی۔"

https://classicurdumaterial.com/

اس کے آنسو صاف کرتے اسے شدت سے احساس ہوا وہ بخار میں تپ رہی تھی۔

ہمان اس کے رونے کی آواز پر متوجہ ہوا جو کسی مہمان سے محو گفتگو تھا۔ تیزی سے سٹیج پر چڑھ کر اس تک آیا۔

"طبیعت ٹھیک ہے کیا اس کی؟ رو کیوں رہی ہے؟"

تفکر و پریشان اس کے لہجے سے عیاں تھی۔

"اسے بہت تیز بخار ہو رہا ہے۔"

سارہ کو فکر ہونے لگی۔

نین بھی دور سے ادھر غیر معمولی ہلچل نوٹ کر کے ادھر آ گیا تھا۔

"کس قدر تیز بخار ہو رہا ہے۔ تم لوگوں کو زرا بھی ہوش نہیں ہے۔ شور شرابے اور اپنی مستیوں مگن ہو۔"

وہ سخت غصے میں تھا۔ پریشے کو اپنی بانہوں میں اٹھائے وہ کمرے میں لے آیا۔

ہادیہ چچی نے محفل برخاست کی۔ نازنین اور ممتا بیگم متفکر سی اس کے کمرے میں آئی تھیں۔ عائشہ اٹھ کر ادھر ہی چلی آئی۔

"ازابوری تھنک اوکے؟"

"اونہوں! پریشے کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔بخار ہے اسے بہت تیز۔تم چیک کرواسے جلدی سے۔"

"مگر میرا سامان تو گھر میں ہے۔"

"چابی ہے تمہارے پاس؟"

نین نے استفسار کیا۔

"زین بھائی کے پاس ہے۔"

"یار یہ لو چابی میں زرا مہمانوں کو رخصت کر دوں۔"

زین نے جیب سے چابی نکال کر عائشہ کو تھمائی۔

وہ دوپٹہ سر پر اوڑھتی باہر نکل گئ۔نین اس کے ہمراہ تھا۔باہر کئ آدمی تھے وہ اسے اکیلے تو جانے نہیں دے سکتا تھا۔

"تم جا کر ضروری سامان لے آؤ میں یہیں ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے کہتا صوفے پر بیٹھ گیا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی کمرے میں چلی گئ۔

سامان لے کر وہ واپس آئی تو لمحے بھر کو اس کی نظر ٹھٹھک گئ۔نین آنکھوں کے بھیگے کنارے صاف کر رہا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"پریشے کی وجہ سے اداس ہو؟"

نین نے گہری سانس لی۔

"وہ میری بہن نہیں بیٹی ہے اور بیٹیوں کو رخصت کرتے وقت باپ اداس نہ ہوں ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔"

"مگر وہ کہیں دور تو نہیں جا رہی۔وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے رہے گی۔"

عائشہ نے لاک لگایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئ۔

"اس کے سارے اختیارات و حقوق تو میرے ہاتھ میں نہیں رہے ناں۔"

وہ شدید تکلیف میں تھا۔

"تمہیں اداس نہیں خوش ہونا چاہیے نین۔پریشے کا ہمسفر وہ شخص ہے جو اس سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔وہ کہتی ہے دن تو دن وہ کہتی ہے رات تو رات مان لیتا ہے۔اس کی کوئی غلطی اسے غلطی نہیں لگتی۔وہ بہت خوش قسمت ہے۔نصیب والوں کو ملتے ہیں ایسے ہمسفر۔"

وہ کہہ کر پریشے کے کمرے کی طرف بڑھ گئ۔نین کا ذہن یک لخت انجانے بوجھ سے آزاد ہوا تھا۔

"تھکاوٹ اور زہنی ٹینشن کے باعث بخار ہو گیا ہے۔ فکر کی کوئی بات نہیں صبح تک ٹھیک ہو جائے گی۔"

عائشہ نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ ایک نظر آنکھیں موندے پریشے کو دیکھا۔

وہ بے تحاشہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کا دل کیا کے جھک کر اس کی پیشانی چوم لے۔ وہ اس کی بہن تھی۔ مگر اس کی خواہش محض خواہش ہی بن کر رہ گئ۔

"نظر لگ گئ میری بچی کو۔"

"میں نے تو کہا بھی تھا کہ گھونگھٹ کروادو۔"

ہادیہ چچی برا مناتے ہوئے گویا ہوئیں۔

ہمان کمرے سے جا چکا تھا۔ کمرے میں سب خواتین کی موجودگی کے باعث اسے اچھا نہیں لگا تھا مزید یہ کے ان سب نے اس کی ادھر موجودگی پر خوب کھنچائی کرنی تھی۔

"اوفو چچی جان آج کل کے دور میں گھونگھٹ کون کرتا ہے۔"

سارہ حقیقت میں جھنجھلا گئ۔

"اچھا زیادہ شور نہ کرو تم لوگ۔ کمرہ خالی کرواسے آرام کرنے دو۔"

https://classicurdumaterial.com/

نازنین نے سارہ کو ٹوکتے ہوئے باقی سب کو بھی رفو چکر کیا۔

عالیہ اور عائشہ زین کے ساتھ گھر چلی گئی تھیں۔

سارہ علیزے کی فیڈر بنا کر کمرے میں آ گئی تھی۔

ممتا بیگم نے فٹافٹ سا گو دانے کی کھیر تیار کی۔ انہیں پتا تھا وہ سوپ نہیں پیے گی۔

نازنین نے اسے کھانا کھلا کر دوا دی اور اسے پیار کرتیں کمرے سے نکل گئیں۔

تہجد کے وقت اس کی آنکھ کھلی تھی اور اب جب کھل ہی گئی تھی تو وہ تہجد ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وضو کر کے تہجد کی نماز ادا کر کے وہ دروازہ کھول کر پریشے کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری اور لاؤنج سونا پڑا تھا۔ سب خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ اس نے بنا کوئی آواز پیدا کیے دروازے کا ناب گھمایا اور اندر آ کر اپنی پشت پر دروازہ بند کر دیا۔

نائٹ بلب کی مدھم روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گیا تھا۔ وہ کمبل سینے تک اوڑھے سیدھی لیٹی ہوئی تھی۔ کمرے میں ہیٹر آن تھا۔ ہمان نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بخار کی حدت چیک کی۔ اب بخار قدرے کم تھا۔ دوا سے کچھ افاقہ ہوا تھا۔ اس نے جھک کر اس کی پیشانی پر پھول کھلایا تو وہ کسمسا گئی۔

اوبٹن اور مہندی کی ملی جلی خوشبو ہمان کی سانسوں کو معطر کر گئی۔

اس کے ہاتھوں میں اب تک گجرے موجود تھے۔ ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتا رہا۔ ہمان کی نظروں کی تپش تھی یا وہ نیند میں بے چین تھی۔ یک لخت اس کی آنکھ کھل گئی۔ دماغ شعور کی منازل طے کر کے کچھ سمجھنے کے قابل ہوا تو ہمان کو سامنے پا کر وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔

اس کا زرتار دوپٹہ ایک طرف پڑا تھا۔ بغیر دوپٹے کے اس کے سامنے شرمندگی محسوس کرتی وہ لحاف کندھوں تک کھینچ گئی۔

"اب بہتر ہو؟ کہیں تکلیف تو نہیں ہے؟"

ہمان نے دھیمے لہجے میں استفسار کیا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"ناراض ہو کیا؟"

اس کی مسلسل خاموشی کو وہ اسی پیرائے میں لے رہا تھا۔ پریشے نے نفی میں گردن ہلائی۔

"توپھر بول کیوں نہیں رہی ہو؟"

پریشے کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا جواب دے۔

"آپ اپنے کمرے میں جائیں۔"

وہ بولی بھی تو کیا۔ ہمان کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"کیوں! اچھا نہیں لگ رہا یہاں بیٹھا ہوا؟"

"برے نہیں لگ رہے بس۔"

وہ مبہم انداز میں بولی پھر نظر گھڑی پر گئی جو تین بجا رہی تھی۔

لحاف ایک طرف کرتے وہ گجرے اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے سلیپر پہن کر الماری سے سادہ سا سوٹ لے کر واشروم میں گھس گئی۔

کپڑے بدل کر گیلے چہرے کے ساتھ وہ باہر آئی اور تہجد کی نماز ادا کی۔

عموماً وہ نماز تہجد ادا نہیں کرتی تھی۔ آج اتفاق سے آنکھ کھل گئی تھی تو اس نے ضائع نہیں کی جبکہ ہمان اکثر تہجد پڑھا کرتا تھا۔

تہجد پڑھ کر وہ فارغ ہوئی تو ہمان کو ادھر بیٹھے دیکھ کر تذبذب کا شکار ہو گئ۔

وہ اٹھ کر اس کے قریب آیا تو پریشے کا ننھا سا دل بے اختیار دھڑک اٹھا۔

"تمہیں بخار تھا پہلے ہی۔شاور کیوں لے لیا؟"

اس کا دوپٹہ کھولتے وہ گھمبیر لہجے میں بول رہا تھا اور ادھر پریشے لرز اٹھی تھی۔

"اسے کیوں کھول رہے ہیں؟"

وہ روہانسی ہو گئ۔

ہمان نے جھک کر اس کے بھیگے رخساروں پر لب رکھ دیے۔وہ جی جان سے کانپ گئ۔

"میرے سامنے اس دوپٹے کی ضرورت نہیں اور باہر اس کے بغیر نکلنا نہیں ہے۔"

وہ سمجھا رہا تھا یا بتا رہا تھا۔وہ سمجھ نہ سکی۔

حیا سے بوجھل پلکیں رخساروں پر سایہ فگن ہو گئیں۔

"تمہیں دیکھنے آیا تھا۔دل بہت بے چین تھا کہ پتا نہیں بخار اترا کے نہیں۔"

"رات کو کیوں نہیں آئے تھے؟"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بے ساختہ لبوں سے شکوہ پھسلا تھا۔

"پھپھو بتا رہی تھیں تم سو گئی ہو۔"

اسے لیے وہ بیڈ تک آیا اور اس پر لحاف دے دیا۔

"ریسٹ کرو کل رات کو ملاقات ہو گئی۔"

معنی خیزی سے کہتا وہ پلٹا تو پریشے نے اس کی کلائی تھام لی۔

"وہ مجھے کچھ کہنا ہے۔"

"میں ہمہ تن گوش ہوں۔"

وہ دلفریب مسکراہٹ لبوں پر سجائے گویا ہوا۔

"منشاء میری دوست ہے۔ میں نے اسے شادی میں انوائٹ کیا تھا مگر وہ آپ کی وجہ سے نہیں آئی آج۔ اسے ڈر ہے کہیں آپ اس پر غصہ نہ ہوں۔ اسے ہمارے نکاح کے بارے میں علم نہیں تھا۔"

ہمان کا ہاتھ چھوڑ کر وہ سر جھکائے بولی۔

"علم نہیں تھا تب بھی اس کی وہ حرکت قابلِ اعتراض تھی۔"

وہ سخت لہجے میں گویا ہوا۔

پریشے کی آنکھوں میں آنسو آگ ئے۔وہ چہرہ گھٹنوں میں دیے سسک اٹھی۔

"وہ میری ایک ہی دوست ہے۔میری خواہش ہے کہ وہ میری شادی میں شامل ہو۔غلطی تو ہر انسان سے ہوتی ہے۔وہ کوئی فرشتہ تو نہیں تھی اگر وہ نہیں آئی تو میں کسی سے بات نہیں کروں۔"

سوں سوں کرتے وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔

ہمان نے اسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ اس کی گرفت سے نکل کر بیڈ پر لیٹ کر رخ موڑ گئ۔ساتھ ہی لحاف اپنے اوپر کھینچ کیا۔

ہمان کو شدید تاسف نے آن گھیرا۔

وہ بغیر چاپ پیدا کیے کمرے سے نکل گیا۔

اگلی صبح گھر میں عجیب ہڑبونگ مچ گئ تھی۔

گھر کے مرد باہر کے انتظامات سنبھال رہے تھے۔نین پریشے اور سارہ کو پارلر لے کر جا رہا تھا۔

عائشہ کی آج ڈیوٹی تھی۔نازنین سخت خفا تھیں۔

https://classicurdumaterial.com/

دوسرا صبح مسز صدیقی کا فون آگیا تھا۔انہوں نے آنے سے معذرت کرلی تھی۔کسی ایمرجنسی کی وجہ سے صارم آؤٹ آف سٹی تھا۔

گو کہ ریزن ویلڈ تھا مگر پھر بھی نازنین کو برا لگا تھا۔

عالیہ کچن سے فارغ ہو کر زین کے کپڑے استری کر رہی تھی۔اسے ابھی نازنین اور عائشہ کے بھی کپڑے استری کرنے تھے۔

بھابھی بھی کاموں میں پھرکی بنی ہوئی تھیں۔ممتا چچی اور ہادیہ بیگم مہمانوں کی خاطر میں لگی ہوئی تھیں۔علی زے نازنین کے پاس تھی۔

دن چھوٹے ہوتے تھے۔وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا۔زویا نے ماہیر کا استری شدہ لباس بیڈ پر رکھا۔وہ کمرے میں آتے ہی کپڑے لے کر واشروم میں گھس گیا۔نہا کے نکلا تو زویا نے اس کی ضرورت کی تمام چیزیں بیڈ پر رکھ دیں۔

"آپ کی ساری چیزیں یہاں رکھی ہیں اب مجھے پریشان مت کیجیے گا۔میں بھی زرا نہا کر کپڑے بدلوں پھر تیار بھی ہونا ہے۔"

وہ بالوں کا جوڑا کھولتی مصروف سی بول کر چھپاک سے اندر گھس گئی۔

"کیا بات ہے طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟"

زین خوشبوؤں میں بسا کمرے میں کسی کام سے آیا تو اسے یوں بے سدھ لیٹے دیکھ کر متفکر ہو گیا۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے بس تھک گئی ہوں۔"

"اور ابھی تمہیں تیار بھی ہونا ہے۔"

زین نے محبت سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔

"جبکہ میرا بالکل بھی دل نہیں کر رہا۔"

وہ بے بسی سے گویا ہوئی۔

"ڈائیٹ کا خیال رکھا کرو ناں۔ جتنا کام کرتی ہو اتنا کھایا پیا بھی کرو۔ دھان پان سی تو ہو۔ ذرا سا کام کر کے چکراتی پھرتی ہو۔"

اس کا ہاتھ چوم کر وہ بولا تو عالیہ اٹھ کر اس کے سینے سے لگ گئی۔

"میں ماں کو بولتا ہوں وہ دودھ گرم کر کے بھجوا دیتی ہیں کمرے میں۔ تم اپنا اور عائشہ کا سامان ایک بیگ میں ڈال لو۔ تمہیں پارلر ڈراپ کر دیتا ہوں۔ عائشہ کو فون کر دوں گا وہ بھی سیدھا ادھر ہی آ جائے گی۔"

اس کا گال تھپتھپاتے وہ نرم لہجے میں گویا ہوا۔

"تم لینے آؤ گے۔"

"پوچھ رہی ہو یا فرمائش کر رہی ہو۔"

زین نے مسکراہٹ دبائی۔

"فرمائش کر رہی ہوں۔"

وہ بیڈ سے اتر کر الماری کی طرف بڑھ گئی۔

"جو حکم ملکہ عالیہ۔"

وہ ہنستا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

ماہیر اور رافع ہمان کو تیار کر رہے تھے۔ آج اس کی ایک بھی چلنے نہیں دی تھی۔

زین اسے اسی پارلر میں چھوڑ گیا تھا جہاں سارہ اور پریشے تیار ہونے آئی تھیں۔

"السلام علیکم بھائی۔"

"وعلیکم السلام ! سخت غصہ آرہا ہے تم پر بہن کی شادی ہے اور تم ڈیوٹیاں نبھا رہی ہو۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"آپ بھول رہے ہیں میں ایک مسیحا ہوں۔لوگوں کو میری ضرورت ہے۔"

وہ مسکرائی تھی۔

"تم فارغ ہو یا نہیں آئی ڈونٹ کیئر عائشہ۔ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں۔سیدھا پارلر پہنچوں۔تمہارا سامان عالیہ لے گئی ہے۔"

"اف! اتنا غصہ بھائی میں فارغ ہو چکی ہوں بس آ رہی ہوں۔"

ہنس کر کہتی وہ فون پرس میں رکھتی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

سرخ شیروانی پہنے سر پر سہرا سجائے وہ کسی ریاست کو شہزادہ لگ رہا تھا۔یہ سہرا ادیہ چچی کی خواہش تھی۔ہمان نے محض ان کی خواہش کے احترام میں پہنا تھا ورنہ الجھن اتنی تھی کہ اتار کر پھینک دیتا۔ماہیر نے اس پر پرفیوم سپرے کیا اور اس کے کھوسے نکال کر اس کے سامنے رکھے۔

رافع اس کی گھڑی ڈھونڈ رہا تھا۔

"یار رافع گھڑی دے۔"

"ملے گی تب ناں۔"

وہ ساری دراز کھنگال چکا تھا۔

"گھڑی میرے ہاتھ میں ہے ماہیر تو نے ہی پہنائی تھی۔"

"حیرت ہے شادی میری ہے۔حواس تیرے گم ہیں۔"

ہمان نے طنز کیا اور سہرا اٹھا کر پیچھے کر لیا۔

زویا ہاتھ میں سرمے دانی لے کر آ گئی تھی۔

ہادیہ چچی ممتا چچی اور نازنین پھپھو ہمان کی بلائیں لے رہی تھیں۔

"یہ کیا ہے؟"

"سرمہ ہے یہ۔بھابھی کی رسم ہوتی ہے۔"

"تو آپ کیا کرنے والی ہیں۔"

"تمہاری آنکھوں میں ڈالنے والی ہوں۔"

بھابھی نے مزے سے کہا۔

"لاحول ولا قوۃ۔کیوں مجھے جن بنانے پر تلی ہوئی ہیں۔پریشے نے دیکھ کر ہی ہوش گنوا دینے ہیں۔"

"اب اس ہوش میں لانا تمہارا کام ہے۔"

بھابھی نے ہمان کی آنکھوں میں سرمہ ڈالا۔

"لاؤ نکالو میرا نیگ۔"

"صاف کہہ دیتی میاں نے خرچی بند کر دی ہے۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر والٹ سے پیسے نکال رہا تھا۔

"اللہ کا شکر ہے مجھے خرچی روز ملتی ہے۔یہ تو تمہاری جیب خالی کروانے کا شوق چڑھا تھا۔روز روز تھوڑی ہاتھ آؤ گے۔"

وہ ہنستی ہوئی نیک وصول کر رہی تھیں۔

"چلو بھی رسم ہو گئی تو نکلو ہال بھی پہنچنا ہے۔"

ہادیہ چچی نے ان سب کو کمرے سے نکالا۔

ممتا چچی اور ہادیہ چچی نازنین بیگم کے ساتھ ہی ہال روانہ ہو گئی تھیں۔میسم ابرار اور فواد تو پہلے ہی جا چکی تھیں۔

ماہیر رافع اور ہمان کو لے کر ان کے پیچھے ہی روانہ ہوئے تھے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نین اور زین ان سب کو کچھ دیر پہلے ہی لے کر ہال پہنچے تھے۔سارہ بیٹی کو سنبھالنے میں ہلکان ہو رہی تھی۔

عالیہ اور عائشہ اسے دیکھ کر بار بار ماشااللہ کہہ رہی تھیں۔پریشے پر گویا روپ یوں چڑھ آیا تھا جیسے ملکہ کوہسار پر برف۔

گہرے سرخ رنگ کے کامدار لہنگے میں وہ سولہ سنگھار کیے خوبصورتی کا پیکر لگ رہی تھی۔

"عالیہ!"

وہ جو عائشہ سے باتوں میں مگن تھی پریشے کی مدھم سی آواز پر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔بھابھی اندر آئیں تو اسے دیکھتی رہ گئیں۔

وہ سراپا حسن لگ رہی تھیں۔ممتا بیگم نے اس کا ماتھا چوما اور کئی نوٹ اس پر سے وار دیے۔

"پھپھو کدھر ہیں۔انہیں بلاؤ۔"

وہ اتنا دھیما بول رہی تھی کہ عالیہ کو باقائدہ کان لگا کر سننا پڑا۔

"میں بلا کر لاتی ہوں پھپھو کو۔"

وہ باہر نکل گئی تو عائشہ نے اس کی نتھلی ٹھیک کی۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ نظر لگ جانے کی حد تک۔ ہمان دیکھے گا تو ہوش گنوا بیٹھے گا۔"

وہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے گویا ہوئی۔

"پلیز عائشہ۔"

وہ بے بسی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ بھابھی اور عائشہ ہنس دیں۔

"ذکر پہ یہ حال ہے جو محبوب سامنے ہو اور حسن کو خراج بخشے تو نہ معلوم کیا کر بیٹھو۔"

بھابھی بدستور اسے تنگ کر رہی تھی۔

نازنین اندر آئیں تو پریشے کی ڈھارس بندھی۔

اسے دیکھ کر نازنین کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

بچپن سے اس کی فکر رہتی تھی۔ منتوں مرادوں سے مانگی اولاد تھی وہ ان کی۔ سوچتی تھیں بڑی ہو گی اس کی شادی کریں گی تو وہ سسرال چلی جائے گی۔ نہ جانے کیسے لوگ ہوں گے۔ شوہر کیسا ملے گا۔ یہ فکریں تھیں جو انہیں ہمہ وقت پریشان کرتی رہتی تھیں۔ اس کے کھلتے چہرے پر نظر پڑتے ہی سوچ کے جو در وا ہوتے تھے۔ ان سے وہ بے چین ہو اٹھتی تھیں۔ وہ لاڈوں میں پلی تھی۔ نازوں سے رہی تھی۔ اس کی زرا سی تکلیف

https://classicurdumaterial.com/

بھی وہ برداشت نہیں کر سکتی تھیں مگر پریشے نے محض سترہ سال کی عمر میں ہمان سے محبت کا اقرار کر کے ان کی ساری فکریں ختم کر دی تھیں۔

وہ سترہ سال کی تھی۔ ہر پسندیدہ چیز اسے اپنے پاس چاہیے ہوتی تھی۔ کم سن عمر کے ان دنوں میں اسے ہمان نہ معلوم کب بھا گیا تھا۔ اسے پڑھاتا بھی وہی تھا۔ اس کے ناز اٹھانے میں نین کے بعد اس کا ہاتھ تھا۔ وہ نین کی طرح اس کی فکر کرتا تھا۔ اس کی ڈھال بن جاتا تھا۔ اس کے آنسو پونچھتا تھا مگر پریشے کے اس انکشاف نے اسے انگشت بدنداں کر دیا تھا۔ ان کی عمروں میں آٹھ سال کا فرق تھا۔ یہ کوئی معمولی فرق نہیں تھا۔ اس نے تو پریشے پر کبھی میلی نگاہ تک نہ ڈالی تھی۔ اس کے اقرار کے بدلے ہمان نے زندگی میں پہلی بار اس پر ہاتھ اٹھایا تھا اور پریشے کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہمان اس پر ہاتھ اٹھائے گا۔ اس کی بے یقینی حد سے سوا تھی۔ وہ بچپن سے ضدی تھی۔ اپنی چیزوں کے لیے پوزیسو تھی۔ حد درجہ حساس بھی تھی۔ ہمان نے ہاتھ کیا اٹھایا تھا اس نے اپنی زندگی ہی ختم کر لی تھی۔ نین کو پتا چلا تھا تو اس نے ایک طوفان اٹھا دیا تھا۔ بھا ری مقدار میں نیند کی گولیاں کھانے کے باعث وہ ہاسپیٹل میں کئی دن تک بے ہوش پڑی رہی تھی۔ سب کی جان لبوں پر آ گئ تھی۔ پریشے نے ہوش میں آتے ہی اپنی کم عمری اور نادانی کے باعث نین سے ہمان کی شکایت کر دی۔ وہ نین کے سینے سے لگ کر بلک بلک کر روئی تھی۔ اسے ہمان چاہیے تھا اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ اس نے کھانا پینا سب چھوڑ دیا تھا۔ ہمان شرمندگی کی گہری کھائیوں میں جا گرا تھا۔ اسے توقع نہیں تھی پریشے اتنا بڑا اقدم اٹھا لے گی۔ خود ہمان بھی لرز اٹھا تھا۔ نین نے صرف بہن کی خوشی کی خاطر ہمان کے آگے جھولی پھیلا دی تھی ورنہ وہ تو اس کے خون کا پیاسا

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ہو رہا تھا۔ پریشے نے اس کی وجہ سے خودکشی کرنے کی کوشش کی تھی۔ پریشے کی صورت تھی اور ادھر ہمان کی نہ صرف جان خلاصی ہوئی تھی بلکہ نین ٹوٹ کر بکھر گیا تھا۔

ہمان کو پریشے سے محبت تھی یا نہیں مگر اس نے پریشے کی محبت کو مان ضرور بخش دیا تھا۔ وہ نہ تو نین کو دکھی دیکھ سکتا تھا نہ پھپھو کو۔ پریشے میں تو یوں بھی اسکی جان اٹکی رہتی تھی۔ محبت وہ بھی پریشے سے کرتا تھا مگر ادارک نہیں ہوا تھا۔

پریشے ٹھیک ہو کر گھر آ گئی تو میسم نے دونوں کا نکاح کر دیا۔ وہ پریشے کی طرف سے غیر تحفظات کا شکار تھے۔ نکاح کیا ہوا تھا۔ ہمان کے احساسات ہی بدل گئے تھے۔ نین نے گویا سکون کا سانس لیا تھا۔ وہ دن تھا اور آج کا دن۔ وہ ہمان کی دلہن بنی اس کے نام کی مہندی رچائے بیٹھی تھی۔

وہ آگے بڑھیں اور بے اختیار اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

پریشے نے ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر سب کی موجودگی اسے گھبرانے پر مجبور کر گئی تھی۔ نازنین بھانپ گئی تھیں۔

"چلو تم سب باہر جا کر مہمانوں کو دیکھو۔ سب کی سب اندر گھسی ہوئی ہو۔ کیا سوچیں کے رشتہ دار اور برادری والے۔"

وہ ڈپٹ کر بولیں تو وہ سب کی سب باہر نکل گئیں۔

"کیا بات ہے پریشے؟"

"پھپھو مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ اتنی جلدی کیا تھی آپ لوگوں کو۔"

وہ نم لہجے میں گویا ہوئی۔

"ہمان تمہاری پسند ہے۔ تمہیں بہت چاہتا ہے۔ پلکوں پر بٹھاتا ہے۔ کس بات کا ڈر ہے۔ اپنوں میں ہی ہو غیروں میں تھوڑی جا رہی ہو۔"

"آپ سمجھ نہیں رہیں۔"

وہ بے بسی سے رو پڑی۔

وہ جیسے اس کی مشکل سمجھ گئی تھیں۔

"ہر لڑکی کی زندگی میں یہ دن آتا ہے میری جان۔ شوہر تو من محرم ہوتا ہے۔ اس سے کیا گھبرانا اور پھر تم دونوں تو ساتھ پلے بڑھے ہو۔ ایک دوسرے کی عادت و اطوار مزاج اور پسند ناپسند سے واقف ہو۔ دیکھو میرا بچہ کوئی بھی مشکل ہو تو ہمان سے شیئر کرنا۔ بلا جھجک۔ وہ ضرور تمہیں سمجھے گا۔ جس وجہ سے تم پریشان ہو۔ میں

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

سمجھ سکتی ہوں۔جب ہم کسی سے محبت کرتے ہیں تو اس کے لیے اپنے دل میں وسعت بھی رکھنی چاہیے۔تم خود بہت سمجھدار ہو پریشے۔گھبراؤ نہیں ہمان شوہر ہے تمہارا۔تمہیں سمجھتا ہے۔"

اس کے یخ ٹھنڈے ہاتھوں کو تھام کر کہتیں وہ اسے خود میں سمو گئیں۔

سردی بہت زیادہ تھی۔پریشے اور ہمان کی سلامی کے بعد کھانے کا دور چل اٹھا تھا۔

وہ جالی دار گھونگٹ ڈالے ہمان کے برابر میں سر جھکا ئے بیٹھی تھی۔سردی کی شدت اسے کانپنے پر مجبور کر گئی تھی۔

"کانپ کیوں رہی ہو؟سردی لگ رہی ہے کیا؟"

ہمان کی گھمبیر آواز اس کی سمعتوں سے ٹکرائی۔اس نے پریشے کا حنائی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو اندازہ ہوا وہ یخ ٹھنڈی ہو رہی تھی۔

اس نے سٹیج سے نیچے کھڑی سارہ کو آواز دے کر بلایا تو وہ علیزے کو آئینہ کے حوالے کرتی اوپر آگئ۔

"پریشے کو کمرے میں لے جاؤ۔اسے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔"

"پر ابھی تو فوٹو شوٹ بھی باقی ہے۔"

"بھاڑ میں گیا فوٹو شوٹ لے کر جا رہی ہو اسے یا میں خود لے جاؤں۔"

وہ ڈپٹ کر سخت لہجے میں بولا تو سارہ نے سٹپٹا کر پریشے کو سہارہ دے کر اٹھایا اور بھابھی کو اشارہ کیا۔

وہ اسے برائیڈل روم میں صوفے پر لا کر بٹھا چکی تھیں۔ اس کا گھونگٹ اٹھا کر پیچھے کیا تو وہ دھواں دار طریقے سے رو پڑی۔

سارہ کے ہاتھ پیر پھول گ ئے۔ خود بھابھی بھی پریشان ہو گئیں۔ باہر اتنے مہمان تھے۔ نین کو بتانا نری حماقت تھی وہ جذبات میں آ کر نہ معلوم کیا کر دیتا۔

سارہ اسے چپ کروانے کی سعی کر رہی تھی مگر وہ بکھرتی چلی گئی۔ ناز نین کو معلوم ہوا تو تیزی اس کے پاس چلی آئیں۔ مگر وہ ہنوز رونے میں مگن تھی۔

"بھابھی ہمان کو بلا لائیں۔ نین کے بعد ایک وہی ہے جو اسے سنبھال سکتا ہے۔"

وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے پریشے۔ ادھر دیکھو میری طرف۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔"

اس کے رخسار پر ہاتھ رکھے دوسرے ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کرتے وہ بے حد پریشان لگ رہا تھا۔ کل بھی اس کی طبیعت خراب تھی اور آج بھی وہ نارمل نہیں تھی۔

اس کارونا چپ نہیں ہوا بلکہ وہ صوفے کی پشت سے سر ٹکائے ہچکیوں سے رو دی۔

"پریشے میری جان پریشان کر رہی ہو تم مجھے۔ پلیز بتاؤ کیا ہوا ہے۔"

اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ بولا۔

" نظر لگ گئ ہے اسے اور کوئی بات نہیں ہے۔ اسے گھر لے جاؤ۔"

نازنین نے فکرمندی سے کہا تو ہمان نے گہری سانس خارج کی۔

ممتا الگ پریشان تھیں۔

ہمان اسے گھر لے آیا تھا۔ پورے رستے وہ نین کے کندھے سے لگی بری طرح روتی رہی تھی۔ نازنین پھپھو اور سارہ ساتھ ہی آئی تھیں۔

"بس میرا بچہ گھر آ گیا ہے۔ رونا نہیں ہے۔"

وہ اسے مسلسل پچکار رہا تھا۔

گاڑی سے باہر نکل کر نین نے دل پر پتھر رکھ کر اسے ہمان کے حوالے کر دیا۔

وہ اسے بازوؤں کے حصار میں لیے کمرے میں لے آیا۔ پھپھو نے پہلی فرصت میں وضو کر کے اس پر دم کیا اور دم کیا ہوا پانی پلایا۔

ہمان اس کے سرہانے بیٹھا تھا۔

پھپھو باہر نکل گئیں۔

گھر کے باقی لوگوں کو پہنچتے پہنچتے بھی گھنٹہ لگ گیا تھا۔نازنین کے بتانے پر کے پریشے ہمان کے ساتھ کمرے میں پر سکون ہے تو ممتا بیگم کو سکون ملا۔سب ہی تھکن کے باعث اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔

نازنین کے دم کرنے کے بعد کتنی ہی دیر تک وہ ہمان کے کندھے سے لگی رہی۔

ہمان نے اسے زرا بھی ڈسٹرب نہیں کیا تھا۔وہ چاہتا تھا کہ وہ پر سکون ہو جائے۔

ہمان کو لگا وہ سو چکی ہے۔وہ جونہی اسے خود سے الگ کرنے لگا پریشے نے آنکھیں کھول دیں۔

"مجھے لگا تھا سو گئی ہو۔"

اس کا چہرہ نہارتے وہ بتانے لگا۔

"جاگ رہی تھی۔"

وہ مدھم لہجے میں گویا ہوئی۔

"اتنا روئی ہو کہ آنکھیں سرخ کر لی ہیں۔اب رونا نہیں ہے۔بالکل بھی نہیں۔تم روتی ہو تو دل پر بہت گہری ضرب لگتی ہے۔ایک تمہارا رونا برداشت نہیں ہوتا مجھ سے۔خبردار جوان خوبصورت آنکھوں پر ظلم کیا تو۔"

ہمان نے اس کی بھیگی پلکوں کو لبوں سے چھوا تو وہ حجاب سی ہو گئی۔

"تھک گئی ہو؟"

ہمان نے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے دھیرے دھیرے اس کی چوڑیاں اتاریں۔

پریشے کا دل گھبراہٹ میں مبتلا ہو گیا۔

"میں تھک گئی ہوں۔مجھے سونا ہے۔"

اس کے بے اختیار بولنے پر ہمان نے گہری نگاہوں سے اس کے دو آتشہ حسن کو دیکھا۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں سونے دوں گا۔"

اس کے کان کے پاس جھکا وہ سرگوشیوں میں بولا۔وہ خود میں سمٹ سی گئی۔

اسے دوپٹے کے بھاری بوجھ سے آزاد کرتا وہ اس چہرہ دونوں ہاتھوں کی اوک میں لیتا اس کے چہرے پر جھکا تھا۔اس کی پیشانی پر پھول کھلاتے وہ دونوں رخساروں کو بھی اپنا لمس بخش گیا تھا۔

وہ بوکھلا سی گئ تھی۔

اس کی سانسوں سے سانسیں الجھاتے وہ اسے اپنے حصار میں لیتے اس کا سر تکیے پر رکھتے اس سے الگ ہوا تو وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

"سترہ سال کی عمر میں بے دھڑک محبت کا اظہار کرنے والی میری خاطر موت کو گلے لگانے والی میرے لیے حد درجہ پوزیسو لڑکی میری شدتوں کو کیسے سہہ پاؤ گی۔ابھی سے یہ حال ہے۔"

وہ اس کی بکھری سانسوں پر چوٹ کر گیا۔اس کی گردن میں چہرہ چھپا ئے وہ اسے اپنے لمس سے آشنائی بخش رہا تھا۔پریشے کے رہے سہے حواس بھی جواب دینے لگے۔

ہمان نے اس کی کنپٹی پر لب رکھے تو وہ تڑپ اٹھی۔اس نے پریشے کو کسی نازک آبگینے کی مانند بانہوں میں سمیٹا تھا اور جھک کر اس کی لبوں کو چھوا۔پریشے کے سارے احتجاج اپنے آپ دم توڑ گئے۔

وہ پیچھے ہٹا تو وہ گہرے گہرے سانس لیتی اٹھ بیٹھی۔

حیاسے لرزتی پلکیں محورقص تھیں۔شرم سے سرخ پڑتی وہ لب کچلنے لگی۔اس وقت ہمان سے اس قدر شرم محسوس ہو رہی تھی کہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ کہیں چھپ جائے یا غائب ہو جائے۔

اپنے اور اس کے درمیان رشتے کو اس نے اس نہج پر سوچنے کی زحمت ہی نہیں کی تھی۔

ہمان نے اس کی پشت پر بکھرے بال اٹھا کر کندھے پر ڈال دیے۔اس کے دہکتے لمس پر اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

وہ بے اختیار اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

"ڈونٹ ڈو دس پلیز۔"

دو موتی ٹوٹ کر ہمان کے کرتے میں جذب ہو گئے۔

"محبت کرنے والے شدتیں سہنے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔ایسا کر کے تو تم مجھے ناراض کر دو گی اور شوہر کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔کیا تم چاہتی ہو اللہ تم سے ناراض ہو جائے۔"

ہمان نے گھمبیر لہجے میں شوخی سے کہتے مسکراہٹ لبوں پر سجائی اور اسے خود میں بھینچ کر کان کی لو چوم لی۔

"یہ تمہاری منہ دکھائی۔"

سائیڈ ڈرا سے مخملی ڈبیا نکال کر ہمان نے اسے تھمائی۔

پریشے نے دھیرے سے ڈبیا کھولی تو اس میں گولڈ کی چین تھی جس میں ان دونوں کے نام کا پہلا الفابیٹ والا لاکٹ تھا۔ جس میں ننھے ننھے ہیرے جڑے ہوئے تھے۔

"پسند آیا؟"

"بہت خوبصورت ہے۔"

پریشے نے چین ہاتھ میں لے کر آنکھوں کے سامنے لہرائی۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔

ہمان نے چین اس کے ہاتھ سے لے کر اس کے گلے کی زینت بنادی۔

"تھینک یو۔"

"اونہوں! شکریہ کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں۔ آج میں تمہیں بتاؤں گا کہ شکریہ کیسے ادا کرتے ہیں۔"

وہ حواس باختہ ہوئی۔ وہ پریشے پر محبت کے پھول کھلاتا اسے پور پور مہکا گیا تھا۔

مرے دل میں آج کیا ہے، تو کہے تو میں بتادوں

تری زلف پھر سنواروں، تری مانگ پھر سجادوں

مجھے دیوتا بنا کر تری چاہتوں نے پوجا

مرا پیار کہہ رہا ہے میں تجھے خدا دوں

کوئی ڈھونڈنے بھی آئے تو ہمیں نہ ڈھونڈ پائے

تو مجھے کہیں چھپا دے، میں تجھے کہیں چھپا دوں

مرے بازوؤں میں آکر ترا درد چین پائے

ترے گیسوؤں میں چھپ کر میں جہاں کے غم بھلا دوں

تری زلف پھر سنواروں، تری مانگ پھر سجادوں

مرے دل میں آج کیا ہے، تو کہے تو میں بتا دوں

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

آنکھ کھلتے ہی اس نے خود کو ہمان کی گرفت میں پایا۔اس کا مضبوط بھاری ہاتھ اس کے اوپر تھا۔وہ مکمل طور پر اس کے حصار میں تھی۔پریشے نے گردن ترچھی کرکے اسے دیکھا جو آج اس حد تک قریب تھا کا وہ ہاتھ لگا کر چھو سکتی تھی۔اس کی سانسوں کو خود پر محسوس کر سکتی تھی۔

وہ گہری نیند میں تھا۔بال بے ترتیبی سے ماتھے پر بکھرے پڑے تھے۔بغیر شرٹ کے وہ اسے پہلی بار دیکھ رہی تھی۔گھبرا کر نظروں کا رخ بدلا۔

دھڑکنوں میں اتھل پتھل مچ گئی تھی۔اس کا ہاتھ ہٹاتے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔کل رات کی وارفتگی اور اس کی شدتیں یاد کرتے چہرہ گلنار ہو گیا تھا۔پلکیں جھپکاتے وہ تیزی سے دوپٹہ لیتی بالوں کو جوڑے میں لپیٹتی الماری سے اپنا لباس لے کر واشروم میں گھس گئی۔

شاور لے کر جس وقت وہ باہر نکلی ہمان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ایک گہری استحقاق بھری نظر اس کے بھیگے اور نکھرے سراپے پر ڈالی تو وہ نظریں چراتی ڈریسنگ ٹیبل کے پاس چلی آئی۔

"تم اکیلے اکیلے اٹھ گئیں۔ناٹ فیئر پریشے! اچھی بیویاں شوہر کو بھی ساتھ ہی اٹھا دیتی ہیں کہ کہیں انہیں کام کو دیر نہ ہو جائے۔"

"آپ نے کون سا کام پر جانا ہے۔"

وہ مدھم لہجے میں بولی اور بالوں کو تولیے سے آزاد کیا تو بھیگے بال کسی آبشار کی مانند پوری کمر پر بکھر گ ئے۔

"بالفرض جانا ہوا تو؟"

وہ مبہم انداز میں کہتے ہوئے مسکراہٹ دبا گیا۔

"آپ! آپ ہمارے ولیمے والے دن بھی جائیں گے۔"

صدمے سے کہتی وہ خفا خفا سی لگی تھی۔ ہیئر ڈرائیر ہاتھ میں لیے لمحے بھر کو شیشے میں جھلکتے اس کے عکس کو دیکھا مگر جلد ہی حیا سے نظریں چرا لیں۔

"تم کہتی ہو تو رک جاتا ہوں۔"

وہ اٹھا اور اپنا سوٹ لیے مسکرا کر کہتا فریش ہونے چلا گیا۔

پریشے تیار ہو چکی تھی۔ ہمان تولیے سے بال رگڑ تا واشروم سے باہر نکلا۔ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آ کر پریشے جو کہ اسے قریب آتے دیکھ کر کھسکنے لگی تھی۔ اس کی کلائی پر گرفت مضبوط کرتے اس کی فرار کی ساری راہیں مسدود کر دیں۔

"تمہاری چین کدھر ہے؟"

پریشے کی سونی گردن دیکھ کر نیک بون پر انگلیاں پھیرتے وہ مستفسر ہوا۔

"اوہ وہ تو واشروم میں ہی بھول آئی۔"

وہ تاسف سے سر پر ہاتھ مارتی جونہی آگے بڑھی ہمان نے پھر سے اس کی کلائی تھام کر اسے ٹھہرنے پر مجبور کر دیا اور دوسرے ہاتھ کی بند مٹھی کھول کر چین اس کی گردن میں پہنا دی۔

"آئندہ ایسی غلطی سے احتیاط برتنا۔"

اس کی نیک بون کو چھوتے وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تو پریشے نے پیچھے کھسک کر تیزی سے گردن اثبات میں ہلائی اور سائیڈ سے نکل کر بیڈ پر دوپٹہ اٹھا کر اچھی طرح اوڑھا۔

ہمان کے لب اس کی اس حرکت پر مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

خود پر ڈھیر سارا پرفیوم سپرے کر کے وہ مڑا تو پریشے بیڈ شیڈ سے سوکھے ہوئے پھول کی پتیاں جھاڑ رہی تھی۔

"یہ سب رہنے دو اب تم بس مجھ پر دھیان دو۔ میرے بارے میں سوچو۔ میرا خیال رکھو۔"

اسے کندھوں سے تھام کر رخ موڑ تا وہ مسکراہٹ دبا کر گویا ہوا۔

"آپ اپنا دھیان خود نہیں رکھ سکتے کیا؟"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس کے لبوں پر دھیمی مگر شرمیلی سی مسکان تھی۔

"اونہوں! بہت رکھ لیا۔اب تمہاری باری۔"

وہ ہنس دیا تھا۔

"اور میرا خیال کون رکھے گا۔"

"وہ میں رکھ لوں گا۔ویسے ہی جیسے بچپن سے رکھتا آرہا ہوں۔"

چہرے پر جھولتی آوارہ سی لٹ کو کھینچتے وہ بولا۔

اس سے پہلے کہ پریشے کوئی جواب دیتی ان کے کمرے کا دروازہ زور زور سے کھٹکھٹایا جانے لگا۔

دستک کی آواز سے محسوس ہو رہا تھا کہ پوری کی پوری پلٹون اُمڈی ہوئی ہے۔

اس نے آگے بڑھ کر درواز کھولا تو پورا کا پورا ریلا ایک دم اندر آگیا۔

عالیہ عائشہ سارہ اور بھابھی سمیت آئینہ بھی پریشے کو گھیرے ہوئی تھیں۔

ہمان باہر نکل گیا تھا۔

"کیسا رہا کل رات کا تجربہ؟"

"رات بڑا رو رہی تھیں۔اب یہ مسکراہٹیں کیا سوچ کر اڈ رہی ہیں؟"

عالیہ نے معنی خیزی سے آئبرو اچکائے۔

سارہ اور عالیہ کے اس قدر بے باک سوالوں پر وہ سٹپٹا کر رہ گئ تھی۔

"چپ کرو تم دونوں۔کیا اول فول پوچھے جا رہی ہو۔چلو پریشے نیچے چل کر ناشتہ کر لو۔سب تمہارا ہی انتظار کر رہے ہیں۔"

انہوں نے ان دونوں کو گھر کا اور پریشے کو لے کر نیچے ڈائننگ ایریا کی طرف بڑھ گئیں۔

"بڑی اشتہاء انگیز خوشبوئیں آ رہی ہیں۔"

سارہ نے ڈونگوں کے ڈھکن باقائیدہ اٹھا کر خوشبو اندر اتاری تھی۔

"یہ ناشتہ سپیشل میری بہن کے لیے ہے جو کہ خاص میں نے باہر سے آرڈر کیا ہے اور کچھ ڈشز میری مام نے بڑی محبت سے بنائی ہیں۔"

نین نے جتایا۔

"میکے میں ہی سسرال ہے اور میکے والے ہی سسرالی ہیں سو تم یہ کریڈٹ لینے کی زحمت نہ ہی کرو تو بہتر ہے۔"

سارہ نے اسے لتاڑا۔

نین نے دانت کچکچائے۔

باقی سب مسکرا دیے تھے۔

"کیا تحفہ ملا ہے میری بیٹی کو منہ دکھائی میں؟"

نازنین نے کے اچانک پوچھے گ ےئ سوال پر جہاں پریشے گڑبڑائی تھی وہیں عالیہ سارہ اور بھابھی کی معنی خیزی قابلِ دید تھی جبکہ عائشہ اور آئینہ نے اپنی بے ساختہ مسکراہٹ دبا گئ تھی۔

پریشے کو سمجھ نہیں آئی گلے میں پہنا ہوا گولڈ کا چین لاکٹ جو دوپٹے کے نیچے چھپ گیا تھا ان سب کو کیسے دکھائے۔

"ہر بات ہر کسی کو بتانے کی نہیں ہوتی۔ میں صرف پھپھو کو ہی بتاؤں گی۔"

پریشے نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے مزے سے جواب دیا تو سب کا منہ کھل گیا۔

"اور پھپھو تو جیسے صندوق میں ڈال کر چابی دریائے سندھ میں بہا دیں گی ناں۔"

سارہ کے طنز پر سب ہنس دیے تھے۔

ناشتے سے فارغ ہو کر ممتا نے پریشے کو کمرے میں بھیج دیا تھا کہ وہ کچھ دیر آرام کر سکے۔

ہمان ماہیر لوگوں کے ساتھ کام سے باہر نکل گیا تھا۔

بارہ بجے تک نازنین نے پریشے کو سارہ کے ہمراہ پارلر روانہ کر دیا۔ حماد انہیں چھوڑنے گیا تھا۔

بارات کی نسبت ولیمے میں پریشے قدرے فریش نظر آرہی تھی۔ نہ معلوم طبیعت میں بہتری تھی یا ہمان کی قربت کا اعجاز تھا۔

سٹیج پر فان کلر کی فرشی میکسی پہنے ہمان کی کسی بات پر مدھم مسکراہٹ لبوں پر سجاتی وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ خود ہمان بھی سیاہ ڈنر سوٹ میں پورے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔

کچھ لوگوں کی حسد بھری تو کچھ لوگوں کی رشک آمیز نظریں ان پر ایک ساتھ اٹھی تو پلکیں جھپکنا بھول گئیں۔

سب کزنز کی نوک جھونک خاص کر نین اور ہمان کی جملے بازیوں نے ماحول کو زعفران زار کر دیا تھا۔

کم بھابھی بھی نہیں تھی پھر تو ماہیر کو بھی میدان میں کودنا پڑا۔

رات گئے تک مہمانوں کا سٹیج پر تانتا بندھا رہا۔ حسین یادوں کے سمیٹے یہ رات اپنے اختتام کو پہنچی تو ہمان کو سکون کا سانس آیا۔

وہ برائیڈل روم میں تھی۔سارہ اسے سردی کی مناسبت سے چادر اوڑھنے کے لیے دے گئ تھی۔

ہمان عجلت میں اندر آیا تو وہ چادر لیے پلٹی۔

"چلو میرے ساتھ۔"

اس کا ہاتھ پکڑ کر بغیر سوچنے سمجھنے کا موقع دیے وہ اسے برائڈل روم کے پچھلے دروازے کی طرف لے کر بڑھا تو پریشے نے کھینچ کر اسے روکا تو مجبوراً اسے رکنا پڑا۔

"لیکن کہاں؟"

پریشے کے چہرے پر استہفامیہ تاثرات تھے۔

"یہ سوال جواب کا وقت نہیں ہے یار۔ابھی نکلو یہاں سے ورنہ کوئی آن دھمکے گا اور بنا بنایا پلان چوپٹ ہو جائے گا۔"

قدرے جھنجھلا کر کہتا وہ اسے لے کر باہر آگیا۔لان کے عقبی دروازے سے نکلتے ہی سامنے کار کھڑی تھی۔

ہمان نے فرنٹ ڈور اس کے لیے اوپن کیا تو وہ شال اپنے گرد درست کرتی اندر بیٹھ گئ۔خود ہمان بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر گاڑیاہال کی حدود سے نکال چکا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اب تو بتا دیں ہم کہاں جا رہے ہیں۔"

"ہنی مون پر اور کہاں۔ رات پی سی میں سٹے ہے اور صبح پہلی فلائٹ سے جرمنی۔"

"کیا! ہم ہم جرمنی جا رہے ہیں۔ آئے کانٹ بلیو۔"

وہ پہلے تو سکتے کے عالم میں حیرت سے اسے تکتی رہی پھر خوشی چیخی۔

"بلیو می پریشے۔"

ہمان نے اس کا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگایا۔

"گھر میں سب کو پتا چلے گا تو کتنا خوش ہوں گے۔"

"خبردار! جو فلائیٹ سے پہلے کسی کو بتایا یا کسی کی کال ریسیو کی۔"

گھور کر کہتے ہمان نے اسے باز رکھا تو وہ دل مسوس کر کے رہ گئی۔

ہوٹل پہنچ کر جس وقت وہ روم میں پہنچے رات کے دو بج رہے تھے۔

"مجھے سونا ہے۔"

"میں نے کون سا تمہیں جگا رکھا ہے۔"

اس کے معنی خیز جواب پر وہ جھنجھلا کر رہ گئی۔

"تھکن سے برا حال ہو رہا ہے اور آپ۔۔۔۔"

"اور میں تمہاری ساری تھکن دور کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

ٹائی کھینچ کر گلے سے نکال کر وہ کوٹ اتار کر صوفے پر اچھالتا ہوا آستینیں فولڈ کرتا ہوا مسکراہٹ دبا کر گویا ہوا۔

"مگر میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

پریشے نے نفی میں سر ہلایا تو وہ بے اختیار ہنس دیا۔

"میری آفر محدود مدت کے لیے ہے۔"

ہمان نے گز بھر کا فاصلہ مٹا کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود سے قریب کرتے اسے آگاہ کیا۔

"ایسی بہت سی آفرز مجھے آگے ملنے والی ہیں تو میرا کوئی گھاٹا نہیں۔"

"ہاں! اس میں میرا گھاٹا تیرا کچھ نہیں جاتا۔"

وہ تاسف کہتا پیچھے ہٹا کہ اس کا موبائل مسلسل بج رہا تھا۔

"کس کی کال ہے؟"

"سالے کی۔"

"ہمان تمیز سے۔"

پریشے کو جلال آگیا۔

"میرے سالے یعنی تمہارے بھائی نین کی کال ہے۔"

دانت پیس کر وہ بولا۔

"اچھا اب موڈ خراب نہ کریں مجھے یہ بتائیں کہ اب کرنا کیا ہے۔اتنی جلدی میں آپ مجھے لے کر آئے ہیں۔پیکنگ بھی نہیں کرنے دی۔اب یہ کام والے کپڑے پہن کر تھوڑی نیند آئے گی۔"

اس کا خراب موڈ دیکھ کر وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اصل پریشانی بتانے لگی۔

"الماری میں تمہارا ڈریس ہو گا چینج کرلو۔"

وہ جیولری سے خود کو آزاد کرتی الماری سے اپناسادہ سوٹ لے کر واشروم میں گھس گئی۔

وہ چینج کر کے آئی تو ہمان اسی کا انتظار کر رہا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

اسے اپنے حصار میں لے کر آنکھیں بند کر گیا۔وہ دونوں تھکے ہوئے تھے جلد ہی نیند کی وادیوں میں گم ہو گئے۔

"حرکت دیکھ رہی ہیں پھپھو اس بٹیر کی۔کیسے میری بہن کو لے اڑا۔میں پوچھتا ہوں یہاں اتنا اندھا قانون ہے۔"

حسب توقع وہ غصے سے کھول اٹھا تھا۔ہمان کی حرکت اسے ناگوار گزری تھی۔وہ بغیر بتائے اسے لے گیا تھا۔کس قدر پریشان ہوا تھا وہ۔چند منٹوں میں اس کی حالت بری ہو گئی تھی۔وہ تو بھلا ہو آئینہ کا جس نے بھانڈا پھوڑ دیا۔

اسے رافع نے لان کی عقبی طرف اکیلے ملنے کے لیے بلایا تھا رافع کے پہنچنے سے پہلے ہی اندھیرے میں اس کی نظر چادر میں لپٹی ہوئی پریشے پر پڑی جسے ہمان گاڑی میں بٹھا رہا تھا۔اس سے پہلے کے وہ اسے روکتی وہ گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔پھر رافع کے آنے سے اسے اندر کیا ہو رہا ہے کچھ پتا نہ چل سکا تھا اور جب وہ ادھر گئی تو مہمان جا چکے تھے اور وہاں نین غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

"اچھا اب زیادہ شور نہ ڈالو۔خیر سے شادی شدہ ہو گئی ہے۔شوہر ہے اس کا۔ہم سے زیادہ حق رکھتا ہے۔کیا ہو گیا اگر لے گیا تو۔"

"مگر اسے بتانا تو چاہیے تھا۔"

نازنین نے نین کی بات کی تائید کی۔

"اور جیسے بتانے پر اجازت مل جاتی۔"

زین نے طنز کیا۔

پریشے کے حوالے سے ان کے تمام تفکرات سے وہ اچھی طرح آگاہ تھا۔

نازنین اسے ایک گھوری سے نوازہ جبکہ ہادیہ بیگم نے معاملہ رفع دفع کیا۔

اگلی صبح ہمان اور پریشے جرمنی فلائے کر گ ئے تھے۔

جہاں ان کی زندگی ایک حسین موڑ لینے والی تھی۔زندگی کا ایک نیا باب کھلنے جا رہا تھا۔

ہمان کی سنگت میں اس نے جرمنی کا ہر خوبصورت گوشہ دیکھا تھا۔دونوں کے بیچ حائل جھجھک کی جو دیوار تھی۔وہ نامحسوس طریقے سے گرتی چلی گئ تھی۔ہمان نے اسے خود سے اس قدر قریب کر لیا تھا کہ وہ پل بھر بھی نظروں سے اوجھل ہوتا تو گویا سانس سینے میں اٹک جاتا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم تھے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

شب وروز ایک دوسرے کی ہمراہی میں گزارتے وہ مستقبل کے حسین خواب دیکھ رہے تھے۔

پریشے کی شادی کے بعد نین کو سکھ کا سانس آیا تھا۔انجانے بوجھ سے کندھے یک دم ہی آزاد ہوگئے تھے۔اس کی رخصتی کے بعد وہ خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔

ابھی دن ہی کتنے ہوئے تھے اسے پرسکون ہوئے کہ ایک نئی خبر نے اس کے حواس صلب کر لیے۔اس کا سارا سکون غارت ہو گیا۔

نازنین نے مسز فاروقی سے بات کرکے اس ہفتے کے آخر میں صارم اور عاشی کی منگنی طے کر دی تھی

پریشے کو یہ خبر ملی تو وہ نین کے لیے پریشان ہو اٹھی۔اتنی دور بیٹھے وہ بھائی کا مقدمہ نہیں لڑ سکتی۔رو رو کر اس نے اپنا حشر کر لیا تھا۔ہمان نے فوراً پاکستان کی ٹکٹ کنفرم کروائی مگر ٹینشن سے اس کی طبیعت مزید خراب ہو گئی تو ان کا سٹے بھی لمبا ہو گیا۔

ماہیر کو خود پھپھو کا یہ فیصلہ درست نہیں لگا تھا۔وہ غائب دماغی سے کافی کے گھونٹ بھرتا فائل پڑھ رہا تھا۔

زویا جانتی تھی وہ کس وجہ سے پریشان ہے۔

"آپ پھپھو سے بات کیوں نہیں کرتے۔"

اس کے ہاتھ سے الٹی پکڑی فائل لیتے زویا نے میز پر رکھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پہلے تو وہ چونکا پھر بولا۔

"کیا بات کروں زویا۔ ہم بہن بھائی ہیں۔ کزن ہیں عاشی اور نین کے مگر پھر بھی ان دونوں کے بغیر کچھ کہے ہم ان دونوں کی ایک دوسرے کے لیے فکر جذبات اور محبت کو ان کے چہرے سے پڑھ سکتے ہیں۔

وہ تو پھر ماں ہیں کیوں نہیں سمجھ رہیں۔ اللہ جانے پھپھو اور ممتا چچی کی آنکھوں پر کو ن سی پٹی بندھی ہے۔ گھر کا لڑکا ہونے کے بعد بھی وہ باہر رشتہ کر رہی ہیں آخر کیوں بس اس کیوں کا ہی تو جواب نہیں مل رہا۔"

وہ سر پکڑے بیٹھا تھا۔

"آپ پریشان مت ہوں۔ انہوں نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ لیا ہو گا۔ دیکھا جا ئے تو پہل ممتا چاچی کو کرنی چاہیے۔ یوں بھی رشتہ لڑکے والے لے جاتے اچھے لگتے ہیں۔

وہ اب تک عاشی کو پریشے کے ساتھ کیے گ ئے سلوک کے لیے معاف نہیں کر سکی ہیں۔"

"جبکہ انہیں کر دینا چاہیے۔"

زویا نے کہا۔

ماہیر نے اپنے پہلو میں بیٹھی اپنی جان حیات کو دیکھا۔وہ اپنی فکر چھوڑ کر اس کے رشتے داروں کی فکر میں گھلتی رہتی تھی۔پورا دن گھر کے کام کرتی اور اتنا بڑا گھر سنبھالتی تھی۔ماہیر کا دھیان لمحے میں زویا کی طرف ہوا تھا تو سر درد اپنے آپ اڑن چھو ہوا۔

"تھینکس زویا۔"

ماہیر کی آواز پر اس نے چونک کر اسے دیکھا اس کی آنکھوں میں تحیر تھا۔ماہیر مسکرا دیا۔

"آپ نے کتنے کم وقت میری فیملی کو اپنی فیملی بنالیا۔سب کی کتنی فکر کرتی ہیں آپ۔سب کی پریشانی میں پریشان۔ان کے سکون میں پر سکون رہتی ہیں۔کہاں ملتی ہیں ایسی نایاب دلہنیں۔"

وہ شوخ ہوا تھا۔

"آپ کے کمرے میں آپ کے پہلو میں۔"

زویا نے برجستہ کہا تھا۔ماہیر نے ستائشی انداز میں اسے اس کی حاضر جوابی پر سراہا۔

"تھینکس فار ایوری تھنگ زویا۔"

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر وہ عاجزی سے کہہ رہا تھا۔

"اس گھر سے مجھے بہت کچھ ملا ہے ماہیر۔ عزت مان محبت پیار اپنا پن سب کچھ۔ کبھی سوچا نہیں تھا بابا کے علاوہ بھی اتنے رشتے مل جائیں کہ سنبھالے نہیں سنبھلیں گے۔

سب لوگ بہت اچھے ہیں۔ ان کا دکھ مجھے اپنا دکھ محسوس ہوتا ہے اور ان کی خوشی میری بھی تو خوشی ہے۔

ویسے بھی ان سب نے مجھے ایک بہت قیمتی شے دی ہے بدلے میں اگر میں تھوڑا بہت کر دیتی ہوں تو کیا حرج ہے۔"

وہ معنی خیزی سے بولی۔ماہیر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"اب بیٹھ کر سوچتے رہیں کون سی چیز۔"

وہ کہہ باہر بھاگی تھی۔

"زویا بتا کر جائیں۔ورنہ نیند نہیں آئے گی ساری رات۔"

وہ پیچھے سے ہانکا تھا مگر وہ کتھئ آنچل لہراتی چلی گئ۔

اس دن کے بعد سے نین نے خاموشی کا جو لبادہ اوڑھا تھا تو ممتا تو ممتا فواد صاحب بھی پریشان ہو گ ئے تھے مگر وہ یہ کہہ کر ٹال دیتا تھا کہ آپ لوگ ہی تو کہتے تھے نین سنجیدہ ہو جا اپنی طبیعت میں تھوڑا سوبر پن لے کر آ۔

"میں بس سیریس ہو گیا ہوں اب تک تو زندگی بس ایک مزاق کی طرح گزار رہا تھا۔"

وہ ہلکی سی مسکان کے ساتھ کہتا باہر نکل گیا تھا۔

وہ آفس جانے کے لیے نکلا تھا۔ غصہ حد سے سوا تھا دماغ کی تنابیں کھنچ گئی تھیں۔ کل رات ہی تو سارہ کے ذریعے اسے منگنی کا پتہ چلا تھا ورنہ گھر میں ہوتے ہوئے بھی اسے خبر نہ ہو سکی تھی۔

چوٹ کھا کر بھی وہ ریش ڈرائیونگ سے باز نہیں آیا تھا۔ طوفان کی طرح گاڑی بھگاتا ہوا لایا تھا اور عین ہاسپٹل کی بلند و بالا عمارت کے آگے روکی تھی۔

دندناتا ہوا وہ سیڑھیاں پھلانگتا اس کے کیبن میں پچھلی بار کی طرح دھڑلے سے داخل ہوا تھا۔ عاشی اچھل پڑی تھی۔

وہ پیشینٹ کا چیک اپ کر رہی تھی مگر نین کو سامنے دیکھ کر خود ہی پیشینٹ کی سی کیفیت میں مبتلا ہو گئی۔

"سنیئے باہر جا کر ویٹ کریں۔ ابھی ان کے چیک اپ کا وقت ہے۔"

کرسی پہ بیٹھی عورت کی جانب دیکھتے وہ سنجیدگی سے بولا تو وہ فوراً ڈر کے مارے باہر چلی گئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یہ سب کیا ہے نین؟ تمہیں پتا بھی ہے میں آن ڈیوٹی ہوں۔"

وہ غصہ دباتے قدرے جھنجھلا کر بولی۔

"جو تم کر رہی ہو وہ کیا ہے؟ تمہیں پتا بھی ہے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔"

وہ اسی کے انداز میں کہتا ہوا اس کے نزدیک چلا آیا۔

"کک کیا کیا ہے میں نے۔"

وہ اٹکتے ہوئے بولی۔ جبکہ وہ اچھی طرح اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہی تھی۔

"تمہیں نہیں پتا؟"

وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا۔

"بچی ہو نہ تم تو۔ فیڈر نہ لا دوں تمہیں۔"

وہ طنزیہ بولا تھا۔ عاشی سٹپٹا گئی۔

"دیکھو!"

وہ انگلی اٹھا کر بولی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"دیکھ ہی تو رہا ہوں۔"

عاشی نے دانت پیس لیے۔اس کی ڈھٹائی قابل دید تھی۔

"جو بولنا ہے صاف صاف بولو۔"

"تم اس شادی سے انکار کر دو۔"

نین نے اطمینان سے اس کے سر پر بم پھوڑا۔

عاشی کی آنکھیں پھٹ گئیں۔

"تم ہوش میں تو ہو۔ایک ہفتے بعد میری منگنی ہے اور بہت جلد ماما شادی کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ شادی سے انکار کر دوں۔"

نین سے لاکھ محبت سہی لیکن اس وقت اس کی یہ بات اسے غصہ دلا گئی تھی۔کیا وہ کھلونا تھی اس کے لیے جو کھیل لیا پھر چھوڑ دیا۔پھر دوبارہ کھیلنے کا موڈ بن گیا۔

"چاہے شادی کل ہی کیوں نہ ہوتی۔تمہیں جب بھی انکار ہی کرنا ہوتا۔"

وہ ڈھٹائی کی اعلیٰ مثال قائم کرنے پر تلا پڑا تھا۔

"کیوں کروں میں انکار اور مجھے کیا پڑی ہے انکار کرنے کی۔"

وہ تڑخ کر بولی۔

"کیوں کہ میں کہہ رہا ہوں۔ تم صرف میری ہو عائشہ اور تمہاری شادی صرف مجھ سے ہو گی نہ کہ اس سو کالڈ صارم سے۔"

وہ بھی غصے سے اس کا بازو دوبچے دانت پیستے گویا ہوا۔

"میں صرف تمہاری ہوں۔ یہ بھلا کس کتاب میں لکھا ہے۔"

لمحے بھر کو نین کے اس اظہار و اقرار پر دل دھڑکا تھا پھر سرخ پڑتے اس نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوایا۔

نین نے اس کی ڈھٹائی پر دانت کچکچائے۔

"تم سیدھی شرافت سے انکار کر دو۔ ورنہ میں تمہاری منگنی کا پنڈال ہی اڑا ڈالوں گا۔ کیا سمجھیں!"

وہ طیش میں آکر انگلی دکھاتا اسے وارن کرنے لگا۔

"اڑادینس پنڈال میں گھر میں منگنی کر لوں گی۔ اب بولو میں گھر بھی اڑا دوں گا۔"

وہ تمسخر سے بولی۔

"نہیں! گھر نہیں صارم کو ہی اڑادوں گا۔نہ ہو گا صارم نہ ہو گی منگنی۔"

وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا اطمینان سے گویا ہوا۔

"تم صارم کو ہی اڑادو گے؟"

وہ تو صدمے سے ہی ڈھے گئ۔

"نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے۔"

وہ بے بسی سے بولی۔

"وہ تو تم اب دیکھو گی کہ حسنین فواد اب کیا کیا کرے گا۔"

وہ ایک نظر اس کے ہوش ربا سراپے پر ڈال کر طنزیہ لہجے میں بولا۔

پھر اس کے چہرے پہ جھکا اس نے خوف سے آنکھیں موند لیں۔

اس کے چہرے پر پھونک مارتا وہ واپس پلٹ گیا۔

عاشی نے کب کی رکی سانس بحال کی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

یہ ایک ہفتہ پنکھ لگا کر اڑ گیا تھا ۔ہمان اور پریشے کل رات ہی پاکستان پہنچے تھے۔پریشے کی طبیعت خرابی کے باعث انہیں آنے میں دیر ہو گئی تھی۔

شاہ ہاؤس میں خاصی رونق لگی ہوئی تھی۔عالی کام کرنے والی اکیلی تھیں۔عین موقع پر پھپھو کی طبیعت خراب ہو گئی۔

کل رات ہی عائشہ نے انہیں چیک کر کے دوائیاں دی تھیں۔

عالیہ نے انہیں بیڈ سے نیچے تک اترنے سے منع کر دیا تھا۔صبح سے وہ گھن چکر بنی ہوئی تھی۔

"عالیہ میری شرٹ نکال کر دو۔"

وہ ریلنگ پر جھنجلایا ہوا سا کھڑا تھا۔عالیہ فوراً اوپر کمرے میں آئی۔

"یار سارے کام بعد میں پہلے میرا کام کر دیا کرو۔"

وہ اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتا ہوا محبت سے بولا۔

"چھوڑیں!اس لیے بلایا ہے مجھے۔"

اس کی گرفت سے نکلتے اس نے شرٹ زین کو تھمائی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ایسے تو ہاتھ نہیں آتیں۔"

وہ ہنستا ہوا وہ واشروم میں گھس گیا۔

عالیہ نے بیڈ کی چادر درست کی۔کشنز صوفے پر ترتیب سے رکھے زین کے بغیر دھلے کپڑے باسکیٹ میں ڈالے۔

زین واشروم سے واپس آیا تو نظر عالیہ کے رف سے حلیے پر گئی۔

دوپٹہ کمر پر بندھا ہوا تھا۔بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا باندھے وہ شیفون کے گلابی پرنٹڈ سوٹ میں ایک گڑیا ہی لگ رہی تھی۔

اس کی سونی کلائیاں دیکھ کر زین کے ماتھے پر ڈھیروں بل نمودار ہوئے۔

"یہ تمھارے ہاتھ خالی کیوں ہیں؟خدانخواستہ میں مر تو نہیں گیا۔"

وہ اسے گھورتا ہوا کلائی اس کے آگے کر گیا۔

"تمہارے منہ میں خاک۔اللہ نہ کرے۔"

عالیہ نے اسے ڈپٹا۔دل ہی دہل گیا تھا زین کی بات پر۔

"تو پھر چوڑیاں پہنو یا میرے ساتھ چلو مارکیٹ۔مجھے تمہارے خالی ہاتھ بالکل نہیں پسند۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ رعب سے بولا۔

"میں نے پہنی ہوئی تھیں صبح اتاریں ہیں کام کرنے میں مشکل ہو رہی تھی۔"

"مجھے کچھ نہیں سننا تم بس پہنو۔"

وہ بضد تھا۔

"میں پہن لوں گی تم جاؤ جس کام سے جا رہے ہو۔"

وہ زین کو کمرے سے نکالتے ہوئے بولی۔

نیچے زویا اور آئینہ آئی ہوئی تھیں۔

"عالیہ عائشہ کو بھی فون کر کے آنے کو کہو۔ بھلا کیا تک تھی آج جانے کی۔"

وہ بولتے ہوئے باہر نکل گیا۔

"شکر ہے آپ لوگ آ گئیں۔"

"یہ لوگ اٹھے اتنی دیر سے ہیں ورنہ کب کے فارغ ہو جاتے ہم۔"

بھابھی نے عذر پیش کیا۔

عالی ان سے مل کر کچن کی طرف بڑھ گئ۔وہ چائے پانی کا انتظام کر چکی تھی۔

"رافع بھائی نظر ہی نہیں آتے آج کل۔پتا نہیں کن چکروں میں پڑے رہتے ہیں۔"

عالی نے کن نظروں سے آئینہ کو دیکھتے معنی خیزی سے کہا۔

وہ جھینپ گئ۔

"تم نے خوامخواہ یہ تکلف کیا۔پھپھو کی طبیعت کیسی ہے اب؟"

"پہلے سے بہت بہتر ہے۔"

عالیہ نے چائے سرو کی۔

چائے پینے کے بعد زویا اور آئینہ نے نازنین کی طبیعت پوچھی پھر عالیہ کے ساتھ مدد کروانے لگیں۔

"بھابھی مجھے تو بالکل تجربہ نہیں اتنے سارے لوگوں کا کھانا بنانے کا۔"

عالی نے میسنی سی صورت بنائی تو بھابھی کی ہنسی چھوٹ گئ۔

"میرے خیال سے وائٹ چکن کڑھائی اور وجیٹیرین چائنس پلاؤ بنا لیتے ہیں اور میٹھے میں رس ملائی کیسی رہے گی۔ساتھ کولڈ رنگ رکھ لیں گے۔"

"واؤ بھابھی زبردست مینیو ہے۔"

عالی نے سراہا اور فریج سے چکن نکال کر دھویا۔ تب تک زویا چاول صاف کر چکی تھی۔ آئینہ نے ساما ن تیار کر دیا تھا۔

ایک چولھے پر زویا نے وائٹ کڑھائی چڑھا دی تھی۔

عالیہ نے چاول چڑھا دیے تھے۔ آئینہ نے بکھرا کچن سمیٹ کر رسملائی کا ذمہ اپنے سر لے لیا۔

"میں رسملائی بہت اچھی بناتی ہوں آپ لوگ تو انگلیاں چاٹتے رہ جائیں گی۔"

"ہم کیوں چاٹیں گی۔ اپنے ہونے والے میاں کو چٹانا۔"

عالی نے معنی خیزی سے کہا تو وہ جھینپ کر دودھ بوائل کرنے لگی۔

ماہیر زین اور رافع لان کی سجاوٹ میں لگے ہوئے تھے۔

سارا کام تقریباً مکمل ہو چکا تھا۔ ماہیر زین اور رافع کپڑے جھاڑتے اندر بڑھ گئے۔

کچن کا کام بھی مکمل ہو چکا تھا۔ رسملائی بن کر تیار ہو گئی تھی۔

"بھابھی کڑک چائے مل جائے تو بھلا ہو جائے آپ کا۔"

زین دھپ سے صوفے پر گرا۔

چائے پی کر وہ لوگ چلے گئے تھے۔

"تم نے فون کیا تھا عاشی کو؟"

عالی نے دانتوں تلے زبان دبائی۔

"بھول گئی۔ابھی کر دیتی ہوں۔"

زین نے اسے گھورا۔

"بس کسی دن مجھے نہ بھول جانا۔"

وہ فوراً ہی ترنگ میں آیا تھا۔

"آپ سے اچھا کوئی مل گیا تو یہ بھی متوقع ہے۔"

عالی نے اسے سلگایا۔

"اے سنوں!"

زین نے اسے پکڑ کر کھینچا۔

"خبردار! جو میرے علاوہ کسی کو دیکھا بھی تو۔"

عالی نے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

"اب میں آنکھوں پر پٹی باندھ کر تو گھومنے سے رہی۔"

وہ چائے کے کپ کچن میں لے گئ۔ وہ بھی وہیں چلا آیا۔

"ہاں باندھ لو میری محبت کی پٹی کہ میرے سوا کوئی نہ دکھے۔"

زین نے گھمبیر لہجہ میں کہتے اس کی ہاتھ کی پشت پر خوبصورت لمس چھوڑا۔ وہ گھبرا گئ۔

"جائیں عاشی کو لے کر آئیں۔ پھر اسے تیار بھی کرنا ہے۔"

"دوسرے لفظوں میں تم مجھے گیٹ آوٹ کر رہی ہوں۔"

وہ خفا ہوا۔

"ہاں فالحال کر رہی ہوں۔ جائیں۔ جائیں ناں!"

عالی نے زبردستی اسے نکالا۔

وہ ہنستا ہوا چلا گیا۔

وہ بھی تیار ہونے چلی گئی۔اسے اپنے زین کے اور پھپھو کے کپڑے پریس کرنے تھے۔عاشی کو بھی تیار کرنا تھا۔

"کتنا رہتا ہے بھابھی لیٹ ہو رہا ہے۔میسم انکل نیچے بلا رہے ہیں۔"

اورنج اور گرے امتزاج کے سٹائلش سوٹ میں ہلکا سا میک اپ کیے آئینہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"میں تو کب سے تیار بیٹھا ہوں محترمہ کے سنگھار پورے نہیں ہو رہے۔"

ماہیر نے زویا کو چھیڑا۔

"آپ مردوں کا تیار ہونا بہت آسان ہے۔کپڑے پہنے بال بنائے۔پرفیوم چھڑکا۔لو ہو گئی تیاری۔"

وہ چوڑیاں پہنتی ہوئی آئینے میں دکھتے ماہیر کے عکس کو تیکھی نظر سے دیکھ کر بولی۔

آئینہ ہنستی ہوئی پلٹی تو سیدھا رافع سے ٹکرائی اگر وہ بروقت اسے نہ سنبھالتا تو وہ سیڑھیوں سے گر جاتی۔

"دیکھ کر چلا کریں۔دھیان کہاں ہوتا ہے آپ کا؟"

رافع نے کہا۔

"آپ اچانک سے سامنے آگئے۔"

وہ ناک مسلتی خفیف سی ہو کر بولی۔

"آئی ایم سوری!"

وہ شرمندہ نظر آ رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔ آئندہ کے لیے خیال رکھیں۔ ضروری نہیں ہر دفع جب آپ گریں تو تھامنے والا سامنے ہو۔"

وہ گھمبیر لہجے میں کہتا نیچے چلا گیا۔

"یہ لو ہمیں بول رہی تھیں جلدی کا خود یہاں سٹیچو بنی کھڑی ہیں۔"

ماہیر کے شرارت سے کہنے پر وہ ہنستی ہوئی چلی گئ۔

"ہم لوگ جا رہے ہیں۔ تم لوگ کھڑکی دروازے اچھی طرح دیکھ کر لاک کرنا۔"

عجلت میں راہداری سے اوپر آتے ہمان کو مطلع کرتے وہ چند ہدایت بھی دے رہا تھا۔

"صبح سے پریشے کو سمجھا رہا ہوں۔ وہ منگنی میں جانے پر رضی نہیں۔"

"نین اور چچی لوگ بھی جا رہے ہیں۔ پھر پریشے کا احتجاج کوئی معنی نہیں رکھتا۔"

"نین کا سکون تو کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ لگ رہا ہے۔ باقی واللہ الم۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ماہیر سر جھٹک کر زویا کے پیچھے نیچے اترا تھا۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی نظر پریشے پر ٹھہر سی گئی۔سیاہ رنگ کی فرشی میکسی میں بالوں کو پشت پر بکھیرے وہ خود سے بھی بیگانہ نظر آ رہی تھی۔

اس کی تیاری سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ خود تو جانے پر راضی نہیں تھی۔یقیناً چچی نے اسے تیار ہونے پر زور دیا ہو گا۔

وہ صوفے پر پاؤں اوپر کیے کشن گود میں رکھے اداس لگ رہی تھی۔

ہمان نے اس کے برابر میں جگہ سنبھالی۔

"سب لوگ چلے گئے ہیں بس ہم دونوں رہ گئے۔"

وہ اسے جانے پر آمادہ کرنے کے لیے شروعات کر چکا تھا۔

"نہ میں جاؤں گی نہ ہی آپ۔"

"بری بات ہے پریشے!سب کیا سوچیں گے۔"

"جو سوچنا ہے سوچنے دیں۔پھپھو کو بھی میرے نین بھیا کے بارے میں سوچنا چاہیے تھاناں۔"

وہ کسی طور راضی نہیں تھی الٹا ہمان سے شکوہ کرنے لگی۔

"اصولاً تو چچی جان کو سوچنا چاہیے تھا نین کے بارے میں۔ کیا وہ نین کے دلی کیفیت سے واقف نہیں ہیں یا ان کی نظروں میں نین کی عاشی سے دلچسپی مخفی ہے۔ بتاؤ مجھے۔"

ہمان نے جواب طلبی کی۔

پریشے کچھ کہہ نہ سکی۔

"وہ بیٹی والی ہیں کب تک منتظر رہتیں نین کی جانب سے۔ کبھی تو انہیں کوئی قدم اٹھانا تھا ناں۔ یوں بھی پریشے جب دلوں میں فرق آجائے ناں تو وہاں رشتے بے معنی ہو جاتے ہیں۔

چچی جان نے اب تک عاشی کو معاف نہیں کیا۔ وہ عاشی سے بات نہیں کرتی اس سے مخاطب نہیں ہوتیں تو رشتہ کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔"

ہمان نے اسے رسان سے سمجھایا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر اس سب میں نین بھیا کی کیا غلطی ہے۔"

"اس کی غلطی یہ ہے کہ اس نے دل لگا لیا اور کچھ نہیں۔"

وہ تپ ہی گیا تو پریشے ہنسنے لگی۔

"ہنسو مت اٹھو اور جلدی سے میرے کپڑے نکالو۔"

ہمان نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا۔

"کون سے نکالوں؟"

وہ الماری کھولے کھڑی تھی۔

"جو تمہیں اچھا لگے۔"

وہ شوز اتار کر سوکس نکال رہا تھا۔

"یہ والا پہن لیں۔ یہ مجھے بہت پسند ہے۔"

اس نے سفید تار کشی کا کرتا شلوار نکال اسے تھمایا۔

"چوائس اچھی ہے محترمہ کی۔"

ہمان نے داد دیتی نظروں سے اسے دیکھا۔

شاہ ہاؤس میں جشن کا سماع تھا۔پورا لان برقی قمقموں سے روشن تھا۔ہلکا ہلکا میوزک بھی چل رہا تھا۔

نازنین بیگم گرین جارجٹ کے نفیس کام والے سوٹ میں پیاری لگ رہی تھیں مگر چہرہ اداس تھا۔ماتھے پر فکر کی لکیریں تھیں۔

زویا ماہیر رافع آئینہ اور ہادیہ بیگم ابرار صاحب اور میسم صاحب کے سب آ چکے تھے مگر پریشے ابھی تک نہیں آئی تھی۔

"پری نہیں آئی؟"

انہوں نے ماہیر سے پوچھا۔وہ ملول سی ہو گئیں۔

"وہ نین کی وجہ سے نہیں آئی ہو گی۔"

ماہیر نے گہری سانس لی تو وہ خود ہی بول پڑیں۔

"نہیں پھپھو ایسی بات نہیں وہ ہمان کے ساتھ آ رہی ہے تیار ہو رہی تھی بس۔"

وہ مطمئن تو نہیں ہو پائیں مگر اداسی سے مسکرا دیں۔

کچھ دیر بعد ہمان اور پریشے بھی آگ ئے تھے۔وہ پھپھو سے ملے تو ان کی ذہنی حالت قدرے بہتر ہوئی تھی۔ہمان باہر مہمانوں میں رک گیا جبکہ پریشے عالی کے پاس اندر چلی گئ تھی۔

"ہمیں لگا آپ نہیں آئیں گے۔"

انہوں نے مغموم لہجے میں فواد صاحب سے کہا۔

"بہت غلط لگا تمہیں۔کیا میں تمہارا بھائی نہیں ہوں یا تم میری بہن نہیں ہو بتاو۔"

وہ مصنوعی غصے سے بولے۔

"ارے نہیں افی بھائی۔"

وہ نم دیدہ ہو گئیں جبکہ ممتا بیگم آگے بڑھ گئیں۔

گرے کرتا شلوار میں بلیک واسکٹ پہنے سنجیدہ سا نین ینک پارٹی میں بیٹھا تھا۔

"بڑی دیر کر دی مہربان آتے آتے۔"

ہمان اس سے بغل گیر ہوا۔

"ابھی دیر نہیں ہوئی۔صحیح وقت پر پہنچا ہوں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ اطمینان سے بولا تو سب نے خوشگوار حیرت سے نین کے بشاش رویے کو دیکھا اور خوش بھی ہوئے کہ سب کچھ بھلا کر وہ آگے بڑھنے کو تیار تھا۔

کچھ ہی دیر میں مسز فاروقی اپنے بیٹے صارم کے ساتھ منگنی کی رسم کرنے کے لیے پہنچ چکی تھیں۔

پڑھ کر اپنی رائے سے آگاہ کیجیے اور فیڈبیک دینا نہ بھولیے۔ شکریہ

صارم اور مسز فاروقی کے آنے سے گہما گہمی مزید بڑھ گئی تھی۔سیاہ بوسکی کے شلوار سوٹ میں ملبوس سلیقے سے بنے بال اور ہاتھ میں رولیکس کی جگر جگر کرتی گھڑی غرض وہ ہر لحاظ مردانہ وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔

سب لوگ اس کے قریب ہی بیٹھے گپ شپ لگا رہے تھے۔نین بھی سب کے بیچ میں بیٹھا تھا۔

"بھئی ہمارے خاندان کی اکلوتی ڈاکٹرنی لے اڑے آپ تو۔"

زویا نے صارم کی ٹانگ کھینچی۔وہ جھینپ گیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ابھی کہاں ابھی تو وہ آپ لوگوں کے پاس ہی ہیں۔"

"واہ! لہجے میں حسرتیں پنہاں ہیں نکاح آج ہی نہ دے دیں۔"

ہمان نے شرارتاً کہا تو سب کا مشترکہ قہقہہ سے محفل زعفران زار ہو گئی۔

"بصد شوق مجھے تو کوئی اعتراض ہی نہیں۔"

بڑے اطمینان سے کہتا وہ دھپ سے صارم کے برابر والے صوفے پر بیٹھا تھا۔

سب نے نین کو کھوجتی نظروں سے دیکھا جبکہ زین پہلو بدل کر رہ گیا۔

دوسری طرف صارم نین کی بات کا کوئی اور ہی مطلب نکال چکا تھا یوں اس کا ردعمل اب تک سامنے نہیں آیا تھا۔

"تو ڈاکٹر ہیں آپ؟"

صوفے کی بیک پر ہاتھ پھیلائے وہ ٹانگ پر ٹانگ دھرے بیٹھا صارم سے مستفسر ہوا۔

"جی بالکل! کوئی شک۔"

صارم نے جواب دیا۔

ہمان اور زین بڑی دلچسپی سے نین کو دیکھ رہے تھے۔وہ بچارے صارم کی درگت بنانے والا تھا بھلا ان سے بہتر یہ بات اور کون سمجھ سکتا تھا۔

"فرض کریں اگر کوئی آپ کا دماغ خراب کر دے تو آپ اپنے دماغ کا علاج کر لیں گے۔"

صارم نے عجیب نظروں سے نین کو دیکھا۔

"مگر میں فرض کروں ہی کیوں اور بھلا کوئی میرا دماغ خراب کرے گا ہی کیوں۔"

صارم نے کوفت بھرے لہجے میں کہا۔سب کو لطف آرہا تھا دونوں کی گفتگو سے۔

"ہو سکتا ہے آپ کسی کا دل خراب کر دیں تو بدلے میں وہ آپ کا دماغ خراب کر دے یوں حساب برابر ہو جائے گا۔"

مبہم انداز میں کہتے نین نے اسے الجھا کر رکھ دیا تھا۔

"میں بھلا کیوں کسی کا دل خراب کروں گا۔"

صارم کا انداز خاصا جھنجھلایا ہوا تھا۔

"بھئ تم ڈاکٹر ہو اور ڈاکٹر تو یوں بھی کبھی دل خراب کر دیتے ہیں تو کبھی گر دے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نین نے شان بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"ہاں! مگر میں نے کبھی ایسا کوئی کام نہیں کیا۔"

صارم خجل سا ہو کر سر کھجانے لگا۔

"برا مت ماننا! نین کی عادت ہے مزاق کرنے کی۔"

ہمان نے اس بیچارے کو شرمندہ دیکھ اس کو آگاہ کیا۔

"ارے نہیں! مجھے برا قطعی نہیں لگا۔"

وہ خوش دلی سے بولا۔

"مطلب میں آپ کے ساتھ مزید برا کر سکتا ہوں۔"

نین نے استہفامیہ نظروں سے اسے دیکھا تو سب کا قہقہہ گونج اٹھا تھا گویا محفل زعفران بن اٹھی تھی جبکہ ہمان کی چھٹی حس اسے الرٹ کر رہی تھی۔

نین کا رویہ اسے بظاہر تو نارمل ہی محسوس ہو رہا تھا مگر اس کے دماغ میں نین کے لیے خطرے کی الارم بج چکا تھا۔

"اتنی پیاری سی صورت پر بارہ کیوں بجا لیے۔"

عالی نے دوپٹہ سیٹ کرتے اسے ٹوکا جو اداسی کی مورت بنی ہوئی تھی۔

"مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا عالیہ پلیز لیو می الون۔"

وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے سے ہٹ کر صوفے پر جا بیٹھی۔

"تم کیوں اتنا اپ سیٹ ہو؟"

عالیہ نے کہا۔

"پتا نہیں۔"

وہ بیزار سی بولی۔

"اپنا موڈ ٹھیک کرو عاشی آج تمہاری منگنی ہے۔ تمہارا اترا ہوا چہرہ لوگوں کے دلوں میں انگنت سوالات جنم دے گا۔"

عالیہ نے اسے ٹوکا۔

"کاش میں مر جاتی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ ایکدم ہی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ دل عجیب کشمکش کا شکار تھا۔ نین کار ویہ اور اس کی دھمکیاں اس کا دماغ ہلائے دے رہی تھیں۔ وہ تو پہلے ہی دل کو تھپک تھپک کر اس رشتے کے لیے راضی ہوئی تھی۔ نین کے علاوہ دل کسی کا خواہاں نہ تھا مگر نین اس کے لیے قدم قدم پر مشکلات کھڑی کر رہا تھا۔ وہ ضبط کی انتہاؤں پر تھی۔ آج خود پر بندھے سارے بند ٹوٹ گئے۔

اس کی حالت دیکھ کر عالیہ بوکھلا گئی۔

"پاگل لڑکی! رو کیوں رہی ہوں ہم کون سا ابھی رخصتی کر رہے ہیں۔"

اس کے رونے کی وجہ وہ باخوبی جانتی تھی مگر پھر بھی انجان بن گئی۔ پریشے نے ترچھی نظروں سے یہ منظر دیکھا۔

"ہنہہ! سب ڈرامے ہیں۔ صارم کے ساتھ شادی کر کے میرے بھیا کو دھوکا دے رہی ہو عائشہ ! کبھی خوش نہیں رہ سکو گی۔"

اسے نین کے لیے دکھ تھا۔

"کیسے کر سکتی ہے عائشہ اس طرح اگر نین بھیا سے زرا بھی پیار ہوتا تو ایک دفعہ تو کہا ہوتا۔ نین بھیا تمہارے ایک اشارے کے منتظر تھے مگر تم! تم تو شاید کسی اور کی منتظر تھیں۔"

وہ تنفر سے سوچتی جھٹکے سے اٹھ کر لان میں چلی گئی۔ عالی نے اچھنبے سے اسے دروازے سے جاتے دیکھا۔

"وہ مجھ سے ناراض ہے۔ کتنی مشکل سے تو بات چیت ہوئی تھی ہمارے درمیان۔ پھر سے سب کچھ بگڑ گیا عالیہ۔ میں کیا کروں میری قسمت میں اپنوں کا پیار نہیں ہے۔"

عالی کی نظروں کے ارتکاز میں وہ دیکھ چکی تھی۔

"بد قسمت ہوں میں بد قسمت۔"

وہ یک دم چیخی تھی۔ ہاتھ مار کر ڈریسنگ پر موجود ہر چیز فرش کی نذر کر دی۔

"چپ کر جاؤ عاشی۔ کیا بکواس بولے جا رہی ہو۔ سب لوگ تم سے پیار کرتے ہیں ورنہ یوں تمہاری منگنی میں رونق لگانے نہیں آئے ہوتے۔"

"ممتا مامی اور افی ماموں بھی آئے ہیں۔"

آنسو پونچھتے اس نے پوچھا۔

"ہاں آئے ہیں۔ نین بھی آیا ہے۔"

عالیہ نے بکھری چیزیں سمیٹتے ہوئے خفگی سے جواب دیا۔

وہ تحیر سے اسے دیکھے گئی۔ نین کے نام پر اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"میرے خیال سے رسم شروع کرنی چاہیے۔"

مسز فاروقی نے نازنین بیگم سے کہا۔

"زویا جا کر عاشی کو لے آئیں۔ انہوں نے ایک نظر سجی سنوری زویا کو دیکھ کر کہا جو اس وقت سب کے درمیان کھڑی تھی۔

"جی میں لے کر آتی ہوں۔"

وہ فرمانبرداری سے کہتی کے اندر بڑھ گئ۔

"آپ اندر نہیں آسکتی تھیں۔"

عالی نے اندر آتی بھابھی کو خفگی سے دیکھا۔

"یار یہ لوگ مل کر بچارے صارم کی درگت بنا رہے تھے۔ وہی دیکھ رہی تھی۔ قسم سے بڑا مزہ آرہا تھا تم نے مس کر دیا۔ نین نے تو صارم کو خوب تنگ کیا۔"

وہ ہنس ہنس کر بتا رہی تھیں اور عاشی ضبط کیے بیٹھی تھی۔

"واقع پھر تو میں نے بہت کچھ مس کر دیا۔"

عالی نے حسرت سے کہا۔

"ماشاللہ! بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

سی گرین کرتی اور گولڈن کامدانی شرارے میں ہم رنگ دوپٹہ سر پر ٹکائے وہ گڑیا سی لگ رہی تھی۔

سوفٹ سامیک اسے نیچرل لک دے رہا تھا۔ جیولری بھی زیادہ ہیوی نہیں تھی مگر پھر بھی وہ غضب ڈھارہی تھی۔

"چلو نیچے ورنہ کہیں پھپھو اوپر ہی نہ آجائیں مسز فاروقی جلدی مچا رہی ہیں۔"

عالی اور زویا اسے دائیں بائیں سے پکڑتی نیچے لان میں لے گئیں۔

بڑے بزرگ سب لان میں لگی کرسیوں پر بیٹھے تھے ینگ پارٹی سٹیج پر موجود تھی۔

"چلیں جگہ خالی کریں کرایہ پورا ہوا۔"

عالی نے سب کو آئیں بائیں شائیں کیا۔

"محترمہ کے تیور چیک کیجیے جناب۔"

ہمان نے پیچ رنگ کے فراک میں ملبوس لشکارے مارتی عالی کو چھیڑا۔

زویانے اسے صارم کے پاس لا کر بٹھایا۔ نین تو اسے دیکھ کر مبہوت ہی رہ گیا تھا۔ پھر دفعتاً نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ پہلے ہی دل قابو میں نہیں تھا مزید ملکہ عائشہ دل پر بجلیاں گرانے کے پورے انتظام کر کے آئی تھیں۔

"بھئی یہ آدمی کون ہے۔ میں نہیں جانتی اسے۔"

عالیہ نے پہچاننے سے بھی انکار کر دیا۔

"میری طرف سے اسے ایک جھانپڑ لگانا زرا۔"

ہمان نے پاس کھڑے زین کو کہا تو وہ سرینڈر کر گیا۔

"کیوں میری ازدواجی زندگی برباد کرنے پر تلے ہو۔"

وہ مسکینی سی صورت بنا کر بولا تو سب ہنس دیے۔

مسز فاروقی نین کی باتوں کو خوب انجوائے کر رہی تھیں۔ ناز نین بیگم نے میسم کو اشارے سے سٹیج پر بلایا۔

"منگنی کی رسم ادا کی جائے کیوں بھائی صاحب۔"

میسم صاحب نے صارم کی طرف دیکھا تو جھینپ کر مسکرا دیا۔

"رنگ تو لائے ہونگے ناں صارم؟"

نین نے آگے جھک کر مسکراہٹ دباتے صارم سے پوچھا۔

"ہاں! لایا تو ہوں۔"

صارم نے الجھ کر اسے دیکھا پھر قدرے توقف کے بعد جواب دیا۔

"زرا دکھانا مجھے۔میں بھی دیکھوں کیسی ہے تمہاری پسند۔"

نین نے آگے کو جھک کر دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسائیں۔

"بھیا کو کیا ہو گیا ہے؟ اپنے رقیب سے اتنا فری کیوں ہو رہے ہیں؟"

اس نے ہمان کے کان میں جھک کر جھنجھلا کر کہا۔

"کام ڈاؤن میری جان! تمہارا بھائی صدمے میں ہے۔گہرا صدمہ پہنچا ہے میرے سالے کو۔"

ہمان نے شرارت سے کہا تو پریشے گھور کر رہ گئی۔

صارم نے پاکٹ سے ایک سرخ چھوٹی سی مخملی ڈبیہ نکال کر نین کو تھمائی جو اس نے فوراً کھول لی۔

"واہ۔داد دینی پڑے گی تمہاری پسند کی۔لاجواب ہے۔"

اس کی آنکھوں میں ستائش ابھری۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پریشے ہمان بھابھی یہاں تک کہ خود ناز نین بھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے نین کے کرتوت ملاحظہ فرمارہی تھی۔

"ماہیر جی کہیں دکھ سے نین کا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"

وہ منہ پر دونوں ہاتھ رکھے متفکر سی ہو گئی۔

"زرا اپنا ہاتھ دکھاؤ تمہیں پوری بھی ہے کہ نہیں۔"

صارم کے برابر میں سر جھکائے بیٹھی عائشہ کا دل پوری قوت سے سکڑ کر سمٹا۔ نین نے بلا کسی تکلف کے اس کا مومی دودھیا ہاتھ تھام کے اس کی مڈل فنگر کی زینت بنا کر چمکتی نگاہوں سے اس کی انگلی میں جگر جگر کرتی رنگ کو دیکھا۔

"گریٹ یار! یہ تو پوری آ گئی تمہیں۔"

اس نے داد دیتی نظروں سے صارم کو نوازہ۔

وہ لب بھینچ کر غصہ ضبط کر رہا تھا۔ نین کی حرکت اس کی انا پر گہری ضرب لگا گئی تھی۔ اہانت سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

مسز فاروقی نے ناگواری سے نین کو دیکھا۔ انہیں یہ بے تکلفی ہرگز بھی اچھی نہیں لگی تھی۔ ان کے خیال سے اب عائشہ کی شادی ہونے جارہی تھی تو اسے ان معاملات کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔

ممتا بیگم مضطرب ہو گئیں۔ فواد صاحب کا ایک غصہ آرہا تھا اور ایک جارہا ہے۔ چچی نے تاسف سے سر ہلایا۔ وہ سدھرنے سے رہا تھا۔

"منگنی تو ہو گئی۔ بہت بہت مبارک ہو میری جان ! مجھے تو پہلے ہی خبر تھی کہ میرا سالہ نہ تو اتنا شریف ہے نہ ہی اتنا صابر۔"

ہمان نے جھک کر پریشے کے کان میں سرگوشی کی۔

"مجھے تو آپ دونوں کی ہی ملی بھگت لگ رہی ہے جبھی تو دونوں طرف بڑا سکون ہے۔"

پریشے نے تاک کر نشانہ رکھا تو ہمان گڑبڑا گیا۔

"ایک تو تم عورتیں اپنے دماغ کے گھوڑے ہر جگہ دوڑانا شروع کر دیتی ہو۔"

"مائنڈ یور لینگوج عورت نہیں دوشیزہ! کیا سمجھے آپ۔"

پریشے نے تپ کر کہا۔

عاشی نے تحیر اور خوف کی ملی جلی کیفیت میں صارم کی طرف دیکھا جو بے تاثر چہرہ لیے سامنے دیکھ رہا تھا۔

اس نے شکوہ کناں نگاہ اس ہرجائی پر ڈالی جو سب کچھ جان کر بھی کتنا انجان بنا ہوا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

مذاق بنا کر رکھ دیا تھا اس کی ذات کا۔ اسے زرا پرواہ نہیں تھی اس کی عزت کی۔ آخر وہ کیا چاہ رہا تھا۔ اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا اور نگ نکال لی۔ عالیہ نے رنگ لے کر واپس ڈبیہ میں رکھی۔

"تم بھی ناں حد ہے۔ باز مت آنا مذاق سے۔"

عالی نے صارم کے سنجیدہ تاثرات دیکھ کر نین کو مصنوعی خفگی سے دیکھ کر گویا بات سنبھالی۔

"صارم بھائی نین کی باتوں کا برا مت منائیے گا۔ اس کی عادت ہے۔ یہ ہر کسی سے ایسے ہی فرینک ہو جاتا ہے۔"

"بھئی یہ کیوں تم سب نے ادھر پڑاؤ ڈال رکھا ہے۔ سٹیج نہ ہو گیا عبداللہ شاہ غازی کا مزار ہو گیا جہاں لنگر کے دن ہی یوں مکھیوں کی طرح لوگ جمع رہتے ہیں۔"

ہادیہ بیگم جو کب سے سٹیج پر ان سب کو ہنسی ٹھٹھول کرتے دیکھ رہی تھیں۔ ادھر آ کر حسب عادت ان سب کی طبیعت صاف کی۔

"بھئی یہ مستی مذاق ختم کرو نین! کیوں اس کی درگت بنانے پر تلے ہو۔ بخش دو بچارے کو۔ باقی کی کسر شادی کے لیے اٹھا رکھو۔"

نین کی فطرت سے واقف میسم صاحب نے معاملہ رفع دفع کیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ لوگ سارا کی وجہ سے رکے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے ہی نازنین نے حماد کو فون کیا تھا۔ وہ بس پہنچنے ہی والے تھے۔ وہ قدرے مطمئن ہوئی تھیں اور کچھ دیر بعد ہی دونوں کی آمد ہوئی تھی۔

سارہ تو میسم کے پاس بیٹھ کر وہاں سے نہ اٹھنے کا تہیہ کر چکی تھی جبکہ حماد علیزے کو لے کر سٹیج کی جانب بڑھ گیا۔

"واللہ! چچی کیا خوب مثال دی ہے آپ نے۔ لگتا ہے آج کل اردو کی کتابوں کا مطالعہ عروج پر ہے۔"

ہمان نے انہیں چھیڑا تو حسب توقع وہ چھڑ بھی گئیں۔

ہادیہ بیگم نے کھینچ کر اس کے شانے پر تھپڑ جڑ دیا۔

"بد تمیز! شرم نہیں آتی۔ بھلا اس عمر میں کتابوں کا مطالعہ کر کے کیا کروں گی۔ یہ عمر تو میری پوتا پوتی اور نواسہ نواسی کھلانے کی ہے۔"

انہوں نے ہمان کو گھورا اور دوپٹہ درست کرتے حسرت سے پہلے پریشے اور پھر عالیہ کی طرف دیکھا۔

جہاں پریشے مارے شرم کے سرخ پڑتی گھبرا کر وہاں سے کھسکی تھی۔ وہیں عالیہ نے سٹپٹا کر پہلو بدلا۔ زین نے معنی خیز نگاہوں اسے دیکھا تو وہ حیا سے سرخ پڑتی نظروں کا زاویہ بدل گئی۔

"السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام جیتے رہو۔سارہ نہیں آئی۔"

انہوں نے علیزے کو پیار کیا اور سارہ کے بارے میں استفسار کرنے لگیں۔اتنے میں نازنین اور مسز فاروقی کو لیے سٹیج پر آچکی تھیں۔

"آئی ہے وہ میسم انکل کے پاس بیٹھی ہے۔"

حماد نے کہا۔

مسز فاروقی عائشہ کے ساتھ بیٹھی تھیں اور دوسری طرف نازنین تھیں۔

ینگ پارٹی ساری نیچے کرسیوں پر براجمان تھی۔وہ بھی ہادیہ بیگم کی بدولت ورنہ ان کا تو ارادہ ہی نہیں تھا سٹیج خالی کرنے کا۔

سب بڑے سٹیج پر جمع تھے۔مسز فاروقی نے عاشی کو سونے کی انگوٹھی پہنائی تھی اور اس کی ہتھیلی پر پانچ ہزار کا نوٹ رکھ کر اس کا منہ میٹھا کروا کر ڈھیروں دعائیں دی تھیں۔

نازنین نے بھی صارم کو سونے کی مردانہ ڈیزائن والی نفیس سی انگوٹھی پہنا کر ہزار کے چند نوٹ اس کی ہتھیلی پر رکھ کر اسے دعائیں دی تھی جبکہ وہ پیسوں کو منع کرتا رہ گیا مگر نازنین نے پیسے اس کی مٹھی میں دبا دیے۔

https://classicurdumaterial.com/

پھر صارم نے عاشی کو رنگ پہنائی جس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر زبردست سی مسکراہٹ نے جھلک دکھلائی تھی۔

اس کے صبیح مکھڑے سے صارم کی نظر نہ ہٹتی تھی کہ وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔ گزرے دو سالوں میں کب صارم نے اسے اس طرح تیار ہوئے دیکھا تھا۔ وہ ہر وقت میک اپ اور جیولری سے دور بھاگتی تھی۔ اس کے لیے عاشی کا یہ روپ بالکل الگ تھا۔

دوسری طرف نین نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ اس کے جبڑے بھینچ گئے تھے۔ چہرہ ضبط سے لہو چھلکانے لگا تھا۔ عاشی کا ہاتھ صارم کے ہاتھ میں دیکھ کر ہی اس کی آنکھیں لہو رنگ ہو گئی تھیں۔

عالی نے نین کو بغور دیکھا جو اس وقت کسی بھی اینگل سے چند منٹ پہلے والا ہشاش بشاش نین نہیں لگ رہا تھا۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں نین آگے آگے دیکھتے جاؤ ہوتا ہے کیا۔ تمہارا دماغ نہ درست کر دیا تو میرا نام بھی عالیہ زین نہیں۔"

وہ دل میں خود سے مخاطب ہوتی نین کی حالت سے خاصی محظوظ ہو رہی تھی۔

"تم کیوں ہنس رہی تھیں۔"

سٹیج سے نیچے اترتے زین نے اس پوچھا۔ وہ رسم کرنے گئے تھے اب باقی ینگ پارٹی کی باری تھی۔

"بھئ میری نند کی منگنی ہے اب میں خوش بھی نہیں ہو سکتی۔"

کرسی پر بیٹھتے اس نے اپنے ہینڈسم سے شوہر پر ایک نظر ڈالی جو مسٹرڈ شرٹ اور بلیک پینٹ پر بلیک ہی بلیزر پہنے خاصا وجیہہ لگ رہا تھا۔

"محترمہ! شاید آپ نے ٹھیک سے سنا نہیں میں نے یہ کہا کہ ہنس کیوں ہو رہی ہو نا کہ یہ کہ تم خوش کیوں ہو رہی ہو۔"

زین نے مسکراہٹ دباتے اس کے چہرے پہ جھولتی لٹ کھینچی۔

"بندہ ہنستا بھی خوشی میں ہے۔ غم میں تھوڑی۔"

عالی نے ناک سکوڑی۔

"پر تم تو روتے روتے بھی ہنس پڑتی ہو ناں۔"

وہ ہنس کر بتا رہا تھا۔ زین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگایا۔

"اوہ! رومینس ہو رہا ہے کیری آن کیری آن!"

بھابھی نے شرارت سے کہا تو وہ زین کو گھور کر ہاتھ چھڑواتی اندر بڑھ گئ۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

رسم کے بعد کھانا لگ چکا تھا۔ کھانا واقعی ذائقہ دار بنا ہوا تھا۔ مسز فاروقی کو بھی پسند آیا تھا۔ صارم نے تو باقائیدہ دل سے تعریف کی تھی۔

"بھابھی وائٹ کڑاہی بہت مزے کی بنائی ہے آپ نے۔ ماشااللہ! بہت ذائقہ ہے آپ کے ہاتھ میں۔"

ینگ پارٹی سٹیج پر جمع تھی۔ عالی صارم کے ساتھ جبکہ بھابھی اس کے برابر والے صوفے پر بیٹھی تھیں۔

عاشی کے ساتھ آئینہ بیٹھی تھی جبکہ برابر میں پریشے بیٹھی تھی جو ہر چیز سے بے نیاز پلاؤ کھانے میں مگن تھی۔ لڑکے سارے صوفوں کے پیچھے کھڑے تھے۔ نین عین صارم کے پیچھے چاولوں کی پلیٹ لیے کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ماہیر تھا۔

ہمان پریشے ساتھ ہی صوفے کی ہتھی پر بیٹھا اس کی پلیٹ سے کھا رہا تھا۔ زین اور رافع بھی باتوں کے ساتھ کھانے میں مگن تھے۔

بھابھی تو صارم کی ٹانگ کھینچنے میں مگن تھی۔

نین کے ہاتھ سے چاولوں کا بھرا چمچ گرا تھا جو صارم کی قمیض داغدار کر گیا۔

"اوہ شٹ!"

وہ ایکدم ہی پلیٹ ٹیبل پر رکھ کر کھڑا ہوا تھا۔ سب ہی نے کھانے سے ہاتھ روک لیا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اوپس سوری! اچانک ہی ہاتھ سے چھوٹ گیا۔"

وہ ڈھٹائی کی اعلیٰ مثال قائم کرتا معصومیت کے اگلے پچھلے سارے ریکارڈ توڑ چکا تھا۔ صارم نے دانت پیسے۔ یہ بندہ اسے زچ کیے ہوئے تھا۔

"نو اٹس اوکے۔"

اب کرٹسی تو نبھانی تھی۔

"ارے عالی جاؤ اپنی نندوئی کو واشروم لے جاؤ۔ بیچارے پر داغ لگ گیا۔"

صارم نے پلٹ کر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

"میرا مطلب ہے قمیض پر۔"

اس نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔

"آیئے میں آپ کو لے چلتی ہوں۔"

عالی جزبز سی ہو گئی تھی۔

"تھینکس بھابھی مگر میں آپ کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا۔ آپ بیٹھیں میں بس ابھی صاف کر کے آتا ہوں۔"

وہ ٹشو سے قمیض پر لگے چاولوں کے ذرات صاف کرتے ہوئے اندر چلا گیا۔سب لوگ پھر سے خوش گپیوں میں مگن ہوگئے۔

جبکہ نین چھپکے سے کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر وہاں سے کھسک لیا۔

اندر آتے ہی وہ کشمکش میں مبتلا ہو گیا کہ آیا کس روم میں جائے۔عالی اور زین کے مشترکہ کمرے میں تو اسے ہرگز مناسب نہیں لگ رہا تھا جبکہ اس طرح سے عاشی کے کمرے میں بھی منہ اٹھا کر جانے میں اسے خاصی عار محسوس ہو رہی تھی کہ کوئی اسے یوں اس کے کمرے میں دیکھ لیتا تو کچھ اور ہی اخذ نہ کرلے۔

لے دے کر گیسٹ روم بچتا تھا جہاں وہ زین کی شادی کے دوران قیام پذیر تھے۔

وہ سانس کھینچتا گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر اندر آگیا۔کمرہ پہلے کی طرح صاف ستھرا نفاست سے ترتیب زدہ تھا۔وہ سر جھٹک کر واشروم میں گھس گیا۔

نین بھی خاموشی سے اس کے پیچھے آیا تھا۔بغیر کوئی چاپ پیدا کیے وہ واشروم کی طرف بڑھا اور آہستہ سے دروازے کی کنڈی لگا دی۔

""لو میاں صارم تم یہاں داغ دھوتے رہو۔بڑی بے شرمی سے میری والی پر لائن مار رہا تھا۔اب دیواروں میں ٹکریں مار۔کوئی نہیں آنے والا ادھر۔"

مزے سے کہتے اس نے ہاتھ جھاڑے۔

نین کو انگوٹھی پہناتے وقت صارم کا عاشی کو وارفتگی سے دیکھنا اور اس کا ہاتھ پکڑنا اب تک بھولا نہیں تھا۔

"کسے دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا سالا۔"

نین نے واشروم کے بند دروازے کو یوں گھورا جیسے وہ دروازہ نہیں صارم ہو۔

"کسی اور کے حق پر ڈاکا ڈالنے کی اتنی سزا تو ملنی چاہیے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔اب تم سڑتے رہو یہاں۔اس داغ کے ساتھ ساتھ چند دنوں میں عائشہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے۔"

وہ مطمئن ہو کر ایک نظر واشروم کے بند دروازے پر ڈال کر باہر نکل گیا۔

اپنی اس حرکت پر اس کا خود ہی قہقہہ لگانے کا دل چاہ رہا تھا۔

"واہ! جیو نین کیا سبق سکھایا ہے۔"

اب زندگی میں کبھی کسی کے حق پر ڈاکا نہیں ڈالے گا۔آیا بڑا منگیتر۔"

وہ خود کو داد سے نوازتے خود کی ہی پذیرائی کرتے لان میں نکل آیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"واٹس رانگ ودیو سارا۔ مسئلہ کیا ہے تمہیں ! کیوں اپنے ساتھ ساتھ میرا بھی تماشہ بنانے پر تلی ہوئی ہو۔ کیا سوچیں گے سب لوگ۔"

حماد جو کب سے اس کا سرد رویہ برداشت کر رہا تھا۔ہمان لوگوں کے بیچ سے اٹھ کر اس کے پاس آ کر دبی دبی آواز میں غرایا تھا۔پر سارہ پر خاک بھی اثر نہ ہوا تھا۔وہ یوں ہی بے نیاز بنی موبائل میں مصروف رہی۔

"میرے خیال سے میں تم سے ہی مخاطب ہوں۔"

وہ کرسی گھسیٹ کر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا اور موبائل اس کے ہاتھ سے لے کر اپنی جیب میں ڈالا۔

سارہ اس کی حرکت پر تلملا کر رہ گئ۔

"اب اس بات پر بھی مسئلہ ہے تمہیں۔"

"نہیں مجھے تمہاری اس بے نیازی سے مسئلہ ہے۔یوں سب سے الگ بیٹھ کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو ہاں ! تم رسم کے لیے بھی نہیں گئیں۔کیا تاثر گیا ہو گا پھپھو پر اس کا۔ان کو تو چھوڑو مسز فاروقی کیا سوچیں گی اور صارم کے دل میں کیا خیال جائے گا۔"

"آئی ڈونٹ کیئر حماد جسے جو سوچنا ہے سوچے۔یہ سب انہیں پرپوزل بھیجنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا ناں کہ ہر کوئی اس رشتے پر خوش نہیں ہو سکتا۔ہر کوئی ان کی خوش آمد میں نہیں لگ سکتا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ جلی بھنی بیٹھی تھی۔ حماد کے کہنے پر پھٹ پڑی۔

منگنی میں آنے پر بھی راضی نہیں تھی۔ حماد نے زبردستی اسے راضی کیا تھا کہ رات سے نازنین کی طبیعت خراب ہے گر وہ نہیں گئ تو وہ جانے کیا سوچیں گی ممکن ہے کہ ان کی طبیعت مزید خراب ہو جائے۔

تو وہ غصے سے کھولتی ہوئی اپنی اور علیزے کی تیاری کر کے حماد کے ہمراہ منگنی کی تقریب میں شامل ہوئی تھی۔ وہ بھی اس شرط پہ کہ وہ وہاں جا کر اس سے کسی قسم کی کوئی بھی توقع نہ رکھے۔ حماد نے تو اس کے راضی ہونے پر ہی سکھ کی سانس لی تھی۔

اسے لگا تھا وہ وہاں جا کر سب میں خود ہی گھل مل جائے گی مگر اس کا اندازہ بھی اس وقت غلط ثابت ہوا جب وہ رسم کے لیے بھی نہیں اٹھی تھی۔ مجبوراً اس نے سب سے ایکسکیوز کر لیا تھا کہ سارہ کی طبیعت خراب ہے۔ مگر وہ بالکل ہی لاتعلق سی ہو کر کونے میں بیٹھی تھی۔ حماد کو اب اس کے رویے پر غصہ آ رہا تھا۔ جبھی اس کی عقل درست کرنے کے ارادے سے علیزے کو میسم صاحب کو پکڑا کر اس کی سمت بڑھا تھا۔

"ہم سے جڑے ہر عزیز رشتے کی خاطر ہمیں سوچنا پڑتا ہے سارا۔"

اب کے وہ نرمی سے گویا ہوا۔

"تو پھر پھپھو نے کیوں نہیں سوچا نین کے بارے میں۔ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا اس کا دکھ۔ وہ کچھ کہتا نہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اسے اس سب سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔"

اس کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔

"خاموش ہو جاؤ سارا اس بات کو یہیں دفن کر دو۔ کسی نے سن لیا تو مشکلات عائشہ کے لیے کھڑی ہو نگی۔ اس کا رشتہ بھی ٹوٹ سکتا ہے۔ وہ بھی تو تمہاری اپنی ہے۔ اس کے بارے میں بھی تو سوچو۔"

حماد نے اسے رسان سے سمجھایا۔

"جو ہو رہا ہے اسے قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر لو کہ جو ہما رے حق میں بہتر ہوتا ہے اللہ ہمیں اسی سے نوازتا ہے نہ کہ اس سے جو ہم مانگتے ہیں اپنے لیے کیونکہ کبھی کبھی جو ہم اللہ سے راتوں کو جاگ کر تہجد پڑھ کر مانگتے ہیں ناں وہ بھی ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتا جبھی ہمیں وہ نہیں ملتا پھر شکووں کا دور شروع ہوتا ہے اور پھر ہم اپنے شکووں سے ہمارے حق میں لکھی بہتریں شے کو بھی گنوا دیتے ہیں۔ لہذہ شکوہ مت کرو۔ جو ہے بہتر ہے۔ جو ہو گا بہتر ہو گا۔"

حماد نے اس کا گال تھپتھپایا اور اس کے آنسو صاف کیے۔

"یہ صارم داغ دھونے گیا ہے یا نہانے۔"

پریشے کی پلیٹ سے چاولوں کا چمچ لیتے ہمان نے طنزیہ کہا تو سب کا قہقہہ گونج اٹھا۔ عالیہ نے گھورا۔

"بیچارہ شریف سا ہے۔ تم نے اور نین نے تو اسے زچ ہی کر رکھا ہے۔"

وہ تنگ کر بولی تو نین بیچ میں کود پڑا۔

"اے مسز زین ! بات سنو زرا۔ ہمارے خاندان سے رشتہ جوڑنے جا رہا۔ اسے ہماری عادت تو ہونی چاہیے نا۔ کیوں بھابھی؟"

نین نے زویا سے تائید چاہی تو بھابھی نے جھٹ بولا۔

"بھئی بندے کو مضبوط اعصاب کا ملک ہونا چاہیے۔ زرا سا مذاق برداشت نہ ہوا تو کیا خاک ہوا۔"

"میں زرا دیکھوں صارم بھائی کو پتا نہیں کہاں رہ گئے۔"

وہ دوپٹہ سنبھالتی اندر چلی آئی۔ زینہ چڑھ کر اوپر پہلے اپنے کمرے میں دیکھا پھر عائشہ کے۔

پھپھو کے کمرے کا دروازہ کھولا تو اسے کچھ آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی دروازہ بجا رہا ہو۔

"یہ آواز تو گیسٹ روم سے آ رہی ہے۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر اندر آئی تو اس کی آنکھیں چار ہو گئیں۔

واشروم کے دروازے کی کنڈی لگی ہوئی تھی۔

"کوئی ہے؟ پلیز دروازہ کھولو۔ ہیلپ می۔"

"یہ تو صارم بھائی کی آواز ہے۔"

پریشان سی عالیہ نے ایک ہاتھ منہ پر رکھا۔ ساتھ ساتھ وہ دروازہ بھی پیٹ رہا تھا۔

"یہ ضرور اس نین کی کارستانی ہو گی۔"

غصے سے پیچ و تاب کھاتی وہ نین کو کوسنے لگی۔ آہستہ سے کنڈلی کھولی۔

"اوہ شکریہ بھابی! میں کب سے آوازیں دے رہا تھا۔ اس طرف تو سگنلز بھی نہیں آتے ہیں۔ میں نے بہت کوشش کی زین کو کال کرنے کی مگر سب بے سود۔"

"یہاں کوئی نہیں تھا اور آپ کی آواز لان تک تو پہنچ نہیں سکتی۔"

عالیہ کے ساتھ صارم بھی ہنس دیا۔

"ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔"

وہ اور عالیہ باہر آگ ئے۔

صد شکر تھا کہ صارم کا دھیان دروازے کے اچانک بند ہونے پر نہیں گیا ورنہ وہ کیا جواب دیتی۔

"اب اجازت دو ناز نین۔ان شااللہ اگلی بار آئے تو اپنی امانت کو ساتھ لے کر ہی جائیں گے۔"

مسز فاروقی نے عائشہ کا ماتھا چوما۔

آپ یہیں رک جایئے ناں صبح چلی جایئے گا یوں بھی رات کافی ہو گئی ہے۔"

"نہیں۔مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگے گا اس طرح اپنے سسرال میں رات گزارنا۔"

صارم نے ہاتھ کھڑا کرتے نہ رہنے کا عندیہ دیا۔

"ارے ایک رات کی ہی تو بات ہے۔"

"نہیں آنٹی۔سمجھا کریں گھر داماد والی فلنگز آئیں گی مجھے۔"

صارم کی بات پر سب ہی ہنس دیے۔

"ہنہہ!گھر داماد تو بعد کی بات ہے تو پہلے خالی داماد تو بن جا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نین کے منصوبے کافی خطرناک تھے۔

"چلیں جیسے آپ لوگوں کو بہتر لگے۔"

"عالیہ زویا آئشہ کو اندر لے جائیں۔"

انوں نے اس کے چہرے پر تھکن کے اثار دیکھتے عالیہ کو کہا۔وہ بار بار اس کا پہلو بدلنا نوٹ کر گئ تھیں۔کب سے ایک ہی جگہ پر سر جھکائے وہ تھک گئ تھی۔

مسز فاروقی اور صارم سب سے مل کر واپس چلے گ ئے۔

عالیہ اور زویا عاشی کو اس کے روم میں لے گئ تھیں۔

علیزے نے نیند اور کچھ بھوک کی وجہ سے رونا شروع کر دیا تھا۔

"حماد گھر چلیں علیزے روئے جا رہی ہے۔میں تو اس کا فیڈر بھی نہیں لائی۔"

وہ روہانسی ہو گئ۔علیزے چپ ہی نہیں ہو رہی تھی۔

"تم چادر لے کر پورچ میں آ جاؤ۔"

وہ روتی ہوئی علیزے کو گود میں لیے وہاں سے چلا گیا۔

وہ بیگ میں علیزے کو شوز اور ساکس ڈال رہی تھی جب نازنین بیگم ادھر آئیں۔

"آج یہیں رک جاؤ۔"

"نہیں پھپھو! علیزے بہت رو رہی ہے۔ اس کا فیڈر بھی میں گھر ہی بھول آئی ہوں۔"

وہ بیگ کی زپ بند کرتی مصروف انداز میں کہتی اپنی چادر درست کرنے لگی۔

"پھپھو سے کیسی ناراضگی ہے سارا۔"

"انہوں نے پیار سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ بچپن سے لے کر آج تک جب بھی کوئی بات ہوئی ہے آپ ہمیشہ مجھ سے کہتی آئی ہو۔ آج نہیں بتاؤ گی۔"

ان کے لہجے میں اتنی چاشنی تھی۔ الفاظوں سے چھلکتی ماتا نے اسے شرمندہ کر دیا تھا۔ ندامت سے اس کا سر مزید جھک گیا تھا۔ وہ کتنا پیار کرتی تھیں اس سے اور وہ خود تھی کہ کتنا سرد رویہ اپنائے ہوئے تھی۔

اس کے آنسو چھلک پڑے تھے۔

"رو کیوں رہی میری بیٹی؟"

"ایم سوری پھپھو۔ میں! میں بہت بری ہوں۔ میں نے آپ کا بہت دل دکھایا۔ آپ سے بات بھی نہیں کی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

انوں نے اسے سینے سے لگا لیا۔

"ماؤں کو سوری نہیں کہا کرتے۔ تم تو میری سب سے لاڈلی اور نٹ کھٹ بیٹی ہو۔"

انہوں نے خود سے الگ کرتے اس کے آنسو پونچھے۔

"کون سا سیریل چل رہا ہے ادھر؟"

ہمان نے اچانک ہی ادھر آ گیا تھا۔

سب لوگ اندر تھے لان میں صرف وہ اور سارہ ہی تھیں۔

"کوئی سا بھی نہیں۔"

انہوں نے کہا۔

"تو پھر یہ ڈرامہ کوئن رو کیوں رہی تھی؟"

ہمان نے مسکراہٹ دباتے سارا کے روئے روئے چہرے پر نگاہ کی جہاں اب غصہ نمودار ہو رہا تھا۔

"کچھ نہیں! طبیعت زرا ٹھیک نہیں اس کی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

انہوں نے بات بنائی۔سارہ کو دکھ ہوا وہ کیوں بلاوجہ سب سے روٹھ کر بیٹھی تھی۔ہارن کی آواز پر وہ ان کو اور ہمان کو اللہ حافظ کہتی ہوئی وہاں سے نکل گئ۔

"پھپھو سارہ رو کیوں رہی تھی؟"

اب کے وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

"بتایا تو ہے طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس کی۔"

"حماد بھی زبردستی اسے لے آیا۔"

وہ کہہ کر اندر چلی گئیں۔

ہمان نے سر جھٹکا اور اندر بڑھ گیا جہاں اب جانے کا سلسلہ بندھا تھا۔

ہادیہ بیگم گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کو صوفے سے اٹھیں۔ان کی دیکھا دیکھی آگے پیچھے سب ہی گھر واپس آگۓ۔

صبح کی نارنجی کرنوں نے رات کی سیاہی کو کہیں پیچھے چھوڑا تھا۔ سرما کی کھلی کھلی د ھوپ بہت فرحت بخش معلوم ہوتی تھی۔ ملک ہاؤس کی اونچی دیواروں پر دھوپ بامشکل اپنی چھاپ چھوڑ رہی تھی جس میں تمازت نہ ہونے کے برابر تھی۔

اسی دھوپ سے گرمیوں میں جہاں بچنے کو لوگ سائے ڈھونڈتے ہیں وہی دھوپ سرما میں کھوجنے سے بھی نہ ملتی تھی۔

کھڑکیوں کے پردے ہٹاتے پٹ کھول کر آئینہ نے لان کا جائزہ لیا۔ جہاں دھوپ صرف ابھی دیواروں کی منڈیر تک ہی پہنچی تھی۔

اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ سردی سے اس کی کپکپی چھوٹ رہی تھی۔

"واللہ مت ماری گئ تھی میری جو صبح صبح نہالی۔"

خود کو کوستی وہ پردے برابر کر کے اپنے گرد لپیٹی شال کو درست کرنے لگی اور ٹیرس پر جانے کے لیے جو نہی کمرے سے نکلی۔ اس کی چیخ بے ساختہ نکلی تھی۔

سامنے سے آنے والے فرد سے زبردست تصادم ہوا تھا جس کے نتیجے میں اس کی چھوٹی سی ناک کا حشر ہو گیا تھا۔

وہ سی کر کے رہ گئی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ایک تو آپ دیکھ کر نہیں چل سکتے۔"

قدرے خفگی سے وہ گویا ہوئی۔ناک رگڑتے اس نے رافع پر سارا نزلہ گرایا۔

"آپ کو دیکھ کر کون کافر نہ اندھا ہو جائے۔"

جواباوہ شوخی سے بول کر قدم اس کی طرف لیتے ہوئے اس پیچھے ہٹنے پر مجبور کر گیا۔

آئینہ کو زرا حیرت نہیں ہوئی جب سے وہ اس کے نام لکھی گئ تھی تب سے را فع کے مزاج بدلے بدلے تھے۔وہ اپنے خول سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔نہایت کم گو اور سنجیدہ سے رافع پر آئینہ کا رنگ چڑھنے لگا تھا۔

"اس کافر کے اندھے پن سے اگلے کی چاہے ناک کٹ جائے۔"

وہ تپ کر بولی تو رافع ہنس دیا۔

"زرا سا تصادم ہی تو تھا اور آپ کی ناک بھی کٹ گئ۔زرا بتائیں کٹ کر کہاں گری۔"

وہ مسلسل شوخیوں پر اترا ہوا تھا۔

"مجھے تنگ مت کریں۔"

وہ بے بسی سے جھنجھلا گئی۔

"میں نے کب تنگ کیا۔"

وہ مسکراہٹ دبا گیا۔

"ابھی جو کر رہے ہیں۔وہ کیا ہے؟"

وہ تیکھے لہجے میں گویا ہوئی۔

"اسے پیار کہتے ہیں تکرار کہتے جو میں صرف دور سے ہی کر رہا ہوں اور اب پاس آکر کروں گا۔"

وہ معنی خیز لہجے میں بولتا قدم اس کی طرف بڑھا رہا تھا

آئینہ کی جان ہوا ہوئی۔وہ رافع کے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ اپنے قدم پیچھے لے رہی تھی۔چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔رافع خاصا محظوظ ہو رہا تھا۔

"ری لیکس آئی ایم جسٹ کیڈنگ ودیو۔"

اس کے گھبرانے پر وہ ہنستا ہوا سیز فائر کرتا الٹے قدموں واپس پلٹ گیا تو آئینہ کی رکی ہوئی سانسیں بحال ہوئیں۔

سوٹ کیس میں رکھے ہوئے کپڑے وہ ترتیب سے الماری میں رکھ رہی تھی۔ منگنی کے ہنگامے میں وقت ہی نہیں ملا تھا۔پہلے تو سوچا کہ گھر میں ملازموں کی فوج ہے کسی ایک سے کروالے مگر پھر دل نے نفی کر دی۔ جرمنی میں ہنی مون پیریڈ میں ہمان کے سارے کام وہ خود کیا کرتی تھی۔ اتنے سے دنوں میں وہ عادی ہو گئ تھی۔ بلکہ اسے اچھا لگنے لگا تھا۔ بغیر دھلے کپڑے وہ دھونے کی غرض سے ملازمہ کو دے آئی تھی۔

"چچی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں آپ کی؟"

بھابھی ہادیہ چچی کے سر میں مساج کر رہی تھیں۔ ان کے چہرے پر پژمردگی چھائی ہوئی تھی۔

"ہاں بس موا سر درد ہے۔ میں نے ایک چائے کی پیالی مانگی تھی۔ اللہ سدا سہاگن رکھے اسے۔ کہنے لگی آج سر کی مالش کروا کر دیکھیے۔ یوں چٹکیوں میں آرام آئے گا اور سچ بتاؤں تو زویا کے ہاتھ میں بڑی شفا ہے۔"

وہ محبت آمیز لہجے میں گویا ہوئیں۔

" صحیح کہہ رہی ہیں بھابھی۔ ہر وقت کی چائے معدہ خراب کرتی ہے۔"

"ہاں کہہ تو صحیح رہی ہے مگر اکیلی لگی رہتی ہے پورا دن۔ میرے سر کی مالش کے لیے الگ وقت لگے گا۔ محنت اور۔ تھک جاتی ہے پہلے ہی میری بچی۔"

"مجھ سے کروالیا کریں۔ میں بھی اچھا مساج کرتی ہوں۔"

پریشے نے تفاخر سے بتایا۔

"ماشااللہ میری ساری بچیاں قابل ہیں۔"

ہادیہ چچی خلاف توقع موڈ میں تھیں۔ ورنہ جلدی سے کوئی چیز ان کے ناک کے نیچے نہیں آتی تھی۔

"دوپہر کے لیے کیا بنانا ہے؟"

وہ بالوں کو لپیٹتی ہوئی اٹھنے لگی۔ ارادہ واپس کمرے میں جا کر کام نمٹانے کا تھا مگر وہ بھابھی کے ساتھ کچن میں ہیلپ بھی کروانا چاہتی تھی۔

اس کی بات پر بھابھی ہنسنے لگیں۔

"اس کی فکر مت کرو۔ میں کرلوں گی۔"

"اونہوں! آپ اکیلی کیوں کریں گی۔میں بھی آپ کی ہیلپ کروادوں گی ناں۔اسی طرح مجھے بھی کچھ بنانا آجائے گا۔آپ مجھ سے بھی کام لیا کریں۔میں بھی کوکنگ سیکھنا چاہتی ہوں۔"

پریشے نے مسکرا کر کہا۔

"سب سے پہلے کیا بنانا سیکھو گی۔"

انہوں نے مسکراہٹ دبائی۔

"بھنڈی گوشت دال مکھنی اور کھیر۔"

پریشے نے جھینپ کر بتایا اور مسکراتی ہوئی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

دوپہر میں بھابھی نے اپنے ساتھ پریشے کو بھی کام میں لگالیا تھا۔فالحال وہ اس سے چھوٹے چھوٹے کام کروارہی تھی جبکہ پریشے بہت غور سے انہیں آبزرو کررہی تھی۔

کھانا تیار ہونے کے بعد اسے صحیح معنوں میں تھکن کا احساس ہوا تھا۔کمرے میں آکر وہ تھکن کے مارے لیٹی تو آنکھ لگ گئی۔

ہمان نے جس وقت کمرے میں قدم رکھا۔دوپہر کے تین کا وقت ہورہا تھا۔

بیڈ پر بے ترتیبی سے اسے سوتے دیکھ کر ہمان کو تشویش نے گھیر لیا۔

ماتھا چھو کر دیکھا تو ٹھنڈا پڑا تھا۔

"پریشے! طبیعت ٹھیک ہے؟"

اس نے پریشے کا گال تھپتھپا کر اٹھایا۔ کچی نیند تھی۔ فوراً کھل گئی۔ مندی آنکھوں سے اس نے سر ہلایا اور اٹھ کر ہمان کے کندھے پر سر ٹکا کر سارا بوجھ اس پر ڈال دیا۔

"مجھے خیریت نہیں لگ رہی۔"

ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے دوسرے سے اس کے بال سہلاتے وہ جھک کر بولا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ کل رات نیند پوری نہیں ہوئی۔"

"جتنی تم نے نیندیں پوری کرنی تھیں کر لیں۔"

ہمان نے معنی خیزی سے کہتے مسکراہٹ دبائی۔

"آپ فریش ہو جائیں۔ کھانا ریڈی ہے۔"

وہ تیزی سے بچنے کے چکر میں بیڈ سے اترنے لگی تھی کہ ہمان نے اسے پکڑ کر اپنے پہلو میں گرا لیا۔

https://classicurdumaterial.com/

"یہیں بیٹھو کچھ دیر۔"

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ آپ کے انتظار میں آنکھ لگ گئ تھی۔"

وہ بیچارگی سے گویا ہوئی تو ہمان ہنس دیا۔

ہاتھ منہ دھو کر وہ ٹاول سے چہرہ خشک کرتا ٹاول صوفے پر اچھال کر پلٹا تو بیڈ پر پڑا اس کا موبائل رنگ کرنے لگا۔

پریشے نے خفگی سے اسے دیکھا مگر وہ اسے بہلاتا ہوا کال سننے ذرا فاصلے پر جا کھڑا ہوا جبکہ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی کہ کب کال ختم ہوتی اور وہ لوگ ڈائننگ روم میں جائیں۔

اس کی کوئی ضروری کال تھی جو گفتگو لمبی ہو گئی۔ پریشے کی نظریں یک دم ہی ہمان کی سحر زدہ شخصیت میں الجھ کر رہ گئیں

آف وائٹ کھدر کے قمیض شلوار میں گلے میں چادر ڈالے ہوئے تھا۔ وہ زیادہ تر سفید آف وائٹ یا گرے رنگ پہنتا تھا۔ چہرے پہ ہلکی بیئرڈ اسے پہلے سے زیادہ پرکشش بنا رہی تھی جو پہلے نہیں ہوا کرتی تھی۔ اس کی جان لیوا مسکراہٹ اس کی شخصیت میں نکھار پیدا کرتی تھی۔ ہاتھ میں رولیکس کی گھڑی اس کے اعلی ذوق کا پتا دیتی تھی۔ وہ ہمیشہ گھڑی پہنتا تھا۔ کبھی بھی کلائی اس کی خالی نہیں رہتی تھی۔ وہاں سے ہوتی اس کی نظریں نیچے

پیروں تک گئیں۔ سرخی چھلکاتے پیروں میں پشاوری چپل بے حد جچ رہی تھی۔ اس نے ماہیر اور رافع کو بھی اکثر و بیشتر پشاوری چپل پہنے دیکھا تھا لیکن سب سے زیادہ ہمان کے پیروں میں جچتی تھی۔ بے اختیار پریشے کی نظریں لیدر کی براؤن پشاوری چپل میں مقید اس کے سرخ و سفید پیروں پر جم سی گئیں۔

اس نے پریشے کے قریب آکر اسے کندھوں سے تھام کر اس کی مانگ پر اپنا خوبصورت سا احساس چھوڑا تو وہ چونک گئی یوں جیسے کسی طلسم سے آزاد ہوئی ہو۔

"آپ کی کال کب بند ہوئی؟"

وہ حیرت زدہ سے بولی تو ہمان نے مسکراہٹ دبائی۔

"جب کوئی مجھ میں یوں گم تھا جیسے کہ ہوش و حواس گم ہوتے ہیں۔"

ہمان نے اس کے کان میں جھک کر سرگوشی کی تو وہ خفیف سی ہو کر دو قدم پیچھے ہوئی اور ترچھی ہو کر کھڑی ہو گئی کہ ہمان کی سحر زدہ شخصیت میں اس کی نگاہیں الجھ جایا کرتی تھیں۔ ہمان کی اک اک بات اس کا دل دھڑکا جاتی تھی۔ وہ تو محض شرم و حیا کے مارے اس سے گریز کر گئی تھی کہ اس کی قربت اس کی گھمبیر سرگوشیاں پریشے کی ہتھیلیاں نم کر جاتی تھیں۔ اسے اپنا دل ہاتھوں میں دھڑکتا محسوس ہوتا ہے۔

یک دم ہی ٹھنڈے موسم میں بھی اسے پسینہ آنے لگا تھا۔ہمان اس کے اس گریز پر صدقے واری جاتا تھا۔اسے پریشے کا یہی انداز مزید وارفتگی پر اکساتا تھا۔

"آگے کا کیا ارادہ ہے تمہارا؟"

"گھر میں رہ کر گھرداری سیکھنے کا۔"

وہ سیدھی ہو کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھی گئی اور شال اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ لی۔ٹھنڈ جو لگ رہی تھی۔

"گریٹ یار۔یہ تو اچھی خبر ہے۔"

ہمان نے دونوں ہاتھ باہم ملائے۔

"آج گھرداری میں آپ کی زوجہ کا پہلا دن تھا۔"

بھابھی نے بتایا تو ممتا بیگم مسکرا دیں۔

"امیزنگ ! جبھی کھانے کا ذائقہ دوبالا ہو گیا ہے۔"

مسکراہٹ دباتے وہ گویا ہوا تو پریشے خفت زدہ رہ گئی جبکہ بھابھی ہنستیں چلی گئیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بظاہر اسے یہ معاملہ سیدھا نظر آرہا تھا مگر در حقیقت اتنا ہی الجھا ہوا تھا جتنا کہ ریشم۔

ممتا بیگم تو اس رشتے کے حق میں ہی نہ تھیں اور جس وجہ سے وہ انکار کر رہی تھیں نین کو وہ وجہ بھی خاصی نامعقول لگی مگر وہ صرف انہیں سمجھا کر اپنے حق میں راضی کر سکتا تھا مگر عائشہ کی منگنی کے ہفتہ پہلے اس نے ان سے اس مسئلے کی بابت بات کی تو اسے اندازہ ہوا کہ وہ ایک انچ بھی اپنے فیصلے سے ہلنے کو راضی نہیں یہاں تک کے فواد صاحب نے بھی سمجھایا مگر ان کے سمجھانے کا الٹا اثر یہ ہوا کہ دونوں میاں بیوی میں جھڑپ ہو گئی۔ بلآخر وہ خاموش ہو گیا۔

دوسری طرف عائشہ تھی جو اقرار کا کوئی سرا تھمانا تو دور کی بات کوئی رمز دے رہی تھی نہ کوئی اشارہ۔ اس کی بے رخی پر وہ پیچ و تاب کھا کر رہ جاتا تھا۔ ان دنوں دماغ پریشر ککر بن کر رہ گیا تھا۔ اب تھک ہار کر ایک ہی راستہ بچتا تھا کہ عائشہ اس رشتے سے انکار کر دیتی تا کہ اسے کچھ وقت مل جاتا۔ اس وقت میں وہ ممتا بیگم کو کسی نہ کسی طرح راضی کر لینے کا متمنی تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پہلے کی بات اور تھی۔عاشی کے لوٹ آنے کے بعد نین کو بھی کافی وقت لگا تھا اسے سمجھنے میں اور جتنا وقت اسے یہ سمجھنے میں لگا کہ وہ بدل گئی ہے۔ سمجھدار ہو گئی ہے اپنے کیے پر نادم ہے۔اتنے وقت میں اس کا رشتہ صارم سے طے ہو گیا۔ممتا بیگم کو منانے یا سمجھانے کا تو وقت ہی نہ مل سکا تھا۔

اسے کسی بھی طرح کر کے یہ رشتہ ختم کروانا تھا اور اس کے لیے اسے عائشہ پر دباؤ دینا تھا۔

کچھ سوچ کر وہ تیزی سے اپنے کیبن سے کار کی چابیاں اٹھا کر نکلا تھا.

نازنین کے لاکھ منع کرنے پر بھی وہ ہاسپٹل چلی گئی تھی۔وہ تو روک رہیں تھی کہ آج نہ جاؤ کہ کل رات وہ کتنا تھک گئی تھی مگر اس کی ایک ہی تان پر وہ خاموش ہو گئیں۔

ہاسپٹل آتے ہی اس کے اعصاب جھنجھنا اٹھے تھے۔ٹریفک حادثے میں دو افراد شدید زخمی حالت میں ہسپتال لائے گئے تھے۔ایک حالت زیادہ تشویش ناک تھی۔اسے جلد از جلد آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

عائشہ نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ وہ شخص زندگی جانب لوٹ آ ئے مگر جب سکرین پر چلتی اس زندگی کی لکیریں سیدھی ہوئیں تو اس کی ساری امیدیں دم توڑ گئیں۔

"ہی از نو مور۔اللہ کو یہی منظور تھا۔"

وہ آئی سی یو کے باہر کھڑے اس کے اہل خانہ کے اوپر یہ بارود سے الفاظ گراتی اپنے آنسو چھپاتی تیز تیز قدموں سے چل کر سیدھی اپنے کیبن میں آکر رکی تھی۔

ضبط کے سارے بندھن ٹوٹے تو چہرہ ہاتھوں میں دیے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

وہ جو کب سے اس کی آمد کا منتظر تھا۔یک دم ہی دروازہ کھلنے پر چونک کر پلٹا۔ساتھ ہی اسے دھواں دار روتے دیکھ وہ گھبرا کر سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہے عائشہ !وائے آر یو کرائینگ۔"

وہ اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹاتا پریشان سا ہو گیا۔پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو اپنی انگلیوں پر چن کر مٹھی میں قید کر لیے۔

وہ کسی اپنے کو قریب پا کر مزید بکھر گئی۔اس کے کندھے سے سر ٹکا کر وہ رونے لگی تھی۔ نین دم بخود رہ گیا۔اس کی ہچکیاں بند گئی تھی۔سسکیاں خالی کمرے میں گونج رہی تھیں۔

کل سے وہ پریشان تھی۔کچھ منگنی کی وجہ سے دماغ میں عجیب وسوسے آرہے تھے۔ن ئے رشتے کو لے کر دل راضی تھا نہ دماغ۔دوسرا نین سے دوری اسے اندر ہی اندر کھا جائے رہی تھی جسے یہ محبت نہیں کوئی جونک ہو جو انسان کا خون چوس کر اسے بستر مرگ پر پہنچا کر ہی دم لیتی ہے۔

یہ محبت بھی تو اس کے لیے کسی جونک سے کم ثابت نہ ہوئی تھی کہ وہ پل پل مر رہی تھی۔اس کے اندر کا حال تو بس وہی جانتی تھی یا اس کا خدا۔

رہی سہی کسر اس پیشنٹ کی موت نے پوری کر دی۔اس کی بس ہو گئی تھی۔جب سے صارم سے رشتہ جڑا تھا۔وہ عجیب سی کیفیت میں مبتلا تھی۔ہنسی تو جیسے کہیں کھو سی گئی تھی۔

چہرے ملول سا رہنے لگا تھا۔

نین نے اس کا سر تھپکا۔وہ اسے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

"تم ٹھیک تو ہو ناں؟"

وہ فکر مندانہ لہجے میں گویا ہوا۔

"نہیں!کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔کچھ بھی۔وہ مر گیا نین۔وہ مر گیا۔میں نے ایسا نہیں چاہا تھا۔میں چاہتی تھی وہ زندگی کی طرف لوٹ آئے۔یہ میری لائف کا پہلا کیس تھا جو میں ہار گئی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نین نے اسے خود سے الگ کیا۔رونے سے آنکھوں میں سرخ ڈورے شراب کا متبادل معلوم ہوتے تھے۔سوجی متورم آنکھیں جھل ملا رہی تھیں۔لان کے جامنی پرنٹڈ سوٹ پر سفید کوٹ پہنے وہ گڑیا ہی تو لگ رہی تھی۔براؤن بال کندھوں پر بکھرے پڑے تھے۔کچھ چہرے پر چپکے ہوئے تھے۔وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔

عاشی کو جب ہوش آیا تو نین کو سامنے دیکھ کر جلدی سے چہرہ صاف کیا اور اس کی سائیڈ سے نکل گئ۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

لہجے کو نارمل رکھتے وہ سرسری سا بولی تو نین نے جھٹکے سے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا تو وہ گرتے گرتے بچی۔

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو نین!کیا بدتمیزی ہے یہ۔"

اس کی گرفت خاصی مضبوط تھی۔وہ چاہ کر بھی اپنا بازو چھڑوا نہیں پا رہی تھی۔مجبوراً احتجاج ترک کر دیا۔

"یہی سمجھو!"

وہ اس کی طرف جھک کر بولا تو خوف سے اسے دیکھنے لگی اس کا لہجہ کتنا سرد تھا۔

"تمہیں میں نے کیا کہا تھا۔انکار کر دو اس شادی سے لیکن تمہیں شرافت کی زبان سمجھ نہیں آتی۔"

وہ طیش کے عالم غرا کر بولا۔کل رات کا منظر اب تک وہ بھولا نہیں تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"تم میری ہو عائشہ صرف میری۔ تم پر حق بھی صرف نین کا ہے اور نین کے حق پر ڈاکا ڈالنا اتنا آسان نہیں ہے۔"

وہ سخت بگڑے موڈ میں تھا۔ آج اس دشمن جاں کو بخشنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا۔

"کوئی پروف ہے تمہارے پاس۔ ہو کون تم میرے۔ شوہر ہو .ہاں! یا کسی کتاب میں لکھا ہے کہ میں تمہاری ہوں اور کس حق کی بات کر رہے ہو تم۔"

جواباً وہ اپنا ہاتھ چھڑواتی اسی کے انداز میں بولی تھی۔

"حق حق کی گردان بند کرو حسنین فواد۔ کیونکہ مجھ پر تمھارا کوئی حق نہیں ہے۔"

وہ دبی دبی آواز میں چیخی تھی۔

"اور نہ ہی میں شادی سے انکار کرنے والی ہوں کیونکہ مجھے اس شادی سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر کسی کو کوئی پروبلم ہے اس شادی سے تو وہ تم ہو۔ میں انکار کیوں کرو۔ تم کرو جو کرنا ہے۔

لیکن تم کچھ کر نہیں سکتے حسنین فواد کیونکہ تم میں دم خم نہیں کہ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔"

وہ تمسخر سے کہتی مڑی تھی کہ نین نے اس کی کلائی جکڑ لی۔

"تمہیں اس شادی سے کوئی مسئلہ نہیں۔اس بات کا حساب تو تم سے بعد میں لونگا۔پہلے میں تمہارے سارے جملہ حقوق تو اپنے نام لکھوالوں۔اس کے بعد بتاؤں کے میں کون ہوں اور تم پر کتنا حق رکھتا ہوں۔آج تمہیں میں بتاؤں کہ جو گرجتے ہیں وہ کبھی کبھی بہت بری طرح برستے ہیں۔"

اس کی کلائی مروڑتے وہ خطرناک تیوروں سے نہایت سرد لہجے میں اس کے کان میں غرایا تھا کہ عاشی کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا گئی تھی۔

اسے شدت سے اپنے غلط وقت پر ادا کیے گ ئے غلط الفاظوں کا احساس ہوا۔اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہونے لگا تھا مگر اب دیر ہو چکی۔نین اس کلائی سے گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھ گاڑی تک لایا تھا۔

ہاسپٹل کے اندر تو احتجاج نہیں کر سکی تھی کتنی ہی عجیب نظریں اس پر اٹھتیں اور سٹاف الگ باتیں بناتا۔باہر آکر اس نے سخت احتجاج کیا۔نین کی منتیں ترلے کیے۔

لیکن نین پر اس وقت بھوت سوار تھا۔عاشی نے اس کی مردانگی پر کاری ضرب لگائی تھی۔انجانے میں ہی وہ اس کے اندر کا انا پرست مرد جگا چکی تھی۔

اسے پچھلی سیٹ پر دھکیل کر دروازہ دھاڑ سے بند کرتا وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔نہایت تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتے وہ کسی سے فون پر مخاطب تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اپنی قسمت پر روتی وہ نین کے اس روپ سے سخت خائف تھی۔رہ رہ کر عزت کا ڈر کچو کے لگا رہا تھا۔نہ جانے وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے۔یہی خوف اسے رونے پر مجبور کر رہا تھا۔

"جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔"

اس کے الفاظ کسی ہتھوڑے کی مانند اس کے دماغ میں لگ رہے تھے۔وہ آج ہر گز بھی اس سر پھری لڑکی کو رعایت دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"یہ صارم داغ دھونے گیا ہے یا نہانے۔"

پریشے کی پلیٹ سے چاولوں کا چمچ لیتے ہمان نے طنزیہ کہا تو سب کا قہقہہ گونج اٹھا۔عالیہ نے گھورا۔

"بیچارہ شریف سا ہے۔تم نے اور نین نے تو اسے زچ ہی کر رکھا ہے۔"

وہ تنگ کر بولی تو نین بیچ میں کود پڑا۔

"اے مسز زین بات سنو زرا۔ہمارے خاندان سے رشتہ جوڑنے جارہا۔اسے ہماری عادت تو ہونی چاہیے نا۔کیوں بھابھی؟"

نین نے زویا سے تائید چاہی تو بھابھی نے جھٹ بولا۔

"بھئی بندے کو مضبوط اعصاب کا ملک ہونا چاہیے۔زرا سا مذاق برداشت نہ ہوا تو کیا خاک ہوا۔"

"میں زرا دیکھوں صارم بھائی کو پتا نہیں کہاں رہ گئے۔"

وہ دوپٹہ سنبھالتی اندر چلی آئی۔زینہ چڑھ کر اوپر پہلے اپنے کمرے میں دیکھا پھر عائشہ کے۔

پھپھو کے کمرے کا دروازہ کھولا تو اسے کچھ آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی دروازہ بجا رہا ہو۔

"یہ آواز تو گیسٹ روم سے آ رہی ہے۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر اندر آئی تو اس کی آنکھیں چار ہو گئیں۔

واشروم کے دروازے کی کنڈی لگی ہوئی تھی۔

"کوئی ہے؟ پلیز دروازہ کھولو۔ ہیلپ می۔"

"یہ تو صارم بھائی کی آواز ہے۔"

پریشان سی عالیہ نے ایک ہاتھ منہ پر رکھا۔ ساتھ ساتھ وہ دروازہ بھی پیٹ رہا تھا۔

"یہ ضرور اس نین کی کارستانی ہو گی۔"

غصے سے پیچ و تاب کھاتی وہ نین کو کوسنے لگی۔ آہستہ سے کنڈلی کھولی۔

"اوہ شکریہ بھابھی! میں کب سے آوازیں دے رہا تھا۔ اس طرف تو سگنلز بھی نہیں آتے ہیں۔ میں نے بہت کوشش کی زین کو کال کرنے کی مگر سب بے سود۔"

"یہاں کوئی نہیں تھا اور آپ کی آواز لان تک تو پہنچ نہیں سکتی۔"

عالیہ کے ساتھ صارم بھی ہنس دیا۔

"ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔"

وہ اور عالیہ باہر آگئے۔

صد شکر تھا کہ صارم کا دھیان دروازے کے اچانک بند ہونے پر نہیں گیا ورنہ وہ کیا جواب دیتی۔

"اب اجازت دو ناز نین۔ان شااللہ اگلی بار آئے تو اپنی امانت کو ساتھ لے کر ہی جائیں گے۔"

مسز فاروقی نے عائشہ کا ماتھا چوما۔

آپ یہیں رک جایئے ناں صبح چلی جایئے گا یوں بھی رات کافی ہو گئی ہے۔"

"نہیں۔مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگے گا اس طرح اپنے سسرال میں رات گزارنا۔"

صارم نے ہاتھ کھڑا کرتے نہ رہنے کا عندیا دیا۔

"ارے ایک رات کی ہی تو بات ہے۔"

نہیں آنٹی۔سمجھا کریں گھر داماد والی فلنگز آئیں گی مجھے۔

صارم کی بات پر سب ہی ہنس دیے۔

ہنہہ!گھر داماد تو بعد کی بات ہے تو پہلے خالی داماد تو بن جا۔

نین کے منصوبے کافی خطرناک تھے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

چلیں جیسے آپ لوگوں کو بہتر لگے۔

عالیہ زویا آئشہ کو اندر لے جائیں۔

انوں نے اس کے چہرے پر تھکن کے اثار دیکھتے عالیہ کو کہا۔وہ بار بار اس کا پہلو بدلنا نوٹ کر گئی تھیں۔کب سے ایک ہی جگہ پر سر جھکائے وہ تھک گئی تھی۔

مسز فاروقی اور صارم سب سے مل کر واپس چلے گ ئے۔

عالیہ اور زویا عاشی کو اس کے روم میں لے گئی تھیں۔

علیزے نے نیند اور کچھ بھوک کی وجہ سے رونا شروع کر دیا تھا۔

حماد گھر چلیں علیزے روئے جا رہی ہے۔میں تو اس کا فیڈر بھی نہیں لائی۔

وہ روہانسی ہو گئی۔علیزے چپ ہی نہیں ہو رہی تھی۔

تم چادر لے کر پورچ میں آ جاؤ۔

وہ روتی ہوئی علیزے کو گود میں لیے وہاں سے چلا گیا۔

وہ بیگ میں علیزے کو شوز اور ساکس ڈال رہی تھی جب انجی ادھر آئیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

آج یہیں رک جاؤ۔

نہیں پھپھو!علیزے بہت رو رہی ہے۔اس کا فیڈر بھی میں گھر ہی بھول آئی ہوں۔

وہ بیگ کی زپ بند کرتی مصروف انداز میں کہتی اپنی چادر درست کرنے لگی۔

پھپھو سے کیسی ناراضگی ہے سارا۔

انہوں نے پیار سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔بچپن سے لے کر آج تک جب بھی کوئی بات ہوئی ہے آپ ہمیشہ مجھ سے کہتی آئی ہو۔آج نہیں بتاؤ گی۔

ان کے لہجے میں اتنی چاشنی تھی۔الفاظوں سے چھلکتی ماتا نے اسے شرمندہ کر دیا تھا۔ندامت سے اس کا سر مزید جھک گیا تھا۔وہ کتنا پیار کرتی تھیں اس سے اور وہ خود تھی کہ کتنا سرد رویہ اپنائے ہوئے تھی۔

اس کے آنسو چھلک پڑے تھے۔

رو کیوں رہی میری بیٹی۔

ایم سوری پھپھو۔میں!میں بہت بری ہوں۔میں نے آپ کا بہت دل دکھایا۔آپ سے بات بھی نہیں کی۔

انوں نے اسے سینے سے لگا لیا۔

ماؤں کو سوری نہیں کہا کرتے۔تم تو میری سب سے لاڈلی اور نٹ کھٹ بیٹی ہو۔

انہوں نے خود سے الگ کرتے اس کے آنسو پونچھے۔

کون سا سیریل چل رہا ہے ادھر۔

ہمان نے اچانک ہی ادھر آ گیا تھا۔

سب لوگ اندر تھے لان میں صرف وہ اور سارہ ہی تھیں۔

کوئی سا بھی نہیں۔

انہوں نے کہا۔

تو پھر یہ ڈرامہ کوئن رو کیوں رہی تھی۔

ہمان نے مسکراہٹ دباتے سارا کے روئے روئے چہرے پر نگاہ کی جہاں اب غصہ نمودار ہو رہا تھا۔

کچھ نہیں طبیعت زرا ٹھیک نہیں اس کی۔

انہوں نے بات بنائی۔سارہ کو دکھ ہوا وہ کیوں بلاوجہ سب سے روٹھ کر بیٹھی تھی۔ہارن کی آواز پر وہ ان کو اور ہمان کو اللہ حافظ کہتی ہوئی وہاں سے نکل گئ۔

پھپھو سارہ رو کیوں رہی تھی۔اب کے وہ سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

بتایا تو ہے طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس کی۔

حماد بھی زبردستی اسے لے آئے۔انہوں کہہ کر اندر چلی گئیں۔

ہمان نے سر جھٹکا اور اندر بڑھ گیا جہاں اب جانے کا سلسلہ بندھا تھا۔

ہادیہ بیگم گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کو صوفے سے اٹھیں۔ان کی دیکھا دیکھی آگے پیچھے سب ہی گھر واپس آگئے۔

صبح کی نارنجی کرنوں نے رات کی سیاہی کو کہیں پیچھے چھوڑا تھا۔سرما کی کھلی کھلی دھوپ بہت فرحت بخش معلوم ہوتی تھی۔ملک ہاؤس کی اونچی دیواروں پر دھوپ بامشکل اپنی چھاپ چھوڑ رہی تھی جس میں تمازت نہ ہونے کے برابر تھی۔

اسی دھوپ سے گرمیوں میں جہاں بچنے کو لوگ سائے ڈھونڈتے ہیں وہی دھوپ سرما میں کھوجنے سے بھی نہ ملتی تھی۔

کھڑکیوں کے پردے ہٹاتے پٹ کھول کر آئینہ نے لان کا جائزہ لیا۔جہاں دھوپ صرف ابھی دیواروں کی منڈیر تک ہی پہنچی تھی۔

اس کے ماتھے پر بل پڑ گ ئے۔ سردی سے اس کی کپکپی چھوٹ رہی تھی۔

واللہ مت ماری گئ تھی میری جو صبح صبح نہالی۔

خود کو کوستی وہ پردے برابر کر کے اپنے گرد لپیٹی شال کو درست کرنے لگی اور ٹیرس پر جانے کے لیے جو نہی کمرے سے نکلی۔اس کی چیخ بے ساختہ نکلی تھی۔

سامنے سے آنے والے فرد سے زبردست تصادم ہوا تھا۔جس کے نتیجے میں اس کی چھوٹی سی ناک کا حشر ہو گیا تھا۔

وہ سی کر کے رہ گئ تھی۔

ایک تو آپ دیکھ کر نہیں چل سکتے۔

قدرے خفگی سے وہ گویا ہوئی۔ناک رگڑتے اس نے رافع پر سارا نزلہ گرایا۔

آپ کو دیکھ کر کون کافر نہ اندھا ہو جائے۔

جواباوہ شوخی سے بول کر قدم اس کی طرف لیتے ہوئے اس پیچھے ہٹنے پر مجبور کر گیا۔

آئینہ کو زرا حیرت نہیں ہوئی جب سے وہ اس کے نام لکھی گئ تھی تب سے رافع کے مزاج بدلے بدلے تھے۔وہ اپنے خول سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔نہایت کم گو اور سنجید ہ سے رافع پر آئینہ کا رنگ چڑھنے لگا تھا۔

اس کافر کے اندھے پن سے اگلے کی چاہے ناک کٹ جائے۔وہ تپ کر بولی تو رافع اقہقہہ ہنس دیا۔

زرا سا تصادم ہی تو تھا اور آپ کی ناک بھی کٹ گئ۔زرا بتائیں کٹ کر کہاں گری۔

وہ مسلسل شوخیوں پر اترا ہوا تھا۔

مجھے تنگ مت کریں۔

وہ بے بسی سے جھنجھلا گئ۔

میں نے کب تنگ کیا۔وہ مسکراہٹ دبا گیا۔

ابھی جو کر رہے ہیں۔وہ کیا ہے۔وہ ٹ

تیکھے لہجے میں گویا ہوئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اسے پیار کہتے ہیں تکرار کہتے جو میں صرف دور سے ہی کر رہا ہوں اور اب پاس آکر کروں گا۔وہ معنی خیز لہجے میں بولتا قدم اس کی طرف بڑھا رہا تھا

آئینہ کی جان ہوا ہوئی۔وہ رافع کے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ اپنے قدم پیچھے لے رہی تھی۔چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔رافع خاصا محظوظ ہو رہا تھا۔

ری لیکس آئی ایم جسٹ کیڈنگ ودیو۔

اس کے گھبرانے پر وہ ہنستا ہوا سیز فائر کرتا الٹے قدموں واپس پلٹ گیا تو آئینہ کی رکی ہوئی سانسیں بحال ہوئیں۔

سوٹ کیس میں رکھے ہوئے کپڑے وہ ترتیب سے الماری میں رکھ رہی تھی۔منگنی کے ہنگامے میں وقت ہی نہیں ملا تھا۔پہلے تو سوچا کہ گھر میں ملازموں کی فوج ہے کسی ایک سے کروا لے مگر پھر دل نے نفی کر دی۔جرمنی

میں ہنی مون پیریڈ میں ہمان کے سارے کام وہ خود کیا کرتی تھی۔ اتنے سے دنوں میں وہ عادی ہو گئ تھی۔ بلکہ اسے اچھا لگنے لگا تھا۔ بغیر دھلے کپڑے وہ دھونے کی غرض سے ملازمہ کو دے آئی تھی۔

چچی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں آپ کی؟

بھابھی ہادیہ چچی کے کے سر میں مساج کر رہی تھیں۔ ان کے چہرے پر پژمردگی چھائی ہوئی تھی۔

ہاں بس مواسر درد ہے۔ میں نے ایک چائے کی پیالی مانگی تھی۔ اللہ سدا سہاگن رکھے اسے۔ کہنے لگی آج سر کی مالش کروا کر دیکھیے۔ یوں چٹکیوں میں آرام آئے گا اقرسچ بتاؤں تو زویا کے ہاتھ میں بڑی شفا ہے۔

وہ محبت آمیز لہجے میں گویا ہوئیں۔

صحیح کہہ رہی ہیں بھابھی۔ ہر وقت کی چائے معدہ خراب کرتی ہے۔

ہاں کہہ تو صحیح رہی ہے مگر اکیلی لگی رہتی ہے پورا دن۔ میرے سر کی مالش کے لیے الگ وقت لگے گا۔ محنت اور۔ تھک جاتی ہے پہلے ہی میری بچی۔

مجھ سے کروالیا کریں۔ میں بھی اچھا مساج کرتی ہوں

پریشے نے تفاخر سے بتایا۔

ماشااللہ میری ساری بچیاں قابل ہیں۔

ہادیہ چچی خلاف توقع موڈ میں تھیں۔ورنہ جلدی سے کوئی چیز ان کے ناک کے نیچے نہیں آتی تھی۔

دوپہر کے لیے کیا بنانا ہے۔

وہ بالوں کو لپیٹتی ہوئی اٹھنے لگی۔ارادہ واپس کمرے میں جا کر کام نمٹانے کا تھا مگر وہ بھابھی کے ساتھ کچن میں ہیلپ بھی کروانا چاہتی تھی۔

اس کی بات پر بھابھی ہنسنے لگیں۔

اس کی فکر مت کرو۔میں کرلوں گی۔

اونہوں! آپ اکیلی کیوں کریں گی۔میں بھی آپ کی ہیلپ کروادوں گی ناں۔اسی طرح مجھے بھی کچھ بنانا آجائے گا۔آپ مجھ سے بھی کام لیا کریں۔میں بھی کوکنگ سیکھنا چاہتی ہوں۔

پریشے نے مسکرا کر کہا۔

سب سے پہلے کیا بنانا سیکھو گی۔

انہوں نے مسکراہٹ دبائی۔

بھنڈی گوشت دال مکھنی اور کھیر۔

پریشے نے جھینپ کر بتایا اور مسکراتی ہوئی کمرے کی طرف بڑھ گئ۔

دوپہر میں بھابھی نے اپنے ساتھ پریشے کو بھی کام میں لگا لیا تھا۔فالحال وہ اس سے چھوٹے چھوٹے کام کروا رہی تھی جبکہ پریشے بہت غور سے انہیں آبزرو کر رہی تھی۔

کھانا تیار ہونے کے بعد اسے صحیح معنوں میں تھکن کا احساس ہوا تھا۔کمرے میں آکر وہ تھکن کے مارے لیٹی تو آنکھ لگ گئ۔

ہمان نے جس وقت کمرے میں قدم رکھا۔دوپہر کے تین کا وقت ہو رہا تھا۔

بیڈ پر بے ترتیبی سے اسے سوتے دیکھ کر ہنان کو تشویش نے گھیر لیا۔

ماتھا چھو کر دیکھا تو ٹھنڈا پڑا تھا۔

پریشے! طبیعت ٹھیک ہے۔

اس نے گال تھپتھپا کر اٹھایا۔کچی نیند تھی۔فورا کھل گئ۔مند ی آنکھوں سے اس نے سر ہلایا اور اٹھ کر ہمان کے کندھے پر سر ٹکا کر سارا بوجھ اس پر ڈال دیا۔

مجھے خیریت نہیں لگ رہی۔

ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے دوسرے سے اس کے بال سہلاتے وہ جھک کر بولا۔

میں ٹھیک ہوں۔ کل رات نیند پوری نہیں ہوئی۔

جتنی تم نے نیندیں پوری کرنی تھیں کر لیں۔

ہمان نے معنی خیزی سے کہتے مسکراہٹ دبائی۔

آپ فریش ہو جائیں۔ کھانا ریڈی ہے۔

وہ تیزی سے بچنے کے چکر میں بیڈ سے اترنے لگی تھی کہ ہمان نے اسے پکڑ کر اپنے پہلو میں گرا لیا۔

یہیں بیٹھو کچھ دیر۔

مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ آپ کے انتظار میں آنکھ لگ گئی تھی۔

وہ بیچارگی سے گویا ہوئی تو ہمان ہنس دیا۔

ہاتھ منہ دھو کر ٹاول سے چہرہ خشک کرتا ٹاول صوفے پر اچھال کر پلٹا تو بیڈ پر پڑا اس کا موبائل رنگ کرنے لگا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پریشے نے خفگی سے اسے دیکھا مگر وہ اسے بہلاتا ہوا کال سننے زرا فاصلے پر جا کھڑا ہوا جبکہ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی کہ کب کال ختم ہوتی اور وہ لوگ ڈائننگ روم میں جاتے۔

اس کی کوئہ ضروری کال تھی جو گفتگو لمبی ہو گئ۔پریشے کی نظریں یک دم ہی اس کی ہمان کی سحر زدہ شخصیت میں الجھ کر رہ گئیں

آف وئٹ کھدر کے قمیض شلوار میں گلے میں چادر ڈالے ہو ئے تھا۔وہ زیادہ تر سفید آف وئٹ یا گرے رنگ پہنتا تھا۔چہرے پہ ہلکی بیئرڈ اسے پہلے سے زیادہ پر کشش بنا رہی تھی جو پہلے نہیں ہوا کرتی تھی اس کی جان لیوا مسکراہٹ اس کی شخصیت میں نکھار پیدا کرتی تھی۔ہاتھ میں رولیکس کی گھڑی اس کے اعلی زوق کا پتا دیتی تھی۔وہ ہمیشہ گھڑی پہنتا تھا ۔ کبھی بھی کلائی اس کی خالی نہیں رہتی تھی۔وہاں سے ہوتی اس کی نظریں نیچے پیروں تک گئیں۔سرخی چھلکاتے پیروں میں پشاوری چپل بے حد جچ رہی تھی۔اس نے ماہیر اور رافع کو بھی اکثر و بیشتر پشاوری چپل پہنے دیکھا تھا لیکن سب سے زیادہ ہمان کے پیروں میں جچتی تھی۔بے اختیار پر یشے کی نظریں لیدر کی براؤن پشاوری چپل میں مقید اس کے سرخ و سفید پیروں پر جم سی گئیں۔

اس نے پریشے کے قریب آکر اسے کندھوں سے تھام کر اس کی مانگ پر اپنا خوبصورت سا احساس چھوڑا تو وہ چونک گئ یوں جیسے کسی طلسم سے آذاد ہوئی ہو۔

آپ کی کال کب بند ہوئی۔

وہ حیرت زدہ سے بولی تو ہمان نے مسکراہٹ دبائی۔

جب کوئی مجھ میں یوں گم تھا جیسے کہ ہوش و حواس گم ہوتے ہیں۔

ہمان نے اس کے کان میں جھک کر سرگوشی کی تو وہ خفیف سی ہو کر دو قدم پیچھے ہوئی اور ترچھی ہو کر کھڑی ہو گئ کہ ہمان کی سحر زدہ شخصیت میں اس کی نگاہیں الجھ جایا کرتی تھیں۔ہمان کی اک اک بات اس کا دل دھڑکا جاتی تھی۔وہ تو محض شرم و حیا کے مارے اس سے گریز کر گئ تھی کہ اس کی قربت اس کی گھمبیر سرگوشیاں پریشے کی ہتھیلاں نم کر جاتی تھیں۔اسے اپنا دل ہاتھوں میں دھڑکتا محسوس ہوتا ہے۔

یک دم ہی ٹھنڈے موسم میں بھی اسے پسینہ آنے لگا تھا۔ہمان نے اس کے اس گریز پر صدقے واری جاتا تھا۔اسے پریشے کا یہی انداز مزید وارفتگی پر اکساتا تھا۔

آگے کا کیا ارادہ ہے تمہارا۔

گھر میں رہ کر گھر داری سیکھنے کا۔

وہ سیدھی ہو کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھی گئ اور شال اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ لی۔ٹھنڈ جو لگ رہی تھی۔

گریٹ یار۔یہ تو اچھی خبر ہے۔

ہمان نے دونوں ہاتھ باہم ملائے۔

آج گھر داری میں آپ کی زوجہ کا پہلا دن تھا۔

بھابھی نے بتایا تو ممتا بیگم مسکرا دیں۔

امیزنگ! جبھی کھانے کا ذائقہ دوبالا ہو گیا ہے۔

مسکراہٹ دباتے وہ گویا ہوا تو پریشے خفت زدہ رہ گئی جبکہ بھابھی ہنستیں چلی گئیں۔

بظاہر اسے یہ معاملہ سیدھا نظر آرہا تھا مگر درحقیقت اتنا ہی الجھا ہوا تھا جتنا کہ ریشم۔

ممتا بیگم تو اس رشتے کے حق میں ہی نہ تھیں اور جس وجہ سے وہ انکار کر رہی تھیں نین کو وہ وجہ بھی خاصی نامعقول لگی مگر وہ صرف انہیں سمجھا کر اپنے حق میں راضی کر سکتا تھا مگر عائشہ کی منگنی کے ہفتہ پہلے اس نے ان سے اس مسئلے کی بابت بات کی تو وہ اسے اندازہ ہوا کہ وہ ایک انچ بھی اپنے فیصلے سے ہلنے کو راضی نہیں یہاں

تک کے فواد صاحب نے بھی سمجھایا مگر ان کے سمجھانے کا الٹا اثر یہ ہوا کہ دونوں میاں بیوی میں جھڑپ ہو گئی۔ بلآخر وہ خاموش ہو گیا۔

دوسری طرف عائشہ تھی جو اقرار کا کوئی سرا تھماناتو دور کی بات کوئی رمز دے رہی تھی نہ کوئی اشارہ۔ اس کی بے رخی پر وہ پیچ و تاب کھا کر رہ جاتا تھا۔ ان دنوں دماغ پریشر ککر بن کر رہ گیا تھا۔ اب تھک ہار کر ایک ہی راستہ بچتا تھا کہ عائشہ اس رشتے سے انکار کر دیتی تاکہ اسے کچھ وقت مل جاتا۔ اس وقت میں وہ ممتا بیگم کو کسی نہ کسی طرح راضی کر لینے کا متمنی تھا۔

پہلے کی بات اور تھی۔ عاشی کے لوٹ آنے کے بعد نین کو بھی کافی وقت لگا تھا اسے سمجھنے میں اور جتنا وقت اسے یہ سمجھنے میں لگا کہ وہ بدل گئی ہے۔ سمجھدار ہو گئی ہے اپنے کیے پر نادم ہے۔ اتنے وقت میں اس کا رشتہ صارم سے طے ہو گیا۔ ممتا بیگم کو منانے یا سمجھانے کا تو وقت ہی نہ مل سکا تھا۔

اسے کسی بھی طرح کر کے یہ رشتہ ختم کروانا تھا اور اس کے لیے اسے عائشہ پر دباؤ دینا تھا۔

کچھ سوچ کر وہ تیزی سے اپنے کیبن سے کار کی چابیاں اٹھا کر نکلا تھا.

نازنین کے لاکھ منع کرنے پر بھی وج ہاسپیٹل چلی گئ تھی۔وہ توروک رہیں تھی کہ آج نہ جاؤ کہ کل رات وہ کتنا تھک گئ تھی مگر اس کی ایک ہی تان پر وہ خاموش ہو گئیں۔

ہاسپیٹل آتے ہی اس کے اعصاب جھنجھنا اٹھے تھے۔ٹریفک حادثے میں دوافراد شدید زخمی حالت میں ہسپتال لائے گ ئے تھے۔ایک حالت زیادہ تشویش ناک تھی۔اسے جلد از جلد آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

عائشہ نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ وہ شخص زندگی جانب لوٹ آ ئے مگر جب سکرین پر چلتی اس زندگی کی لکیریں سیدھی ہوئیں تو اس کی ساری امیدیں دم توڑ گئیں۔

ہی از نو مور۔اللہ کو یہی منظور تھا۔

وہ آئی سی یو کے باہر کھڑے اس کے اہل خانہ کے اوپر یہ بارود سے الفاظ گراتی اپنے آنسو چھپاتی تیز تیز قدموں سے چل کر سیدھی اپنے کیبن میں آکر رکی تھی۔

ضبط کے سارے بندھن ٹوٹے تو چہرہ ہاتھوں میں دیے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

وہ جو کب سے اس کی آمد کا منتظر تھا۔ یک دم ہی دروازہ کھلنے پر چونک کر پلٹا۔ ساتھ ہی اسے دھواں دار روتے دیکھ وہ گھبرا کر سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ہے عائشہ !وائے آر یو کرائینگ۔

وہ اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹاتا پریشان سا ہو گیا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو اپنی انگلیوں پر چن کر مٹھی میں قید کر لیے۔

وہ کسی اپنے کو قریب پا کر مزید بکھر گئی۔ اس کے کندھے سے سر ٹکا کر وہ رونے لگی تھی۔ نین دم بخود رہ گیا۔ اس کی ہچکیاں بند گئی تھی۔ سسکیاں خالی کمرے میں گونج رہی تھیں۔

کل سے وہ پریشان تھی۔ کچھ منگنی کی وجہ سے دماغ میں عجیب وسوسے آرہے تھے۔ ن ئے رشتے کو لے کر دل رضی تھا نہ دماغ۔ دوسرا نین سے دوری اسے اندر ہی اندر کھا جا ئے رہی تھی جسے یہ محبت نہیں کوئی جونک ہو جو انسان کا خون چوس کر اسے بستر مرگ پر پہنچا کر ہی دم لیتی ہے۔

یہ محبت بھی تو اس کے لیے کسی جونک سے کم ثابت نہ ہوئی تھی کہ وہ پل پل مر رہی تھی۔ اس کے اندر کا حال تو بس وہی جانتی تھی یا اس کا خدا۔

https://classicurdumaterial.com/

رہی سہی کسر اس پیشنٹ کی موت نے پوری کر دی۔اس کی بس ہو گئ تھی۔جب سے صارم سے رشتہ جڑا تھا۔وہ عجیب سی کیفیت میں مبتلا تھی۔ہنسی تو جیسے کہیں کھو سی گئ تھی۔

چہرے ملول سا رہنے لگا تھا۔

نین نے اس کا سر تھپکا۔وہ اسے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

تم ٹھیک تو ہوناں۔وہ فکر مندانہ لہجے میں گویا ہوا۔

نہیں!کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔کچھ بھی۔وہ مر گیا نین۔وہ مر گیا۔میں نے ایسا نہیں چاہا تھا۔میں چاہتی تھی وہ زندگی کی طرف لوٹ آئے۔یہ میری لائف کا پہلا کیس تھا جو میں ہار گئ۔

نین نے اسے خود سے الگ کیا۔رونے سے آنکھوں میں سرخ ڈورے شراب کا متبادل معلوم ہوتے تھے۔سو.جی متورم آنکھیں جھل ملا رہی تھیں۔لان کے جامنی پرنٹڈ سوٹ پر سفید کوٹ پہنے وہ گڑیا ہی تو لگ رہی تھی۔براؤن بال کندھوں پر بکھرے پڑے تھے۔کچھ چہرے پر چپکے ہوئے تھے۔وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔

عاشی کو جب ہوش آیا تو نین کو سامنے دیکھ کر جلدی سے چہرہ صاف کیا اور اس کی سائیڈ سے نکل گئ۔

تم یہاں کیوں آئے ہو؟

لہجے کو نارمل رکھتے وہ بے سر سری سا بولی تو نین نے جھٹکے سے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا تو گرتے گرتے بچی۔

تم پاگل تو نہیں ہو گئے ہو نین! کیا بد تمیزی ہے یہ۔

اس کی گرفت خاصی مضبوط تھی۔وہ چاہ کر بھی اپنا بازو چھڑوا نہیں پا رہی تھی۔ مجبوراً احتجاج ترک کر دیا۔

یہی سمجھو!

وہ اس کی طرف جھک کر بولا تو خوف سے اسے دیکھنے لگی اس کا لہجہ کتنا سرد تھا۔

تمہیں میں نے کیا کہا تھا۔انکار کر دو اس شادی سے لیکن تمہیں شرافت کی زبان سمجھ نہیں آتی۔

وہ طیش کے عالم غرا کر بولا۔کل رات کا منظر اب تک وہ بھولا نہیں تھا۔

تم میری ہو عائشہ صرف میری۔تم پر حق بھی صرف نین کا ہے اور نین کے حق پر ڈاکا ڈالنا اتنا آسان نہیں ہے۔وہ سخت بگڑے موڈ میں تھا۔آج اس دشمن جاں کو بخشنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا۔

کوئی پروف ہے تمہارے پاس۔ہو کون تم میرے۔شوہر ہو ہاں۔یا کسی کتاب میں لکھا ہے کہ میں تمہاری ہوں اور کس حق کی بات کر رہے ہو تم۔جواباً وہ اپنا ہاتھ چھڑواتی اسی کے انداز میں بولی تھی۔

حق حق کی گردان بند کرو حسنین فواد۔کیونکہ مجھ پر تمھارا کوئی حق نہیں ہے۔

وہ دبی دبی آواز میں چیخی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اور نہ ہی میں شادی سے انکار کرنے والی ہوں کیونکہ مجھے اس شادی سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔اگر کسی کو کوئی پروبلم ہے اس شادی سے تو وہ تم ہو۔میں انکار کیوں کرو۔تم کرو جو کرنا ہے۔

لیکن تم کچھ کر نہیں سکتے حسنین فواد کیونکہ تم میں دم خم نہیں کہ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔

وہ تمسخر سے کہتی مڑی تھی کہ نین نے اس کلائی جکڑی۔

تمہیں اس شادی سے کوئی مسئلہ نہیں۔اس بات کا حساب تو تم سے بعد میں لونگا۔پہلے میں تمہارے سارے جملہ حقوق تو اپنے نام لکھوالوں۔اس کے بعد بتاؤں کے میں کون ہوں اور تم پر کتنا حق رکھتا ہوں۔آج تمہیں میں بتاؤں کہ جو گرجتے ہیں وہ کبھی کبھی بہت بری طرح برستے ہیں۔

اس کی کلائی مروڑتے وہ خطرناک تیوروں سے نہایت سرد لہجے میں اس کے کان میں غرایا تھا کہ عاشی کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا گئی تھی۔

اسے شدت سے اپنے غلط وقت پر ادا کیے گئے غلط الفاظوں کا احساس ہوا۔اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہونے لگا تھا مگر اب دیر ہو چکی۔نین اس کلائی سے گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھ گاڑی تک لا یا تھا۔

ہاسپٹل کے اندر تو احتجاج نہیں کر سکی تھی کتنی ہی عجیب نظریں اس پر اٹھتیں اور سٹاف الگ باتیں بناتا۔باہر آکر اس نے سخت احتجاج کیا۔نین کی منتیں ترلے کیے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

لیکن نین پر اس وقت بھوت سوار تھا۔عاشی نے اس کی مردانگی پر کاری ضرب لگائی تھی۔انجانے میں ہی وہ اس کے اندر کا انا پرست مرد جگا چکی تھی۔

اسے پچھلی سیٹ پر دکھیل کر دروازہ دھاڑ سے بند کر تا وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔نہایت تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتے وہ کسی سے فون پر مخاطب تھا۔

اپنی قسمت پر روتی وہ نین کے اس روپ سے سخت خائف تھی۔رہ رہ کر عزت کا ڈر کچوکے لگا رہا تھا۔نہ جانے وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے یہی خوف اسے رونے پر مجبور کر رہا تھا۔

"جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔"

اس کے الفاظ کسی ہتھوڑے کی مانند اس کے دماغ میں لگ رہے تھے۔وہ آج ہر گز بھی اس سر پھری لڑکی کو رعایت دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔

گاڑی ایک شاندار سے ہوٹل کے پارکنگ میں روکتے اس نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور کلائی سے تھام کر اسے باہر نکالا۔

"نین کہاں لے کر جا رہے ہو؟ چھوڑو مجھے۔"

"تمہاری مزاحمت بیکار ہے عائشہ کیونکہ یہ ہاتھ اب نہیں چھوٹنے والا۔"

وہ پلٹے بناہی غرا کر بولا تھا۔وہ ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ سہم سی گئی تھی۔

اسے لیے وہ ہوٹل کے اندر داخل ہوا اور ریسپشن کا رخ کیا۔جہاں کچھ فارمیلٹیز کے بعد اسے روم کی چابی دے دی گئی تھی۔

وہ تقریباً گھسیٹتا ہوا اسے روم میں لے کر آیا تھا۔وہ گرتے گرتے بچی تھی۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم دروازہ کھولو۔"

اسے دروازے کی چٹخنی چڑھاتے دیکھ کر اس کا سکتا ٹوٹا تھا تو وہ بے قابو ہوتے چیخی تھی۔

نین نے اسے مڑ کر ناگوار نظروں سے دیکھا اور قدم اس کی طرف بڑھا دیے۔

"خبردار! جو ادھر آئے تو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔"

وہ چلائی تھی اور بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھا واز اٹھا لیا تھا۔

"لیو دس عائشہ۔"

نین نے سنجیدگی سے کہتے قدم اس کی جانب بڑھائے۔

"تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا آگے مت بڑھو۔"

وہ پھر سے چیخی تھی۔ دوسری طرف وہ اس کی باتوں کو سرے سے نظر انداز کیے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

عائشہ نے بنا سوچے سمجھے واز کھینچ کر اسے مارا۔ وہ بروقت چوکنا ہو کر سائیڈ پر ہوا اور تحیر اور بے یقینی سے عائشہ کو دیکھا جس کی آنکھوں میں سوائے خوف کے اور کچھ نہ تھا۔

وہ کیوں خوف زدہ تھی اس سے۔ اتنا کہ مارنے سے بھی گریز نہیں کر رہی تھی۔ اگلی سوچ کے آتے ہی اس کی دماغ کی نسیں پھٹنے لگی تھیں۔

وہ اسے اتنا گرا ہوا سمجھ رہی تھی۔ کیا اسے اتنا بھی یقین نہیں تھا اس کی ذات پر۔ کس قدر شک و شبہات میں گھری ہوئی تھی وہ لڑکی۔

نین نے ایک ہی جست میں اسے بازو سے جکڑ کر سامنے کیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"خبردار! جو اپنی گندی سوچ کو الفاظ دیے تو ورنہ تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ میں کیا کر گزروں گا۔"

نین نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا کہ وہ بیڈ پر گری تھی۔ آنسو پھر سے بہہ نکلے تھے۔

ہوٹل کی پارکنگ میں گاڑی روک کر وہ باہر نکلا۔

"اب تو بتادے میرے باپ کیوں لایا ہے ادھر۔ کہیں گولڈن نائٹ منانے کا ارادہ تو نہیں؟"

حماد نے کن انکھیوں سے گاڑی کے شیشے سے چھلکتے پریشے کے عکس کو ایک نظر دیکھ کر ہمان کو چھیڑا۔

ہمان نے خشمگیں نظروں سے اسے نوازہ۔

"میری گولڈن نائٹ کی فکر میں خود کو ہلکان مت کراو   رمیری بات سن۔ ہم یہاں نین کے نکاح میں شامل ہونے آئے ہیں۔"

ہمان نے اس کا بازو تھپتھپایا۔

حماد نے اسے یوں دیکھا جیسے مزاق کر رہا ہوں۔

"سیریسلی!"

https://classicurdumaterial.com/

ہمان کی سنجیدگی پر اب وہ بھی سنجیدہ ہو گیا۔

"پر کس سے؟"

یہ وہ سوال تھا کہ ہمان کا دل کیا جھانپڑ رکھ دے اس کو۔

"چل اوپر سب پتا چل جائے گا۔"

اس نے پریشے کی طرف کا دروازہ کھول کر باہر اسے نکالا۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"

سارہ کی ایک ہی گردان تھی۔

"ہمان کے دوسرے نکاح میں شرکت کرنے۔"

حمادنے جس سنجیدگی سے جواب دیا تھا پریشے نے صدماتی کیفیت سے دو قدم دور ہو کر بے یقینی سے ہمان کو دیکھا۔

"بے غیر تا تیرے منہ میں خاک۔"

ہمان نے اسے مکہ جڑ دیا۔سارہ کی ہلکی سی چیخ نکلی۔

اس کی آنکھوں میں ڈھیر سارہ پانی چھم سے اتر آیا تھا۔

حماد نے ہمان کے شکنجے سے اپنا آپ چھڑوایا۔ ہمان نے پریشے کو دیکھا۔ وہ زمین کو گھور کر قدم پیچھے لے رہی تھی۔

ہمان نے کھا جانے والے نظروں سے اسے دیکھا۔

وہ الٹے پاؤں پارکنگ میں ہمان کو دھکا دے کر بھاگی تھی۔

ہمان تو ہمان حماد اور سارہ بھی بوکھلا گ ۓ۔ سارہ نے اس کے بازو پہ مکا جڑ دیا۔

"یار مجھے کیا پتا تھا وہ سیریس ہی ہو جائے گی۔"

وہ جھنجھلا کر بولا تو سارہ نے اسے زبردستی علیزے کو تھما دیا کے لو اور سنبھالو اسے۔

"پریشے! پریشے میری بات سنو۔ وہ اس کے پیچھے ہی بھاگا تھا۔"

"لیٹ می ایکسپلین یو۔"

اس کے سامنے آ کر وہ اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

پری نے ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھا اور دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ اسے زور سے پیچھے دھکا دیا۔

"یو چیٹر بلنڈر لائر۔"

وہ روتے ہوئے چیخی تھی۔

ہمان نے اس کے وہی ہاتھ تھام لیے۔

"بات تو سنو میری۔ یہ حماد کا بچہ مزاق کر رہا تھا۔ میں یہاں نکاح کرنے نہیں آیا یار۔"

"تو پھر کیوں آئے ہیں؟"

اس نے شاکی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تمہارے بھائی نے چاند چڑھایا ہے۔"

وہ چڑ کر بولا تو پری نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

"اے میرے بھائی کو کچھ مت کہو۔"

"آ گئی بھائی کی چمچی۔"

ہمان زیر لب بڑبڑایا۔

"تمہارا بھائی شادی کر رہا ہے چلو دیر ہو رہی ہے مہورت نکلا جا رہا ہے۔"

وہ پریشے کا ہاتھ پکڑ کر سارہ اور حماد کے ساتھ ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔

سارہ تو ابھی بھی انجان تھی جبکہ پریشے الجھن میں قدرے مشکوک سی تھی۔

رو رو کر وہ خود کو ہلکان کر رہی تھی۔

"مجھے گھر جانا ہے نین۔پلیز مجھے گھر جانے دو۔"

"تمہاری یہ خواہش میں چاہ کر بھی پوری نہیں کر سکتا۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔

"میں گھر جا کر سب کو بتاؤں گی۔"

"شوق سے۔"

اس کی دھمکی پر وہ طنزیہ مسکرایا تھا۔کتنی اچھی لگ رہی تھی روتی ہوئی۔ضد کرتی تھوڑی سی دھمکی دیتی ہوئی۔

نین بس خاموشی سے اس روتے ہوئے دیکھتا رہا۔

"آج نہیں تو کبھی نہیں عائشہ۔مجھے یہ قدم اٹھانا ہی ہے۔"

وہ گہری سوچ میں تھا۔ دروازے پر دستک سے وہ چونکا اور اٹھ کر روم کا دروازہ کھولا اور پوری برات کو دیکھ کر خونخوار نظروں سے ہمان کو دیکھا۔

"بیٹا نکاح چار گواہوں میں ہوتا ہے۔ میں اکیلا اگر مکر جاتا تو تیرہ تو گیا تھا بیڑہ پانی میں۔"

وہ ہنسی دباتا ہوا اندر آگیا۔

سارہ نے بیڈ پر روتی ہوئی عائشہ کو دیکھا تو شاکڈ رہ گئی۔

بھاگ کر اس کے پاس گئی۔ عاشی اس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"نین بھیا یہ سب کیا ہے۔"

وہ متحیر سی تھی۔

"بڑی میں شادی کر رہا ہوں اور ان محترمہ کو دلہن بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اپنی شادی پر ہر لڑکی روتی ہے۔ تم نہیں روئی تھیں کیا۔"

نین نے اسے بازو کے گھیرے میں لے کر بڑی ہی خوبصورتی سے اس کے سارے سوالوں کا جواب ایک ہی سانس میں دیتے آخر میں اس سے پوچھا۔

پریشے نے سمجھتے سر ہلایا۔

"میری بہن کو میری شادی کا اتنا شوق تھا۔میں نے سوچا اسے کیوں پیچھے رکھوں خواہ جن بھی حالات میں شادی ہو رہی ہو۔"

اس نے ایک نگاہ سارہ کے کندھے سے لگی روتی ہوئی عائشہ پر ڈالی۔سارہ نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا تو وہ ہنس دیا۔

"یار بن مولوی کے گواہوں کا کیا میں اچار ڈالوں گا۔"

وہ جس انداز سے بولا تھا عاشی سمیت سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"تم لوگ رکو ادھر میں کسی مولوی کو پکڑ کر لاتا ہوں۔"

ہمان بول کر نکل گیا اور حماد وہیں رکھے صوفے پر ٹک گیا۔

"عاشی کے لیے برائڈل ڈریس تو لیا ہی نہیں۔"

"توبہ ہے۔"

حماد نے بے اختیار کہا۔

"ایمر جنسی نکاح ایسا ہی ہوتا ہے۔"

نین سکون سے بولا۔

"لیکن ایک لال چنریا دوپٹہ تو لا ہی سکتے ہیں ناں۔"

وہ اپنی بات پر مصر تھی۔

"تم عاشی کے دوپٹے سے اپنا دوپٹہ بدلی کرلونا۔"

سارہ نے پریشے کے پلین شیفون کے سرخ دوپٹے کو دیکھ کر کہا۔

حماد نے داد دیتی نظروں سے اپنی محترمہ کو دیکھا۔پہلی بار کوئی ڈھنگ کا آئیڈیا دیا ہے۔وہ سوچ ہی سکا۔بولتا تو محاذ کھل جاتا۔

"سارہ اسے سمجھا دو کے رونا دھونا بند کردے۔کیونکہ مجھے کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔یہ رورو کر چاہے سونامی ہی کیوں نہ لے آئے یہ نکاح تو آج ہو کر رہے گا۔"

وہ غصے سے بولا۔

"میں انکار کردوں گی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

جواب میں وہ بھی اسی کے انداز میں چلائی تھی۔

"تم انکار کر کے دکھاؤ عائشہ یہاں سے میری لاش اٹھے گی۔"

وہ طیش کے عالم میں چیخا تھا۔ پری نے دہل کر نین کو دیکھا تو حماد نے اسے نظروں ہی نظروں میں سب سمجھایا کہ وہ بس عاشی کے انکار کو اقرار میں بدلنے کے لیے کہہ رہا ہے۔

عاشی یکلخت ساکت ہو گئی۔ آنسویوں بند ہوئے جیسے کسی نے چابی بند کر دی ہو۔

پھر سب جلدی جلدی ہوا۔ پریشے نے اس کا دوپٹہ لے کر خود اسے اپنا دوپٹہ پہنا کر کتنے ارمان سے گھونگٹ نکالا تھا۔

پر بیٹھی وہ نین کے برابر میں ہی تھی۔

ہمان کب نکاح خواں کو لایا کب نکاح ہوا۔ اسے ہوش ہی نہیں تھی۔

نکاح کے بعد دعا کر کے سب فارغ ہوئے تو مولوی صاحب نے اجازت چاہی۔

پریشے کے چہرے پہ بہت خوبصورت مسکراہٹ تھی۔

"مبارک ہو نین بھیا۔"

نین نے اس کا ماتھا چوم لیا۔

"خیر مبارک میری جان۔"

حماد اور ہمان نے عاشی کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے مبارک باد دی اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازہ۔سارہ کی خوشی دیدنی تھی۔عاشی اور صارم کی منگنی پر سب سے زیادہ اسی کا دل برا ہوا تھا۔

یک دم ہی عاشی کے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر بیڈ پر ایک طرف ڈھے گئ۔

سارہ کی تو چیخ نکل گی۔

ہمان نے ڈاکٹر کو فون کیا۔

آدھے گھنٹے بعد کہیں جا کر ڈاکٹر آیا اور چیک اپ کر کے کچھ مختصر سی دوائیں لکھ کر دے گیا۔

"محترمہ نکاح کی تاب نہ لا سکیں۔"

نین نے قہقہہ لگایا۔حماد نے اسے دھپ رسید کی۔

"شرم کر بیوی ہے تیری۔"

حماد نے اسے شرم دلانی چاہی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"بتیسی اندر کر اپنی اور یہ سوچ کے اب گھر والوں کا سامنا کیسے کرنا ہے۔"

ہمان نے اسے جھاڑ پلائی تو وہ سنجیدہ ہو گیا۔

"تم لوگ گھر جاؤ۔عاشی کو جیسے ہی ہوش آتا ہے میں اسے لے آؤں گا۔"

وہ ایک نظر عائشہ کے بے ہوش وجود پر ڈال کر گویا ہوا۔

ہمان ان سب کو لے کر ہوٹل سے نکل گیا تھا۔جو ہو گیا تھا بہتر ہوا تھا مگر بہتر طریقے سے ہر گز نہیں ہوا تھا۔

شام ڈھلے شاہ ہاؤس پر عجیب خاموشی سی چھائی ہوئی تھی۔عالیہ کچن میں ملازمہ کے ساتھ کھانا پکانے کی تیاری کر رہی تھی۔نازنین بیگم لاؤنج میں بیٹھی نیوز چینل دیکھ رہی تھیں۔

"عالیہ چائے چڑھالو زین کے آنے کا وقت ہو رہا ہے۔"

"اچھا پھپھو! بس دس منٹ دیں۔میں زرا آٹا گوندھ لوں۔"

"ہاں گوندھ لو پھر جلدی سے چڑھادو پتا ہے ناں آتے ہی اس کی سر درد کی گردان شروع ہو جاتی ہے۔صرف تمہارے ہاتھ کی چائے کے لیے۔"

انہوں نے کن نظروں سے کچن میں کام کرتی عالیہ کو دیکھ کر مسکراہٹ دبائی۔

عالیہ جھینپ گئ۔

آٹا گوندھ کر اس نے چولہے پر کھوہ پکنے رکھا۔ اتنے میں زین کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔

پکتے کھوے میں اس نے دودھ ڈالا۔ زین نے اندر آکر سلام کیا۔

"السلام وعلیکم!"

"واعلیکم السلام! آج بھی سر میں درد ہے۔"

انہوں نے شرارت سے پوچھا تو زین نے بریف کیس ٹیبل پر رکھ کر ان کی گود میں سر رکھا لیا۔

وہ اس کے سر میں انگلیاں چلا رہی تھیں۔

"بہت تھک گـ ئے ہو۔ فریش ہو جاؤ تب تک چائے بھی بن جائے گی۔"

"میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر ماموں لوگوں کی طرف چلتے ہیں۔"

وہ اٹھا اور ایک نظر کچن کی طرف ڈالی۔ محترمہ مصروف تھیں۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ سر جھٹک کر فریش ہونے چلا گیا۔

"عالیہ اب یہ چائے چھوڑو اور جلدی سے کمرے میں جا کر تیار ہو جاؤ۔"

انہوں نے کام میں گھلی عالیہ کو کچن سے باہر کیا۔وہ منہ بناتی کمرے میں آ گئی۔

زین کوفت کے عالم میں الماری میں سے کپڑے ڈھونڈ رہا تھا۔

"ہٹیں میں ڈھونڈ کر دوں۔"

عالیہ نے اپنی خدمت پیش کی۔

"اوہ آ گئیں تم۔ماموں کی بھانجی۔"

زین نے اسے طنزیہ دیکھ کر دانت کچکچائے۔

"یہ نہیں کہ شوہر تھکا ہارا گھر آیا ہے۔اسے چائے پانی ہی پوچھ لوں۔"

مصنوعی غصے سے اس کا بازو دبوچے زین نے اسے نظروں کے حصار میں رکھا ہوا تھا۔

"کیا تم گھر میں مہمان ہو؟"

عالیہ نے دونوں بازو سینے پر لپیٹ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں تو۔"

وہ حیرت سے بولا۔

"تو پھر یہ کہ تمہارا اپنا گھر ہے۔ہاتھ پاؤں سلامت ہیں۔خود چائے پانی پیو۔"

اس نے تنگ کر کہا۔

"جب ہر کام میں نے خود کرنا ہے تو تم کس مرض کی دوا ہو۔"

اسے تو اب غصہ ہی آ گیا تھا۔کیا اوٹ پٹانگ باتیں کر رہی تھی وہ۔

"میں دوا نہیں دعا ہوں۔"

وہ اترا ہٹ سے بول کر چھپاک سے الماری میں گھس گئ اور اسے کپڑے تھما کر الماری بند کی۔

"اف! محترمہ خاصی خوش فہم ہیں۔تم بد دعا تو ہو سکتی ہو مگر دعا نہیں۔"

زین نے مسکراہٹ ضبط کی۔

عالیہ نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں بد دعا ہوں! میں۔"

وہ خود پر انگلی اٹھا کر مارے صدمے کے چلائی۔

"اب تم یاد رکھنا زین میں نری بد دعا ٹھہری اب میرے قریب بھی مت آنا۔"

زین نے اس کی بات کا مفہوم سمجھ کر اس کی کلائی کو گرفت لیا۔

"روک سکتی ہو مجھے۔"

زین کی ذو معنی لہجے میں شدتیں بول رہی تھیں۔ پر دوسری طرف عالیہ تھی۔

"ہاں بالکل۔ نری دو نیند کی گولیاں اور تمہارا کام تمام۔"

وہ شاطرانہ مسکراہٹ لیے زین کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں شرم نہیں آئے گی ایسا کرتے۔"

زین کا تو صدمے سے منہ ہی کھل گیا۔

"لوگوں کو شرم آتی ہے اپنی بیوی کو بد دعا کہتے وہ بھی جو من چاہی ہو۔"

وہ بھی دو بہ دو بولی۔ وہ ناراض ہو کر بیٹھ گئی۔

"یار سوری میں تو مزاق کر رہا تھا۔"

اس کی ناراضگی زین کی جان پر بن آئی تھی۔ صبح کا گیا شام کو گھر آیا تھا اور اب وہ ناراض ہو گئی تھی۔

"عالیہ میں تم سے بات کر رہا ہوں سوری ناں مزق کر رہا تھا۔"

وہ جو منہ بسورے لاتعلق سی بنی بیٹھی تھی اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اپنی طرف کیا۔

عالیہ نے اپنی مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے کہا۔

"میں بھی مزاق کر رہی تھی۔"

اس کا ہنسی کا فوارہ چھوٹا تھا۔ وہ شاید زیادہ دیر تک اس سے ناراض رہ ہی نہیں سکتی۔ زین اس کی اداکاری پہ نہال ہوتا خفا ہو کر اٹھنے لگا تھا کہ عالیہ نے اس کے گلے میں بازو حمائل کر کے لاڈ سے اس کے کندھے سے سر ٹکا دیا۔

زین نے ایک لمبی سانس خارج کی اور مسکرا کر اس کے گرد حصار مضبوط کیا۔

نیچے سے نازنین بیگم کی مستقل آوازیں آ رہی تھیں۔ زین نے اسے خود سے الگ کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ایک تنقیدی نظر اپنی بیگم کے سراپے پر ڈالی۔

اس کے ماتھے پہ فوراً کئی بل نمودار ہوئے۔

"کیوں ماسی بنی پھرتی ہو۔ کس چیز کی کمی ہے تمہیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

زین نے دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹ کر اس کو گھورا تو وہ خجل سی ہو گئ۔

"میں کچن میں تھی تو۔"

وہ بھونڈی سی وضاحت بھی نہ دے سکی۔ پہلے اس نے کب سوچا تھا کہ اسی زین کے آگے اس کی یوں بولتی بند ہوا کرے گی۔ وہ تو پٹاک سے جواب دینے والوں میں سے تھی۔

"تمہارے پاس عالیہ صرف دس منٹ ہیں۔ اپنا حولیہ درست کر کے نیچے آؤ۔"

وہ اسے ڈپٹ کر گھورتا ہوا نیچے چلا گیا۔ تو وہ جلدی سے کپڑے بدل کر نیچے آئی

"دس منٹ کہا تھا بیس منٹ لگا دیے۔"

زین نے ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالی۔

"بس کریں زین۔"

انہوں نے اسے چپ کروایا تو گویا عالیہ کی جان بخشی ہوئی ورنہ شاید وہ پورا لیکچر دینے کے موڈ میں تھا۔

اتوار کا دن تھا۔شام ڈھلے سب ملک ہاؤس میں ڈیرہ جمائے بیٹھے تھے۔عاشی کی منگنی کے کافی عرصے بعد سب ہی آج پھر سے ایک جگہ جمع تھے۔

لاؤنج میں ایک طرف زین عالیہ زویا ماہیر آئینہ اور رافع محفل لگائے بیٹھے تھے۔ہمان پریشے سارہ اور حماد علیزے سمیت کچھ دیر پہلے ہی آئے تھے۔

وہاں تو خوش گپیوں کا راج تھا۔بڑوں نے بھی آج خاصی محفل لگائی ہوئی تھی۔پھر زویا سب کو بڑوں کے بیچ میں ہی گھسیٹ لائی۔

موضوع پریشے کا بچپن تھا۔ممتا پریشے کی چھوٹی چھوٹی اور معصوم حرکتیں بتا کر سب کو ہنسا رہی تھیں۔

جبکہ وہ منہ پھلا کر خفگی سے ممتا کو دیکھ رہی تھی۔جس پر ہمان کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

اچانک انہیں نین کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔

"نین کہاں ہے بھابھی؟"

حماد نے کن انکھیوں سے ہمان کو دیکھا تو وہ نظریں چرا گیا۔

قبل اس سے کہ وہ کوئی جواب دیتیں۔داخلی دروازے سے نین اندر آیا تھا اس کے ساتھ ہی عائشہ بھی تھی۔سوجی متورم آنکھیں۔عجیب وحشت زدہ سا حلیہ اس کا ہاتھ نین کی مضبوط گرفت میں تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

انہیں اس طرح ایک ساتھ دیکھ کر سب ساکت رہ گ ئے۔ ممتا بیگم کا ہاتھ سیدھا کلیجے پر جا ٹھہرا۔ انہیں شدت سے کسی انہونی کا احساس ہونے لگا۔

ناز نین کو دیکھتے ہی وہ بھاگ کر ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ ممتا کی آغوش پاتے ہی وہ جیسے بکھر سی گئی تھی۔ پہلے صارم اور اب نین۔

وہ کوئی کھلونا تو نہیں تھی۔ اس کے بھی جذبات تھے۔ احساسات تھے جس کے ساتھ قسمت نے کھلواڑ ہی تو کیا تھا۔ رہی سہی کسر نین نے پوری کر دی تھی۔ اس کے اعصاب چٹخ گ ئے تھے۔

وہ طوفان جو پچھلے کئی گھنٹوں سے اس کے اندر اٹھ رہا تھا اب آہوں اور سسکیوں کی صورت نکل رہا تھا۔

صرف ناز نین ہی نہیں عائشہ کی حالت پر سب ہی بھونچکا رہ گ ئے۔ زین کے دماغ پر اس وقت جیسے ہتھوڑے برس رہے تھے۔ کمال ضبط سے اس نے عائشہ کو ان سے الگ کر کے خود میں سمو لیا۔ بھائی کی آغوش پا کر تو وہ مزید بکھرتی چلی گئی۔

"عاشی کیا ہوا ہے؟ بتاؤ مجھے۔ رومت۔ صرف ایک دفعہ زبان سے کہہ دو۔ پھر دیکھنا میں تمہارے آنسوؤں کی ہر وجہ ختم کر دوں گا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے عاشی کا سر سہلاتے اس نے کڑی نظروں سے نین کو دیکھا جو خاموش تماشائی بنا ہوا۔

"میں کیا کہوں زین بھائی !میری زندگی مذاق بن کر رہ گئی ہے۔اس شخص نے مجھے خاک کر دیا۔میری ذات کی مٹی ویران کر کے رکھ دی ہے۔میں تو خود سے نظر ملانے کے قابل نہیں رہی ہوں زین بھائی ! نین نے میرے ساتھ زبردستی کی ہے۔میں نے بارہا اسے منع کیا مگر اس نے میری ایک نہیں سنی۔"

روتی بلکتی وہ ساری شکایتیں کرتی چلی گئی تھی۔ نین پر جیسے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھا۔کس قدر سفاکیت سے وہ جھوٹ بول رہی تھی۔

لاؤنج میں بیٹھے سب نفوذ جیسے پتھر کے ہو گئے۔نازنین بیگم نے بے یقینی سے نین کو دیکھا۔کیا کچھ نہ تھا ان کی نظروں میں۔ نین بے بسی سے ہونٹ کچلتا زین کے سینے سے لگی روتی بلکتی عاشی کو دیکھ رہا تھا۔

زین کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔دماغ کی رگیں تن گئی تھیں۔ماحول میں چھا جانے والے سکوت کو تھپڑ کی گونج نے توڑا تھا۔

فواد ملک نے آگے بڑھ کر الٹے ہاتھ کا زور دار تھپڑ اس کے گال پر جڑ دیا تھا۔ممتا بیگم نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نین نے بے حد بے یقینی سے اپنے اس شفیق باپ کو دیکھا۔ اسے یاد پڑتا تھا کبھی بچپن میں فواد ملک نے چھوا تک نہ تھا کجا کہ تھپڑ مارنا۔ اس کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔ اندر تک اس کے کڑواہٹ بھر گئی تھی۔ یک دم اسے عاشی سے نفرت محسوس ہونے لگی۔

"مجھے شرم آرہی ہے تجھے اپنا بیٹا کہتے ہوئے۔ اپنے ہی گھر میں نقب لگاتے تجھے زرا حیا نہ آئی بد بخت۔"

"پاپا آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ میں نے اسے اپنی عزت بنایا ہے جو دھڑلے سے اپنی بے عزتی کے چرچے کر رہی ہے۔"

وہ غصے اور اشتعال پر بامشکل قابو پاتے اپنے دفاع میں بولا تھا۔

زین نے اس کی اس جھوٹی گوہر افشانی پر عاشی کو خود سے الگ کیا اور اسے کالر سے پکڑ کر اس کے منہ پر مکا مارا۔

ہمان نے اسے پیچھے کیا تو بد تمیزی سے اس کے ہاتھ جھٹک گیا۔

"میری بہن کے ساتھ زبردستی کرنے کی تیری ہمت کیسے ہوئی بول۔"

نین نے اس کے ہاتھ اپنے کالر سے ہٹا کر تنفر کہا۔

"زبردستی! وہ تو میں نے کی ہی نہیں۔ گر کی ہوتی ناں تو یہ یوں سر اٹھا کر نہ کھڑی ہوتی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

تلخی سے کہتا وہ شرٹ درست کرنے لگا۔

زین نے اس کی اس قدر بیہودا گفتگو پر اس پر تھپڑوں کی برسات کر دی۔

پریشے تو ساکت رہ گئ۔اس کا دم ہی نکل گیا۔نین کے منہ سے خون نکلتے دیکھ کر وہ تڑپ گئ تھی۔

"زین کیا کر رہے ہو۔پیچھے ہٹو۔پاگل مت بنو۔"

حماد ہمان اور ماہیر نے اسے زبردستی پیچھے سے پکڑ کر الگ کیا تو وہ غصے سے پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔فواد صاحب نے تنفر سے رخ ہی موڑ لیا۔ممتا بیگم کا کلیجہ منہ کو آ گیا۔انہوں نے آگے بڑھ کر اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔اپنے دوپٹے سے وہ اس کے منہ سے بہتا خون صاف کرنے لگیں۔تکلیف سے اس کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں۔شرمندگی سے عاشی کی نظریں جھک گئیں۔

معاملہ اس نہج پر پہنچ جائے گا۔اس کے گمان میں بھی نہیں تھا۔

اپنے بازو نیچے کرتے اس نے ایک نظر سفید پڑتی پریشے پر ڈالی۔

ماہیر اور ہمان نین کو ہسپتال لے گۓ تھے۔زین نے اسے بہت بری طرح پیٹا تھا۔

وہ عالیہ پھپھو اور عاشی کو چلنے کا کہہ کر صوفے سے اٹھا تو پریشے جیسے پھٹ پڑی۔

"کیا لگتے ہیں آپ میرے۔ اور میں آپ کی کیا لگتی ہوں۔ بولیں ! بتائیں مجھے۔ بہن ہوں میں آپ کی۔ بھائی کہتے ہیں آپ خود کو۔ کبھی میرے دکھ پر تو اتنا سیخ پا نہیں ہوئے۔ میری خاطر تو کسی سے لڑے مرے نہیں جبکہ میں آپ کی ماں جائی ہوں۔"

نازنین اور ممتا دنگ رہ گئیں۔

سارہ نے اذیت سے اس نازک سی لڑکی کو دیکھا۔ وہ جانتی تھی وہ کیا کہے گی اب۔

"وہ لڑیں ہے میرے لیے۔ مریں بھی ہیں پل پل مریں ہیں تل تل مرے ہیں میرے لیے۔ میری حالت پر جس قدر بے سکون راتیں اس شخص نے گزاری ہیں یہ مجھے پتا ہے۔ میری خاطر اسے ایک ٹانگ پر بھی پوری رات گزارنی پڑے تو وہ گزار لے۔ آپ نے کیا کیا ہے میرے لیے۔ بولیں"

وہ چیخی تھی۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا نین بھیا پر ہاتھ اٹھا کر۔ کس زبردستی کی بات کر رہی ہے یہ۔ نین بھیا نے پوری عزت کے ساتھ نکاح کیا ہے عائشہ کے ساتھ۔ تین زندگیاں برباد ہونے سے بچائی ہیں۔ گھر میں کسی کو پرواہ نہیں ہے نین بھیا اور عاشی کی۔ عاشی اگر خاموش تھی تو صرف آپ کی عزت کی خاطر اور نین بھیا کو یہ خاموشی اچھی نہیں لگی کہ یہ خاموشی آگے جا کر نہ جانے کتنے ان چاہے رشتے جنم دیتی۔"

اس کی بات پر سب کے چہروں پر قدرے اطمینان بکھرا تھا ورنہ عاشی کی باتوں نے تو سب کو اندر تک دہلا کر رکھ دیا تھا۔

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھو گی پریشے۔ اس نے عائشہ سے محض بدلے کے لیے زبردستی نکاح کیا ہے اگر یہ اس رشتے کے حق میں تھا تو اس طرف سے کسی قسم کا پروپوزل کیوں نہیں بھیجا گیا۔"

"پرپوزل کے لیے کوئی راضی ہوتب ناں۔ یہاں لوگ ہر وقت گڑے مردے اکھاڑنے میں رہتے ہیں۔"

پریشے نے خفگی سے ممتا بیگم کی طرف دیکھا تو وہ نظریں چرا گئیں۔

"ایک صحیح فیصلہ غلط طریقے سے لیا گیا ہے۔ میرے خیال سے اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہ جاتا۔"

میسم صاحب نے چشمہ درست کرتے نقطہ نظر بیان کیا۔

"تمہیں تو صارم کے پرپوزل پر بھی اعتراض تھا اور اب بھی تم رضامند نہیں ہو۔ اب کوہ قاف سے شہزادہ گلفام تو آنے سے رہا عائشہ کے لیے۔ بحر حال جو ہوا ٹھیک ہوا۔ سیدھی انگلی سے گھی ویسے بھی نہیں نکلتا۔"

سارہ نے سنجیدگی سے طنز مارا۔

"آئی ایم سوری پریشے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

زین نے گہری سانس خارج کرتے پریشے کو دیکھا۔

"وائے آر یو سیئنگ سوری۔ آپ میرے بھائی نہیں ہیں۔ کوئی رشتہ نہیں ہے مجھ سے آپ کا۔ میرا صرف ایک بھائی ہے۔ جس کا نام حسنین فواد ہے جو اس وقت ہاسپیٹل میں ہیں۔"

وہ اپنے آنسو رگڑتی کمرے میں چلی گئی۔ زین نے سر پکڑ لیا۔ زویا نے تاسف سے عاشی کو دیکھا۔ جس کی ایک غلط بیانی سے سب بکھر گیا تھا۔

"دس از ناٹ فیئر عائشہ! اچھی خاصی سمجھدار ہونے کے بعد بھی تم نے بیوقوفوں والی حرکت کی ہے۔"

"میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا عالیہ۔ میرا یقین کرو۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ مجھے نہیں پتا تھا زین اس طرح ری ایکٹ کرے گا اور پریشے اس سے بدگمان ہو جائے گی۔"

بیڈ کے کنارے پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھی وہ روتے ہوئے گویا ہوئی۔

"تمہیں بولتے وقت مناسب لفظوں کا انتخاب تو کرنا چاہیے تھا۔"

عالیہ نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"میری مینٹلی کنڈیشن ہی کچھ اس طرح کی ہو گئی تھی۔پہلے ہی صارم اور نین کو لے کر میں ڈپریس تھی اوپر سے نین کی اس زبردستی والے نکاح نے میرا دماغ ہی ماؤف کر دیا تھا۔"

"زبردستی!سیریسلی عائشہ یہ نکاح محض زبردستی کی بنیاد پر ہوا ہے۔زرا پوچھ کر تو بتاؤ اپنے دل سے۔"

عالیہ کے لہجے میں گھلا طنز عائشہ کو مزید رلانے لگا۔

"ہاں ٹھیک ہے زبردستی نہیں تھی مگر اس کا طریقہ غلط تھا۔"

"اسے حالات نے مجبور کیا تھا عائشہ۔بخوشی وہ تمہیں زبردستی اٹھا کر نہیں لے گیا تھا۔وہاں بڑے پاپا چاچو لوگ ماہیر سمیت سب ہی جمع تھا۔تم نے نین کی عزت دو کوڑی کی کر کے رکھ دی۔کیا سوچتا ہو گا وہ۔اس نے تو محض تین زندگیاں برباد ہونے سے بچائیں ہیں۔"

عائشہ نے سر دونوں ہاتھوں میں تھالیا۔

"پلیز عالیہ لیو می الون۔اکیلا چھوڑ دو مجھے۔"

"اس لیے کہتے ہیں پہلے طولو اور پھر بولو۔"

https://classicurdumaterial.com/

اس کے چیخ کر کہنے پر وہ طنز کرتی ہوئی باہر نکل گئی۔

"طبیعت خراب ہے؟"

"نہیں! موڈ خراب ہے۔"

ہمان نے گھڑی اتار کر ڈریسنگ پر رکھی اور چلتا ہو بیڈ تک آیا۔

"کم آن پریشے فیملی میں ایسی چھوٹی موٹی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔"

اس نے پریشے کے کندھے پر ہاتھ پھیلا کر اسے نزدیک کیا۔

"یہ چھوٹی بات تھی آپ کی نظر میں۔زین کی ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی پر ہاتھ اٹھانے کی۔وہ کوئی چھوٹے بچے نہیں ہیں جسے غلطی ہونے پر تھپڑ رسید کر دیا۔آ رام سے بیٹھ کر بھی تو مسئلہ سلجھایا جا سکتا تھا ناں اور پھر انہیں بیچ میں کودنے کی ضرورت ہی کیا تھی اس کام کے لیے ہمارے بڑے موجود تھے۔"

کندھے سے اس کا ہاتھ جھٹک کر وہ تلخی سے گویا ہوئی۔

"غلطی زین کی ہے تو غصہ بھی اسی پر نکالو ناں۔ مجھ سے کیوں خفا ہو رہی ہے۔ میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ الٹا اس کا نکاح کروا کر آرہا ہوں۔""

اسے بیڈ سے اترتے دیکھ کر وہ ناراض نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تو پریشے کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

"میں آپ پر غصہ نہیں نکال رہی۔"

"نہیں مگر تم نے میرا ہاتھ جھٹک دیا۔"

"وہ غصہ نہیں تھا۔"

"لوگ پیار میں بھی ہاتھ جھٹکتے ہیں۔ کمال ہے۔"

طنزیہ انداز میں کہتا وہ الماری سے اپنا نائٹ ڈریس نکالنے لگا۔

"ایک تو آپ کی یہ طنزیہ گولہ باری۔"

ہمان نے گھور کر اسے دیکھا۔

"بہت کیوٹ لگتی ہے۔"

قدرے توقف کے بعد وہ مسکراہٹ دباتی گویا ہوئی تو ہمان نے ہاتھ بڑھایا اور اسے کھینچ کر اس کی کمر کے گرد حصار باندھ گیا۔

"پر تم غصہ کرتی ہوئی بالکل کیوٹ نہیں لگتیں۔"

اس کے رخساروں پر بوسہ دیتے وہ کہنے لگا تو اس کی اس نئی معلومات پر پریشے کھکھلا دی۔

وہ ہاسپیٹل سے آ کر بیٹھی تھی کہ عالیہ اس کے لیے چائے لے آئی۔

"شکریہ یار شدید طلب ہو رہی تھی۔"

وہ تشکر آمیز لہجے میں بول کر چائے کی چسکیاں لینے لگی۔

"تم تیار ہو جاؤ۔ برائڈل ڈریس پسند کر لینا جا کر۔ ممتا چچی کا فون آیا تھا۔ آفس سے نکل گیا ہے وہ بس کسی بھی وقت پہنچتا ہو گا۔"

وہ متحیر رہ گئی۔

"ممتا مامی کی کال؟"

اس کے لبوں سرسراتا ہوا نکلا تھا۔

"ہاں بھئی! اس میں اچھنبے کی کیا بات ہے۔وہ کال نہیں کر سکتیں کیا۔یوں بھی تم ان کے اکلوتے بیٹے کی پسند ہو اس لحاظ سے انہوں نے تمہیں معاف کر دیا ہو گا۔"

"تم اپنے مفروضے اپنے پاس رکھو۔"

وہ بیزاریت سے بول کر چائے کا خالی کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر سیدھی ہوئی۔

"تم تیار ہو جاؤ۔"

اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ وہ ایک بار پھر بولی تھی۔

"فار گاڈ سیک عالیہ! میرا دماغ مت خراب کرو جاؤ یہاں سے۔"

وہ ترش لہجے میں بولی۔

"ٹھیک ہے! پھپھو ہی تم سے بات کریں گی۔"

وہ خفا ہو کر نیچے کچن میں چلی گئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"کیوں نین کیوں تم زبردستی کرنے پر تلے ہو۔پہلے زبردستی نکاح کر لیا اور اب زبردستی شاپنگ۔"

وہ دل میں اس سے مخاطب تھی جس نے نکاح کرنے کے بعد اس کی ذات تک نہ پوچھی تھی۔

نین کے اس اقدام پر وہ اسے شدید نالاں تھی اور دل میں کہیں شکوہ بھی تھا مگر اس کی غلط بیانی پر زین نے جو نین کے ساتھ سلوک کیا تھا اس کے بعد تو وہ اس سے نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں رہی تھی کجا کہ وہ اس سے نالاں رہتی۔اب تو بس چند شکوے باقی رہ گ ئے تھے۔

خفت کے مارے ہی تو وہ نین کے ساتھ جانا نہیں چاہ رہی تھی۔در حقیقت وہ نین کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی۔

"عائشہ بیٹا ایسے کیوں بیٹھی ہو۔چلو تیار ہو جاؤ۔"

اس کے پاس بیٹھ کر محبت سے کہتے ہوئے انہیں تشویش بھی ہوئی کہ اس کا چہرہ اداسی کا مظہر بنا ہوا تھا۔

"خوش تو ہو ناں۔کہیں میں انجانے میں زیادتی تو نہیں کر رہی تمہارے ساتھ۔"

وہ خدشات میں گھری ہوئی استفسار کرنے لگیں تو عاشی کی روح تڑپ گئ۔

"نہیں مما! کیسی باتیں کر رہی ہیں۔بھلا ماں کبھی اپنے بچوں کے ساتھ زیادتی کرتی ہے۔میں خوش ہوں مما انفیکٹ بہت خوش ہوں۔آپ فکر نہ کیا کریں میری۔"

انہیں مطمئن کر کے وہ تیار ہونے چلی گئ تو انہوں نے بھی سکون کی سانس لی۔

"زین میں آرہی ہوں ابھی برابر سے۔"

وہ جو گھنٹہ پہلے ہی آفس سے آیا تھا۔صوفے پر بیٹھا فائل کی ورک گردانی کرنے میں مصروف تھا۔عالیہ کی بات پہ سخت بدمزہ ہوا۔

"میں گھر آیا ہوں اور تم گھر سے چل دو شاباش عالیہ۔"

جل بھن کر کہتے اس نے فائل بند کر کے میز پر پٹخی۔

عالیہ کو ہنسی تو بہت آئی مگر یہ وقت ہنسنے کا نہیں اپنی بات منوانے کا تھا۔یوں بھی اس سے کیا بعید تھی کہ اسے ہنسنے پر واقعی جانے ناں دیتا۔

"تھوڑی دیر کی تو بات ہے۔"

وہ ملتجی ہوئی۔

"میرا دماغ خراب نہ کرو عالیہ۔"

وہ گھور کر بولا اور دوبارہ فائل اٹھا کر اس پر جھک گیا۔

"زین پلیز ناں۔"

وہ اس کے کندھے پر سر رکھ کر منتی لہجے میں بولی تو زین نے فائل بند کر کے لمبی سانس خارج کی۔ یہاں وہ کمزور پڑ جاتا تھا یونہی تو نہیں محترمہ پہلو سے لگی بیٹھی تھیں۔ جانتی تھی کہ یہ ہی اس کی کمزوری ہے۔ عالیہ کا یہ وار پہلے کبھی خالی گیا تھا جو اب جاتا۔ اس کو مانتے ہی بنی۔

"صرف دو گھنٹے عالیہ۔ مجھے کہنا نہ پڑے خود ہی اٹھ جانا۔ مما مجھے آفس کے کام سے دوبارہ جانا ہے۔ جاؤ جا کر تیار ہو جاؤ بلکہ ایسا کرو بس اپنی چادر اوڑھ لو۔ اچھی لگ رہی ہو ایسے ہی۔"

"میں بھی چلتا ہوں تمہارے ساتھ۔"

فائل رکھ کر وہ اٹھا۔

"تمہیں تو ضروری کام سے جانا تھا ناں۔"

عالیہ کو حیرت ہوئی۔

"کچھ نہیں ہوتا۔ تھوڑی دیر رک جاؤں گا۔"

اس پر گہری نگاہ ڈالتا ہوا وہ بولا

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

سبز کاٹن کے پرنٹڈ سوٹ میں اس کی رنگت دمک رہی تھی۔بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔شادی کے بعد سے وہ اکثر بال کھلے ہی رکھتی تھی۔ہادیہ بیگم نے تو اسے شادی سے پہلے کوئی شوق پورا نہ کرنے دیا تھا کہ شادی کے بعد اپنے سسرال جا کر پورے کرنا تو وہ شادی کے بعد ہی شوق پورے کر رہی تھی۔یہ الگ بات تھی کہ کچھ شوق پورے کرنے کے لیے اسے زین کے آگے ایڑھیاں تک رگڑنی پڑ جاتی تھیں۔وہ میک اپ نہیں کرتی تھی نہ ہی زین نے اسے کبھی کرنے کو کہا تھا اور کر بھی لیتی تھی تو زین نے اسے کبھی ٹوکا نہیں تھا بلکہ وہ ہمیشہ اس کی تعریف کر دیتا تھا۔وہ تو اسے سادگی میں ہی اتنی پیاری لگتی تھی۔

الماری سے مہرون رنگ کی شیشہ والی چادر نکال کر اوڑھ کر وہ جونہی پلٹی زین کو خود کو تکتے پایا۔اس کی لو دیتی نظروں سے وہ جھینپ سی گئی تھی۔

"چلیں دیر ہو رہی ہے۔"

اس نے زین کے ہلایا۔

"آج جانے کی ضد نہ کرو۔"

وہ خمار آلود لہجے میں گنگناتا ہوا اسے اپنے حصار میں لے کر اس پر جھکا تھا۔

عالیہ کی سٹی گم ہو تھی۔یک دم ٹھنڈ میں بھی پسینے آنا شروع ہو گئے تھے۔

https://classicurdumaterial.com/

اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے سینے پر دباؤ ڈال کر حتی المقدور اسے دور رکھنے کی کوشش کی کہ اسے ابھی ملک ہاؤس جانا تھا اور وہ کوئی رسک نہیں لے سکتی تھی۔

"زین دیر ہو جائے گی۔"

وہ احتجاجی سا منمنائی۔

"دیر تو واقع ہو گئی ہے پر اب اور نہیں کرنی۔"

وہ اس کے کان میں مدھم سی سرگوشی کر کے دور ہٹا۔

"ایک بار عاشی کی شادی ہو جائے۔ تمہاری ڈھیلی ڈور تو میں کستا ہوں۔ قابو میں نہیں ہو آج کل۔"

وہ مصنوعی غصے سے کہتا نیچے چلا گیا۔ پیچھے اس کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی تو وہ مسکراتی ہوئی نازنین بیگم کو آگاہ کر کے باہر نکلی۔

خلاف توقع آج ماہیر اور رافع آفس سے جلدی آگ ئے تھے۔ رافع تو سر درد کی وجہ سے چلا آیا تھا۔ آفس میں کچھ خاص کام نہیں تھا تو ماہیر بھی اس کے ساتھ ہی گھر آ گیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ گھر سے سارہ اور علیزے کو پک کرتا ہوا آیا تھا۔اسے میسم صاحب کی یاد آرہی تھی اور زویا سے شادی کے کپڑوں کا بھی پوچھنا تھا۔

سارہ علیزے کو اٹھائے لاؤنج میں ہی آگئ تھی۔

"لیزو مامی کی جانی۔"

اس نے لیزے کے سرخ سفید روئی جیسے گالوں پر بوسہ دیا۔

"نانو کے پاس آجاؤ۔"

ہادیہ بیگم نے بازو وا کر کے اسے بلایا تو وہ ان کی طرف ہو گئ۔

"سارہ یہ کمزور کیوں ہو رہی ہے۔وزن بھی کم ہو گیا ہے۔تم بچی کا دھیان نہیں رکھتیں کیا۔"

ہادیہ بیگم نے اسے گود میں بٹھا کر سارہ کو لتاڑا۔

"نہیں چچی اسے کی طبیعت خراب ہو گئ تھی۔جو کھاتی تھی وہی نکال دیتی تھی۔رات حماد کے ساتھ جا کر دوائی دلوا کر لائی ہوں تو کچھ بہتر ہوئی ہے۔"

سارہ نے چچی جان کو اصل بات بتائی تو وہ اوہ اچھا کر کے رہ گئیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

عالی اور زین کے آنے سے محفل زعفران زار ہو گئ تھی۔وہ جو محض عالیہ کی خاطر شدید بیزاریت میں گھرا یہاں آیا تھا ادھر آ کر موڈ خود بخود تازہ ہو گیا تھا۔

"رخصتی عائشہ کی ہے اور پردہ اپنے نین نے کر رکھا ہے لو بتاؤ بھلا ہے کوئی بات۔"

ہادیہ بیگم ہاتھ نچاتی ہوئی بولیں اور دوپٹہ درست کیا۔

"چچی جان سمجھا کریں! پردے میں رہنے سے روپ چڑھتا ہے۔"

بھابھی نے شرارت سے کہا۔

"ہمیں تو پردہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔پھر بھی روپ ہی روپ تھا۔"

زینہ اترتے ماہیر نے کن انکھیوں سے زویا کو دیکھا جو شاید اس کی بات پر ہی مسکراہٹ ضبط کر رہی تھی۔

وہ بیڈ پر آنکھیں موندے پڑا تھا۔اس کی تکلیف پر ممتا بیگم کٹ کر رہ گئیں۔اس کے انتہائی قدم پر وہ اس سے ناراض رہنا چاہتی تھیں۔شکوے کرنا چاہتی تھیں۔ڈانٹنا چاہتی تھیں لیکن اس کی حالت کے زیر اثر سارا غصہ سب شکوے شکایت اپنے آپ دم توڑ گئے تھے۔

"یہ دودھ پی لے۔درد میں راحت ملے گی۔"

ٹیبل پر دودھ کا گلاس دھرتے انہوں نے اسے مخاطب کیا جو آنکھیں بند کیے پڑا تھا۔

"آپ کیوں میری خدمتیں کر رہی ہیں۔ کیا آپ کو غصہ نہیں آرہا مجھ پر ڈیڈ کی طرح۔ آپ نے تھپڑ کیوں نہیں مارا مجھے۔"

وہ غصہ نہیں کر رہا تھا۔ عجیب بے تاثر سا لہجہ تھا۔

"جنہوں نے نکالنا تھا نکال دیا۔ اب میں کیا کروں گی تجھ پر غصہ نکال کر۔ میرا سارا غصہ تو تیری حالت دیکھ کر ہی بیٹھ گیا۔"

وہ اس کے زخموں کو چھو کر رنجور سی بولیں۔ کیا کر بیٹھا تھا ان کا لاڈلا اکلوتا بیٹا۔

"مام آپ تو میری بات کا یقین کرتی ہیں ناں۔ میں نے کچھ غلط نہیں کیا عاشی کے ساتھ۔ ہاں زبردستی نکاح ضرور کیا ہے۔ یہ میری غلطی ہے پر مام میں اسے کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کم سے کم اپنی زندگی میں تو میں اسے کسی اور کے نام ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میرے لیے یہ کسی طور قابل برداشت نہیں تھا کہ وہ صارم کی دلہن بنتی۔ میں مر جاتا مام مر جاتا! میری سانسیں بند ہو جاتیں۔"

وہ بے بسی کی تصویر بنا ہوا تھا۔ نم آنکھوں سے ممتا کے دونوں ہاتھ تھامتے وہ عاشی کے لیے اپنے جذبات اور جنوں خیزیاں بیان کر رہا تھا۔

دوسری طرف ممتا دنگ نہیں ہوئی تھیں۔عاشی کے لیے اپنے بیٹے کی آنکھوں میں جلتے دیے تو روز اول سے وہ دیکھتی آرہی تھیں۔یہ کوئی اچھنبے کی بات نہیں تھی کہ وہ شاکڈ ہو جاتیں۔

"ماما وہ خود میرے بغیر نہیں رہ سکتی۔بس مارے حجاب کے وہ کچھ کہتی نہیں ہے۔آج جو کچھ بھی ہوا ہے وہ سب آپ کے اور پھپھو کی وجہ سے ہوا ہے۔آپ کے عاشی کے ساتھ سرد رویے کو دیکھ کر ہی انہوں نے اس کی شادی صارم سے طے کر دی تھی۔وہ خوش نہیں تھی ماما!پھر کیسے صارم کو خوش رکھتی۔نہ میں خوش رہ پاتا۔

ایک ساتھ تین زندگیاں برباد ہو جاتیں ماں۔میں نے تین زندگیاں بچائی ہیں۔سب ٹھیک ہو جائے گا ماں۔آپ یقین کریں میرا۔"

وہ ممتا بیگم کو گزرے دنوں کے حالات سے آگاہ کر رہا تھا۔ساتھ ہی ان کی غلطی بھی بتا رہا تھا۔اس کے لہجے میں ہرگز بھی بدتمیزی کا عنصر شامل نہیں تھا۔

ممتا بیگم نے ایک نظر اسے دیکھا پھر دھیرے سے اپنے دونوں ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑا کر کھڑی ہو گئیں۔نین نے اذیت سے آنکھیں میچ لیں۔وہ کبھی بھی عاشی کے لیے اپنے دل کے دروازے نہیں کھول سکتی تھیں۔وہ عاشی کے لیے دل واقعی بڑا نہیں کر سکتی تھیں۔

"ہاں نین سب ٹھیک ہو جائے گا۔نکاح تو تو کر ہی چکا ہے۔رخصتی تو لازمی ہو گی۔ہمارے خاندان میں طلاقیں نہیں ہوا کرتی۔میں بات کروں گی ناز نین سے۔تو خوش رہ بس۔"

وہ کھینچے کھینچے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

"اور آپ کی خوشی! کیا آپ خوش نہیں ہیں۔"

"کیا فرق پڑتا ہے میری خوشی سے۔زندگی تم دونوں کو گزارنی ہے ہماری تو گزر گئی۔"

وہ نم آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے بولیں۔

"مما عاشی نے پریشے کے ساتھ جو کیا تھا وہ محض اس کی نادانی اور کم عقلی تھی جس کی سزا وہ جھیل چکی ہے۔اب وہ ویسی نہیں ہے۔بہت سمجھدار ہو گئی ہے۔اپنی غلطی قبول کر چکی ہے اور معافی بھی مانگ چکی ہے۔آپ تھوڑی سی گنجائش کیوں نہیں نکال لیتیں۔"

ممتا بیگم نے مڑ کر اسے دیکھا۔کیا نین کی پریشے کے لیے محبت ختم ہوتی جا رہی تھی۔

"محض لمحے کے لیے سوچ نین! اگر پریشے ہمیں نہیں ملتی تو کیا ہوتا۔کیا تو معاف کر پاتا اسے۔"

ممتا نے اسے وہ سب یاد دلایا جو وہ بھول چکا تھا یا شاید بھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مام ہم نے کسی کے ساتھ برا نہیں کیا تھا جو ہمارے ساتھ برا ہوتا۔پریشے ہمارے ساتھ ہے تو میں وہ سب کیوں سوچوں جو ہوا ہی نہیں۔مما معاف کرنے والے کا ظرف بہت بڑا ہوتا ہے۔"

"مگر میرا ظرف بہت چھوٹا ہے نین۔"

وہ بول کر رکی نہیں تھیں۔ دروازے کے پار کھڑی پریشے کو اپنا آپ برا لگنے لگا تھا۔ آج وہ اپنے بھائی کی خوشیوں میں رکاوٹ کی وجہ بن رہی تھی۔ اس بھائی کی خوشیوں کی جس نے کبھی اس کی آنکھوں میں آنسوں تک آنے نہیں دیا تھا۔ جو اس کی خاطر راتوں کو جاگا تھا۔ دن اس کے لیے وقف کیے تھے۔ اس کے درد میں بھی وہ اسے ہنساتا رہا تھا۔ اب اس کی باری تھی۔ اسے بھائی کے آنسو پوچھنے تھے۔ اپنے بڑی کی خوشیاں اسے لوٹانی تھیں۔

اس نے نم گوشے صاف کیے اور نین کے کمرے میں آگئ۔

نین اسے دیکھ کر ہی اٹھ بیٹھا تھا اور اس کے لیے برابر میں جگہ بنائی۔ پریشے کو دیکھ اس کے ہونٹوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ در آئی تھی۔

"نین بھیا کتنی ساری چوٹیں لگی ہیں آپ کو۔ کتنا درد ہو رہا ہو گاناں۔"

وہ تو نین کے زخم اور سوجھا ہوا منہ دیکھ کر ہی رو پڑی تھی۔ اس کا خوبرو جوان گڈلکنگ ہینڈسم سے بھائی کی کیا حالت بنا دی تھی۔ نین نے اسے سینے سے لگا لیا۔

"میں چھوڑوں گی نہیں زین بھیا کو۔ بہت برے ہیں وہ۔ آئی ہیٹ ہم۔ نفرت ہے مجھے ان سے۔ انہوں نے میرے نین بھیا کو تکلیف پہنچائی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ سوں سوں کرتی خطرناک موڈ میں تھی۔ نین سے اس کی اٹیچ منٹ ایسی ہی تھی۔

"میری طرف سے بھی دو چار لگانا اس لفنگے کو منہ ہی سوجھا دیا مار مار کے سالے نے۔"

ماحول کا اثر زائل کرنے کو وہ بولا تو ناچار پریشے اس کے انداز پر ہنس دی۔

"دیٹس لائک مائی بیسٹ بڈی۔"

اسے بازو کو حصار میں لیتے ہوئے وہ مسکرا کر اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔ وہ وہ نین کے کندھے سے سر ٹکا گئی۔

گھر آ کر اسے جو خبر ملی تھی وہ اس کے موڈ خراب کرنے کے لیے کافی تھی۔ پریشے ممتا چچی کے پورشن میں تھی۔ وہ غصے سے پیچ و تاب کھا کر رہ گیا تھا۔

نازنین کو میسم صاحب نے روک لیا تھا۔ معاملے کا اثر قدرے زائل ہوا تو انہوں نے سنجیدگی سے گھر کے کو سب بڑوں اکٹھا کر کے اپنے کمرے میں بلا لیا۔

زویا اور عالیہ مل کر کچن میں رات کے کھانے کی تیاری میں جت گئی تھیں۔ آئینہ بھی ان کی مدد کروا رہی تھی۔ باقی سب وہیں لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

"تمہیں نین پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے۔"

"کیوں وہ تمہارا سالا ہے اس لیے۔"

زین نے طنزیہ کہا تو ہمان کے چہرے پر بڑی گہری مسکراہٹ رینگ گئی۔

"سالے تو تم بھی ہو۔"

زین نے دانت پیسے۔

"میں اس وقت کسی بھی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔"

جب کوئی جواب نہ بنا تو اس نے صاف ہری جھنڈی دکھا دی۔

"بات بحث کی نہیں ہے جو چیز غلط ہے وہ غلط ہے۔"

رافع نے ناگواری سے کہا اسے حقیقتاً زین کا لڑائی جھگڑا مار کٹائی والا رویہ پسند نہیں تھا۔

"جو اس نے کیا وہ صحیح تھا۔کوئی بھی لڑکا میری بہن سے زبردستی نکاح کر لے اور میں منہ دیکھتا رہوں تو لعنت ہو مجھ جیسے بھائی پر۔"

وہ مشتعل ہو گیا تھا۔

کچن میں کام کرتی عالیہ نے تاسف سر ہلایا تو زویا نے اسے چل ہونے کا اشارہ کیا۔

"پر وہ کوئی بھی نہیں ہے نین ہے۔"

"سوواٹ۔"

ماہیر کی بات پر وہ بے نیازی سے بولا۔

"تم سے بحث کرنا فضول ہے۔"

ہمان نے اب کے بار غصے سے کہا۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ میں کسی بحث میں پڑنے کے موڈ میں نہیں ہوں پر تم لوگوں کو خاصا شوق چڑھا ہوا تھا۔"

وہ طنزیہ بول کر سر جھٹک گیا۔

"اب یہ ماموں کون سا راگ سنا رہے ہیں یار۔"

اس نے کلائی میں بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھ کر جھنجھلا کر کہا۔اسے آفس جانا تھا جبکہ نازنین نے اسے زبردستی روک رکھا تھا۔

"مجھے کیا پتا خود سن لو جا کر۔"

ہمان نے اسے کے انداز میں کہا تو گویا زین کو آگ ہی لگ گئی۔

"میں نے تم سے پوچھا ہی کب ہے۔ منہ بند رکھو اپنا۔"

"پھر کس سے پوچھا ہے۔ یہاں ہم تین ہی موجود ہیں اور مجھ سے اور رافع سے تو اب تم دور ہی رہنا۔ خبردار! جو مخاطب ہونے کی کوشش بھی کی تو۔"

وہ بھی ماہیر تھا یا تو غصہ کرتا ہی نہیں تھا جب کرتا تھا تو ٹھیک ٹھاک کرتا تھا۔

زین کو یکدم ہی تنہائی کا احساس ہونے لگا۔

"پتا نہیں کون سی میٹنگ چل رہی ہے اندر۔"

ہمان کا فطری تجسس عود عود کر آرہا تھا۔

ماہیر کوئی چٹکلہ چھوڑنا چاہتا تھا ہمان کے سوال پر لیکن سب بڑوں کو لاؤنج میں آتا دیکھ کر خاموش ہو گیا۔

میسم نے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

زین سمیت سب لڑکے ہی بڑوں کے چہروں پر چھائی طمانیت اور سکون دیکھ کر حیران تھے۔نازنین تو بہت خوش نظر آرہی تھیں۔زین کو تو زبردست جھٹکا لگا تھا۔

"جو ہو گیا اچھا ہو گیا۔نین نے جو کیا بالکل ٹھیک کیا۔اس کا طریقہ غلط تھا عمل غلط نہیں۔اسی لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس عمل کو انجام تک پہنچایا جائے۔کیونکہ بچوں کی خوشی ہی ہم بڑوں کو عزیز ہے۔اگلے مہینے نین اور عائشہ کی شادی ہے۔میں عائشہ سے بھی رضامندی لے چکا ہوں وہ خوش ہے۔راضی ہے۔"

زین کی بے چینی دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرا کر اس کی مشکل آسان کر گئے۔زین نے سکون کا سانس خارج کیا۔

"مجھے افسوس ہے کہ ممتا بھی ہمارے درمیان نہیں ہیں۔فواد مجھے پوری امید ہے کہ ممتا کو اس شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

میسم کے کہنے پر فواد صاحب نے انہیں مسکرا کر تسلی دی۔

"اس فکر سے آپ اور نازنین آزاد رہیں۔ممتا کو ہمیشہ سے اپنے بچوں کی خوشی عزیز رہی ہے۔اب جو اس کے لاڈلے سپوت نے چاند چڑھایا ہے اس سے تو ممتا کو اندازہ ہو گیا ہو گا نین کی خوشی کا۔"

فواد کے کہنے پر سب ہی ہنس دیے۔

پریشے خوشی سے جھوم اٹھی تھی۔اس نے توسوچا بھی نہیں تھا کہ بازی یوں بھی پلٹا کھا ئے گی۔دوسری طرف عالیہ متحیر سی تھی۔اس کا پلان کام کر گیا تھا۔نین کی جیلیسی اور عاشی کو کھو دینے کا خوف ہی اسے مجبور کر گیا تھا نکاح جیسے قدم اٹھانے پر۔

اسے آج خود پر فخر ہو رہا تھا۔

پریشے خوشی سے جھومتی ہوئی پہلی فرست میں فریج سے مٹھائی نکالنے لگی پر ندارد۔

"کیا ڈھونڈ رہی ہو۔"

بھابھی نے مسکرا کر پوچھا۔وہ بھی بہت خوش تھی۔سب کچھ پہلے جیسا ہو گیا تھا۔

"مٹھائی اور کیا۔"

"لو بھلا یہ ملک ہاؤس ہے مٹھائی کی دکان تھوڑی ہے جو ہر وقت مٹھائی دستیاب ہو گی۔"

بھابھی نے پریشے کا کھلا منہ اور فریج کا کھلا دروازہ دونوں ہی بند کیے۔ہونق بنی پریشے کو جیسے ہوش آیا۔

"کوئی بات نہیں گڑ تو ہے ناں۔"

وہ ایک پلیٹ میں گڑ رکھ کر لاؤنج میں آ گئی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"لیجیے بھئی اسی خوشی میں منہ میٹھا کیجیے۔"

اس نے سب سے پہلے گڑ کا پیس میسم صاحب کو کھلاتے ہوئے کہا تو وہ چونک گ ئے۔

"یہ تو گڑ ہے پریشے۔"

"ہاں بڑے پاپا! مٹھائی نہیں تو گڑ چلے گا۔"

وہ خوشی سے چہکی۔

"چلے گا نہیں بلکہ دوڑے گا۔"

ابرار صاحب نے لقمہ دیا تو سب ہنس دیے۔

صبح ناشتے کی ٹیبل پر ممتا ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ اور خاموش تھیں۔ وہ تو ہمیشہ چہرے پر بشاشت لیے خندہ پیشانی سے پورا گھر سنبھالتی تھیں۔ آج فواد صاحب کو وہ خاموش بالکل اچھی نہیں لگی تھیں۔

نین ناشتے کی ٹیبل پر فواد کو دیکھ کر واپس مڑنے لگا تھا مگر ان کی کرخت آواز پر کرسی کھسکا کر ناچار وہیں بیٹھ گیا۔

"پاپا نین بھیا کے حصے کا مجھے ڈانٹ لیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ان کی سخت آوز سے اسے یہی لگا کہ وہ ابھی نین کو ڈانٹیں گے۔پریشے روہانسی سی ہو کر بولی تو فواد مسکرا دیے۔

ہمان مسکرا کر رہ گیا۔

"تمہیں کیوں ڈانٹوں۔جو غلط کام کرے گا ڈانٹ بھی اسی کو پڑے گی۔"

انہوں نے نین کے جھکے سر کو دیکھا۔ناشتے کے لیے اس نے ابھی تک ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔

"ناشتہ کرو نین۔پھر تمہیں سزا بھی سنانی ہے۔"

نین نے چونک کر سر اٹھایا۔

"کیسی سزا ڈیڈ۔"

وہ حواس باختہ سا ہو گیا۔سب نے اپنی بے ساختہ امڈتی مسکراہٹ دبائی۔

"اگلے مہینے عائشہ سے تمہاری شادی ہے۔اتنی سزا کافی ہے ناں۔"

وہ مسکرا بولے۔

نین نے بے یقینی سے فواد صاحب کو دیکھا۔

باقی سب نین کے ہونق بننے پر ہنس دیے تھے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ممتا بیگم مسکرا بھی نہیں سکیں۔ کبھی کبھی اپنے ہی بچے بے بس کر دیتے ہیں۔

نین نے اپنی سیٹ سے اچھل کر فواد صاحب کا پورا چہرہ چٹاچٹ چوم ڈالا۔ فواد صاحب تو اس اچانک افتاد پر بوکھلا ہی گئے۔

"ارے! دور ہٹ بے حیا بے شرم۔"

فواد نے اسے دور دھکیل کر لمبا سانس لیا تو پریشے کا سمیت سب کا قہقہہ گونجا تھا۔

"مبارک ہو بڑی فائنلی میری شادی ہونے والی ہے۔"

وہ پریشے کو خود سے لگائے مبارکباد دینے لگا تھا۔

مارے خوشی کے اس کی بھوک ہی مٹ گئی تھی۔ پھر دونوں بہن بھائی کتنی ہی دیر تک شور و غل مچاتے رہے اور ہمان اسے تنگ کرتا رہا۔ باقی سب نے اس کی خوب درگت بنائی تھی۔

دونوں گھروں میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ دن گزرتے جا رہے تھے۔ شادی کی ان تیاریوں میں عاشی کے چہرے پر امڈ آنے والی رونق نے زین کو جہاں سکون بخشا تھا وہیں اپنے کیے پر نادم بھی کر دیا تھا۔ نین سے

اس کی ناراضگی کب کی دم توڑ گئی تھی۔بس وہ ہمت نہیں کر پا رہا تھا اس کا سامنا کرنے کی۔دوسری طرف نین تھا جو بے حد خوش تھا مگر عاشی اور زین سے سخت نالاں تھا۔

عاشی کی بری ممتا بیگم اور ہادیہ بیگم مل کر تیار کر رہی تھیں۔جب بھی شاپنگ پر جانا ہوتا وہ ہادیہ بیگم کو ساتھ لے جاتی تھیں۔نین انکا اکلوتا لاڈلا بیٹا تھا۔انہیں اپنے بیٹے کی خوشی عزیز تھی۔وہ خوش نہیں تھیں تو غمگین بھی نہیں تھیں۔

وہ بری میں رکھے جانے والے عاشی کے سوٹ ترتیب سے رکھ رہی تھیں جب پریشے نے پیچھے سے ان کے گلے میں بازو ڈال لیے۔

ممتا بیگم مسکرا دیں۔

"ناٹ گڈ ماما۔آپ جب بھی مارکیٹ جاتی ہیں عاشی کے لیے ہی شاپنگ کرتی ہیں۔میرے لیے تو کچھ بھی نہیں لاتیں۔"

وہ شکوہ کرتی ہوئی ان کے برابر میں منہ بسورے بیٹھی تھی۔

"بھئی تمہاری شاپنگ ہمان کرے گا۔کچھ چاہیے تو اسے کہو۔اب تم اس کی ذمہ داری ہو۔"

"یہ کیا بات ہوئی ماما۔"

وہ خفگی سے گویا ہوئی۔

"ٹھیک تو کہہ رہی ہوں۔ اچھا چھوڑو! یہ بتاؤ عائشہ کی بری اچھی ہے ناں۔"

پریشے نے ممتا بیگم کے چہرے کو بارہا ٹٹولا مگر وہاں کچھ بھی تو نہیں تھا۔

"بری بہت اچھی ہے۔ آپ نے جو تیار کی ہے۔"

وہ سچائی سے بولی تھی۔

"مما آپ خوش ہیں ناں۔"

پری کے سوال پر وہ ٹرنک بند کر کے لمبی سانس خارج کرتی ہوئی جانے کے لیے اٹھ گئیں۔

"مما عاشی بہت اچھی اور سمجھدار ہے۔ وہ بہت اچھی بہو ثابت ہو گی۔ آپ اپنے دل سے اس کے لیے سارے خدشات نکال دیں۔"

اس نے ممتا بیگم کو واپس بٹھا دیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"مما آپ کو پتا ہے! اللہ تعالی معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ معاف کرنا اس کے نزدیک سب سے بہترین عمل ہے۔ مما جب آپ کسی لڑکی کو بہو بنا کر لاتے ہو ناں اسے بہو نہیں بیٹی سمجھا کریں۔ پتا ہے کیوں؟ کیوں کہ آپ کے گھر میں بھی بیٹی ہے۔

وہ جب اگلے گھر بیاہ کر جائے گی تو آپ یہ ہی توقع کریں گی کہ وہ آپ کی نازو پلی بیٹی کو بہو نہیں بیٹی کا درجہ دیں۔ اسے خوش رکھیں اپنے دل میں اس کے لیے ساری قدورتیں مٹا دیں۔ اسے وہاں دنیا جہاں کا سکھ نصیب ہو۔ اس کے ساس سسر ماں باپ بن کر پیار کریں۔

مما آپ اپنی بیٹی کے لیے اتنا سب سوچتے ہو مگر جو آپ کے گھر آ رہی ہے وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہے ناں۔ تو کیا اس کا حق نہیں کے اس کے ساس سسر اسے ماں باپ کی طرح پیار دیں۔ اسے بیٹی بنا کر رکھیں۔ مما یاد رکھیں دنیا میں ہر چیز مکافات عمل ہے۔

آپ جو بوئیں گی وہی کاٹیں گی۔

مکافات عمل کے خوف سے نہیں بلکہ عائشہ کو اپنے دل کی رضامندی سے اپنی خوشی سے بیاہ کر لائیں۔ اپنا دل اس کی طرف سے صاف کر لیں۔ عاشی نے جو کیا وہ فطری عمل تھا۔ یو نو مما اگر مجھے بھی عاشی کی طرح کسی سے جیلیسی ہوتی اور میری ماما مجھے چھوڑ کر کسی اور سے محبت کرتیں تو میں بھی جلن اور حسد میں وہی کرتی جو عاشی نے کیا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ فطری فعل تھا۔ انسان ایسا ہی ہے ماما مگر وقت سے بڑا استاد تو کوئی بھی ثابت نہیں ہوا۔ وقت نے جہاں اسے اسکی غلطیوں کا احساس دلایا وہیں اسے اس کی ایک غلطی کی اتنی بڑی سزا دی کہ وہ اپنوں کے ساتھ اور پیار سے محروم ہو گئی۔

ماما دل خدا کا گھر ہے اور خدا کا گھر ہر گندگی اور ناپاکی سے پاک ہوتا ہے۔ آپ سمجھ رہی ہیں ناں میں کیا کہہ رہی ہوں۔"

پریشے نے ان کے دونوں ہاتھ تھام کر محبت سے سمجھایا تھا پھر وہ کیسے نہ سمجھتیں۔

ممتا بیگم کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ آج ان کی بیٹی نے انہیں برائی سے روک لیا تھا ورنہ شاید وہ ساری عمر ہی اپنا دل اس معصوم کی طرف سے صاف نہیں کر پاتیں۔

"میری پریشے کب اتنی بڑی ہو گئی مجھے پتا ہی نہیں چلا۔"

انہوں نے محبت سے اس کا چہرہ تھام کر پیشانی چوم لی۔

"پہلے مما پری کو سمجھاتی تھیں۔ اب پری اپنی مما کو سمجھاتی ہے۔"

وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیں۔

"عاشی میری بیٹی بن کر ہی اس گھر میں آئے گی اور میں لاؤں گی اسے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"تھینک یو سو مچ ماما یو آر گریٹ۔"

وہ خوشی سے چہکتی ہوئی ان کے گلے لگ گئ۔

دروازے کے اس پار کھڑا نین رشک اور فخر سے پریشے کو نم آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔وہ واقعی بڑی ہو گئ تھی۔پریشے ممتا بیگم کا دل یوں صاف کرے گی اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔کتنی خوبصورتی سے وہ ان کا دل صاف کر چکی تھی۔ نین تو اس کا ممنون رہ گیا۔

دراصل وہ سر درد کی وجہ سے آفس سے جلدی گھر آگیا تھا۔چائے کی طلب ہوئی تو ممتا بیگم کے کمرے کی طرف آگیا مگر وہاں پریشے کی باتیں سن کے اس کے کندھے انجانے بوجھ سے ہلکے ہوتے گئے۔اسے آج پریشے پر اتنا پیار آرہا تھا کہ حد نہیں تھی۔

"لیڈیس اگر ملنے ملانے کا سیشن ختم ہو گیا ہو تو ایک کپ چائے ملے گی۔"

وہ اندر آگیا تھا۔

ڈارک گرے رنگ کے پینٹ کوٹ میں وہ بے حد وجیہہ لگ رہا تھا۔ممتا بیگم نے آگے بڑھ کر نین کی پیشانی چوم لی۔کتنے دنوں سے وہ اس سے ناراض تھیں۔وہ کتنی ہی بار منا چکا تھا پر وہ مکمل بائیکاٹ کر چکی تھیں۔

"بدلے بدلے سے میرے سرکار نظر آتے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

میری شادی پر بھنگڑے کے آثار نظر آتے ہیں۔"

وہ شوخی سے بولا تو ممتا بیگم نے ہنس کر اس کے کندھے پر دھپ رسید کی۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ کتنے دنوں بعد فضا خوشگوار ہوئی تھی۔

وہ پریشے کے قریب بیٹھ گیا۔

" تھینکس یار بڑی یہ معرکہ تو سر ہوا۔"

وہ بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے لیٹ گیا۔

اس کے معرکہ کہنے پر پری کو ہنسی آ گئ۔

نیچے سے شور کی آواز آئی تو دونوں چونک گ ئے۔

"بھیا نیچے چلیں سب لوگ وہاں ہیں۔"

"بھئ دولہا تھکا ہوا ہے۔"

وہ شان بے نیازی سے دونوں ہاتھ سر کے نیچے ٹکائے آنکھیں موند گیا۔

پری اس کے بال بگاڑ کر نیچے آ گئ۔ ہمان کو دیکھ کر ہی اس کا دل دھڑک اٹھا۔

وہ کتنی بار اس سے خفا ہو چکا تھا مگر وہ اپنے نام کی ایک تھی۔ ہر بار یہی کہتی کہ نین بھیا کی شادی پر اس کا زیادہ وقت ممتا بیگم کے پورشن میں گزرے گا۔ دوسری طرف اس کے ارمانوں پر جیسے جی بھر اوس پڑ جاتی۔

ممتا بیگم کچن میں تھیں۔ گرمی کے اوائل تھے۔ ہمان کو نظر انداز کرتی وہ ان کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ ہمان کلس کر رہ گیا۔ بھابھی اور وہ نین کی شادی کے موضوع پر تبادلہ خیال کر رہی تھیں پریشے ساتھ ہی ساتھ سیاہ شلوار سوٹ میں ملبوس لاپرواہ بنے بیٹھے خوبرو سے ہمان پر بھی نظر ڈال لیتی جو خود سے کیا ہر چیز سے لاپرواہی برت رہا تھا۔

پریشے کی نظروں کی تپش بھی اسے سر اٹھانے پر مجبور نہیں کر سکی تھی یا شاید وہ جان بوجھ کر اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

پریشے کو کہاں برداشت تھی اپنا نظر انداز کیے جانا۔ وہ تو کوئی موقع ڈھونڈ رہی تھی کہ کیسے بھی کر کے اس سے بات کر کے اسے منا لے۔

ایک یہی شخص تو اس کے دل کے سب سے قریب تھا۔ روح تک میں سمایا تھا۔ بن کہے اس کی ہر بات سمجھ لیتا تھا۔ ہوتے ہیں نا کچھ لوگ آپ کی خاموشی بھی سمجھ لیتے ہیں۔ وہ جو آپ کے اندر تک اتر چکے ہوتے ہیں۔ ہمان بھی تو انہیں میں سے تھا۔

ممتا کی آواز پر وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔ ہمان اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یہ چائے ہمان کو دے آؤ۔"

"بڑی ماما کے لیے بھی بنا لیتیں وہ اس وقت پیتی ہیں۔"

وہ ٹرے اٹھاتی ہوئی بولی

"ارے نہیں ہمیں ذرا جیولر کے پاس جانا ہے۔ دیر ہو جائے گی۔"

وہ ٹرے اٹھائے کمرے میں چلی آئی۔

پریشے نے خاموشی سے چائے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور خاموشی سے بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔

"یہ اچھی کی چچی جان نے اچھا خاصا میرا موڈ خراب تھا۔ اب محترمہ کو منانا پڑے گا۔"

اس کا خراب موڈ دیکھ کر وہ بڑبڑاتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

"میری بلبل اداس کیوں ہے۔"

"آپ بات مت کریں مجھ سے۔ جیسے پہلے نہیں کر رہے تھے۔"

وہ نروٹھے لہجے میں گویا ہوئی۔

"پہلے تو میں ناراض تھا بھئی تم سے۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پریشے نے گھور کر اسے دیکھا۔

"تو اب راضی کیسے ہو گئے۔"

"تمھاری ناراضگی نے آٹو میٹک میرا موڈ ٹھیک کر دیا کہ تمہیں منانا بھی تو ہے۔ وہ گانا نہیں سنا تم نے۔"

جے آپاں دوویں رس بیٹھے

تاں مناؤ کون وے۔

وہ نصیبو لال کا گانا گنگناتا ہوا ہنس دیا۔

گانے کے بول ہی کچھ ایسے تھے کہ پریشے کو بھی ہنسی آگئی۔

"ویسے میری ناراضگی برقرار ہے کوئی منانا چاہتا ہے تو منالے۔"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر قدرے شوخی سے بولا۔

بے سبب ہم سے روٹھو نہ تم یہ لڑائی بری چیز ہے

صلح کر لو خدا کے لیے یہ برا وقت ٹل جائے گا

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

شرارت سے اس نے رخسار تلے ہاتھ رکھ کر شعر گنگنایا تو ہمان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ رینگ گئ۔

"کیا ملے گا مجھے صلح کرنے سے۔"

تھوڑی کے نیچے مٹھی رکھے وہ مسکراہٹ دبا گیا۔

میں تہی دست محبت میں بھلا کیا دیتا

تیرے حصے سے مگر تجھ کو زیادہ دیتا

ہمان نے داد دیتی نظروں سے اسے دیکھا۔پھر گنگنا کر گویا اس کی بات کا جواب دیا تھا۔

میرے دستِ طلب پہ آپ خالی ہاتھ ہی رکھ دیں

ملے نہ کچھ تو سائل کو بڑی تکلیف ہوتی ہے

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"واہ صاحب محفل لوٹ لی۔"

وہ ہنس دی۔

آج وہ خود بھی سیاہ سوٹ میں تھی۔ جھل ملاتی کرتی اور چوڑی دار پاجامے میں سی گرین دوپٹہ شانوں پر لیے ہمیشہ کی طرح اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

ہاتھ بڑھا کر اس نے اس کے کیچر.ں میں مقید بال کھول دیے۔اس کی ہنسی کو بریک لگا تھا۔آنکھیں سکیڑ کر اس نے ہمان کو دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر کیچر لینا چاہا تو ہمان نے کیچر والا ہاتھ مزید اونچا کر لیا۔

"ہمان پریشان مت کریں۔"

وہ گھور کر بولی۔

"میں کہاں پریشان کر رہا ہوں۔یہ ڈپارٹمنٹ تو تمہارا ہے۔"

وہ برجستہ بولا تو پریشے نے کوشش ترک کر دی اور خفگی اسے دیکھا۔

https://classicurdumaterial.com/

چہرے پہ میرے زلف کو بکھراؤ کسی دن

کیا روز گرجتے ہو برس جاؤ کسی دن

رازوں کی طرح اترو میرے دل میں کسی شب

دستک پہ میرے ہاتھ کی کھل جاؤ کسی دن

پیڑوں کی طرح حسن کی بارش میں نہالو

بادل کی طرح جھوم کے گھر آؤ کسی دن

خوشبو کی طرح گزرو میرے دل کی گلی سے

پھولوں کی طرح مجھ پہ بکھر جاؤ کسی دن

گزریں جو میرے گھر سے تو اڑ جائیں ستارے

اس طرح میری رات کو چمکاؤ کسی دن

میں اپنی ہر ایک سانس اسی رات کو دے دوں

سر رکھ کے میرے سینے پہ سو جاؤ کسی دن

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

گھمبیر لہجے می گنگناتے ہوئے ہمان نے کن نظروں سے نروس ہوتی پریشے کو دیکھا۔پل میں اس کا اعتماد ہوا ہوا تھا۔اسے تو اپنی دھڑکنیں شمار کرنا مشکل ہو گیا تھا۔وہ بھاگنے کے پر تول رہی تھی مگر ہمان نے ایک ہی جست میں اسے کلائی سے پکڑ کر اپنے سینے پر گرا لیا۔

اس کی مشکبار زلفیں اس کے چہرے پر بکھر سی گئیں۔اسے پہلو میں گراتے وہ اس کے رخساروں کو چھونے لگا تو وہ سرخ چہرہ لیے آنکھیں موند گئی۔اس کے نرم گداز لبوں کو نرمی سے چھو تا وہ اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا۔پریشے نے بند ہوتی سانسوں سے اسے پیچھے کیا اور گہرے سانس لیتی حیا آلود چہرہ لیے تیزی سے دوپٹہ لے کر کمرے ست باہر نکل گئی

لوٹ لیتے ہیں یہ مسکرا کر

ان کی چالوں سے اللہ بچائے

پریشے نے اپنے پیچھے سے اس کی گنگناہٹ سنی تھی۔وہ ہنس کر وہیں چت لیٹ گیا۔

https://classicurdumaterial.com/

موسم سرد تھا۔وہ سندھی کڑھائی والی شارٹ شرٹ اور بیل باٹم پہنے نازک سی گڑیالگ رہی تھی۔بال اس نے کچھ دن پہلے ہی برگنڈی رنگ میں ڈائی کروائے تھے۔

دوپٹہ گلے میں ڈال کر قدرے موٹی شال اپنے گرد لپیٹنے کے بعد اس نے موبائل اور پرس اٹھایااور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی نیچے لاؤنج میں آگئ جہاں نیلی جینس اور سفید شرٹ پر براؤن جیکٹ پہنے نین بیٹھاہوا مسکرا کر ناز نین بیگم سے باتیں کر رہا تھا۔

"چوٹیں کیسی ہیں اب؟"

"آپ کے لخت جگر کی کرم نوازش ہے۔"

"اس سے تو میں سخت خفا ہوں مگر ناراض تم سے بھی ہوں۔ تمہارا پوچھنے گئ تھی۔ تم تو ملنے تک نہیں آئے۔"

وہ خفگی سے گویا ہوئیں۔

"میری طبیعت پوچھنے آئی تھیں یا تاریخ لینے۔"

نین نے مسکراہٹ دبائی تو عالیہ کی ہنسی چھوٹ گئ۔

"ویسے نین کی بات میں پوائنٹ ہے پھپھو۔"

"تو اب تمہاری طبیعت کے لیے دوسرا پھیرا ڈالتی۔"

وہ مصنوری غصے سے بولیں۔ عائشہ نے گلہ کھنکارہ تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

اسے دیکھ کر وہ کھڑا ہوا۔ مسکراہٹ یک لخت سنجیدگی میں تبدیل ہوئی تھی۔

عائشہ کا دل ڈوب کر ابھرا۔ اس کی سنجیدہ طبیعت سے اب تو خوف آنے لگا تھا۔

"خیر سے جاؤ اور خیر سے آؤ۔ اللہ نگہبان۔"

انہوں نے عائشہ کے سر پر پیار دیا۔

عائشہ کو اس کی خاموشی بری طرح کھل رہی تھی۔یونہی چور نظروں سے اس نے نین کو دیکھا جو ہنوز بے تاثر چہرہ لیے ڈرائیونگ میں مشغول تھا۔یہ تھوڑا اکھڑ و کچھ کچھ ضدی و خود سر اور سرد مزاج والا نین اسے نہ جانے کیوں آج سو برا اور ریزرو لگا۔

اسے دیکھ کہ دل کو یک گونہ تسلی ہوئی تھی کہ وہ اب صرف اس کا ہے۔دل کو لاکھ شکوے سہی لیکن نین کے بنا تو زندگی ایک سوکھی ندی کی مانند لگتی تھی۔

قریب پندرہ منٹ کی ڈرائیو کے بعد اس نے شہر کے سب سے بڑے مال کی پارکنک میں گاڑی پارک کی اور اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

وہ جونہی باہر نکلی اس کا سر نین کے شانے سے بری طرح ٹکرایا۔

"اپنی شال درست کرو۔"

کندھوں سے پھسلتی اس کی شال پر نین نے ایک نگاہ ضرور ڈالی تھی۔عائشہ نے جلدی سے شال درست کی۔

"سر ڈھکو اور یہ بال بھی شال کے اندر کرو۔"

وہ سرد مہری سے اس کے ننگے سر اور آوارہ لٹوں کو دیکھ کر بولا۔

عائشہ نے اپنی بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ کا بامشکل گلا گھوٹا اور فوراً بالوں میں ہیئر بینڈ باندھ کر شال سر پر اچھے سے اوڑھ لی۔

نین نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور مال کے اندر بڑھ گیا۔ عائشہ کی نظر اپنے ہاتھ پر تھی جو نین کی گرفت میں تھا۔ کتنے استحقاق سے اس نے ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ وہ سرشار سی ہو گئی۔ ایک تو وہ محبوب تھا دوسرا اس کا محرم بھی۔

ساری کثافتیں سارے شکوے اپنے آپ دم توڑ گئے۔ وہ اسے بوتیک پر لے آیا تھا۔

"تم اپنا ڈریس پسند کر لو تو بتا دینا میں باہر ہوں۔"

اس کی بات پر وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھے گئی۔

"تم ہیلپ نہیں کرو گے میری؟"

وہ دھیما سا بولی۔

"ڈریس تم نے پہننا ہے میں نے نہیں۔"

وہ سرد لہجے میں کہتا مڑنے لگا تھا عائشہ نے بازو تھام لیا۔

https://classicurdumaterial.com/

"ہاں میں نے پہننا ہے مگر کس کے لیے؟"

وہ خفا سے لہجے مگر قدرے اجنبی سے انداز میں بولی تھی۔

جواب میں نین نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا کہ اس کے پورے جسم میں سنسنی دوڑ گئی۔

پھر بنا کچھ کہے وہ شاپ کیپر سے مختلف رنگ اور ڈیزائنز کی لہنگا کرتی نکلوا کر دیکھتا رہا۔عائشہ کی پسند ناپسند پوچھنے کی اس نے زحمت ہی نہیں کی تھی۔

وہ عجیب آنکھوں میں چبھنے والے رنگ دیکھ رہا تھا اور ان پر کیا گیا کام عاشی کو ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔

"پلیز یہ گولا گنڈہ قسم کے رنگ نہ دکھائیں۔کچھ اینٹک ساد کھائیں۔جو سب سے یونیک ہو۔مہرون رنگ میں دکھائیں۔یا ڈیپ ریڈ میں۔

لہنگا کام سے فل بھرا ہو۔کرتی ہلکے کام والی مگر آستینیں پوری ہوں۔"

نین نے سارے ہینگرز ایک سائیڈ پر کرتے شاپ کیپر کو اپنی پسند سے آگاہ کیا اور ساتھ ہی ہدایت بھی جاری کر دیں۔

نین کے انتخاب پر عائشہ کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔کتنا گھنا میسنا تھا وہ۔

اسے لڑکیوں کے کپڑوں کے بارے میں پوری معلومات تھی اور وہ اسے کتنا سیدھا اور کام سے کام رکھنے والا سمجھتی آئی تھی۔

اس کا ڈریس لینے کے بعد اس کی جیولری پسند کر کے وہ ایک ہاتھ سے شاپنگ بیگز تھامے دوسرے سے اس کا ہاتھ تھامے مال سے باہر نکلا۔

شاپنگ کرتے ہوئے انہیں رات ہی ہو گئی تھی۔

بیگز اس نے پچھلی سیٹ پر رکھے اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔

"نین مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

اسے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے دیکھ کر وہ عجلت میں بول گئی۔

نین نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازہ تو وہ خود کو کمپوز کرنے لگی کہ ابھی تو عشق کے اور بھی امتحان باقی تھے۔

"ہم غالباً گھر ہی جا رہے ہیں۔"

اس کا اشارہ سمجھتے عاشی نے اسے بازو سے تھام کر کہا۔

"مجھے بہت زیادہ بھوک لگ رہی ہے نین !گھر پہنچنے میں آدھا گھنٹہ لگے گا اور مجھ سے پانچ منٹ بھی صبر نہیں ہو رہا۔ بھوک کے مارے میں بے ہوش ہو جاؤں گی۔"

معصومیت سے چہرے پہ مسکینیت طاری کیے وہ کسی بھی طرح اسے قائل کرنے کی تردد میں تھی۔

نین اس کی اداکاری خوب سمجھ رہا تھا۔ جھٹکے سے اپنا بازو چھڑواتے اس نے زور سے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔

عاشی نے سکھ کی سانس لی کہ کچھ وقت اس کے ساتھ گزارنے کو میسر آیا تھا تو وہ اب ان لمحوں کو ہر گز بھی ضائع نہیں کرے گی۔ اس نے دل میں عزم کیا تھا کہ وہ آج ہر حال میں اپنے روٹھے پیا کو منا لے گی۔

وہ اسے فوڈ کورٹ کی طرف لے آیا تھا۔

آرڈر لکھوانے کے کچھ دیر بعد ویٹر سرو کر کے جا چکا تھا۔ نین بڑی رغبت سے کھانے میں مصروف تھا اور وہ جو مارے بھوک کے بے ہوش ہونے کو تھی لگتا تھا صرف اٹالین سینڈوچز کو دیکھ کر ہی پیٹ بھرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

اس کی ترچھی نظریں عائشہ پر ہی تھیں۔ نہ جانے وہ کیا سوچ بیٹھی تھی۔

"کچھ لوگ بھوک سے بے ہوش ہو رہے تھے۔"

نین نے طنز میں ڈوبا تیر مارا تھا جو نشانے پر لگا تھا۔

"پریشانی میں کس کافر کو بھوک لگے گی۔"

یونہی اس کے منہ سے پھسلا تھا نین نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا تو وہ گڑبڑا گئ۔

"کون سی پریشانی ہے اب۔ کپڑے جیولری سینڈلز سب چیزیں تو مکمل ہیں۔"

"تمہیں لگتا ہے نین کہ ان مادی چیزوں میں کمی ہی میری پریشانی کا باعث ہے۔"

وہ سنجیدگی سے بولی تو وہ انجان بنا پلیٹ پر جھک گیا۔

"کھانا ختم کرو اپنا۔"

وہ دوٹوک انداز میں گویا ہوا۔

"اٹس انف نین! تمہیں نہیں لگتا یہ بہت زیادہ ہو رہا ہے۔"

"تم مجھے پہلے بتا دیتیں میں کم آرڈر کروالیتا۔"

اس کی باتوں کو وہ دوسرے معنی میں لیتا اسے سلگا گیا تھا۔

"آرڈر مائے فٹ! میں تمہارے اس سرد رویے کی بات کر رہی ہوں۔"

وہ چڑ کر بولی۔

"تمہیں میرے رویے سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔"

"تم بہت بے مہر شخص ہو۔"

وہ نمناک لہجے میں بولی۔

"تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔"

وہ دوبہ دو بولا تھا۔

"میرا سرد رویہ میری بے مہری میری لاتعلقی تمہیں نظر آرہی ہے اور اپنی اجنبیت ا پنی راہِ فرار اور اپنے باغی دل کے بارے میں جو صارم کو دیے بیٹھی تھیں اس کے بارے میں کیا کہنا چاہو گی۔"

وہ بے تاثر لہجے میں کہہ کر لب بھینچ گیا تھا۔

"صارم سے رشتے میں میری رضا شامل ضرور تھی مگر خدا جانتا ہے نین !اس گھڑی سے لے کر ہمارے نکاح سے پہلے تک میں تل تل مری ہوں۔میرا دل باغی نہیں ہوا تھا نین !میں نے اپنی ماں کے حکم پر سر جھکایا تھا۔میں سرکش ہرگز نہیں تھی۔نہ ہی اتنی بے باک تھی کہ انہیں اپنے دل کا حال بیان کر پاتی گر کر بھی دیتی تو کون سا ممتا چچی مجھے قبول کر لیتیں۔"

وہ اس کی غلط فہمی دور کرنا چاہتی تھی۔ جانتی تھی وہ محض صارم والے کانٹے کے لیے اس سے ناراضگی مول لیے بیٹھا ہے جواب ان کی راہ میں دور دور تک کہیں نہیں تھا۔

نین نے گہری نگاہوں سے اس کی نم آنکھیں اور شال کے ہالے میں چھپا چہرہ دیکھا تھا جو شاید ضبط سے سرخ پڑ رہا تھا۔

"حال دل بیان نہیں کر سکتی تھیں مگر رشتے سے انکار تو کر سکتی تھیں ناں۔"

وہ ابھی تک وہیں اٹکا ہوا تھا۔

"کس بنا پر! کس بنا پر انکار کرتی نین! جب حالات ہی ہمارے حق میں نہیں تھے تو انکار کی کوئی اہمیت نہیں تھی نہ ہی گنجائش۔"

وہ تلخی سے بولی تھی۔

"کھانا کھاؤ پھر تمہیں گھر ڈراپ کر دیتا ہوں۔"

وہ نرمی سے بول کر ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بولا۔

عاشی نے بے یقینی سے نین کی طرف نگاہ اٹھائی۔ لگتا تھا یہ نرم لہجہ سنے کانوں کو صدیاں بیت گئی تھیں۔

اس کی نظروں کی تپش پر وہ گردن موڑ گیا تھا۔

"تمہاری ناراضگی ختم ہو گئی نین۔"

اس کے پوچھنے پر نین نے ایک خفا سی نظر اس پر ڈالی تھی۔اور بل پے کر کے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا تو عاشی کو بھی اٹھنا پڑا۔

"یہیں رک جاتیں تم۔اب دن ہی کتنے رہ گ ۓ شادی میں۔"

کھانے کی میز پر ماہر نے سارہ کو روکنا چاہا۔

"نہیں بھائی ابھی تو جاؤں گی۔علیزے کا دوبارہ چیک اپ بھی کروانا ہے اور پھر میں کپڑے بھی تو نہیں لائی ہوں پہننے والے۔"

وہ علیزے کو ساگودانہ کھلا رہی تھی جو کھا کم گرا زیادہ رہی تھی۔ساتھ ہی اس کی ریں ریں بھی جاری تھی۔

ہمان گھر پر موجود نہیں تھا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ آئینہ اور رافع کی نکاح کی رسم عائشہ کی مہندی والے دن ہی رکھ دیتے ہیں یوں بھی نازنین نے کچھ دن کے لیے آئینہ کو شادی کے کاموں کے لیے اپنے پاس بلا لیا ہے اور پھر مہندی پر تو گھر کے سب ہی لوگ ہوں گے۔"

میسم صاحب نے اپنی تجویز سے ابرار صاحب کو آگاہ کیا۔ آئینہ تو پانی پینے کے بہانے وہاں سے کھسک لی تھی۔

زویا اور سارہ میں بڑی ہی معنی خیز مسکراہٹ کا تبادلہ ہوا تو رافع نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔

"لو بھلا بھائی صاحب نیکی اور پوچھ پوچھ۔ اتنے کم وقت میں ایک بجٹ میں ہی ایک چھوڑ دو گھروں کے بچے نپٹ جائیں تو اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے۔"

ہادیہ بیگم خوشی سے بولیں تو وہیں ابرار صاحب کو بھی بڑے بھائی کا مشورہ بہترین لگا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے بھئی۔ بیگم راضی تو ہم راضی۔"

وہ ہنس دیے تھے۔ ہادیہ بیگم نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا کہ ان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

ممتا بیگم بھی مسکرا دیں۔ فواد صاحب انہیں خوش دیکھ کر مطمئن تھے۔

"سارہ بچے کمر کس لو۔ خیر سے دونوں بھائیوں کو کھونٹے سے باندھنا ہے۔"

میسم صاحب نے خاموش بیٹھی سارہ کو خبردار کیا۔

"بس کل تک کا وقت دیں کمر کیا گھوڑے بھی کس لوں گی۔ آفٹر آل گھوڑوں کو نکیل بھی توڈالنی ہے۔"

سارہ کی بات پر سب ہنس دیے تھے۔ کھانے کے بعد سارہ اور حماد گھر کے لیے نکل گ ئے تھے۔

دوران ڈرائیونگ دونوں جانب ہنوز خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ نین ڈرائیونگ میں اس قدر گم تھا کہ وہ شاید بھول ہی چکا تھا کہ ارد گرد کوئی اور ذی روح بھی موجود ہے اور یہ عائشہ کی محض سوچ ہی تھی کہ وہ اس سے لا تعلق بنا بیٹھا ہے جبکہ اس کی تمام حرکات وسکنات پر اس کی نگاہ تھی۔

یہ الگ بات تھی کی اس کی بے چینی پر وہ لب سیے خاموش تماشائی بنا بیٹھا تھا۔

عاشی نے ٹیڑھی نظروں سے لب بھینچے نین کو دیکھا۔ دفعتاً اسے شرارت سوجھی تھی۔

اس نے پرس سے اپنا موبائل نکالا اور آڈیو پلیئر سے حسب حالات سانگ پلے کر دیا۔

روٹھا ہے تو منالیں گے

روتا ہے تو ہنسالیں

بگڑا ہے تو بنالیں گے

پھر بھی نہ مانا تو

پھر بھی نہ مانا تو

نہ مانا تو دے کے کھلونہ بہلالیں گے۔

پیار میں غصہ ہے غصہ میں پیار ہے

جھوٹے انکار میں سچا اظہار ہے

نادان کو۔۔۔۔۔

"سٹاپ دس عائشہ۔"

وہ بغیر اس کی طرف دیکھے غصے سے بولا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"اتنا اچھا تو سانگ ہے تمہیں پسند نہیں آیا؟"

ادھر معصومیت عروج پر تھی۔

"ڈھنگ کا سانگ ہو تو پسند بھی آئے۔"

وہ طنزیہ بولا تو عاشی نے سانگ دوسرا پلے کر دیا۔

سیاں دل میں آنا رے

آ کے پھر نہ جانا رے

ہو آ کے پھر نہ جانا رے

چھم چھما چھم چھم

راجا بن کے آنا رے

موہے لے کے جانا رے

ہو موہے لے کے جانا رے

چھم چھما۔۔۔۔۔۔

نین نے ضبط سے سٹئیرنگ پر گرفت مضبوط کی اور چہرے کے تاثرات کچھ اور سخت کر لیے کہ وہ ہرگز بھی اتنی جلدی نہیں ماننا چاہتا تھا۔ جتنا اس لڑکی نے اسے سلگایا تھا۔اس سلگن کی کچھ تو تپش اس تک پہنچتی۔وہ تڑپتی تو اسے معلوم ہوتا کہ کس ان دیکھی آگ میں وہ گزرے شب وروز جلا تھا۔

عاشی نے اس پر اثر نہ ہوتے دیکھ کر برا سامنہ بنایا اور سانگ سٹاپ کر کے دوسرا لگا دیا۔

جان من جان من پلٹ تیری نظر

یہاں ہے دل تیرا دیکھتا ہے کدھر

ملا لے دل سے دل پیار سے پیار کر

ادھر تو رات ہے سویرا ہے۔۔۔۔۔

"فارگاڈسیک عائشہ! سٹاپ دس نان سینس۔"

وہ زور سے بولا تو عائشہ نے سانگ بند کر دیا۔

"ہنہہ! عجیب پتھر دل انسان ہے۔ دل کی بات سے یکسر انجان ہے۔ بھلا کوئی اتنا سنگ دل بھی کیسے ہو سکتا ہے۔"

وہ روہانسی ہو کر انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

نین نے مسکراہٹ ضبط کی کہ اس کی حالت پر دل کھول کر ہنسنے کو جی چاہا تھا۔

"اتنی آسانی سے تو میں بھی ہار نہیں مانوں گی۔"

وہ پر عزم ہوئی۔

"کیا کروں کیا کروں ایسا کے یہ پتھر پگھل کر موم ہو جا ئے۔ اف اللہ کوئی ترغیب دے۔ گھر بھی آنے والا ہے۔"

وہ پریشان سی سوچ رہی تھی۔

"کیوں نہ اس دل پر ہی چوٹ کی جائے کہ خول چٹخے گا تو میر ازرم خو شر ارتی سا نین باہر نکلے گا۔"

اس نے ایک نظر نین کو دیکھا اور پھر اپنے موبائل سے چن کر ایک سانگ پلے کر دیا کہ اب تو آر ہو یا پار ہو۔

ایک منڈا میری عمر دا ہائے میری عمر دا

ایک منڈا میری عمر دا ہائے میری عمر دا

جی دیکھو دلوں کی یہ باتیں نہیں جانتا

ظالمہ ہائے! دیکھو دلوں کی یہ باتیں نہیں جانتا

نین کا پاؤں بریک پر پڑا تھا اور گاڑی جھٹکے سے قدرے ویران جگہ پر رکی تھی۔اس نے جبڑے بھینچ کر عائشی کا موبائل سوئچ آف کر کے اس کی گود میں پٹخا اور ایک ملامتی نظر اس پر ڈال کر گاڑی کا دروازہ کھولتا کھلی ہوا میں آگیا کہ عائشہ کے انداز و اطوار اسے پگھلا ئے دے رہے تھے اور فالحال وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔اس پر نہ جانے کیوں اس کی سختی کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا کہ من مانی کرتی جارہی تھی۔

عائشہ کی مسکراہٹ قابل تحسین تھی۔خول چیخ چکا تھا۔ جبھی وہ خود سے ہی گھبر اکر راہ فرار اختیار کر چکا تھا۔

عائشہ نے اپنی طرف کا دروازہ کھولا اور خود بھی باہر نکل آئی۔

اب اسے اپنے نین کو منانے کے لیے کسی موبائیل کے سہارے کی ضرورت نہیں تھی۔اب اسے خود اس پیارے سے شخص کو منانا تھا۔

وہ مضطرب سا چہرہ آسمان کی اور کیے کھڑا تھا۔عاشی نے پیچھے سے اس کی گردن کے گرد اپنے بازوں کا نرم سا حصار باندھ لیا۔

نین اس اچانک افتاد پہ ہی نہیں سنبھلا تھا کہ اس کی کھنکتی مدھر سی شیریں آواز نے جیسے اس کے حواس ہی سلب کر ڈالے تھے۔

کھنکے چوڑی میری تجھے بلانے کو

سجتی ہوں میں تجھے ہی بس دیکھانے کو

سجتی ہوں میں تجھے ہی بس دکھانے کو

اس کے سامنے آتے نرم خوسی مسکراہٹ کے سنگ گنگناتے وہ اسے دیوانہ کرنے کے درپہ تھی۔ نین نے اس کا چوڑیوں سے بھرا ہاتھ تھام لیا۔

کر دے ناں پاگل تجھے ہائے پاگل تجھے

کر دے ناں پاگل تجھے ہائے پاگل تجھے

عائشہ نے کن نظروں سے خود کو بے باکی سے تکتے نین پر چوٹ کی تھی مگر فالحال وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔

روپ میرا پھر میرے کس کام کا۔

ظالمہ ہائے! روپ میرا پھر میرے کس کام کا

https://classicurdumaterial.com/

اس کے حسن پر ناز میں ڈوبے خوبصورت جملوں نے لمحے بھر کو نین کو مبہوت کر دیا تھا۔وہ واقع حسین تھی روپا تھی۔ساحرہ تھی۔جادو کر دیتی تھی۔اب بھی وہ اس کے حسن کے جادو میں ہی جکڑا جاتا کہ ہوا کے سرسراتے جھونکے نے اسے ہوش میں لا پٹخا اور اس نے عائشہ کا تھاما ہاتھ چھوڑ کر نگاہوں کا رخ پھیر لیا۔

بول مجھ سے تو آنکھیں کیوں چراتا ہے

اپنوں سے بھی کیا کوئی شرماتا ہے

اپنوں سے بھی کیا کوئی شرماتا ہے

حسب حال بولے گئے ان سحر زدہ سے بولوں نے نین کو شرمندہ کر دیا کہ وہ کب سے اسے منا رہی تھی اور وہ نظریں چرائے رخ موڑے کھڑا تھا۔

انکھیوں میں پالے انکھیاں ہائے پالے انکھیاں

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

انکھیوں میں پالے انکھیاں ہائے پالے انکھیاں

دل میں آنے کا دکھادوں گی میں راستہ

ظالمہ ہائے! دل میں آنے کا دکھادوں گی میں راستہ

ابھی وہ اپنی شرمندگی سے ہی نہ نکلا تھا کہ عائشہ نے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھ کر اس کی آنکھوں سے آنکھیں ملالیں تو نگاہیں لمحوں میں چار ہوئی تھیں۔

عائشہ کی مسکراہٹ کے بدلے میں اس نے گہری مسکراہٹ سے اس کی آنکھوں میں جھانکا جہاں صرف نین کا عکس چھلک رہا تھا۔

"منانے کا اس قدر دلفریب انداز۔"

وہ قائل ہوا تھا۔

"میں تو ہر روز ناراض ہوا کروں گا۔"

وہ دل کھول کر ہنس دیا تھا۔

عائشہ نے کندھوں سے ہاتھ ہٹانے چاہے تو نین نے اس اپنے حصار میں لے کر اس شال سے ڈھکے سر پر خوبصورت سالمس چھوڑا کہ وہ سرشار سی اس کے سینے سے سر ٹکا گئی۔

نین کو اپنی شرٹ بھیگتی محسوس ہوئی تو اس نے عائشہ کو خود سے الگ کر کے خفگی سے اسے دیکھا۔

"سلی گرل! وائے آر یو ڈسٹرب می۔"

اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ وائے آر یو کرائنگ کہ اس کے آنسو اسے واقع پریشان کر گئے تھے۔

اس نے نرمی سے اس کے آنسو صاف کیے۔

"تم نے مجھے بہت پریشان کیا ہے نین۔ تمہاری وجہ سے صارم کا پرپوزل ایکسیپٹ ہوا۔ صرف تمہاری وجہ سے میں ذہنی طور پر مفلوج ہو کر رہ گئی۔ تم! تم بہت برے ہو۔"

"تمہارے بارے میں بھی میرا ایسا ہی خیال ہے یار۔ تم نے کم بری نہیں کی میرے ساتھ۔ اس قدر سنگین الزام لگوایا اور اس پر پھر بھائی سے پٹوایا۔ کیا کہنے تمہارے۔"

نین کے طنز پر وہ روتے ہوئے ہنس دی۔

نین کو لگا جیسے دھوپ میں برسات ہو رہی ہو۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"میری زبان پھسل گئی تھی۔مجھے نہیں پتا تھا میری باتوں کا سب اتنا غلط مطلب لے لیں گے۔"

وہ آنکھیں پونچھتی ہوئی گویا ہوئی۔

"دل تو نہیں پھسلا کبھی۔"

نین نے اس کے رخسار کو چھوا تو حیا سے بوجھل ہوتی پلکیں جھپکاتی زرا سا فاصلہ بناتی اس کے سینے پر بے شمار مکے برساتے لگی۔

"یو چیٹر ! کتنے بڑے فراڈ ہو تم۔اتنی آسانی سے مان گ ئے۔میرا یہاں دل گھبرا ئے جا رہا تھا اور ادھر تم ڈھونگ رچا رہے تھے ناراضگی کا۔"

نین اس کی دونوں کلائیں مضبوطی سے تھام لیں۔

"ارے!لڑکی دل پر لگ گیا تو دل ہی نہ بند ہو جا ئے کہ ابھی تو میں گھوڑی نہیں چڑھا تم دلہن نہیں بنیں۔اپنے بچے نہیں دیکھے۔"

وہ شرارت سے بولا تو عائشہ جھینپ گئی اور نین نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ماہیر آپ خوامخواہ مجھے یہاں لے آئے ہیں۔میرے پاس پہلے بھی بہت ساری جیولری ہے۔"

زویا نے اسے منع کرنے کی کوشش کی کہ وہ ان سب چیزوں کی عادی تھی نہ ہی اسے کپڑوں اور جیولری سے خاصا شغف تھا۔اس کے پاس جو تھا وہ بھی کم و بیش ہی استعمال ہوتا تھا۔

"میں کب انکار کر رہا ہوں۔ہوں گے آپ کے پاس لیکن یہ میں اپنی خوشی سے لے کر دے رہا ہوں۔

بھائی گولڈ کے پینڈنٹ دکھائیں۔"

اسے کہتے ماہیر شاپ کیپر سے مخاطب ہوا جو اس کے کہنے کے مطابق مختلف ڈیزائن اسے دکھانے لگا۔

"چلیں جو بھی پسند ہے اٹھالیں۔"

ماہیر نے اسے اشارہ کیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

زویا نے قدرے توقف کے بعد تھری ڈی مون شیپ لاکٹ والا گولڈ پینڈنٹ چن لیا۔

ماہر نے پیمنٹ کی اور اس لیے شاپنگ ایریا کی طرف آ گیا۔

"مجھے مہندی کے حساب سے ڈریس لینا ہے۔ آپ مجھے بوتیک پر کیوں لے آئے ہیں۔"

وہ حیران پریشان سی بوتیک کے باہر کھڑی تھی جس کے شیشے والی وال کے اس پار نہایت ہی نفیس بھاری بھر کم کامدانی ڈریس ڈمی پر لگے ہوئے تھے۔

"تو مہندی پر اس قسم کے ڈریس نہیں چل سکتے۔"

ماہیر نے گدی پہ ہاتھ رکھ کر اسے دیکھا۔

"بالکل بھی نہیں! لوگ پاگل کہیں گے مجھے۔"

وہ منہ بنا کر انکار کر گئی۔

"چلیں پھر مہندی کے حساب سے لے دیتے ہیں آپ کو۔"

آج وہ بات بات پر مسکرا رہا تھا۔ اس کا ہاتھ تھامے کئی دکانیں گھومنے کے بعد اسے بالآخر ڈریس مل گیا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

وہ سمپل کرتی اور غرارہ لینا چاہ رہی تھی لیکن ماہیر نے اس کی ایک نہ چلنے دی اور کرتی کے ساتھ لہنگا پیک کروا دیا۔

"یہاں بے بی شاپ بھی ہو گی ناں؟"

وہ جو والٹ پینٹ کی پاکٹ میں رکھ رہا تھا مسکراتی آنکھوں سے زویا کو دیکھا تو وہ سٹپٹا گئی۔

"سارہ نے علیزے کے لیے فراک منگوائی تھی۔"

قدرے خفیف سی ہو کر اس نے وضاحت دی۔

"میں نے آپ سے کون سا پوچھا ہے۔"

اس کا ہاتھ تھامے وہ بے بی شاپ پر لے آیا۔

علیزے کے لیے فراک سلیکٹ کر کے اس نے ماہیر کو تھمایا تو وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

چھوٹے چھوٹے بے بی اور بابا کے کپڑے شوز سا کس دیکھ کر اس کی آنکھیں جگمگا گئیں۔

ماہیر نے اس کے تعاقب میں دیکھا اور اسے اپنے بازو کے حصار میں لے کر اس کے کان میں سر گوشی کی۔

"اپنے بے بی کے لیے ہم فرصت سے شاپنگ کرنے آئیں گے۔"

زویا سرخ پڑ گئی۔ ہونٹوں پر شرمگیں مسکراہٹ لیے وہ ماہیر کی پیچھے دھکیل کر شاپ سے باہر نکلی۔

ماہیر بھی ہنستا ہوا اس کے پیچھے لپکا۔

صد شکر تھا کہ علیزے کھلتے کھیلتے ہی سو چکی تھی۔ سارا نے پیچھے سے گھر کا سارا کام سنبھال لیا کہ جاگتے وقت تو وہ سارا کو اپنے پاس سے ملنے بھی نہیں دیتی تھی۔ پورا دن ماں بیٹی گھر میں اکیلی ہوتی تھیں تو یوں علیزے کو صرف سارا کی عادت ہو گئی تھی اور جب وہ نہیں دکھتی تو وہ خوب رونا مچاتی تھی۔ اس نے اڈوانس میں ہی سب کے کپڑے استری کر کے رکھ دیے تھے۔

کچن سے فارغ ہو کر پریشے نین کی چیزیں ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ نہ اس کی شیروانی کا پتا تھا نہ ہی کھوسوں کا اور تو اور موصوف مہندی کے دن پہنا جانے والا کرتا بھی درزی سے اٹھا کر نہیں لائے تھے۔

وہ بھی کیا کرتا۔ صبح سے کاموں میں پھرکی بنا ہوا تھا۔

اب بھی ابرار صاحب کے ساتھ ہوٹل کی بکنگ کروانے نکلا ہوا تھا۔

پریشے نے فواد صاحب کو جا کر گھیر لیا جو نیوز دیکھ رہے تھے۔

"پاپا ایک کام تو کر دیں۔"

سارہ نے چار بجے کی چائے انہیں پکڑائی تو وہ مسکرا کر گویا ہوئے۔ میسم صاحب بھی وہیں بیٹھے نیوز چینل دیکھ رہے تھے۔

"بھئی تم ایک چھوڑو دو کام بولو۔"

"درزی سے نین بھیا کا کرتا لے آئیں۔ انہیں تو کام کے چکر میں شاید یاد ہی نہیں ہے اور کل پہننا بھی ہے۔"

چائے کا خالی مگ میز پر رکھ کر وہ مسکرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے ابھی لے آتے ہیں۔"

فواد صاحب کے نکلتے ہی زویا اور ماہیر چچی اور پھپھو لوگوں کے ساتھ گھر آگئے تھے۔

نازنین تو عائشہ کے خیال سے گھر چلی گئی تھیں۔

"دکھائیں کیا لے کر آئی ہیں۔"

اس کے ہاتھ سے بیگز تھامتے وہ پھرولا پھرولی کرنے لگی۔

"تم تو آتے ہی شروع ہو گئیں یار بندہ پانی وانی پوچھتا ہے۔"

ماہیر نے اسے چھیڑا۔

"دیکھ لیں چچی جان۔"

سارہ نے احتجاجی انداز اپنایا اور شکایتی نظروں سے ممتا بیگم کو دیکھا۔

"نہیں بھئی میری بچی کو تنگ نہ کرو ماہیر! بیچاری تھک گئی ہے۔ ہمارے پیچھے سے سارا گھر سنبھالا ہے اس نے۔"

وہ علیزے کو چپ کروانے لگیں جو روئے جا رہی تھی۔

وہ ماہیر کو گھورتی ہوئی سارا کو اپنے ساتھ لگاتی محبت سے بولیں واقع وہ خندہ پیشانی سے سارے کام کر رہی تھی۔

"آئینہ تمہارا جوڑا بہت خوبصورت ہے مگر سفید رنگ کیوں لیا۔"

رات کو سارے کاموں سے فارغ ہو کر وہ سب زویا کے کمرے میں بیٹھی تھیں۔

"میری ماما کو سفید بہت پسند تھا۔"

آئینہ کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔

"اور رافع کو۔"

پریشے نے تھوڑے تلے مٹھی رکھ کر مسکراہٹ دبائی۔

"میری پسند ہی ان کی پسند ہے اور ان کی پسند ہی میری پسند۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertainment

"اوئے ہوئے۔ان کی۔"

سارہ نے اس کا خوب ریکارڈ لگایا تھا۔

"اچھا بس اب زیادہ تنگ نہ کرو اسے۔"

بھابھی نے آنکھیں دکھائیں تو وہ سب ہنستی ہوئیں کمرے سے باہر نکل گئیں۔

—

اگلی صبح اپنے ساتھ ڈھیر سارے کام لے کر نمودار ہوئی تھی۔

رافع اور نین کمرہ سیٹ کروا رہے تھے۔فرنیچر کل رات ہی آچکا تھا۔

ماہیر اور فواد صاحب لان کی سجاوٹ کا کام دیکھ رہے تھے۔ماہیر ہر چیز اپنی نگرانی میں کروا رہا تھا۔

سارہ زویا کے کپڑے پریس کر رہی تھی۔

"تمہارا کون سا سوٹ استری کرنا ہے پریشے۔"

وہ استری اسٹینڈ پر ٹکا کر کرتے کی سائیڈ بدل کر مصروف سی بولی تھی۔

"میرا سوٹ استری شدہ ہے۔فکر ہی نہیں کوئی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ ہنس کر ایک نظر سارا کی پشت پر ڈال کر دوبارہ مصروف ہو گئ۔

"گڈ یار۔"

اس نے ہنس کر اسے سراہا۔

کپڑے استری کر کے اس نے ہینگر میں لٹکائے۔

"چچی جان اور چاچو کے کپڑے ہادیہ چچی رات کو ہی پریس کر چکی تھیں۔"

سارہ نے پری کو آگاہ کیا۔

"ہاں بھئ فل فارم میں چل رہی ہیں۔"

پریشے سیدھی ہو بیٹھی۔

"کہاں کی تیاری ہے تمہاری۔"

اسے بیڈ سے اترتے دیکھ کر سارا نے استفسار کیا۔

"کچن میں جا کر دیکھوں مما اور چچی اکیلی لگی ہوں گی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پریشے نے کھلے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹا اور مصروف سے انداز میں بولتی ہوئی بیڈ سے اتری تھی کہ سارہ نے استری کا پلگ اتار کر اسے جا لیا۔

"شرافت سے بیٹھو ادھر اور خبردار جو یہاں سے اٹھیں تو۔ مہندی والی آتی ہو گی ابھی۔"

سارا نے بازو سے پکڑ اسے بیڈ پر بٹھایا۔ اتنے میں واشروم سے بھابھی بھی نہا کر نکل آئی۔

"مہندی والی آرہی ہے تو اس میں میں کیا کروں۔"

وہ تعجب سے بولی۔

"مہندی لگواؤ اور کیا کرو۔"

بھابھی نے شرارت سے کہا۔

نیچے مہندی والی آئی تھی تو ممتا بیگم اسے اپنے ساتھ ہی اوپر سارہ کے کمرے میں لے آئی تھیں۔

"سارہ تم لوگ فارغ ہو گئی ہو تو مہندی لگوالو۔"

"ہاں فارغ ہی ہیں بس۔ آئیں آپ اندر۔"

سارہ نے ممتا بیگم کو کہتے اس لڑکی کو اندر بلایا جو انہیں مہندی لگانے آئی تھی۔

پریشے بری پھنسی تھی۔سارہ نے اس ہالف سلیوز کی شرٹ بدلی کروا کر اس لڑکی کو پورے بازوؤں پر لگانے کو کہا تھا کہ پریشے تو غش ہی کھانے کو تھی۔

زویا تو اس کی حالت سے خاصی محظوظ ہو رہی تھی جو اچھی خاصی جھنجھلائی ہوئی تھی کہ زرا سا بھی ہلتی تو مہندی خراب ہو جاتی۔

"سارہ رکواؤ اسے مجھے نہیں لگوانی مہندی۔اپنی شادی میں ہی پتا نہیں کیسے برداشت کیا تھا۔مجھ سے نہیں پتھر کا مجسمہ بن کر بیٹھا جاتا۔یہاں نہ ہلو وہاں نہ ہلو۔"

وہ تنگ آ گئی تھی بیٹھے بیٹھے۔کمر تک اکڑ گئی تھی۔

"چپ چاپ بیٹھ کر لگواؤں۔سوکھی سڑی بن کر گھوم رہی ہو۔کچھ تو خیال کیا کرو میرے بھائی کا۔"

سارہ نے اسے ڈپٹا تو بھابھی کی ہنسی چھوٹ گئی۔

یار تمہارے بھائی کے خیال کرنے کے چکر میں میری کمر ٹوٹ جائے گی۔"

وہ روہانسی ہو گئی۔

"کوئی بات نہیں وہ خود جوڑ دے گا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس نے معنی خیزی سے کہا تو وہ سرخ پڑتی دانت پیس کر رہ گئی۔

"نہ ظلم کرو ان دانتوں پر۔ ابھی تو پاؤں پر لگنا باقی ہے۔"

سارہ نے اسے مزید سلگایا۔

"اپنی بکواس بند کرو اور شکل گم کرو۔"

پریشے نے سارا کو ڈپٹا تو وہ مسکراہٹ دباتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

دوسری طرف عائشہ بھی مہندی لگوا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر تھکن کی رمق تک نہ تھی۔ سندر سے مکھڑے پر الوہی سی چمک در آئی تھی کہ نازنین تو بلائیں لیتی نہیں تھکتی تھیں۔ اس کے چہرے کی رونق دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی کہ صارم بھی نظریں چراتا پھر رہا تھا یوں بھی اتنا آسان تو نہ تھا اپنی محبت سے دستبردار ہو جانا۔

لان کی سجاوٹ کا کام حماد اور زین دیکھ رہے تھے جبکہ صارم بھی ان کے ساتھ ہی لگا ہوا تھا۔

شام تک سارے ہی قریبی رشتہ دار آ چکے تھے۔

زین کام سے فارغ ہو کر کمرے میں آیا تو عالیہ کو کپڑے ہینگ کرتے پایا۔

"یار پانی پلاؤ ایک گلاس۔"

وہ بیڈ پر ٹانگے لٹکائے لیٹا تھا۔اس کی آواز پر عالیہ نے جگ سے گلاس میں پانی انڈیل کر اسے دیا تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

گلاس اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے زین نے اس کے ہاتھ تھام لیے اور ایک تاسف زدہ نظر عالیہ پر ڈالی تو وہ آئبرو اچکا گئی جیسے پوچھ رہی ہو کیا۔

"تم نے مہندی نہیں لگوائی۔"

پانی غٹاغٹ چڑھا کر گلاس سائیڈ پر رکھتے وہ خفگی سے بولا۔

"کام میں ٹائم ہی نہیں ملا۔"

عالیہ اس کے انداز فکر پر مسکرا دی۔

"ابھی کے ابھی مہندی لگواؤ۔"

اس نے حکم صادر کیا۔

"سب مہمان آگئے ہیں۔مہندی کی رسم کچھ دیر میں شروع ہو جائے گی اور اتنی جلدی تو مہندی سوکھے گی بھی نہیں۔"

وہ اپنا ڈریس نکالتی ہوئی مصروف سی بولی تھی کہ زین نے اس کے ہاتھ سے ڈریس لے کر بیڈ پر رکھا اور شانوں سے تھام کر اپنے سامنے کیا۔

"مجھے تمہارے ہاتھوں پر مہندی لگی ہوئی چاہیے۔ تمہیں پتا ہے ناں مجھے تمہارے سونے ہاتھ بالکل نہیں پسند۔ پھر بھی تم اپنی کرتی ہو۔ میری تو سنتی ہی نہیں ہو۔"

وہ ناراضگی سے کہہ رہا تھا۔ عالیہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"اتنی جلدی نہیں سوکھے گی ناں۔"

اس نے منانا چاہا۔

"ڈرائیر کب کام آئے گا میری جان"

اس نے عالیہ کے گال کو نرمی سے چھوتے ہوئے فوری حل پیش کیا تو وہ ہنس دی۔

"مجھے تیار بھی ہونا ہے۔"

عالیہ نے عذر تراشہ۔

"تم مہندی لگوالو تیار بھی ہو جانا میں پارلر لے جاؤں گا تمہیں۔"

اس نے اس کا گال تھپتھپایا اور اپنی استری شدہ شلوار سوٹ اٹھالیا۔

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ پارلر والی کو پھپھو نے گھر پر ہی بلوالیا ہے۔"

"دیٹس گریٹ ٹائم کی بچت ہو گئی۔"

وہ ہنستا ہوا واشروم میں گھس گیا۔عالیہ نے عائشہ کے کمرے کا رخ کیا۔

اس کے ہاتھوں اور پاؤں کی مہندی مکمل ہو چکی تھی۔

"تمہارا ہی انتظار تھا۔اب تمہاری باری ہے بنو کی سہیلی۔"

آئینہ نے شوخی سے کہا تو وہ جھنیپ گئی اور مہندی لگوانے لگی۔

—

شام ڈھلتے ہی مہمانوں نے آنا شروع کر دیا تھا۔ممتا بیگم اور ہادیہ بیگم مہمانوں کے استقبال میں پیش پیش تھیں۔میسم صاحب ابرار اور فواد مردوں میں بیٹھے گپ شپ لگا رہے تھے۔

سارہ نے علیزے کو پہلے ہی تیار کر کے سلا دیا تھا۔

اب وہ خود تیار ہو رہی تھی۔ شیشے کے کٹ ورک والی زرد رنگ میکسی میں بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے وہ میک اپ کو آخری ٹچ دے رہی تھی کہ شیشے میں ابھرتے حماد کے عکس پر نظر پڑتے ہی لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اور فورا لپ شیڈ ڈریسنگ میز پر رکھتے مڑی تھی۔

"لکنگ گارجس۔"

حماد نے اسکی مانگ میں خوبصورت سا احساس جگایا تھا تو سارا کے اندر تک سکون اتر گیا۔

"آپ کے کپڑے وہ رکھے ہوئے ہیں۔ جلدی سے نہا کر چینج کر لیں سارے مہمان آگ ئے ہیں۔"

وہ بیڈ پر پھیلا اپنا دوپٹہ اٹھا کر اوڑھتی ہوئی بولی۔

حماد علیزے پر جھک گیا تھا۔ سارہ کی آنکھیں پھیل گئ۔

"نہیں حماد پلیز یہ ظلم نہ کریں۔ یہ اٹھ گئی ناں تو رو رو کر حال برا کر لے گی۔"

وہ دبی دبی آواز میں بے بسی سے چلائی۔

"ایک تو تم نہ خود کو پیار کرنے دیتی ہو نہ میری بیٹی کو۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ سخت بدمزہ ہو کر علیزے کر چھوٹے چھوٹے پھولے ہوئے گالوں پر پیار کرتا ہوا کپڑے لے کر واشروم میں گھس گیا تو سارا نے سکھ کی سانس لی۔

زویا کپڑے پہن کر بیزار سی بیٹھی تھی کہ اس کی طبیعت ہی نہیں سنبھل رہی تھی۔ماہیر واشروم سے کپڑے بدل کر بال تولیے سے رگڑتا ہوا اس کے سامنے آن رکا۔

"آپ اب تک تیار نہیں ہوئیں زویا۔"

اس نے تولیہ دور صوفے پر اچھالتے ہوئے قمیض پہنی اور اب وہ گریبان کے بٹن بند کر رہا تھا۔

"میرا دل گھبرا رہا ہے۔سر الگ درد سے پھٹ رہا ہے۔"

وہ بیڈ پر نیم دراز تھی۔

وہ کف لنک لگا کر تیزی سے زویا کی طرف بڑھا۔

"کھانا کھایا تھا آپ نے؟"

اس کے پاس بیٹھتے ہوئے نرمی سے پوچھا تو اس نے محض اثبات میں سر ہلا دیا کہ بولنے تک کا جی نہیں چاہ رہا تھا۔

"دوائی لی تھی؟"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس کے اگلے سوال پر زویا نے نظریں چرائیں۔

"طبیعت تو خراب ہو گی ہی ناں۔ چلیں اٹھیں اور دوا لیں شاباش۔"

اس زبردستی اٹھا کر دوائی دی۔

"تھوڑی دیر میں بہتر فیل کریں گی۔"

اس کی پریشان صورت دیکھ کر ماہیر نے اسے تسلی دی اور محبت سے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"پریشان نہیں ہوں آپ۔ میں یہیں ہوں آپ کے پاس۔ طبیعت بہتر ہوتے ہی تیار ہو جایئے گا۔"

وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گیا تھا۔ زویا کا ہاتھ تھامے اسے مسلسل اپنے ساتھ کی یقین دہانی کروا رہا تھا۔

"مام میرا کرتا کہاں ہے اور میری شال بھی نہیں مل رہی۔"

الماری کے پٹ کھولے وہ تقریباً ہر چیز باہر نکال کر پھینک چکا تھا جبکہ صبح ہی یہ کمرہ خود رافع کے ساتھ سیٹ کروا کر گیا تھا بعد میں ممتا بیگم نے اس کا سارا سامان نئی الماری میں رکھوا دیا تھا۔

ممتا کو نہ پا کر وہ جھنجھلایا ہوا سا کمرے سے نکلا تھا کہ پریشے نے اسے دیکھ کر آواز دی تو وہ پیچھے مڑا۔

"کیا ہوا نین بھیا آپ غصہ کیوں ہو رہے ہیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یار بڑی کیا بتاؤں آج میری مہندی ہے۔میں دولہا ہوں اور میرے ہی کپڑے نہیں مل رہے جبکہ باقی سب تیار بھی ہو چکے ہیں۔کیا یہ سراسر کھلا تضاد نہیں ہے۔"

وہ کمر پر ہاتھ ٹکائے تپے ہوئے لہجے میں بولا تو پریشے کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"چلیں میں ڈھونڈ کر دوں۔"

وہ اسے بازو سے پکڑ کر کھینچ کر کمرے میں لے آئی تھی اور خود ممتا بیگم کے کمرے سے اس کی شال اور کرتا شلوار لا کر اسے تھمایا۔مہندی تو یوں بھی وہ سوکھنے پر جلدی دھو چکی تھی۔

"واہ!بغل میں چھوڑا اور شہر میں ڈھنڈورا۔"

نین نے حسب حال چٹکلہ چھوڑا۔

"جلدی سے پہن کر آئیں پھر میں آپ کو تیار کروں گی۔"

وہ اس کا گال تھپتھپا کر واشروم میں گھس گیا۔پریشے نے ستائشی نظر پورے کمرے پر دوڑائی پھر الماری کی ساری چیزیں واپس رکھ کر ڈریسنگ میز تک آئی۔

کوئی شک نہیں تھا کہ وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔زرد رنگ کی کرتی پہ گلابی گوٹہ کناری والا لہنگا پہنے اس کا سراپہ نازک سی گڑیا کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

لائٹ سے میک اپ میں بالوں کو کرل کیے وہ پرکشش لگ رہی تھی۔ چنری والا دوپٹہ کندھے پر ایک طرف لٹک رہا تھا۔ اس نے شیشے سے نگاہ ہٹالی۔

دھیان کے تانے بانے یونہی بے خیالی میں ہمان سے جا ملے تھے۔ کتنے دن ہو گئے تھے اس سے ملے اس سے بات کیے۔ وہ تو جیسے اسے بھول ہی بیٹھا تھا۔ اس کا معصوم سا دل یک دم خفگی پر اتر آیا تھا۔

نین کپڑے بدل کر باہر نکلا تو وہ چونک گئی۔

سلیقے سے بال بنانے کے بعد پریشے نے اسے بیڈ پر بٹھایا۔

شال اس کے گلے میں ڈالی۔ پشاوری چپل اسے لا کر دی۔

ان سب میں نین کی مسکراہٹ تھی جو جدا نہ ہوتی تھی۔ ممتا بیگم اسے ہی دیکھنے آئی تھیں۔

"تیار ہو گیا میرا بیٹا۔"

"نہیں مما ابھی پرفیوم رہتا ہے۔"

وہ ڈریسنگ سے پرفیوم لے آئی تھی اور نین پر جیسے پوری کی پوری بوتل ہی خالی کر دی تھی۔

"بس کرو یار ورنہ آج رات چڑیلیں چپک جائیں گی۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نین نے ہنس کر اسے روکا۔

"جو خوبصورت چڑیل تم نے پیچھے لگائی ہے نہ وہ سب چڑیلوں پر بھاری ہے فکر ہی نہ کرو تم۔"

اندر آتی سارہ نے لقمہ دیا۔

"یوں بھی اسے علاج کرنا اچھے سے آتا ہے۔"

"دیکھ لیں مام آپکی بہو کو چڑیل کہہ رہی ہے۔"

اس کی گل افشانی پر وہ شکایتی انداز میں انہیں متوجہ کر گیا۔

"تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے میں تو چچی کی بہو کو کہہ رہی ہوں۔"

سارا نے معنی خیزی سے کہا پر دوسری طرف نین تھا جو مشکل ہی ہتھے چڑھتا تھا۔

"تمہاری چچی کی بہو میری بھی تو کچھ لگتی ہے اور میری کچھ لگتی کو تم چڑیل کہہ رہی ہو سوچ لو پھر۔"

نین نے اسے گویا دھمکایا۔

"میاں زرا احتیاط کرو تم فوجی کی بیوی کو دھمکا رہے ہو نتائج خاصے خطرناک نکل سکتے ہیں۔"

سارا نے اس کا کالر ٹھیک کرتے گویا اسے باور کروایا کہ کم اسے بھی نہ سمجھا جائے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"خطروں سے کھیلنے کا تو یہ عادی ہے۔"

ہمان کی آواز پر سب ہی نے حیرت اور خوشی سے پلٹ کر اسے دیکھا۔وہ پون گھنٹے پہلے گھر آیا تھا۔نیچے لان میں میسم اور چاچو لوگوں سے ملنے کے بعد ہادیہ چچی سے چائے کا بول کر وہ اوپر جس وقت کمرے میں گیا کمرہ خالی تھا۔پریشے تیار ہونے کے لیے اپنا سامان سارہ کے کمرے میں لے گئی تھی۔باقی بھی اپنی تیاریوں میں اس قدر مصروف تھے کہ اس کی آمد سے بے خبر ہی رہے تھے۔اس کی کپڑے جوتے کف لنکس غرض ہر چیز پریشے نکال کر بیڈ پر رکھ گئی تھی کہ مصروفیت میں اگر وقت نہ بھی ملے تو اسے پریشانی نہ ہو۔وہ تیار ہو کر چچی لوگوں کے پورشن کی طرف ہی نکل آیا تھا اور ادھر تو جیسے ایک ہنگامہ برپا تھا۔

"تجھے بھی عادی ہونا چاہیے سالے کیونکہ تیرے لیے سب سے بڑا خطرہ اب میں ہوں۔بچ اب مجھ سے۔"

کف اوپر چڑھا تا وہ اس پر چڑھ دوڑا تھا۔ممتا بیگم نے سر پکڑ لیا۔

"نین کیا بچپنا ہے کپڑے خراب ہو جائیں گے۔"

انہوں اسے ڈپٹ کر بازو سے پیچھے کیا تو ہمان نے ہاتھ جوڑ دیے۔

"معاف کر دے میرے یار۔"

"دغاباز انسان۔عین موقع پر فرار ہو گیا۔ایسا کوئی دشمن کے ساتھ بھی نہیں کرتا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اس نے دونوں ہاتھوں پر گھونسہ مارتے وہ غصیلے لہجے میں بولا۔

سارہ تو نفی میں سر ہلاتی باہر نکل گئی۔ پریشے پرفیوم کی شیشی ڈریسنگ پر رکھ کر ممتا بیگم کے ساتھ نیچے چلی گئی۔

"معاف کردے میرے جگر۔ ضروری کام نہ ہوتا تو کبھی نہ جاتا۔ جب تیرا نکاح کروا سکتا ہوں سب سے چھپ کر تو بھلا تیری شادی کی تیاریوں میں شامل نہیں ہو سکتا تھا۔ ضروری کام نہ ہوتا تو کبھی نہ جاتا۔"

اس کی پیٹ تھپک کر وہ مسکرا کر بولا تو قدرے توقف کے بعد نین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"چل آجا کیا یاد کرے گا۔ بہن تو دی ہی تھی اب معافی بھی دے دی۔"

اسے کس کر گلے لگاتے وہ ہنستے ہوئے بولا تو ہمان کا فلک شگاف قہقہہ لگا۔

"عالیہ کیا کر رہی ہو۔ ابھی تک تیار نہیں ہوئیں۔"

زین ماتھے میں ڈھیروں بل لیے کمرے میں آیا اور ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالی۔

"بس بس ہو گئی۔"

وہ بالوں میں برش پھیر کر دوپٹہ بیڈ سے اٹھا کر اوڑھتی ہوئی بہ عجلت بولی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment
https://classicurdumaterial.com/

"حد کرتی ہو عالیہ اتنی دیر لگا دی۔"

وہ قدرے جھنجلایا ہوا سا تھا۔

"دیر بھی آپ ہی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ مہندی لگواؤ مجھے تمہارے ہاتھ سونے نہیں اچھے لگتے۔"

وہ سینڈلز پہنتی ہوئی اس کی نقل اتار کر گویا یاد دلا گئی کہ اس دیر کی اصلی وجہ وہ خود ہے لہذہ اسے الزام سے بری کیا جائے۔

"ہاں ٹھیک ہے پر تمہیں جلدی ہاتھ چلانا چاہیے تھاناں۔"

کمرے سے نکلتے وقت اس کے ہمراہ چلتے وہ پھر بھی قصور اسی کے حصے میں ڈال رہا تھا۔

"ایک تو میں آپ مردوں کی رمز نہیں سمجھ سکی آج تک۔"

وہ تنگ کر کہتی دوپٹہ سنبھلاتی عائشہ کے کمرے میں آئی جہاں وہ ہلکے سے میک اپ میں کاہی گرین کرتی کے سنگ زرد رنگ غرارہ پہنے بالکل تیار تھی۔ سر پر سبز رنگ کا زرد گوٹہ کناری والا دوپٹہ اوڑھے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔

دوسری طرف آئینہ بھی سفید کامدانی میکسی میں بالوں کا جوڑا بنائے لائٹ سے میک اپ میں پٹولہ لگ رہی تھی۔ اس کا لپ شیڈ گہرا سرخ تھا۔ آج اس کا نکاح تھا تو اس کی تیاری بھی اسی حساب سے تھی۔

"میں صدقے اللہ نظر بد سے بچائے۔"

وہ باری باری دونوں کی نظر اتارنے لگی کہ دونوں ہی پیاری لگ رہی تھیں۔

نیچے سارے مہمان آچکے تھے۔عالیہ بھی انہیں ایک نظر دیکھ کر بالکنی میں نکل آئی۔ملک ہاؤس کے لان میں مہندی کی تقریب منعقد کی گئ تھی۔

رنگ برنگے برقی قمقموں سے پورا لان جگمگا رہا تھا۔

گیندے اور گلاب سے سجا سٹیج سب کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ڈل گولڈن رنگ کے نفیس صوفے جن پر سرخ رنگ کے کشن سیٹ کیے گ ئے تھے جو نہایت دیدہ زیب لگ رہے تھے۔تھری سیٹر صوفے کے دائیں بائیں سنگل صوفے لگائے گ ئے تھے۔درمیانی صوفے کے سامنے شیشے کی میز رکھی گئ تھی جس کی اوپری سطح گلاب کی پتیوں میں چھپ سی گئ تھی۔پھولوں کی بھینی بھینی سی خوشبوں فضا میں رچی بسی ہوئی تھی۔

لال پیلے ہرے گلابی آنچل ادھر سے ادھر اڑتے پھر رہے تھے۔چوڑیوں جھمکوں اور صنف نازک کی کھنکتی آوازوں نے الگ سا سماں باندھا ہوا تھا۔مہمانوں کے ساتھ اسے گھر کے مرد بیٹھے ہوئے نظر آئے۔چچی لوگ مہمان خواتین سے محو گفتگو تھیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نازنین عائشہ کو دیکھنے آئی تھیں۔اسے دیکھ کر آنکھیں نم ہو گئیں۔اس کے سر پر پیار دیتیں وہ عالیہ کو کہنے لگیں۔

"عالیہ آئینہ کے سر پر چادر درست کریں۔میسم بھائی اور ہمان مولوی کو لے کر آرہے ہی۔"

"چلو محترمہ! تیاری پکڑو کھونٹے سے بندھنے کی۔"

اس کی شوخیوں کا رخ یکدم آئینہ کی جانب ہوا تھا جو عاشی کو بازو سے تھامے ہوئے تھی۔

ان کے کہنے پر آئینہ کے ہاتھ پیر پھول گئے۔عالیہ نے اسے چادر اوڑھا کر صوفے پر بٹھایا۔

نازنین بیگم نے اس کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

میسم صاحب کے ساتھ ہمان اور حماد آئے تھے۔دونوں کا دست شفقت اس کے سر پر تھا۔نکاح کے وقت اس نے شدت سے اپنے جان سے پیارے بابا اور ماما کو یاد کیا تھا جس کے باعث اس کی آنکھیں بھیگتی چلی گئی تھیں۔

ادھر سٹیج پر سب موجود تھے اور ان سب کو گواہ بنا کر رافع نے بھی نکاح کے تین بول بول کر اسے اپنی زوجیت میں لے لیا تھا۔

نکاح کے بعد ان دونوں کا پردہ ختم ہو گیا تھا جو ہادیہ چچی نے نکاح سے تین چار دن قبل کروایا تھا اور اسی غرض سے آئینہ نازنین کی طرف تھی۔

عائشہ کو نیچے سٹیج پر لایا گیا تو ممتا نے آگے بڑھ کر رسم حنا کی ابتداء کی اور ماتھا چوم کر اس کی مٹھی میں شگن کے پیسے تھمائے پھر نین کی رسم کی۔ سٹیج پر بیٹھا نین مسکرا کر اپنی رسم حنا کروا رہا تھا۔

زویا کی طبیعت بہتر ہوئی تھی اور اب وہ سٹیج پر بیٹھی نین کی رسم ادا کر رہی تھی۔ سارا بائیں طرف صوفے پر بیٹھی تھی۔ حماد اور ماہیر مہمانوں کے ساتھ محو گفتگو تھے۔

ہلدی اور تیل لگانے کے بعد وہ منہ میٹھا کروا کر ٹشو سے ہاتھ صاف کرنے لگی۔

"اتنا بھی منہ میٹھا نہ کروایئے کہ کڑوا ہی ہو جائے۔"

وہ میٹھائی کھا کھا کر اکتا گیا تھا اور زبان جیسے کڑوی ہونے لگی تھی۔

جل بھن کر وہ بولا تو زویا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

اس کے پہلو میں بیٹھی عائشہ نے بامشکل مسکراہٹ ہونٹوں میں دبا کر سر جھکا لیا۔

"میری باری کب آئے گی۔"

ہادیہ چچی کو بیٹھتے دیکھ کر پریشے نے احتجاج کیا۔

"تم کر لو رسم میری خیر ہے۔"

ان کے انداز پر سب ہنس دیے۔وہ ایک طرف ہو گئ تھیں۔پریشے کے بعد باری باری سب نے رسم ادا کی۔

رسم کے بعد جوانوں نے ڈھولک کی تاپ پر لڈیاں ڈال کر محفل زعفران کر دی۔اس کے بعد سب مل کر شادی کے گیت گانے بیٹھ گ ئے تھے۔شروعات عالیہ نے کی تھی۔

آج ہے سگائی

سن لڑکی کے بھائی

آج ہے سگائی

سن لڑکی کے بھائی زرا ناچ کے ہم دکھا

کڑی کی طرح نہ شرما

کڑی کی طرح نہ شرما

ہوئے تو میری گل مان جا

ہاں تو میری گل مان جا

میں سب کو نچاؤں

نچ نچ کے دکھاؤں

آمجھ کو گلے سے لگا

منڈے سے زرا آنکھ لڑا

منڈے سے زرا آنکھ لڑا

ہوئے تیری میری گل مان جا

ہاں تو میری گل مان جا

زین کی جوابی کاروائی پہ سب نے جم کر ہوٹنگ کی تھی۔بیچاری عالیہ شرم سے سرخ پڑ گئی۔ان سب کے ہنگامے رات گئے تک چلتے رہے تھے۔

عائشہ تو تھکن سے چور ہو گئی تھی اس نے بے بس نگاہوں سے پاس بیٹھی پریشے کو دیکھا جو انہماک سے حماد اور ہمان کو دیکھ رہی تھی جو زبردستی نین کو بھنگڑا ڈلوا رہے تھے اور وہ ہنس ہنس کر دوہرا ہو رہا تھا۔

اس نے دھیمی آواز میں اسے مخاطب کیا کہ باقی سب سٹیج سے قدرے فاصلے پر تھے۔

پریشے نے اس کی طرف دیکھا۔

"تھکن سے برا حال ہو رہا ہے مجھے میرے کمرے میں چھوڑ آؤ۔"

"ایک منٹ میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ کہتی بہ عجلت سٹیج سے نیچے اتر کر پھپھو کے پاس گئی تھی اور ٹھیک دو منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی تھی۔

"چلو آؤ۔"

اس نے بازو تھام کر اسے اٹھایا اور پیچھے کے رستے سے اسے کمرے میں لے آئی۔

عاشی نے اگلے ہی لمحے چمکیلے بھڑکیلے کپڑے تبدیل کیے تھے جبکہ پریشے اسی وقت واپس چلی گئی تھی۔ تھکن اتنی تھی کہ بھوک کا بھی خیال نہیں رہا اور لیٹتے ہی نیند غالب آ گئی۔

دوسری طرف نین سٹیج پر اسے موجود نہ پا کر جل بھن گیا تھا کہ اب اس کے پاس سوائے عاشی کو فون کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہ تھا مگر یہاں بھی وہ پیچ و تاب کھاتا رہ گیا تھا۔ کال رسیو ہی نہیں ہو رہی تھی اور ہوتی بھی کیسے کہ کال رسیو کرنے والی خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ اس نے ٹیبل پر مکا مارا اور کراہ کر رہ گیا۔

تقریب اختتام کو پہنچی تو سب مہمانوں کو رخصت کر کے وہ لوگ بھی اپنے اپنے کمروں میں آرام کی غرض سے چلے آئے۔

کمرے میں آ کر اس نے اپنا نائٹ سوٹ نکال کر بیڈ پر رکھا اور ڈریسنگ کے سامنے آ کر چوڑیاں اتارنے لگی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

ہمان نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے اسے خود میں بھینچتے ایسا کرنے سے منع کیا۔

"انہوں ابھی نہیں۔"

"اس کے کندھے کو چھوتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔

"آپ کو نہیں لگتا یہ آرام کرنے کا وقت ہے۔"

پریشے نے خفگی بھرے انداز میں اس کا حصار توڑا تھا۔ وہ اس سے نظریں نہیں ملا رہی تھی۔

"پوری تقریب میں تم نے مجھ سے بات نہیں کی۔ مجھ سے ملی تک نہیں۔ کیا یہ سزا کم نہیں ہے میرے لیے۔"

اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتے وہ مزید فاصلہ کم کرتا چلا گیا۔

"تقریب محض چند گھنٹوں پر مشتمل تھی۔ اتنی سی دیر برداشت نہیں ہوا اور میں جو پچھلے کئی دنوں سے برداشت کر رہی ہوں وہ۔"

غصے سے آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ لہجہ لرز سا گیا

اسے ڈر تھا کہ کہیں آنسو چھلک ہی نہ جائیں۔ وہ رخ موڑ گئی۔

https://classicurdumaterial.com/

"نہ کال کرتے ہیں۔نہ کوئی میسج اور جب میں رابطہ کرتی ہوں تو نو ریسپانس۔مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔یہ کوئی طریقہ ہے۔"

وہ ہاتھ جھلا کر گویا ہوئی۔آنسو زبردستی اندر دھکیلے۔

اف! کوئی شدت سے مجھے یاد کر رہا تھا۔

ہمان نے اس کا رخ اپنی طرف کیا تو وہ سر ہلا گئی۔

"ہاں شدت سے یاد کر رہی تھی۔کیوں اتنا عادی بنا دیا ہے اپنا کہ آپ کے بغیر دل ہی نہیں لگتا۔کچھ اچھا نہیں لگتا۔ہر شے بے رنگ وبے رونق لگتی ہے۔آپ اپنا ٹرانسفر کروالیں ناں اسی شہر میں۔روز صبح جایا کریں اور شام کو واپس۔جیسے نین بھیا اور ماہر بھائی لوگ کرتے ہیں۔"

"میری جان! میں خود تم سے شدید محبت کرتا ہوں۔تمہاری باتیں تمہاری ادائیں سب بہت یاد آتی ہیں۔میں خود چاہتا ہوں کہ صبح جا کر شام کو واپس لوٹ آؤں مگر کیا کریں فوجیوں کی ڈیوٹی اتنی آسان تھوڑی ہوتی ہے۔"

اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لیتا وہ اسے سمجھانے لگا۔وہ چہرے پر ناراضگی کے بادل لیے یونہی کھڑی رہی۔

"اتنے دنوں بعد آیا ہوں۔یونہی لڑنے جھگڑنے میں وقت ضائع کروگی۔"

"میں لڑتی نہیں ہوں۔ آپ حرکتیں ہی ایسی کرتے ہیں کہ مجھے غصہ آجاتا ہے۔"

پریشے نے اس کا کالر ٹھیک کرتے خفگی سے کہا۔

ہمان نے اس کی کمر کے گرد بازو باندھ کر اسے خود سے لگا لیا۔

"چھوڑیں مجھے چینج کرنا ہے۔"

"صبح کر لینا۔ ابھی میرا موڈ نہیں ہے۔"

اسے بیڈ پر لیٹاتے اس کے گرد بازوؤں کا حصار باندھتے وہ خمار آلود لہجے میں گویا ہوا تو پریشے نے اس کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موندلیں۔

اگلی صبح دونوں گھروں میں افراتفری کا عالم تھا۔

تیاروں میں ہی شام ہو چلی تھی۔ پریشے اور سارہ کافی دیر سے پارلر گئی ہوئی تھیں۔ علیزے کو ہادیہ چچی نے سنبھالا ہوا تھا۔

زویا طبیعت خرابی کے باعث نہ جا سکی تھی۔

ماہیر اور رافع اپنی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے۔

"تمہاری تیاری ختم ہوئی کہ نہیں لڑکی نے رونا مچا رکھا ہے جا کہ دونوں کو پالر سے لے کر آؤ۔"

گود میں علیزے کو تھپکتی ہوئی وہ اوپر زویا کے کمرے میں آئی تھیں جہاں ماہیر اپنے کرتے کے کف لنکس لگا رہا تھا۔

"بس نکل رہا ہوں چچی جان۔"

زویا گولڈن رنگ کی ساڑھی میں جوڑا بنائے بیڈ پر بیٹھی اپنا ائیر نگ پہن کر فارغ ہوئی تھی۔

"لائیں مجھے دے دیں اسے۔"

زویا نے آگے بڑھ کر ریں ریں کرتی علیزے کو ان سے لے لیا۔

اس کی ریں ریں قدرے کم ہوئی تھی۔

ہادیہ چچی کو سکون ہوا کہ بچی کب سے ماں کو ڈھونڈ ڈھونڈ پاگل ہوتی روئے جا رہی تھی۔

"آپ بھی تیار ہو جائیں۔"

علیزے کو لیے وہ بیڈ پر آ گئی طبیعت میں قدرے سدھار تھا۔

"ہاں بس ہو رہی ہوں میں نے کونسا رے سولہ سنگھار کرنے ہیں۔"

وہ ہنس کر گویا ہوئیں۔

"اللہ زندگی بخشے ابرار چاچو حیات ہیں اور خاصے شوخ اور بزلہ سنج ہیں چچی جان پھر سولہ سنگھار میں کیا مضائقہ۔"

نین نے پیچھے سے ان کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے شریر لہجے میں کہاں۔

"ہنہہ میں بڈھی اور لال لگام۔"

انہوں نے اس کے ہاتھ پرے کرتے مصنوعی گھوری سے نوازہ۔

بھابھی کی ہنسی چھوٹ گئی۔ماہیر سر جھٹکتا ہوا ان دونوں کو لینے کے لیے نکلا تھا

"یہ ریشمی زلفیں تیکھی ناک ہرنی جیسی آنکھیں مورنی جیسی چال واللہ کمال اور کہتی ہیں بڈھی گھوڑی لگام لال۔"

وہ چھیڑنے سے باز نہیں آیا تھا۔

"یہ موٹی موٹی آنکھیں تو ٹھیک ہیں نا کہیں مجھ میں بیگم تو نظر نہیں آ رہی۔"

ہادیہ بیگم نے حسب عادت مصنوعی طنز کیا۔

"ارے نہیں چچی جان آپ تو کیف بہاراں ہیں نور نظارا ہیں ابھی تک سترا کی مٹیارن لگتی ہیں بھئی فخر ملکاں پر صائمہ نور کا گمان ہوتا ہے۔"

بھابھی تو بھابھی پیچھے سے آتے رافع کا بھی قہقہہ فلک شگاف تھا۔

"جاتا ہے کہ دو ہتھڑ لگاؤں۔"

ہادیہ بیگم خفت سے سرخ پڑتی گھورنے لگیں۔

"بھئی واہ کیا خوب حسن نگاری کی ہے یار۔"

رافع نے داد دی تو ہادیہ بیگم دوپٹہ درست کرتیں بڑبڑاتی ہوئیں سائیڈ سے نکلتی چلی گئیں۔

تھوڑی دیر بعد ماہیر بھی دونوں کو لے آیا تھا۔علیزے کو تو ماں کو دیکھتے ہی رونا آگیا تھا جبکہ پریشے نین کے کمرے میں آگئی تھی۔

وہ شیروانی پہن رہا تھا۔

"بڑی شکر ہے آج کی تاریخ میں آگئی ہو۔"

وہ اٹھتا ہوا خفگی سے بولا تو پریشے ہنس دی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پھر اس کے سر پر کولہ پہنایا۔ہاتھ میں گھڑی پہنائی۔اتنے میں ممتا بیگم فواد صاحب سمیت سب ہی آگ ئے تھے۔زویا نے نین کی آنکھوں میں سرمہ ڈال کر رسم پوری کی تھی۔

"لاؤ میرا نیگ۔"

سرمہ دانی پریشے کو پکڑاتی وہ نین کے سر ہوئی۔

"معاف کرو بھئی جمعرت نہیں ہے آج۔"

نین نے شیروانی کا لر ٹھیک کرتے اسے ہری جھنڈی دکھائی۔

"کچھ بھی کہہ لو نیگ تو دینا پڑے گا۔"

وہ بھی بازو لپیٹے سامنے ہو گئی۔

"لو بھلا کوئی زبردستی ہے نہیں دیتا میں۔"

اس کے صفاچٹ انکار پر ماہیر نے ترحم بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"مجھے نکلوانا بھی آتا ہے۔تم یہاں سے نکل نہ پاؤ گے اور دلہن لانا تو دیوانے کا خواب ہو جائے گا۔"

اس نے بے بسی سے ماہیر کی طرف دیکھا۔

"میرے بھائی شادی کرانا بڑا اوکھا ہے۔یہ تو بس شروعات ہے۔تو بس دل جگر بڑا رکھیں۔"

ہمان نے ہنس کر اس کا شانا تھپکا۔

نین نے برا سا منہ بنایا اور پیسے بھابھی کی ہتھیلی پر رکھے۔

"ناٹ فیئر بھابھی میں آپ کا دیور ہوں مفت میں نہیں کر سکتی تھیں یہ رسم۔"

والٹ جیب میں ڈالتے وہ غمگین سا بولا۔

"مفت میں تو ہوا بھی نہیں ملتی تمہیں تو پھر سرمہ مل گیا۔"

وہ پیسے گنتی ہوئی بولی۔

"بڑا شوق تھا شادی کا تمہیں اب بھگتو۔"

سارہ نے گلاب جامن کا پورا پیس اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔سب کی دبی دبی سی ہنسی گونجی تھی۔

فواد صاحب اور ابرار صاحب اسے نیچے مہمانوں میں لے آئے تھے۔

یہاں سہرا بندی کی رسم کے بعد بارات روانہ ہونے لگی تھی۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

فواد صاحب اور ابرار صاحب باہر لان میں نکلے تو سبھی دھجی گھوڑی کو دیکھ کر چونک گ ئے جس کی رسی ہمان کے ہاتھ میں تھی اور وہ اس کے گردن سہلا رہا تھا۔

"پاپا نین بھیا گھوڑی چڑھیں گے۔"

پریشے لہنگا سنبھالتی ہوئی سامنے آئی تھی اور ساتھ ہی نین کا بازو تھام کر اسے گھوڑی کے پاس لے آئی۔

"دیکھنا یہ نہ ہو کہ گھوڑی ہی اس پر چڑھ جائے۔"

سارہ نے تان اڑائی تھی نین نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا تو سب ہنس دیے۔

"شرم تم کو مگر نہیں آتی۔"

تاسف سے ماہیر نے کہا۔

"محترمہ اس دن پیدا ہی کب ہوئی تھیں۔"

وہ جل کر بولا تھا۔

"تم میری پیدائش پر مت جاؤ ورنہ ٹھیک ٹھاک لڑائی ہو جائے گی بتا دے رہی ہوں۔ سمجھالیں چچی اکلوتے سپوت کو۔"

علیزے کو گود میں سنبھالے وہ تیوری چڑھا کر ممتا بیگم کو متوجہ کر گئ۔

"یہ تنکے میں جان اور لڑائی۔"

سر جھٹکتا وہ گھوڑی پر چڑھ کر بیٹھا تو لمحے بھر کو بے داغ سفید گھوڑی ہنہناتی ہوئی اپنے اگلے دو پیر اٹھا چکی تھی۔ جہاں بیچارے نین کی ہوا نکلی تھی وہیں سارہ سمیت سب کے قہقہے نکل گ ئے تھے۔

"یہ بیٹھے گا گھوڑی پر جسے گھوڑی سنبھالنی ہی نہیں آتی چہ۔۔۔بچارا ڈر گیا۔"

گھوڑی نے پیر زمین پر ٹکا کر سر ہلایا اور نین کی جان میں جان آئی۔

"تم تو منہ بند ہی رکھو کیری کے منہ والی۔"

سارہ کی ہنسی کو بریک لگا تھا۔

"کہاں پھنسا دیا بڑی تم نے اگر گر گرا گیا تو ہاڈے گوڈے ٹوٹ جانے ہیں میرے۔ کیا سوچے کی دلہن۔"

"سوچنا کیا ہے بیچاری رات بھر ایلفی لے کر تمہارے پرزے جوڑتی رہے گی۔"

سارہ نے ٹکڑا جوڑا تو ایک بار پھر محفل زعفران ہوئی۔

"بری بات۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

سارہ میسم نے ٹوکا۔

"ارے بس بھی کرو یہ ہنسی ٹھٹھول۔"

ہادیہ بیگم نے انہیں چپ کروایا جو گھلا مستیوں میں لگے ہوئے تھے۔

ہال زیادہ دور نہ تھا سو انہیں زیادہ مسئلہ نہیں تھا۔

—

رنگ برنگی لائٹوں اور فانوس سے سجا ہال اپنی مثال آپ تھا۔زین اور صارم مہمانوں کو ویلکم کر رہے تھے۔

آئینہ اور عالیہ برائڈل روم میں عائشہ کے پاس تھیں۔جو سرخ لہنگے میں غصب ڈھا رہی تھی۔

نازنین اور مسز صدیقی برات کی منتظر تھیں۔ان کا انگ انگ سرشار تھا بیٹی خوش تھی تو وہ بھی خوش تھیں۔

"اللہ نظر بد سے بچائے اس قدر پیاری لگ رہی ہو کہ نظریں نہیں ہٹ رہیں۔"

سلور ستاروں سے مزین ساڑھی زیب تن کیے سٹیرٹ بالوں کو پشت پر بکھیرے عالیہ نے مسکرا کر اس کی بلائیں لیں تو عاشی جھینپ گئی۔

کچھ ہی دیر میں بارات کا شور اٹھا تو عالیہ اور آئینہ باہر کو لپکیں۔

خوب زور شور اور دھوم دھام سے برات آئی تھی۔

"صارم بھائی پلز نین کی ویڈیو تو بنالیں۔"

اس نے داخلی دروازے پر کھڑے صارم کو اپنا موبائل دینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھا کر لجاجت سے کہا۔

"ہمارے خاندان میں یہ فرد واحد ہے جو کار کے بجائے گھوڑی پر آیا ہے۔ میں تو بہت جوش میں ہوں۔ میں خود بھی بنا سکتی تھی مگر اس حلیے میں باہر جانا اچھا نہیں لگے گا۔"

وہ توجیہ پیش کرنے لگی۔

"اپنا موبائل رکھیں آپ۔ میں اپنے موبائل میں بنالیتا ہوں بعد میں آپ مجھ سے لے لیجیے گا۔"

وہ جیب سے موبائل نکال کر بولا۔

"صارم بھائی تھینکس فار دی آل۔ اینڈ سوری کہ ان سب میں خسارہ آپ کے حصے میں آیا۔ آئی نو دیٹ کے یو لو و کبری۔"

اس نے دانستہ ہی عائشہ کہنے سے گریز کیا تھا۔

"نہ تو میں آپ کا شکریہ قبول کروں گا نہ ہی سوری کہ میں نے کچھ نہیں کیا جو بھی کیا اس اوپر والی ذات نے کیا ہے میں تو بس ذریعہ بنا تھا اور رہی بات خسارے کی تو ایسا نہیں ہے۔اس نے سب کے لیے کچھ نہ کچھ بہتر رکھا ہے۔میرے لیے بھی ضرور کچھ بہترین رکھا ہو گا یوں بھی جو میرا تھا ہی نہیں اس کا غم کیسا اور اب میں یہ باتیں دوبارہ نہ سنوں خوشی کا موقع ہے خوشیاں منائیں۔"

وہ موبائل لیے وہاں سے نکل گیا۔صارم کے چہرے پر پھیلا اطمینان دیکھ کر اسے یک گونہ سکون ملا تھا۔

آتش بازی اور پٹاخوں کے جھرمٹ سے پرے نین بڑی شان سے گھوڑی پر کسی شہزادے کی طرح سوار چلا آرہا تھا۔پریشے سارہ اور زویا سمیت سب ہی ارد گرد موجود تھے۔

زین بھی اسی سمت چلا آیا تھا۔

"تو تمہیں پریشے نے گھوڑی چڑھا کر ہی دم لیا۔"

زین نے گھوڑی کو پیار کرتے ہوئے اسے چھیڑا تو وہ ہنس دیا۔

"ہاں بھئی اس کی خواہش سر آنکھوں پر۔"

"اچھا لگ رہا ہے۔"

وہ ستائش سے دیکھتا ہوا بولا پھر بارات قدرے آگے بڑھی تو زین اور ماہیر نے اسے گھوڑی سے اتارا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

بارات کا شاندار استقبال کیا گیا تھا۔

نازنین نے آگے بڑھ کر اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کی اوک میں لے کر ماتھا چوما۔پھول پتیوں کی برسات میں چلتا ہوا وہ سب کے ہمراہ سٹیج تک آیا۔

وہ سارے کزنز کے جھرمٹ میں جھینپا جھینپا سا بیٹھ تھا۔

"یہ دیکھو سیاں تمہارا گھوڑی پر آیا ہے۔"

عالیہ نے صارم سے موصول ہوئی ویڈیو پلے کر کے عائشہ کے آگے کی تو اسکی بانچھیں کھل گئیں۔

"سٹرینج اینڈ امیزنگ !فیلنگ پراوڈ۔"

عائشہ آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

"بس بس اب کیا نظر لگاؤ گی پتا چلے بیچارہ سٹیج سے ہی لڑھک جائے۔"

سارہ نے موبائل جھپٹ لیا۔

"ویسے ڈاکٹرنی پیاری بہت لگ رہی ہے ہمارا بزنس مین تو گیا کم سے۔"

عائشہ خفت زدہ سی سر جھکا گئی جبکہ وہ تینوں ہنس پڑیں۔

ہاتھ میں کلچ تھامے سنہرے اور سبز رنگ کے شارٹ شرٹ اور پلازو پہنے دوپٹہ کندھے پر لٹکائے وہ متلاشی نگاہوں سے کسی کو ڈھونڈ رہی تھی۔اس نے کلچ سے موبائل نکال کر نمبر ملایا۔بیل مسلسل جا رہی تھی مگر فون کوئی نہیں اٹھا رہا تھا۔

"اف اب اتنے سارے لوگوں میں پریشے کو کہاں ڈھونڈوں۔"

خود سے بڑبڑاتی ہوئی وہ اندر ہال میں آئی۔

پریشے اس سے قدرے فاصلے پر ایک ٹیبل کے پاس کھڑی ہوئی نظر آئی تو اس کی جان میں جان آئی۔

وہ تیزی سے جونہی اس کی طرف بڑھنے لگی۔سامنے آنے والے شخص سے اس کا زبردست تصادم ہوا۔

"کم سے کم انسان کو اپنی آنکھیں کھول کر تو چلنا چاہیے۔"

ماتھا مسلتی وہ تیکھے چتون لیے بولی۔

صارم نے ایکسکیوز کیا۔

"آں۔ٹھیک ہے غلطی میری ہے۔مجھے دیکھ کر چلنا چاہیے تھا۔آئی ایم سوری۔"

منشاء نے حیرت بھرے تاثرات لیے اس بندے کو دیکھا۔

"آپ ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں۔میں سوری کر تو رہا ہوں"

"پہلی بار کوئی شخص دیکھا ہے۔جو بنا کسی بحث کے نہ صرف اپنی غلطی قبول کر رہا ہے بلکہ غلطی کی معافی بھی مانگ رہا ہے۔سٹرینج۔"

وہ متاثر ہوئی تھی اور اس کی سوری قبول کرتی ایک طرف سے نکلتی پریشے کی طرف بڑھ گئ۔

"سرپرائز۔"

"پریشے چونک کر مڑی۔"

"بدتمیز انسان۔کل بھی نہیں آئی تھیں۔فون ملا ملا کر رہ گئ اور آج بھی اتنی لیٹ آئی ہو۔تھوڑی دیر اور لیٹ ہو جاتیں۔"

وہ غصہ کرتی ہوئی اس سے ملی۔

"کل امی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔میں تو آج بھی نہیں آنا چاہ رہی تھی مگر امی نے زبردستی بھیج دیا۔"

"اوہ! اب کیسی طبیعت ہے آنٹی کی؟"

"اب تو اللہ کا شکر ہے بہت بہتر ہے"

منشاء نے مسکرا کر جواب دیا۔

"چلو میں تمہیں اپنی فیملی سے ملواتی ہوں۔وہ جو سٹیج پر بیٹھیں ہیں ناں۔میرے نین بھیا ہیں۔وہ برابر میں تایا ابو کے بیٹے اور میرے جیٹھ ماہیر بھائی اور جو اس سائیڈ پر گولڈن شیروانی میں ہیں وہ زین بھائی ہیں۔پھپھو کے بیٹے۔"

"وہ تمہارے ہزبینڈ ہیں ناں۔میرا کرش۔"

"تمہارا منہ توڑ دوں گی میں۔اس معاملے میں بالکل برداشت نہیں ہے مجھ میں۔جو میرا ہے وہ صرف میرا ہے۔ سمجھیں۔"

پریشے نے اسے گھورا تو وہ ہنس دی۔

"اف اتنی شدید محبت۔"

وہ اسے ممتا بیگم۔چچی اور پھپھو سے ملوانے کے بعد روم میں لے آئی۔

"کہاں تھیں تم۔کب سے راہ دیکھ رہی ہے تمہاری بھابھی۔"

سارہ نے اسے چھیڑا تو پریشے ہنس دی۔

"سارہ یہ میری کالج فرینڈ ہے منشاء اور منشاء یہ زویا بھابھی ہیں ماہیر بھائی کی وائف اور یہ عالیہ ہے زین بھائی کی وائف۔"

"السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام! تم نے کل نہیں بلایا تھا اسے۔"

"ارے نہیں پریشے نے تو بلایا تھا بس میں کچھ مصروفیات کی وجہ سے نہیں آسکی تھی۔"

"یہ دونوں کون ہیں؟"

اس نے سارہ اور آئینہ کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ عالیہ کی بھابھی ہیں آئینہ اور یہ میری اکلوتی نند ہے سارہ۔"

"تمہاری فیملی تو ماشاللہ بہت بڑی ہے۔"

بھابھی باہر چلی گئ۔

"ہاں سو تو ہے۔"

وہ لوگ ہنسی مزاق میں لگ گئیں۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"بلاوا ہے تمہارا۔ بھئی صبر کا مادہ زرا کم ہے دلہے میاں میں۔"

اندر آتی بھابھی نے لقمہ دیا تھا اور وہ یونہی حجاب سی ہوئی تھی۔

پھر ان چاروں کے جھرمٹ میں وہ سٹیج تک آئی تھی۔ نین مبہوت رہ گیا تھا۔

سادگی کو رنگوں میں ڈھلتے دیکھ کر ایک انوکھا سا احساس جاگا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے عاشی کا ہاتھ تھام کر اسے سہارہ دیا۔ لمحوں میں محفل میں شور سا گونجا تھا۔

اس کے برابر میں بیٹھے وہ قدرے نروس ہوئی تھی۔ مگر کچھ ہی دیر میں وہ اپنا اعتماد بحال کر چکی تھی۔

مراسم کا ایک دور چلا تھا۔ پھر کھانے کے بعد لڑکیوں نے دونوں کو گھیر لیا تھا۔

پریشے دودھ کا گلاس تھامے کھڑی سب کے لیے سراپائے حیرت بنی ہوئی تھی۔

منشاء بھی ایک طرف کھڑی دلچسپی سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔ پریشے کی زبانی اس نے اس بڑی سے فیملی کے ہر فرد کے بارے میں سن رکھا تھا۔ آج پہلی دفعہ ان سب سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔

"اتنی حیرت سے کیوں دیکھ رہے ہیں سب۔ بھئی عائشہ میری بہن ہے۔ اس لحاظ سے بہن کی طرف کی ساری رسمیں میں ہی کروں گی۔"

ہمان ہنس دیا۔

"دیکھ لو اپنی بیوی کے کام۔"

عالیہ نے تیکھے چتونوں سے اسے متوجہ کیا۔

گویا کسی اور کا کوئی چانس ہی نہیں تھا۔

"میں تو اپنی بیوی کو ہی دیکھتا ہوں۔اس کے سوا کچھ اور دکھتا ہی نہیں ہے۔"

پریشے کے گرد بازو پھیلا کر وہ محبت بھرے لہجے میں بولا۔

"بیٹا کچھ زیادہ ہی فاسٹ نہیں جا رہیں تم اپنے اس بھائی کی طرح۔"

عالیہ نے ناک سکوڑ کر کہا۔اسے غصہ تھا کہ رسم وہ کرنے کی خواہاں تھی۔

"کیا کریں زمانے کے ساتھ چلنے کے لیے رفتار بڑھانی پڑتی ہے۔"

پریشے نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔

"یہ لیں نین بھیا دودھ پیئیں اور پیسے نکالیں۔"

پریشے نے اسے گلاس تھمایا۔نین نے بنا کسی تردد کے گلاس لبوں سے لگا لیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اگلے ہی لمحے جو ہوا وہ سب کو حیرت میں ڈال گیا کہ نین نے نہ صرف رسم پوری کی بلکہ پریشے کو منہ مانگا نیگ بھی دیا۔

"ناٹ فیئر میری باری تو تم بھکاری بن گ ئے تھے۔"

بھابھی کو رہ رہ کر اپنے مانگنے کا قلق ستا رہا تھا انہیں تو منتیں کرنا پڑی تھیں نیگ کے لیے۔

"ماہیر بھائی کی معصوم شکل دیکھ کر پیسے دیے تھے۔ آپ کی منتیں تو دیوانے کا خواب تھیں یوں بھی بندے بندے کی ویلیو ہوتی ہے۔"

نین نے ابھی اپنا پاؤں اوپر رکھا۔

منشاء سٹیج سے اتر کر قدرے تاریک گوشے میں چلی آئی۔ صارم ضروری کال سننے کے لیے باہر آیا تھا مگر وہاں اسی لڑکی کو بیٹھے دیکھ کر تعجب ہوا۔

"آپ یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہیں۔ اندر چلیں۔ ٹھنڈ بہت ہے۔"

تاریک گوشہ دیکھ کر وہ یہاں آن بیٹھی تھی۔ پریشے کی فیملی سے ملنے کے بعد وہ حد درجہ حساس ہو گئی تھی۔ وہ ماں بیٹی اس بھری دنیا میں تنہا تھیں اور ایک پریشے تھی جس کے پاس ڈھیروں رشتے تھے۔ یک دم اس کا دل بھر آیا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

اجنبی آواز پر وہ آنسو صاف کرتی اٹھنے لگی تو سامنے دیکھ کر رک گئ۔ وہ بالکل سامنے کھڑا تھا۔

"آنسوؤں کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ خوشی کے ہوں تو تاریکی میں بہائے نہیں جاتے۔ صحیح کہا ناں میں نے۔"

"بے شک! مگر ہر وجہ بتانے کی بھی نہیں ہوتی۔"

"ایک سائنسی تحقیق کے مطابق انسان کو اپنے اندر چھپا غم کسی دوسرے سے بانٹ لینا چاہیے ورنہ اس کا اندر کھوکھلا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ غم اسے دیمک کی طرح اندر ہی اندر چاٹتے رہتے ہیں۔ میرے خیال سے میں ایک اچھا سامع ہوں۔"

"مگر مجھے تو ڈاکٹر لگ رہے ہیں۔"

سینے پر دونوں ہاتھ لپیٹے سنجیدگی سے بولی تو صارم کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئ۔

"کس قدر گہری نظریں ہیں آپ کی۔"

"کیا آپ واقع۔"

وہ حیران ہوئی تھی۔ اس نے طنزیہ طور پر کہا تھا۔

https://classicurdumaterial.com/

"جی میں واقع ایک ڈاکٹر ہوں۔"

صارم اس کے حیرت بھرے تاثرات پر ہنس پڑا۔

"میں نے تو بس یونہی۔۔۔۔"

وہ خجل سی ہو گئ

"تو پھر آپ مجھے بتا رہی ہیں ناں۔"

"کیا؟"

منشاء جان بوجھ کر انجان بنی۔

"ان آنسوؤں کی وجہ۔"

"آپ جان کر کیا کریں گے۔"

اس کے ہم قدم چلتے وہ راہداری میں نکل آئی جہاں برقی قمقموں کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

"ڈاکٹر ہوں۔علاج کروں گا۔"

"عارضی یا مستقل؟"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

منشاء نے زرا دیر رک کر پوچھا۔

"مستقل۔"

صارم نے ہاتھ آگے بڑھایا تو منشاء کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئ۔

"اتنی جلدی۔"

"مریض کے علاج میں دیری خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔"

صارم نے لب دبائے۔اگلے ہی لمحے راہداری کے اختتام پر دونوں کی ہنسی گونجی تھی۔

سٹیج پر ان سب کا ہنگامہ یونہی کچھ دیر تک لگا رہا پھر رخصتی کا شور اٹھا تھا اور عائشہ ڈھیروں دعاؤں اور کلام پاک کے سائے تلے رخصت ہو کر نین کے سنگ چلی آئی تھی۔

ادھر بھی کچھ رسموں کے بعد جب وہ کمرے میں جانے لگا تو چاروں پانچوں کمرے پہ دربان کی طرح کھڑی پہرہ دے رہی تھیں۔

"لوٹ لوٹ کر جی نہیں بھرا ابھی۔"

وہ سخت بدمزہ ہوا۔

ان سب نے مسکراہٹ ضبط کرتے نفی میں سر ہلایا۔

"نین بھیا دروازہ رکائی دینی پڑے گی۔"

پریشے نے آگاہ کیا۔

"بصورت دیگر رات نیچے لاؤنج میں گزارو گے۔"

سارہ نے وارننگ دی۔

"بیس بیس ہزار سے یہ دروازہ کھل سکتا ہے۔"

زویا نے اسے آفر کی۔

"ایک ہی دن میں کنگلا کرو گی کیا۔"

وہ تو صدمے سے چلا ہی اٹھا۔

"یہی سمجھو بھائی شادی کر کے پچھتانا ہی پڑتا ہے بندے کو اب تم پچھتالو تھوڑا سا۔"

ہمان نے شانہ تھپک کر گویا حوصلہ افزائی کی۔

"مجھے پتا ہوتا نان ان فضول رسموں کا تو میں بھگا کر لے جاتا عائشہ کو۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ سیخ پا ہوا۔

"بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی کبھی تو چھری کے نیچے آتی۔"

سارہ نے اسے آئینہ دکھایا کہ لوٹ کر تو اسے یہیں آنا ہوتا۔

"تم سب ایک نمبر کی فقیر نیاں ہو۔بڑی تم بھی ان سب کے ساتھ مل گئیں۔ تمہیں تو ہمان سپیئر میں رقم دیتا ہے اور تمہیں کیا حماد خرچہ پانی نہیں دیتا جو آ گئی ہو مانگنے اور زویا بھابھی آپ !ماہیر بھیا شکل سے کنجوس لگتے تو نہیں ہیں۔"

وہ ایک ایک کو گھور کر بولا۔

"کچھ بھی کہہ لو ہم نیگ لیے بنا نہیں ٹلیں گے۔"

وہ سب یک زبان ہو کر بولیں تو نین کی ہوا ٹائٹ ہو گئی۔

"بچے پیسے دے دو ان سے بحث عبث ہے۔"

ماہیر نے اس کے گلے میں بازو ڈال کر اسے سمجھایا۔

"گویا میں اب تک دیوار میں سر مار رہا تھا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ چڑ کر گویا ہوا تو اس کی حالت پر فواد صاحب اور ممتا بیگم سمیت ہادیہ بیگم اور ابرار صاحب بھی ہنس دیے۔

"برخوردار یہ تو لڑکیوں کا حق ہوتا ہے۔ان رسموں سے محفل میں زرا جان آجاتی ہے اور یہ رسمیں ہماری بچیوں نے بھرپور طریقے سے پوری کی ہیں۔"

فواد صاحب متانت سے بولے۔

"ہاں وہ تو دکھ ہی رہا ہے بڑے بھرپور طریقے سے مجھے کنگال کر رہی ہیں۔"

وہ جیب سے والٹ نکالتا ہوا بڑبڑایا۔

"پچاس ہیں آپس میں بانٹ لو اس سے زیادہ کی توقع بھی مت رکھنا۔"

سارہ نے فوری پیسے جھپٹ لیے۔

"توبہ ہے بھوکی شیرنی۔"

اس کی حرکت پہ وہ یہی کہہ سکا تھا۔

"اور تم کنجوس گیدڑ۔"

اس نے بھی حساب بے باک کیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"چلو بھئی اب آرام کرو اور اسے بھی سکون لینے دو۔"

ہادیہ بیگم نے سب کو فارغ کیا۔

اگلی صبح بے حد نکھری نکھری سی تھی۔اس کے برعکس نین میاں کے مزاج خاصے بگڑے ہوئے تھے۔

"اب بس بھی کرو نین کب تک موڈ خراب رکھنے کا ارادہ ہے۔"

شیفون کے پستہ رنگ کے کامدانی سوٹ میں وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی۔دوپٹہ شانوں پر پھیلائے وہ بال ڈرائے کر کے فارغ ہوئی تھی۔

"کل رات کی حرکت کے بعد بھی تم کہتی ہو کو موڈ ٹھیک کر لوں۔حیرت ہے عائشہ۔مجھے کسی لمحہ سکون میسر نہیں آیا۔کچھ اندازہ ہے تمھیں میں کتنا پریشان تھا۔"

وہ ہاتھوں میں دبوچا تکیہ پرے پھینکتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ویسے اتنا بھی کوئی برا نہیں تھا۔کسی ایڈوینچر سے کم نہیں تھی کل کی رات۔"

وہ ہنس کر کل کی رات تصور میں لاتی ہوئی بولی۔

"واؤ دی گریٹ عائشہ ! کو کل کی رات ایڈونچر لگ رہی ہے۔ مگر تمہاری اس ایڈونچر بھری رات نے میرا سکون غارت کر کے رکھ دیا تھا۔"

"ایمرجنسی کیس آگیا تھا۔ کیا ہو گیا اگر میں نے نائٹ ڈیوٹی کر لی تو۔ ہزاروں ڈاکٹرز نائٹ شفٹ میں کام کرتے ہیں۔"

"کرتے ہوں گے مگر وہ جن کے شوہر یا بیویاں انہیں منہ نہیں لگاتے۔"

اس کی بات پر عائشہ سرخ پڑتی ہنس پڑی۔

"کیا لوجک دیا ہے میرے شوہر نے۔ کمال است۔"

وہ داد طلب نظروں سے دیکھتی گویا ہوئی۔

"میں تو ہمیشہ ہی کچھ نہ کچھ دیتا ہوں۔ کبھی تم بھی دے دیا کرو۔"

وہ جل بھن کر بولتا اپنے کپڑے لے کر واشروم میں گھس گیا۔

"دی تو ہے ایک نرالی اولاد اور کیا جان لو گے۔"

وہ بھی خفگی سے بولی تھی۔

https://classicurdumaterial.com/

"دل تو یہی چاہ رہا ہے تمہاری جان ہی لے لوں۔"

کل رات عائشہ نے شادی کے بعد پہلی بار نائٹ شفٹ میں کام کیا تھا ورنہ نین نے اسے ہرگز اجازت نہیں دی تھی نائٹ ڈیوٹی کی۔ نین سخت خفا تھا مگر اس کی ناراضگی کی وجہ حالات کی خرابی تھی۔ کل رات حالات اچانک ہی خراب ہو گئے تھے۔ سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ وہ موبائل بھی گھر بھول گئی تھی۔ نین کو رہ رہ کر اس کی فکر ہو رہی تھی۔ ڈیوٹی سے وہ صبح کے چار بجے فارغ ہوئی تھی اور سیدھی گھر آئی تھی۔ نین اس کے انتظار میں جاگ رہا تھا۔ اس کی گاڑی کا ہارن سنتے ہی نیچے آیا تھا۔

عائشہ کی گاڑی کے شیشوں پر فائرنگ کے نشان دیکھ کر اس کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا جو اب تک نیچے نہیں آیا تھا۔

"جان ہی لیتے ہو محض کل کی رات ہی جان خلاصی ہوئی تھی۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر گویا ہوئی۔

نین کی محبت پر وہ جتنا رشک کرتی کم تھا۔ شادی کی رات سے لے کر اب تک نین کی شدتوں میں صرف اضافہ ہی ہوا تھا۔ وہ سوچ کر مسکرا دی۔

"یہ تم اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہو۔"

بیڈ پر بیٹھ کر وہ شوز پہن رہا تھا۔ایک نگاہ عائشہ پر ڈالی تو وہ نفی میں گردن ہلاتی خود پر ہلکا سا پرفیوم چھڑکتی اس کے ساتھ نیچے چلی آئی جہاں تقریب اپنے عروج پر تھی۔

"اتنی دیر لگادی نین بھیا۔کب سے انتظار کر رہی ہے میری بیٹی اپنے ماموں کا۔رو رو کر حشر کر لیا ہے اس نے۔"

"یار یہ عائشہ نے مجھے زبردستی روک لیا تھا ورنہ میں تو نیچے آرہا تھا۔"

اس کی غلط بیانی پر عائشہ نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا۔

"ڈیڈ دادو کہتی ہیں جھوٹ نہیں بولتے۔میں نے خود دیکھا تھا آپ مما کو زبردستی روک رہے تھے۔"

ہادی کے بھانڈا پھوڑنے پر جہاں نین نے اسے گھور کر دیکھا تھا وہیں عائشہ خجل سی ہو کر رہ گئی تھی۔باقی سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"پیارے ہادی دادو یہ نہیں کہتیں کہ بڑوں کے بیچ میں نہیں بولتے۔"

"کہتیں ہیں ناں۔"

ہادی نے جھٹ سر ہلایا۔

"تو پھر آپ ان کا کہنا کیوں نہیں مانتے۔"

"کیوں کہ دادو کہتی ہیں کہ ہادی اپنے باپ پر گیا ہے۔"

ہادی کے آخری جملے پر سب کا فلک شگاف قہقہہ لگا تھا۔

"تو اسی کے قابو آتا ہے بیٹا۔ یہ تجھے سیدھا کر کے رکھے گا۔"

زین نے اس کی پیٹ تھپتھپائی۔

"بری بات ہے میری جان۔"

عائشہ نے جھک کر اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"بس کریں آپ لوگ نشوہ کی سالگرہ ہے۔ کیک نہیں کاٹا کیا۔ سب مہمان ویٹ کر رہے ہیں۔ جاؤ ہادی جان ہمان چاچو کو بلا کر لاؤ۔"

پریشے نے قدرے خفگی سے ان سب کو تکرار کرتے دیکھا اور ہادی کو حکم جاری کیا۔ اپنی جان سے پیاری پھپھو کو آرڈر ملتے ہی ہادی باہر لان کی جانب بھاگا تھا جہاں ہمان روتی ہوئی نشوہ کو لے کر ٹہل رہا تھا۔

"مان چاچو پری پھپھو بلا رہی ہیں۔"

"چلو پھر اندر چلیں۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

نشوہ چپ ہو گئی تھی۔ وہ ہادی کے ساتھ اندر بڑھ گیا۔

"آجاؤ ماموں کی جان۔"

ایک سالہ نشوہ ہو بہو پریشے کی کاپی تھی۔ ہمان کی گود سے اسے لے کر نین نے چٹاچٹ اس کے گال چوم ڈالے۔ بدلے میں نشوہ کی کھکھلاہٹیں ہورے ہال میں گونجی تھیں۔

اس نے نشوی کے ننھے ننھے ہاتھوں سے کیک کٹوایا اور اسی کے ہاتھوں سے تھوڑا تھوڑا سب کو کھلایا۔

"رو کیوں رہی ہو نازنین۔ یہ تو خوشی کا موقع ہے۔"

نازنین کی نم آنکھیں دیکھ کر ممتا بیگم نے استفسار کیا۔

"کچھ نہیں بھابھی نشوہ کو دیکھ کر ایک سال کی پریشے یاد آ گئی۔ یہ زندگی بھی عجیب ہوتی ہے ناں۔ کیسے کیسے امتحان لیتی ہے اور ہم اس زندگی کے امتحان دیتے دیتے بوڑھے ہو جاتے ہیں مگر امتحان ختم نہیں ہوتے۔ پریشے کتنی بڑی ہو گئی ہے۔ ماں بن گئی۔ پتا ہی نہیں چلا۔"

وہ نم آنکھوں سے مسکرائیں اور بھیگتی آنکھوں کو صاف کیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"مجھے معاف کردو نازنین۔ ممتا کے ہاتھوں مجبور اور خود غرض ہو گئ تھی میں۔ تمہارا یہ احسان تو میں مرتے دم تک نہیں بھولوں گی۔"

"کیسی باتیں کرتی ہیں بھابھی۔یوں معافی مانگ کر میری نیکی کو ضائع نہ کریں۔"

نازنین نے ان کے ہاتھ کو نرمی سے دبایا۔

"مما اس ہادی کے بچے کو دیکھیں۔ نشوی پر قبضہ کر لیا ہے۔مجھے دیتا ہی نہیں۔"

علیزے نے منہ بسور کر ماں کو شکایتی انداز میں دیکھا۔

"بابا جانی ہادی از سو بیڈ۔لیز و آپی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ہادی نشوہ کو مجھے بھی نہیں دیتا۔ہی سیڈ دیٹ نشوی از مائن۔"

ماہر کی گود میں بیٹھے بلال نے بھی لگے ہاتھوں شکوہ کیا۔

ان کی چھوٹی چھوٹی معصوم شکایتوں پر وہ سب مسکرا دیے۔

"یہ ابھی سے قبضہ مافیہ بنا پھر رہا ہے۔اپنے بیٹے کو قابو میں رکھو۔ایک اور اسامی ابھی خالی ہے۔"

سارہ نے اسے لتاڑا۔

"میرے بیٹے کے ہوتے ہوئے کوئی چانس ہی نہیں بنتا۔"

عائشہ نے ایک پیار بھری نظر ہادی پر ڈال کر اسے چڑایا۔

"ایسی بھی کیا بات ہے نشوہ کو زرا بڑے تو ہونے دو دیکھتے ہیں کہ میرے بیٹے کا پلڑا بھاری ہے یا تمہارے بیٹے کا۔"

بھابھی نے مزے سے کہا تو میسم صاحب مسکرا دیے۔

"میں زویا کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔"

نیپکن سے ہاتھ صاف کر کے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ تقریباً تمام بڑے لوگ بیٹھک میں جا چکے تھے۔

آئینہ اپنی بیٹی کو گود میں لیے بیٹھی تھی عالیہ کا بیٹا اسے خوب تنگ کر رہا تھا۔

"پورا باپ پر گیا ہے۔ مجال ہے جو دو گھڑی اس کی زبان اور ٹانگوں کو سکون ہو۔"

"خبردار جو میرے معصوم سے بیٹے پر الزام لگایا تو۔ خود کو دیکھا ہے جو دوسروں کے ناک میں دم کر کے رکھتے ہو۔"

عالیہ بھنا ہی گئی تھی۔ جھٹ سے بیٹے کو سینے لگا کر تھپکا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"ویسے اب تو بیچارہ سیدھا ہو گیا۔ جتنی بری اس کے ساتھ ہوئی تھی۔ اتنی تو کسی کے ساتھ بھی نہیں ہوئی۔"

زین نے اسے سلگایا۔

"تم لوگوں نے اچھا نہیں کیا تھا میرے ساتھ۔"

"لو ہم نے تو جو کیا سو کیا تمہاری بیوی تو ہم سے بھی دو ہاتھ آگے نکلی۔"

بھابھی نے عائشہ کی طرف اشارہ کیا۔

نین کو یک دم ہی اپنی شادی والی رات یاد آ گئی۔

وہ اندر آیا تو عائشہ سرخ گلاب سے سجی لڑیوں کے جھرمٹ میں لہنگا پھیلائے بیٹھی تھی۔ پورا کمرہ گلاب اور موتیے کی بھینی بھینی خوشبو میں ڈوبا ہوا تھا۔ موم بتیوں کی مدھم زرد روشنیوں نے پورے کمرے کو خوابناک بنایا ہوا تھا۔

نین کے قدموں کی دھمک اسے اپنے دل کی زمین پر سنائی دے رہی تھی۔ جس لمحے وہ گلاب کی لڑیوں کو چیر کر بیڈ پر اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ پرس پر اس کی گرفت کچھ اور مضبوط ہوئی تھی۔

نین نے کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

دھیرے سے اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتے وہ مدھم سروں میں گنگنایا تھا۔

آؤ ہم تم کو بتائیں

"محبت" کس کو کہتے ہیں

کسی کو دیکھتے ہی دھڑکنوں میں سُر بکھر جائیں

چمک آنکھوں کی بڑھ جائے

کسی کی یاد میں شام و سحر کا فرق مٹ جائے

سلگتے رات کٹ جائے

تصور سے کسی کے چاندنی راتیں مہک اٹھیں

کسی کا ایک جملہ قوت گویائی بن جائے

کسی کی اک نگاہ شوخ ہی بینائی بن جائے

کسی کے بن جب اپنا آپ اور سب کچھ ادھورا ہو

نہ سورج میں تپش باقی رہے نہ چاند پورا ہو

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

کسی کو دیکھ کے اکثر دھڑکنا بھول جائے دل

ٹھہر جائے جو اس رخ پہ نظر پلٹنا بھول جائے دل

کسی کی دید کی خاطر جبیں سجدے میں جھک جائے

نظر وہ آئے تو بے ساختہ کہہ دے زباں

" اے کاش.... مولا وقت رک جائے"

کوئی خوشبو ہو گل ہو یا کوئی رنگ حنا ہو تو

کڑکتی دھوپ میں کوئی ابر یا سایہ گھنا ہو تو

کسی کی آواز میں روح بھی محو دعا ہو تو

کسی کا ساتھ اپنی ابتداء اور انتہا ہو تو

کوئی خود درد ہو، ہمدرد ہو اور خود دوا بھی ہو

کسی کا ہاتھ جب اپنے لیے دست شفا بھی ہو

پھر ایسے میں

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

یہ سب احساس، ساری کیفیتیں اور سلسلے مل کر

انوکھی شے بناتے ہیں

جسے کہتے بھی ہیں

سنتے بھی ہیں

اور سب سناتے ہیں

"محبت" اس کو کہتے ہیں

اس کا حنائی ہاتھ ہلا تو کمرے میں مدھر سا ساز چھڑ گیا۔

"مجھے لگا تھا محبت صرف مجھے ہے مگر یہ آگ تو دونوں طرف برابر لگی ہوئی تھی۔"

عائشہ نے مسکرا کر کہا۔

"تمہیں ایسا کیوں لگا؟"

نین نے کلائی سے پکڑ کر اسے کھینچ کر خود میں بھینچتے خفگی سے کہا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"مجھے لگا تھا ہماری بیچ آئی دوریوں نے تمہارے دل سے محبت کا ہر احساس ختم کر دیا ہے مگر جب صارم کے حوالے سے تمہارا پہلا ردعمل دیکھا تو دل کو ڈھارس ملی کہ نہیں! میرے نین کو مجھ سے آج بھی محبت ہے۔"

"کیا آج کے دن اس شخص کا نام لینا ضروری ہے۔"

وہ اسے بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا اور کسی نازک آبگینے کی طرح اسے لٹا کر اس کے گرد حصار باندھ گیا۔

عائشہ نے حیا سے بوجھل ہوتی پلکیں اٹھائیں اور چوڑیوں سے سجے ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر اسے پیچھے کیا۔

"اس دن تو مجھے منا رہی تھیں اور اب جب میں مان گیا ہوں تو من مانیاں بھی نہیں کرنے دے رہی ہو۔ یہ تو نری زیادتی ہے۔ تمہیں پتا ہے پوری جیب خالی کی ہے میں نے تمہیں اپنی دسترس میں لینے کے لیے۔"

اس کے رخسار پر انگلی پھیرتا وہ خمار آلود نظروں سے دیکھتا گویا ہوا اور جھک کر اس کی سانسوں سے سانسیں الجھا گیا۔ قدرے توقف کے بعد وہ اس سے الگ ہوا تو بھیانک چیخ کمرے میں سنائی دی۔ نین کے حواس جھنجھنا اٹھے۔

"واٹ ہیپن عائشہ۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔ طب۔ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔"

وہ بے حد پریشان سا اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے سہلاتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

"یہاں اس کمرے میں کوئی ہے۔"

"ظاہری بات ہے۔میں تمہیں نظر نہیں آرہا کیا۔"

اس کی جیولری اتارتے ہوئے وہ شوخ لہجے میں گویا ہوا جبکہ عائشہ کی نظریں کمریں میں چاروں طرف دوڑ رہی تھیں۔

"میں تمہاری بات نہیں کررہی۔"

"مگر میں چاہتا ہوں تم میری بات کرو اور میں تمہیں سنوں اور اگر تم یہ نہیں چاہتیں تو میری سانسوں کو سنو کیا کہتی ہیں۔کیا چاہتیں ہیں۔"

اس کا دوپٹہ اتار کر ایک طرف رکھتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا تو عائشہ کا دل دھڑک اٹھا۔

"میں چینج کرلوں۔"

وہ حجابی لہجے میں بولتی بیڈ سے اتر کر اپنا نائٹ سوٹ لے کر واشروم میں گھس گئی۔

ابھی وہ بیڈ پر ٹھیک سے نیم دراز بھی نہیں ہوا تھا جب ایک بار پھر اسے عائشہ کی چیخ سنائی دی۔وہ تیزی سے واشروم کا دروازہ دھڑ دھڑانے لگا۔

"آریواوکے عائشہ۔"

شیشے سے بہتے خون کی بوندیں اور باتھ ٹب میں پڑی چھوٹے بچے کی خون سے لتھڑی ڈیڈ باڈی دیکھ کر اس کی چیخیں نکل گئی تھیں۔

چیخوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا جو نین کے سر پر ہتھوڑے برسا رہا تھا۔

صبح کے چار بج رہے تھے۔ اس وقت سب گھر والے سو رہے تھے۔ اس نے دروازہ توڑ ڈالا تھا اور جس وقت وہ دروازہ توڑ کر اندر آیا وہاں عائشہ نہیں تھی۔ ہر طرف خون ہی خون دیکھ کر اس کے حواس کام کرنا چھوڑ گئے تھے۔ ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ وہ باتھ ایریا کا سلائیڈنگ ڈور سرکاتا ہوا اندر آیا تو جو منظر اس کی آنکھوں نے دیکھا۔ اسے اس منظر پر یقین نہ آیا۔ اس کا دل سکڑ کر پھیلا تھا۔ سپید پڑتے چہرے کے ساتھ ہی اس نے پوری شدت سے عائشہ کو پکارا تھا جو خون سے بھرے باتھ ٹب میں تقریباً ڈوب چکی تھی۔ محض سر باہر تھا۔

نین نے اس کا گال تھپتھپایا اور تب بھی وہ ہوش میں نہ آئی تو بازوؤں میں اٹھا کر شاور کے نیچے کھڑا کیا پھر واشروم سے باہر لا کر بیڈ پر لٹایا اور تیزی فون کی طرف بڑھا۔ ابھی اس نے فون کان سے لگایا ہی تھا کہ کمرے میں عائشہ کی ہنسی گونجنے لگی۔ وہ حیرت سے پیچھے پلٹا۔

"تم۔۔۔ تو بیہوش تھیں۔ ایک دم خود بخود کیسے۔ مطلب۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ تعجب میں گھرا اس کی طرف بڑھا تو عائشہ کو اس کی شکل دیکھ کر ہنسی قابو کرنا مشکل ہو گیا۔

"شکل دیکھو اپنی۔ او گاڈ میری ہنسی نہیں رک رہی۔"

"تم نے مجھے بیوقوف بنایا۔"

وہ موبائل صوفے پر اچھالتا دانت پیستا گویا ہوا۔

"بس تھوڑا سا۔"

وہ انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے مقدار بتاتی ہنسی ضبط کرنے لگی۔

"تمہیں تو میں بتاتا ہوں۔"

دونوں بازو اوپر چڑھاتا وہ مصنوعی غصے سے اسے گھورتا اس کی کلائی اپنی گرفت میں لے کر اس کے چہرے کے نقوش چھوتا صحیح معنوں میں اس کے چھکے چھڑا گیا تھا۔

"کہاں کھو گئے نین میاں۔"

"یہ وہی خوفناک رات یاد کر رہا ہے۔"

سارہ نے لقمہ دیا تو سب ہنس دیے۔

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

وہ رات خوفناک تھی نہیں بنائی گئی تھی۔"

نین نے دانت کچکچائے۔

"تمہاری بیوی برابر کی قصوروار ہے۔"

"تمہیں کیا پڑی تھی بھیا کو ستانے کی۔"

پریشے ہنسی قابو کرتی پوچھنے لگی۔

تمہارے بھائی نے بھی کم نہیں ستایا تھا مجھے۔

ایکچولی باتھ ٹب میں گڑیا دیکھ کر ہی میں سمجھ گئی تھی کہ یہ پرینک کیا گیا ہے مگر اس وقت ہی میرے دماغ میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس پرینک کو تھوڑا بڑا کر دیا جائے۔ یہ خون خرابہ ڈیڈ باڈیز دیکھنا میرے لیے عام سی بات تھی۔ پہلی دو چیخیں میری نہیں تھی مگر تیسری چیخ میری تھی۔ پریشانی میں نین کو سمجھ ہی نہیں آیا۔"

وہ اب بھی اس کی بیوقوفی پر ہنس رہی تھی۔

"تم نے خوب کری بھئی اس کے ساتھ۔"

بھابھی نے ستائشی نظروں سے اسے سراہا۔

"تم کہاں چلیں۔ کھانا تو کھاؤ۔ سب کھانا کھا رہے ہیں۔"

اسے اٹھتے دیکھ کر ممتا بیگم نے ٹوکا۔

"ہمان کے بغیر کیسے کھالوں۔ انہیں بلا کر لاتی ہوں۔"

وہ دوپٹہ سنبھالتی ہوئی باہر لان میں نکل آئی جہاں ہمان جھولے پر بیٹھا تھا جو دھیرے دھیرے ہل رہا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

پریشے اسی کے برابر میں آ کر بیٹھ گئی۔

"پرانی یادیں تازہ کر رہا ہوں۔"

"وقت کتنی تیزی سے گزر گیا۔ پتا ہی نہیں چلا۔"

"وقت کا تو کام ہی گزرنا ہے۔ بس یہ دعا کرنی چاہیے کہ اچھا گزرے۔"

اس کے کندھے سے سر ٹکاتی وہ دور افق پر ٹمٹماتے تاروں کو دیکھنے لگی۔

"تم نے کھانا نہیں کھایا؟"

"آپ نے بھی تو نہیں کھایا۔"

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

پریشے نے زرا سا سر اٹھا کر اسے دیکھا تو ہمان نے محبت سے اس کی تھوڑی چوم لی۔

"لو ویو سو مچ۔ چلو اندر چلیں۔ ٹھنڈ بڑھ رہی ہے۔"

"اونہوں تھوڑی دیر اور بیٹھتے ہیں ناں۔ اس طرح سے وقت گزارے کافی وقت ہو گیا ہے۔ نشوہ کے آنے کے بعد تو ٹائم ہی نہیں ملتا۔"

پریشے نے اسے بازو سے تھام کر پھر سے بٹھا دیا۔

"ٹھنڈ لگ جائے گی میری جان۔"

"نہیں لگے گی ناں۔"

پریشے نے اس کی شال خود پر پھیلا کر اس کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

"تم نشوہ سے بھی زیادہ ضدی ہو۔"

ہمان نے اس کے گرد حصار تنگ کرتی ہوئے کہا۔

"اس کی ماں ہوں ناں۔"

پریشے کی کھنکتی آواز پر اس نے جھک کر اس کے سر پر لب رکھے۔

پیچھے کہیں نشوہ کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ ہمان نے گہری سانس خارج کی۔ نشوہ کو ماں کے بغیر رہنے کی عادت نہیں تھی۔ پریشے نے پیچھے مڑ کر دیکھا نین راہداری میں اسے لیے کھڑا چپ کروا رہا تھا۔ ماں کے بعد وہ صرف اپنے ماموں کی سنتی تھی۔

بے فکر انداز میں اس نے دوبارہ ہمان کے سینے پر سر رکھ لیا۔ ہمان نے اس کے سر پر چہرہ ٹکاتے شال دونوں پر درست کی۔

سرد رات میں گہرے نیلے آسمان میں لٹکتا چاند انہیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ سرسراتی ہوا محبت کی تکمیل کا پیام لائی تھی۔ تاروں بھری رات میں دو دل یک جان ہو کر دھڑک رہے تھے۔ کہیں سے کوئی جگنو آیا تھا اور اس سیاہ رات میں محبت کا دیپ جل اٹھا تھا۔

تم میرے ہو

فقط میرے!

کہیں دور جاؤ تو سوچنا

کہ تمہارے نام کی چنری اوڑھے

محبت کا ایک دیا جلائے

For More Novels Please Visit Our Website
https://classicurdumaterial.com/
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Entertaiment

تمہاری داسی ان راہوں میں بیٹھی

تمہاری منتظر ہے

کہ جن راہوں پر تمہارے قدموں کے نشاں ہیں

ایک آس کی ڈوری ہے

ڈوری میں چند موتی ہیں

وہ موتی بے رنگ ہیں

لبوں پر ورد جاری ہے

تم میرے ہو

فقط میرے

ختم شد

https://classicurdumaterial.com/

اگر آپ بھی لکھنے کا ہنر جانتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ کی تحریر کو پلیٹ فارم ملے تو کلاسک اردو میٹریل کارپوریشن آپ کو یہ موقع فراہم کر رہا ہے۔

آپ اپنی لکھی تحریر ہمیں اس ایڈریس پر میل کرسکتے ہیں

ClassicNovels04@Gmail.Com

اور اگر آپ بہت سارے ناولز پڑھنے کے شوقین ہیں تو کلاسک اردو میٹریل ویب سائٹ پر آپ کو ہر کیٹیگری کے بے شمار ناولز اعلیٰ کوالٹی پی ڈی ایف میں ملیں گے جنہیں آپ بنا کسی فضول ایڈ کے بہت آسان طریقے سے آرام سے ڈاؤن لوڈ کرکے پڑھ سکتے ہیں۔یہ رہا ہماری ویب سائٹ کا لنک

https://classicurdumaterial.com/

اس کے علاوہ اگر آپ کہانیاں پڑھنے سے زیادہ سننے کے شوقین ہیں یا آپ کے فرینڈز اور فیملی میں کوئی ایسا ہے جسے اردو پڑھنے میں دقت ہوتی ہے مگر وہ ناولز کے شوقین ہیں تو ان کیلئے بھی کلاسک اردو میٹریل کے پاس ہے بہت زبردست پیشکش۔آپ ہمارے یوٹیوب چینل "Classic Entertainment" کو سبسکرائب کرکے وہاں موجود ہر کیٹیگری کے لاتعداد اردو ناولز آڈیو بک کی صورت سن سکتے ہیں۔یہ رہا ہمارے یوٹیوب چینل کا لنک

https://youtube.com/channel/UCtawu1YjgdBbKh-so2FwQtA

کلاسک اردو میٹریل کارپوریشن